سلسلۂ نصابات علمیہ جامعۂ عثمانیہ

پیریکلیز

اور

ایتھنز کا دورِ اقبالمندی

مُصنّفہٗ

ایولین۔ ایبٹ۔ اِسکوائر ایم۔ اے۔

فیلو آف بیل یل کالج۔ اوکسفورڈ مصنفِ تاریخ یونان وغیرہ وغیرہ

جسکو

محمد عنایت اللہ بی اے نے اردو میں ترجمہ کیا

سنہ ۱۳۴۰ھ م سنہ ۱۳۳۱ف م سنہ ۱۹۲۲ء

مطبوعۂ دار الطبع سرکار عالی حیدرآباد دکن

مصنفّ کتاب کا دیباچہ

عہد پیرکلیز کی اِس تاریخ کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں جو دوسرے حصے سے بڑا ہے ایتھنز کی سلطنت کا آغاز اور اُسکا عروج بیان کرنیکی کوشش کی ہے اور اُن اسباب کا ذکر بھی کیا ہے جنھوں نے ایتھنز اور اسپارٹا میں مخالفت پیدا کردی۔ دوسرے حصے میں ایتھنز کی نظم حکومت فنون و ادبیات معاشرت۔ رسم و رواج کے مختصر حالات زمانۂ پیرکلیز کے لکھے ہیں ؛

ناظرین کو معلوم ہوجائیگا کہ پیرکلیز کی سیاست و تدبیر کی نسبت میری رائے مورخان گروٹ اور کرٹی اُس کی رائے سے اختلاف رکھتی ہے۔ میرے نزدیک پیرکلیز نے فی الحقیقت اُس طرز حکومت کو معدوم کردیا جسکی بدولت ایتھنز اپنے اوج اقبال کو پہنچا تھا۔ اور اخیر میں پیرکلیز نے اس سلطنت کو ایک ایسی مسلسل جنگ میں مبتلا کردیا جس کا نتیجہ سوائے مایوسی اور خرابی کے کچھ نہ نکلا۔ یہ باتیں ایسی نہیں ہوسکتیں جن کو ایک لائق مُدبّر کی کامیابیوں میں شمار کیا جاوے۔ وضع قوانین کے اعتبار سے بھی پیرکلیز کا زمانہ تاریخ ایتھنز میں ایک کورا صفحہ پیش کرتا ہے ؛

پس سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ کیا چیز تھی جس نے پیرکلیز کو بزرگی کا مستحق بنایا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ ایتھنز کی ترقی کے لئے جو اعلیٰ درجے کے خیالات پیرکلیز نے اپنے ذہن میں پیدا کر رکھے تھے اور اُسکی بزرگی و فضیلت کی مضبوط دلیل تھے۔ وہ اس بات کو خوب سمجھ گیا تھا کہ حکومت ایتھنز کو ایتھنز والوں کے لئے اور ایتھنز والوں کو حکومت ایتھنز کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ اس بارے میں اُس کے جملہ خیالات امن و عافیت کے زمانے میں غور و فکر کے بعد پختگی کو پہنچے تھے۔ اور نتیجہ ان خیالات کا پارتھی نون اور پیرکلیز کے مشہور خطبۂ تعزیت سے ظاہر ہے۔ لڑائی کے بعد جو مصیبتیں پیش آئیں اُن سے نکلنے کی بہت کوشش کی لیکن کوئی تدبیر کارگر نہ ہوی اور زندگی نے بھی اتنا طول کھینچا کہ

اپنی آنکھوں سے ایتھنز کے خزانوں کو خالی اور رعایا کو بُرے حال میں دیکھنا پڑا اور یہ بھی دیکھنا پڑا کہ جو ایتھنز کے دوست اور رفیق تھے وہ بھی ہر طرف سے ایسے زچ ہو گئے ہیں کہ سوائے مات کھانے کے اب اُن کے لئے کوئی نقشہ باقی نہیں ؛

تصنیفات جو اس مضمون پر پہلے سے موجود تھیں اُن کا اور خاصکر علمائے جرمن ڈنکر ۔ بوسولٹ اور ہولم کی تصنیفات کا جو تاریخ یونان پر حال میں لکھی گئی ہیں میں بے حد ممنون ہوں ۔ یہ تمام مصنفین نہایت تعریف و توصیف کے مستحق ہیں۔ کوئی کسی اعتبار سے اور کوئی کسی اعتبار سے ۔ ڈنکر کی عمیق سیاسی نظر ۔ بوسولٹ کا علم وفضل اور ہولم کا انوکھا اور نتیجہ خیز طریقہ تنقید خاص طور پر ذکر کے قابل ہیں ۔ ایتھنز کے شہر کے حالات جو کچھ لکھے ہیں وہ کرٹی اس کی کتاب (جلد دوم ۔ طبع ششم) سے یا ایتھنز پر جو مضمون بومیسٹر کی کتاب ڈنکمیلر میں تحریر ہے اُسکو دیکھکر لکھے ہیں ۔ ایکروپولس کی بابت جو کچھ لکھا ہے وہ بیوٹی شر سے لیا ہے ۔ مس ہیرسن کی دلچسپ کتاب اُسوقت شائع ہوئی جبکہ میں اپنی کتاب کا وہ حصہ جو ایکروپولس کے حالات میں ہے لکھ چکا تھا ۔ بہرکیف مصنفہ موصوفہ کی کتاب کا ذکر اپنے ایک نوٹ میں کر دیا ہے ؛

مجھ کو ڈاکٹر لیف اور مسٹر کلارک کا شکریہ بھی ادا کرنا ہے ۔ ان صاحبوں نے اپنے فوٹوگرافوں کے مجموعے سے ضروری تصاویر اس کتاب میں نقل کرنیکی اجازت دی ؛

ترجمۂ کتاب کا دیباچہ

مرقومۂ مترجم

یونان کی فلسفہ و منطق ۔ طب و ریاضیات سے ہماری زبان اُردو کسی قدر ضرور آشنا ہے ۔ لیکن یونانیوں کے اور بہت سے علوم و فنون ہیں جو ہماری زبان میں موجود نہیں ۔ مثلاً اُن کے مذہب اور اُنکے دیوتاؤں اور دیبیوں کے قصّے یا اُنکی عالیشان عمارات و بُت تراشی و نقاشی کے اعلےٰ نمونوں کے ذکر سے جن کو تاریخی نظر سے پڑھنے میں کوئی نقصان نہیں ۔ یا مثلاً اُن کے آئین و قوانین اُنکی شاعری و تاریخ نویسی کے حالات سے اُردو کا علمی ذخیرہ خالی ہے ۔ مگر اِس ترجمے سے یہ کمی شاید کسی قدر پوری ہو رہا

اِن علوم و فنون میں آج سے ڈھائی ہزار برس پہلے جو حیرت انگیز باتیں یونان کے بڑے لوگوں نے پیدا کیں وہ اِس کتاب میں جا بجا بیان ہوئی ہیں ۔ تاریخی اعتبار سے مصنف نے یونان قدیمہ کا وہ زمانہ منتخب کیا ہے جسمیں ایتھنز کے ایک روشن ضمیر مدبر سیاست نے ایتھنز کی ریاست کو شہنشاہی کے درجے تک پہنچانا چاہا ۔ اِس تعلق سے متقدمین یونان نے حکومت کے جو طریقے اختیار کئے تھے اُن سے مصنف نے بحث کی ہے ۔ بادشاہوں کے قبضے سے حکومت نکلکر جسطرح شرفائے قوم یا چند امرائے ملت کے قبضے میں گئی اور پھر جس طرح حوادث و انقلابات کے ہجوم میں قدرتی میلان خاطر کے ساتھ قوم کے عالی دماغوں نے تعلیم و تربیت کے ذریعے سے جمہور کی طبیعت کو حکومت کی ذمہ داریاں اُٹھانے کے لائق بنایا اور حکومت عموم کے تحفظ و استحکام کے لئے جیسے جیسے پیچیدہ قواعد اور دستور العمل تیار کئے وہ اِس کتاب میں اپنے اپنے موقع سے کہیں مختصر اور کہیں مفصل بیان ہوئے ہیں ۔ یہ کل مضامین وہ ہیں جو شایقین علم کے لئے ہمیشہ غور طلب اور سبق آموز رہے ہیں ۔ حال کا پتا بہت کچھ ماضی سے

چلتا ہے اور ماضی کے حالات بہت کچھ حال کے رنگ میں دیکھے جاتے ہیں یہانتک کہ آجکل کی مقتدر سلطنتوں کے نظم حکومت میں بھی یونان قدیمہ کی جھلک نظر آجاتی ہے اور کتاب پڑھنے کے بعد کچھ دنوں ضرور اُس خطۂ عجیبہ کے خواب نظر آتے ہیں جسمیں افلاطون اور ارسطو پیدا ہوئے اور جہاں بُت پرستوں نے سقراط کی معرفت الٰہی کو نہ سنا اور اس خداشناس حکیم کو زہر کا پیالہ پلا دیا ۔

مصنف نے یونان کے نامی شاعروں اور خطیبوں اور بڑے بڑے مصوروں اور بُت تراشوں کے حالات بھی مختصر طور پر بیان کئے ہیں جو ظاہر پرستوں کو بالکل ہی اپنا گرویدہ کر لیتے ہیں اور اُنکے دل کے اُن پردوں پر اثر ڈالتے ہیں جس سے حالت حزن یا جوش طرب میں محو خیال ہو کر وہ حسن و خوبی کے نقش لکھا کرتے ہیں۔ اور بیتاب ہو کر پکار اُٹھتے ہیں کہ خدایا وہ کیسی قابلیتیں تھیں جن سے طبیعت بشری اور پیکر انسانی کے ہر حسین و دلکش پہلو پر غور کر کے اُن پرانے اُستادوں نے اپنے پاکیزہ تصورات کو کہیں کلام میں اور کہیں پتھر اور رنگ میں ایسا جادو بنا کر دکھایا کہ آج تک دنیا اُن کا نام جپتی ہے۔ لیکن حقیقت کے پہچاننے والوں کے لئے غور کرنیکا دوسرا ہی طریقہ ہے جسکی عظمت کے سامنے یہ سب رنگین بیانیاں ہیچ اور خوشخیالی کافور ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ مسلمان ناظرین کی توجہ اُس تنقید کی طرف مبذول کیجاتی ہے جو ناظر مذہبی کتب جامعہ عثمانیہ جناب مولانا مولوی صفی الدین صاحب نے اس کتاب کے متعلق بالخصوص مسلمان طلباء کی ضروری ہدایت کے لئے تحریر فرمائی ہے اور جو اِس ترجمے کے ساتھ شائع کیجاتی ہے۔ اور اسی پر میں اس مختصر دیباچے کو ختم کرتا ہوں۔

محمد عنایت اللہ
بی اے مترجم کتاب
ناظم سررشتہ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ

ناظر مذہبی

کتب جامعہ عثمانیہ کی تنقید کا خلاصہ

مذہبی نقطہ سے تو اس کتاب میں بعض جگہ مشرکانہ مضامین ہیں مترجم صاحب نے ان مضامین کا ترجمہ اصل کتاب کے مطابق کیا ہے تاکہ ترجمہ تصنیف کے مخالف نہ ہو جائے۔ لیکن جامعۂ عثمانیہ کے مسلمان طلباء اس کتاب کو پڑھتے وقت ہمیشہ یاد رکھیں گے کہ شرک و بت پرستی کے جو خیالات اس میں بیان ہوئے ہیں وہ اگلے زمانے کے یونانیوں کے ہیں۔ باوجودیکہ انبیائے بنی اسرائیل اُن کے زمانے میں مبعوث ہو چکے تھے مگر وہ بت پرستی کی ظلمت سے نہ نکلے۔ ان مشرکانہ خیالات کی نسبت اگر حسن و خوبی کا اعتراف کیا گیا ہے تو وہ آجکل کے انگریزی مصنف کے خیالات ہیں۔ بہرکیف طلباء ملت اسلامی اسلام کے اس عقیدے سے ہمیشہ اپنا قلب روشن رکھیں گے کہ اللہ جل شانہ کی ذات و صفات کے انبیاء کرام مظاہر ہیں۔ اور اولیاء اللہ کو باتباع انبیاء کرام ان کے مقامات تک عروج و نزول ہو سکتا ہے۔ انبیاء اور اولیاء اور ملائکہ عالم مکاشفہ اور عالم رویا میں انسان کو نظر آسکتے ہیں۔ لیکن وہ کوئی ایسا امر یا ایسی بات جو داخل شرک ہو کسی کو نہیں فرماتے۔ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ لیکن شیاطین عالم رویا اور عالم کشف میں انسانوں کو دھوکا دیکر اُن سے بت پرستی کراتے ہیں اور خود انسان میں حلول کر کے یا بذریعہ ریاضات اُنھیں قوت استدراج پیدا کرا کے اُسکو اور اُسکے تابعوں کو مشرک بنا دیتے ہیں۔ خدائے عزوجل اپنی صفت اسطرح بیان فرماتا ہے۔ اَللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ

لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَّ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ اور اپنی وحدانیت کی دلیل اسطرح قائم فرمائی ہے۔ اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِھَۃً مِّنَ الْاَرْضِ ھُمْ یُنْشِرُوْنَ لَوْ کَانَ فِیْھِمَآ اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا ؕ

صفی الدین

مرقوم ۱۰ مہر ۱۳۲۹ ف م ۲۶ ذی قعدہ ۱۳۳۸ھ

فہرستِ مضامین

پہلا باب

دوسرا باب

تیسرا باب

چوتھا باب

پانچواں باب

چھٹا باب

ساتواں باب

آٹھواں باب

نواں باب

دسواں باب

گیارھواں باب

پندرھواں باب

سولھواں باب

سترھواں باب

اٹھارواں باب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پے رکلیز

اور

ایتھنز کا دور اقبالمندی

پہلا باب

الکیونیوں کا خاندان

سسیون - کلائیس تھینز حاکم غیر آئینی ایگارستی کی شادی "مغضوبین" ایتھنز کے فریق - شاہان مطلق - اور ان کا استیصال - الکیونیوں کا واپس آنا - پہلی حالت کو پھر پیدا کرنے کی کوشش - کلائیس تھینز مصلح قوم و قوانین - اصلاحوں کا اثر؛

خلیج کورنتھ کے جنوب مغربی گوشے میں ساحل سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر زمین کا ایک ٹکڑا مثلث کی شکل کا دو دریاؤں کے درمیان اونچا اوٹھا ہوا ہے۔ ان دریاؤں میں سے ایک دریا جس کا نام **ایسوپس** ہے اس اونچی زمین کے مشرق میں اور دوسرا دریا جس کو **ہیلی سون** کہتے ہیں اُس کے مغرب میں بہتا ہے۔ اس زمین کی بلندی گو زیادہ نہیں ہے۔ لیکن اُس کے پہلو ایسے سیدھے اور اونچے اُٹھے ہیں کہ سوائے چند تنگ رستوں کے اور کہیں سے اوپر نہیں پہنچ سکتے یہ ہی وجہ ہے کہ اس علاقے میں یہ مقام ایک قدرتی قلعے کی صورت رکھتا ہے اور یہ ہی وہ موقع ہے جہاں **سسیون** کا پُرانا شہر آباد تھا۔ اگرچہ وہ خوشنما اور عالیشان شہر جو اس بلندی کا تاج تھا، کبھی کا غارت ہو چکا ہے لیکن موقع کی قدرتی شکل جو ہمیشہ سے تھی وہ ابتک موجود ہے۔ اوپر کھڑے ہو کر شمال کی طرف نظر ڈالئے تو خلیج کورنتھ کا پانی دور تک دکھائی دیتا ہے۔ کچھ اور نظر اُٹھا کر

دیکھیں تو کوہ پرنیسس کی چوٹیاں جن کا ذکر پرانے قصّوں میں بہت آیا ہے ڈیلفائی کے زیر مقدس کو اپنے دامن پر لئے کھڑی ہیں۔ ان کے ساتھ ہی کوہ ہیلی کان جو کبھی شاعر ہسیوڈ کا وطن اور میوزیز (دیوی علم و ہنر کی دیویوں) کا استھان تھا اور سیتھیرون کی پہاڑیوں کا وہ بڑا سلسلہ جو صوبہ اٹیکا کو صوبہ بیوشیا سے جدا کرتا ہے نظر کے سامنے آجاتے ہیں۔ مشرق کی طرف نگاہ دوڑائیے تو دریائے ایسوپس کے اس پار ایکروکورنتھس کا اونچا پہاڑ دکھائی دیتا ہے جو یونان کے پہاڑوں میں شاید سب سے بلند اور شاندار ہے۔ مغرب کی سمت میں دیکھئے تو ایک ہموار زمین خوشنما اور شاداب پھیلی پڑی ہے جس پر جابجا زیتون کے باغ کھڑے ہیں جو کبھی سسیون کا باعث شہرت تھے۔ پشت شہر جنوب کی سمت میں دریائے ایسوپس کی گھاٹی چلتے چلتے ان پہاڑیوں میں داخل ہو جاتی ہے جن سے صوبہ پیلوپونیسس کی شمالی سرحد قائم ہوتی ہے۔ یہاں تانبے کی کانیں تھیں اور جو تانبا یہاں سے نکالا جاتا تھا اس نے یونانی صنعت و حرفت کی تاریخ میں سسیون کو بڑے مرتبے پر پہنچا دیا تھا۔

چھٹی صدی قبل مسیح کے شروع میں سسیون کے شہر پر ایک غیر آئینی حاکم (ٹائرنٹ) حکومت کرتا تھا۔ اس کا نام کلائس تھنیز تھا اور نسباً قبیلہ اورتھاگوراس سے اس کو علاقہ تھا۔ یہ سچ ہے کہ یونانیوں میں شہریوں کو اپنی آزادی سے زیادہ دوسری چیز عزیز نہ تھی اور اس کے سامنے کسی غیر آئینی حاکم (ٹائرنٹ) کا نام تک لینا اس کے کانوں کو ناگوار ہوتا تھا اور یہ بھی وہ جانتا تھا کہ کسی شہر کا بادشاہ بن بیٹھنا شہر والوں کے غضب اور عداوت کا نشانہ بننا ہے مگر پھر بھی ان ہی لوگوں میں سے جاہ و دولت کے بعض متوالوں کو کوئی چیز اس کوشش سے نہ روک سکتی تھی کہ جب موقع پائیں اپنے شہر میں بادشاہی کا رتبہ حاصل کریں۔ ایسے ہی جاہ پرستوں میں سے حکیم سولن کے زمانے کے ایک شخص کا یہ قول مشہور چلا آتا تھا کہ "ذرا مجھ کو پورے اختیارات حاصل کر کے ایتھنز کا حاکم بن جانے دو۔ پھر ہر سزا کے لئے حاضر ہوں۔ چاہے تن بدن کی کھال

کھینچ لیئے اور چاہیے کھال کے مشکیزے تیار کرا لیئے۔ غرض یہ سب کچھ اٹھانا منظور ہے" کلائیس تھینیز کی تخت نشینی سے ستر برس یا اس سے بھی پہلے سیون پر خاندان اورتھاگوراس مسلط تھا۔ اگرچہ یہ خاندان نسب میں کمتر تھا لیکن اُس نے دولت اور عزت بہت پیدا کر لی تھی۔ اسی خاندان کے دوسرے یا تیسرے شخص نے اولمپیا کی بازیگاہ میں اپنے چار گھوڑوں والا رتھ دوڑا کر بازی جیتی تھی۔ اور یہ وہ عزت تھی جس سے زیادہ کی ہوس یونان کے کسی دولتمند کے دل میں پیدا نہ ہوتی تھی۔ کلائیس تھینیز پادشاہی کروفر میں اپنے بزرگوں سے بڑھ گیا تھا۔ اور اپنے وقت کے پادشاہوں میں وہ سب سے اول درجے پر تھا۔ اُس کے عہد میں جو سرسبزی اور رونق شہر کو ہوئی وہ نہ اُس سے پہلے کبھی ہوئی تھی اور نہ بعد کو۔

افسوس ہے کہ کلائیس تھینیز کی یہ شان و شوکت اُس کی زندگی کے ساتھ مٹنے والی تھی۔ کیونکہ اولاد میں صرف ایک لڑکی اگارستی تھی جس کو باپ کے بعد مرتبہ شاہی نہ مل سکتا تھا۔ لیکن اگر یہ لڑکی سیون کی ملکہ نہ بن سکتی تھی تو کیا تھا دولت و ثروت کے اعتبار سے جو باپ سے اُس کو پہنچنے والی تھی کوئی دوسرا اُس کی ہمسری نہ کر سکتا تھا۔ باپ کو اختیار تھا کہ یونان کے جس بڑے سے بڑے اور دولتمند سے دولتمند خاندان سے چاہے بیٹی کے لیئے بر ڈھونڈ لے۔ مورخ ہیرو ڈوٹس نے اپنے خاص طرز میں جس کی نقل اتارنی ممکن نہیں شہزادی اگارستی کا حال اس طرح لکھا ہے کہ اولمپیا کے تہوار میں ایک دن کلائیس تھینیز نے جب چار گھوڑوں کا رتھ دوڑا کر بازی جیت لی تو مشتہر کرا دیا کہ جو شخص اپنے تئیں پادشاہ سیون کی دامادی کے لائق سمجھتا ہو وہ تہوار ختم ہونے کے دن سے ساٹھویں دن کے اندر سیون کے شہر میں چلا آوے اور اس ساٹھویں دن سے ایک برس کے اندر کلائیس تھینیز اپنی لڑکی کا عقد کر دے گا۔

اس اشتہار پر وہ یونانی جن کو اپنے اوصاف اور اپنے ملک پر بہت ناز تھا سیون کے شہر کو روانہ ہونے لگے۔ یہاں پادشاہ نے گھوڑ دوڑ اور کشتی کے تماشوں کے لیئے بڑے بڑے سامان کر رکھے تھے۔ اُن کی [illegible]

فرزند سمنڈ پرایڈیز آیا۔ یہ عیش پرستی اور رندی میں اس درجہ ڈوبا ہوا تھا کہ مثال بنی ہوئی تھی۔ اس کی پیدائش شہر سای بیرس کی تھی جس کو اس وقت بہت عروج حاصل تھا سمنڈ پرایڈیز کے ساتھ شہر سیرس کا رہنے والا امیرس کا بیٹا ڈیماسیس بھی آیا۔ یہ لوگوں میں "دانشمند" مشہور تھا۔ خلیج آی اونیا سے ایپی ڈیمس کے رئیس ایپس ٹروفن کا لڑکا امفم نیس ٹس بھی شریک ہوا۔ اور ایٹولیا سے ٹی ٹورسس کا بھائی مالیس بھی آیا۔ یہ شخص جسمانی طاقت میں سب سے بڑھا ہوا تھا اور ایٹولیا کے بالکل دوسرے سرے پر جاکر آباد ہوا تھا۔ پیلوپونیسس سے آرگوس کے حاکم فیڈون کا لڑکا لیوسیڈیز بھی شریک ہوا۔ یہ فیڈون وہی تھا جس نے پیلوپونیسس کے لوگوں کو تولنے اور ناپنے کے پیمانے بتائے تھے۔ یونانیوں میں اس سے بڑھکر کوئی مغرور آدمی نہ تھا۔ اس نے ایلس والوں کو اولمپیا کی صدارت سے ہٹا کر بازیاں مقرر کرنے کا کل انتظام اپنے قبضے میں کر لیا شہر ٹراپی زس کا ارکیڈی رئیس یعنی لای کرگس کا فرزند ایمی این ٹس بھی آیا اور اُس کے ساتھ ہی اس کا باشندہ لافانیس اس یوفوری ان کا فرزند تھا جس کی نسبت مشہور ہے کہ خدائے جوپٹر کے لڑکے کیسٹر اور پولکس دونوں بھائی اُس کے گھر مہمان رہے تھے۔ اُس وقت سے یوفوری ان اپنے گھر میں ہر اجنبی کی بہت مہمان نوازی کرنے لگا تھا۔ یہ سب لوگ اسے جی اس کے لڑکے الونیس ٹس کے ساتھ صوبہ پیلوپونےسس سے آئے۔ ایتھنز کے شہر سے میگاکلیز آیا۔ یہ بیٹا تھا الک میون کا جس نے ایشیائے کوچک میں لای ڈیا کے بادشاہ کریسس سے ملاقات کی تھی اور ہیوکلای ڈیز پسر ٹسا نڈر بھی آیا جو صورت شکل اور دولت میں اپنے وقت کے تمام ایتھنزی نوجوانوں سے بڑھا ہوا تھا۔ یوبیا سے صرف لای سی نیاس آیا۔ یہ ایرٹ ریا کا رہنے والا تھا جو اس وقت بہت ترقی پر تھا۔ تھسلی سے ڈی ایکٹو رائیڈیز باشندہ کرانون کا آیا اور مولاسیا والوں میں سے صرف الکان شریک ہوا یہ سب لوگ اس شوق میں کہ بادشاہ کلائیس تھینز کی لڑکی سے بیاہ کریں گے ساٹھ دن ختم ہونے سے پہلے سسیون میں پہنچ گئے۔

اب جس غرض سے لوگوں کو مہمان کیا تھا اُس کے سلسلے میں کلائیس تھینز نے ہر شخص سے اُس کی زاد بوم اور نسب کی بابت پوچھا۔ پھر سب کو ایک برس تک اس نیت سے مہمان رکھا کہ ہر شخص کی ہمت و استقلال۔ پرہیز گاری و اعتدال ملکی رسم و رواج۔ ذاتی اخلاق و اطوار کا حال معلوم کرے۔ کبھی ایک ایک سے علٰحدہ علٰحدہ اور کبھی سب کو اکھٹا کر کے باتیں کرتا اور جو بہت نو عمر تھے انکو اپنے ساتھ ورزش گاہ میں لیجاتا۔ جب کبھی دعوت میں بلاتا تو ہر شخص کا میلان طبیعت دریافت کرنے کی کوشش میں رہتا۔ اور اس جستجو میں طرح طرح کی تدبیریں کرتا۔ جب تک یہ لوگ مہمان رہے بڑے شاہانہ حوصلے اور التفات سے پیش آتا رہا۔ اکثر امیدواروں میں سے باشندگان ایتھنز کی طرف خاصکر اُس کی توجہ زیادہ رہی۔ اور ان میں بھی بالخصوص ہپوکلائی ڈیز پسر ٹشانڈر کی طرف جس کی شجاعت و جوانمردی کا شہرہ عام تھا۔ اور جس کا سلسلہ نسب کورنتھ کے کیسی لیون کے خاندان سے چلتا تھا۔ غرض کہ جب وہ دن آیا کہ جس دن کی نسبت کلائیس تھینز نے کہہ رکھا تھا کہ وہ اپنی لڑکی کا عقد کر دے گا تو اس نے ایک سو بیلوں کی قربانی کی اور اُن تمام لوگوں کو جو اُس کی لڑکی سے بیاہ کرنے کی آرزو سے آئے تھے اور شہر سسیون کے رہنے والوں کو ایک بڑی ضیافت میں مدعو کیا۔ سب لوگ شریک ہوئے۔ شب کو کھانے کے بعد مہمان آپس میں باتیں چیتیں کرنے لگے اثناء گفتگو میں کبھی کبھی کسی مضمون پر بحث بھی ہو پڑتی تھی۔ ایک موقع پر موسیقی کے متعلق کچھ گرم تقریریں شروع ہوئیں۔ جب شراب کا دور خوب چلنے لگا تو ہپوکلائی ڈیز نے بہت کچھ بن کر مطرب کو حکم دیا کہ "امیلیا" کی راگنی شروع کرے۔ مطرب نے تعمیل کی۔ سازوں کے چھڑتے ہی ہپوکلائی ڈیز نے ناچنا شروع کیا۔ اپنی دانست میں تو وہ اس شغل کو نہایت ہی خوبی سے ادا کر رہا تھا لیکن کلائمس تھینز جوان حرکتوں کو دیکھ رہا تھا۔ اس واقعے کو اچھی نظر سے نہ دیکھ سکا۔ جب ہپوکلائی ڈیز نے اپنا ناچنا ختم کر لیا تو تھوڑی دیر دم لیکر حکم دیا کہ ایک میز کمرے کے اندر لائی جاوے۔ چنانچہ جب میز لا کر رکھدی گئی تو ہپوکلائی ڈیز نے پہلے تو لاکونیا والوں کی طرح رقص شروع کیا۔

ان کے تال و سم خوب بتائے۔ پھر ایتھنز والوں کے ناچنے کی نقل اتاری
اور سب سے آخر میں یہ کرتب دکھایا کہ میز پر سر کے بل کھڑے ہو کر اور ٹانگوں کو
سیدھا اٹھا کر ان سے بھی وہ ہی حرکتیں کرنی شروع کیں جو پہلے ہاتھوں سے
کی تھیں۔ گو پہلے اور دوسرے ناچ پر بھی بادشاہ اپنے اس ارادے سے پھر گیا
تھا کہ ایسے شخص کو اپنی دامادی کے لئے منتخب کرے جو اس درجہ بیہودہ اور
گستاخ ہو لیکن اب تک ضبط سے کام لیکر کسی طرح کی ناراضی ظاہر نہ کی تھی
مگر جب دیکھا کہ ٹانگوں سے بھی ان ہی اداؤں کے دکھائے جانے کی کوشش
کی جاتی ہے جو پہلے ہاتھوں سے دکھائی گئی تھیں تو بادشاہ کو ضبط نہ رہا اور اس
نے پکار کر کہا کہ "اے ٹسانڈر کے برخوردار آج تو تم وہ ناچ ناچے ہو کہ
اس ناچ میں تم نے اپنی شادی بھی کھو دی"۔ اس پر جواب ملا کہ "ہپوکلائی ڈیز
کو اس کی کب پرواہ ہے"۔ چنانچہ یہ جملہ اس وقت سے ایک ضرب المثل ہو گیا۔
اس کے بعد کلائیس تھینیز نے سب کو خاموش ہو جانے کا حکم دیا اور ان
لوگوں سے جو اس کی بیٹی سے عقد کرنے کے خیال سے آئے تھے
اس طرح مخاطب کیا۔ "میں آپ سب صاحبوں کے اوصاف اور خوبیوں کا معترف
ہوں۔ اور اگر امکان میں ہوتا تو بالکل رضامند تھا کہ آپ سب کی خوشی کر دیتا۔ لیکن
چونکہ ایک لڑکی سے زیادہ نہیں رکھتا اس لئے غیر ممکن ہے کہ آپ سب صاحبوں کی
آرزو پوری کر سکوں۔ پس اس شکر گزاری میں کہ آپ نے میرے خاندان میں
عقد کرنے پر آمادگی ظاہر فرمائی اور اس کے لئے اتنے عرصے تک اپنے
وطن سے غیر حاضر رہے میں بطور نعم البدل کے آپ صاحبوں میں سے ہر
شخص کو جو منتخب نہیں ہوا ہے ایک ایک ٹیلنٹ (کچھ کم تین ہزار تولے
چاندی کا) پیش کرتا ہوں جس کو قبول فرمایا جائے۔ اور میں اپنی لڑکی اگاریستی
کو میگاکلیز پسر الکمیون کے عقد میں دیتا ہوں تاکہ ان شرائط اور رسوم کی
پابندی کے ساتھ جو ایتھنز کے رہنے والوں میں مروج ہیں وہ اس کی بیوی بنے"
میگاکلیز نے اس عقد کو قبول کیا۔ اور کلائیس تھینیز کے گھر یہ بیاہ بڑی دھوم
سے کر دیا گیا۔

جس شخص کو آج یہ عزت نصیب ہوئی تھی وہ الکیمیونیوں کے بڑے گھرانے کا
وارث تھا۔ شہر ایتھنز کی تاریخ میں یہ خاندان خواہ بھلی طرح یا بُری طرح ' ہر حال میں
نہایت ممتاز اور مشہور ہے۔ اس کے لوگ اپنا سلسلۂ نسب الکمیون
نامی ایک شخص سے قائم کرتے تھے جو پائلس کے معمر بادشاہ نسٹور کا پوتا ہوتا
تھا۔ اس بڈھے بادشاہ کے حالات ہومر کی نظموں میں بہت موثر طریقے پر بیان
ہوئے ہیں۔ اس خاندان کے لوگوں کو صوبہ پیلوپونیسس سے اُس وقت
نکلنا پڑا تھا جب کہ قوم ڈوریان نے اس صوبے پر فوج کشی کی تھی۔ پیلوپونیسس
سے نکل کر وہ سب ایتھنز کے شہر میں چلے آئے۔ اور یہاں اول درجے کے
گھرانوں کی حیثیت سے آباد ہو گئے۔ ان کی رشتہ داری میڈون نامی شخص کے
گھرانے سے بھی تھی جو کئی پشتوں تک ایتھنز کا شاہی خاندان رہا تھا۔ ساتویں
صدی قبل مسیح میں میگاکلیز الکمیونی اسی میگاکلیز کا دادا جس کو کلائیس تھینز
نے اپنی دامادی کے لیے منتخب کیا تھا ایتھنز میں آرخن کے جلیل القدر عہدے پر
مامور ہوا تھا۔ یہ وہ منصب تھا جو اُس زمانے میں سوائے عالی خاندان لوگوں کے
اور کسی کو نہیں دیا جاتا تھا۔ اسی میگاکلیز الکمیونی کے زمانے میں جبکہ وہ آرخن کا عہدہ
رکھتا تھا ایتھنز کے ایک باشندے نے جس کا نام سائلون تھا ایتھنز کا
غیر آئینی حاکم بننا چاہا۔ اور اپنے ہمراہیوں کی مدد سے قلعے اور شہر پر قبضہ بھی کر لیا۔ گو اس
قبضے کو ہٹا کر سائلون کی قوت کا جلد انہدام کلی کر دیا گیا مگر افسوس ہے کہ
ایتھنز کے نام کو ہمیشہ کے لیے ایک داغ لگ گیا۔ اور اس کا قصہ یہ ہے کہ
سائلون کے ساتھیوں کو جب ہزیمت ہوئی تو اُن میں سے بعض نے جان بچانے
کے لیے بت خانوں کے احاطۂ محفوظ میں پناہ لی۔ اس حالت میں حفاظت کا قول دے کر
اُن کو باہر نکلنے کی ترغیب دی گئی اور جب وہ باہر نکلے تو اُن کو دھوکہ دے کر قتل کر دیا گیا
(قریب ۶۲۰ سنہ قبل مسیح) اور ان لوگوں کے خون ناحق کا الزام خاندان
الکمیونی کے لوگوں پر لگایا گیا جن کی نسبت بیان ہوا کہ مقتولوں کو بت خانہ
سے نکلنے کی ترغیب انہی لوگوں نے دی تھی۔ اس زمانے سے الکمیونیوں کو
"نامشقوبین" کے نام سے پکارنے لگے اور اُن کو ایتھنز سے شہر بدر ہونے کا

حکم دیدیا گیا۔ مگر یہ حکم یا تو جلد منسوخ ہوگیا یا اُس کی تعمیل میں کوتاہی ہوی کیونکہ اس واقعے کے تھوڑے ہی عرصے بعد دیکھنے میں آتا ہے کہ میگاکلیز اکبر کا فرزند **الک میون**، ایتھنز کی فوجوں کا سردار بنا ہوا پہلی مذہبی جنگ (۵۸۶۔۵۹۵ ق م) میں شریک ہے۔ الک میون کی نسبت آگے یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ ایگارستی سے میگاکلیز کی شادی کے کئی برس بعد وہ ملک لاڈیا کے دولتمند بادشاہ کریسس سے ملاقات کرتا ہے اور بادشاہ موصوف اُس کو اجازت دیتا ہے کہ خزانہ شاہی میں داخل ہوکر جس قدر سونا اُس سے اُٹھایا جاسکے اٹھاکر لیجاوے۔ **الک میون** اس اجازت سے جس قدر نفع حاصل کرنا ممکن ہے حاصل کرتا ہے۔ ڈھیلے سے ڈھیلا لباس جو مل سکا پہنکر اور بہت کشادہ اونچے سے اونچے موزے چڑھاکر خزانہ شاہی میں داخل ہوتا ہے۔ پہلے تو کپڑوں میں جتنا سونا لیا جاسکا وہ لیا پھر موزوں میں جس قدر اوپر تک لبالب بھرا جاسکا وہ بھرا۔ جب اس پر بھی بس نہ ہوی تو سونے کا بُرادہ سر کے بالوں میں خوب مل لیا۔ اور اسپر بھی نیت سیر نہ ہوی تو پھنکے مار کر دونوں کلّوں میں بھی سونے کا بُرادہ بھر لیا۔ اور جب اتنا بوجھا اپنے اوپر لادلیا کہ اور زیادہ لادنا ممکن نہ ہوا تو اس عجیب صورت سے، جس کو جو چاہئے سو کہئے مگر انسان کی شکل کہنا مشکل تھا گرتا پڑتا خزانہ سے باہر آیا بادشاہ کریسس یہ ہیئت دیکھکر بے انتہا محظوظ ہوا۔ غرض کہ اس عجیب طریقے کی مکسوبہ دولت نے **الکمیونیوں** کے تمول میں جو اس سے پہلے کلائیس تھینز کے متروکے کی وجہ سے بہت بڑھ چکا تھا اور اضافہ کردیا اگرچہ شہر ایتھنز کی مشکلات کے وقت جو چھٹی صدی قبل مسیح کے آخری نصف حصے میں پیش آئیں اس خاندان نے اپنی دولت اور حکومت کو بیجا صرف نہیں کیا لیکن لوگ اس بات کو نہ بھولے کہ یہ خاندان ابتک غضب الٰہی میں مبتلا ہے اور جو دولت اُس کے پاس ہے اُس کا بڑا حصہ اُس نے مردم آزار بادشاہوں سے تعلقات پیدا کرکے حاصل کیا ہے ؛

اس کے بعد میگاکلیز کا جو حال معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ چھٹی صدی قبل مسیح کے وسط میں جس وقت کہ ایتھنز فریقی نزاعات سے پُرآشوب ہوا

اُس وقت جہاں اور فریقوں کے سرگروہ تھے ایک فریق کا سرگروہ میگا کلیز بھی تھا۔ حکیم سولن کی سیاسی اصلاحات سے وہ باہمی سلامت روی پیدا نہ ہو سکی جس کا حکیم موصوف خود متوقع تھا۔ چنانچہ منصب آرخن سے اُس کی علٰحدگی کے بعد بیس یا تیس برس کے اندر ایتھنز کے وہ تینوں فریق جو ساحلی۔ میدانی اور پہاڑی کے نام سے موسوم تھے پھر ایک دوسرے کے مقابلے میں صف آرا ہو گئے۔ اور ہر ایک اس کوشش میں رہا کہ شہر میں اُس کو اول درجے کی جگہ حاصل ہو۔ میگا کلیز جو اس وقت الکمیونیوں کا سرِ خاندان تھا ساحلی فریق کا سرگروہ بنا۔ میدانی فریق کا سردار ملٹی ایڈیز تھا۔ یہ اس وقت فلای ڈی کے پرانے معزز گھرانے کا سب سے بڑا آدمی تھا۔ اس خاندان کے لوگوں کو اے جیکس اور لائی کرگس کی اولاد سے ہونے کا دعوے تھا۔ پہاڑی فریق کی سرگروہی پر پی سس ٹرے ٹس تھا جو ایک قبیلہ سے ہٹ کر ڈی سے تھا جو الکمیونیوں کی طرح اپنی اصل پائیلس کے بادشاہ نسٹور سے سمجھتے تھے مورخ پلوٹارک کے بیان کے مطابق میدانی فریق کے لوگ سی فے سس کی ہموار زمینوں کے رہنے والے تھے۔ یہ لوگ متمول زمیندار تھے پرانی وضع اور خیال کے حد درجہ پابند تھے۔ اور اپنے دیرینہ حقوق و مراعات کو ہر قسم کی جدت سے محفوظ رکھنا چاہتے تھے۔ ساحلی فریق کے لوگ علاقہ پرالیا کے یعنی ایتھنز اور سی نی ام کے درمیان جو ساحل پڑتا ہے اُس کے رہنے والے تھے۔ اس فریق میں بہت سے تجارت پیشہ لوگ فطرۃً اس امر کے خواہشمند تھے کہ اہل دولت کے حقوق اہل نسب پر فائق رہیں۔ پہاڑی فریق مفلس و تنگدست بکریاں چرانے والوں کا تھا جن کی بود و باش اس پہاڑی علاقے کی تھی جو دریائے سی فے سس کی بالائی گھاٹی اور سمندر کے مابین تھا۔ یہ اپنے وقت کا آزاد فریق تھا۔ اور اپنی بہتری اسی میں دیکھتا تھا کہ مخالفین کی قوت کو توڑ دے اور خاندانی تخصیص یا خاص اختیارات حاصل ہونے کے جواز پر جو امتیاز قائم کیا گیا ہے اُن کو مٹا دے۔ اس فریق کو اپنے مخالفوں کے گروہ سے ایک شخص سرداری کے لئے مل گیا۔ یہ بڑا ہوشیار اور اعلٰی احتیاط و فکر سے آزاد آدمی تھا۔ وہ فوراً سمجھ گیا کہ اگر اِن گنواروں اور چرواہوں

کی مدد سے کسی طرح قوت حاصل ہوگئی تو پھر ضرورت نہ ہوگی کہ ان مددگاروں کو بھی اس قوت میں شریک و سہیم رکھا جاوے۔ ۵۶۰ قبل مسیح میں جب معاملات کی صورت اپنی انتہا کو پہنچی تو پی سس ٹرے ٹس شہر ایتھنز کا غیر آئینی حاکم بن بیٹھا۔ لیکن اس کا یہ عروج عارضی تھا۔ چند ہی سال میں مخالفوں نے اکٹھا کر کے اس کو شہر سے نکال دیا۔ اور وہ اپنے علاقہ کو جو مے راتھون کے قریب تھا چلا گیا لیکن موقع کا منتظر رہا۔ چنانچہ زیادہ عرصہ نہ گزرنے پایا تھا کہ ایتھنز والے پھر کسی بات پر جھگڑ بیٹھے۔ پی سس ٹرے ٹس جو پہلے سے تاک میں بیٹھا تھا بھلا اس موقع کو کب ہاتھ سے جانے دیتا تھا۔ میگا کلیز سے وعدہ کر کے کہ اس کی لڑکی سے جو اگارستی کے بطن سے تھی شادی کریگا میگا کلیز کو اپنا ہوا خواہ بنا لیا۔ اور اس ترکیب سے دوبارہ ایتھنز پر مسلط ہوگیا۔ میگا کلیز کی لڑکی سے عقد کرنے کا وعدہ تو ایفا کیا لیکن یہ نہ چاہا کہ اس سے جو اولاد ہو وہ بڑے لڑکوں کے مرتبے کو جو پہلی بیوی سے تھے چھین لے۔ اس لئے نئی بیوی کے ساتھ اس نے ایسا برتاؤ کیا کہ اس کے ہاں اولاد ہی پیدا نہ ہو۔ میگا کلیز پر جب یہ حال کھلا تو اس نے پی سس ٹرے ٹس سے تعلقات بالکل قطع کر دیئے اور اپنے پرانے دوستوں یعنی فریق ساحل سے جا ملا۔ اب ساحلی اور میدانی فریقوں کے اتحاد سے پی سس ٹرے ٹس پر پھر بری بنی اور اس مرتبہ وہ ایتھنز ہی سے نہیں بلکہ صوبہ ایٹیکا ہی سے نکال دیا گیا۔ ایٹیکا سے نکل کر وہ قریب کے جزیرہ یوبیا کے مقام ایرٹریا میں پہنچ کر سکونت پذیر ہوگیا۔ اور یہاں دس برس تک جہاں تک ممکن ہوا اپنی قوت کو بڑھاتا رہا۔ ایتھنز کے حریف تو خالی بیٹھے منتظر رہے اور پی سس ٹرے ٹس تنخواہ دار فوجوں کے تقرر اور روپیہ کی فراہمی میں سرگرم رہا۔ آخر کار جب اپنی قوت پر اتنا بھروسہ ہوگیا کہ صوبہ ایٹیکا میں داخل ہو سکے گا تو کشتیوں کے ذریعے ایٹیکا کے ساحل پر مے راتھون کے مقام پر جا اترا۔ اور یہاں سے ایتھنز کی طرف اس سڑک سے چلا جو مے راتھون کے مشہور میدان جنگ کو اپنے جنوبی سرے پر چھوڑ کر ہائی می ٹس سے گزرتی ہوئی ایتھنز کو جاتی ہے

پالینے کے مقام پر جہاں ایتھنز والے شہر سے نکلکر غنیم کے مقابلے کو آئے تھے ایک لڑائی ہوئی لیکن پی سس ٹرے ٹس نے جو فن پیکار میں حریفوں سے بڑھا ہوا تھا دشمن کو شکست دیدی اور اب فتح پاکر تیسری بار وہ ایتھنز میں داخل ہوا۔ اور اس مرتبہ خیال رکھا کہ اپنی قوت کو مستحکم بنیاد پر قائم کرلے۔ چنانچہ تنخواہ دار فوجوں کو اپنے ہر چہار طرف موجود رکھا۔ اور جس قدر دشمن تھے سبھوں کو ملک سے نکال دیا۔ ان ہی میں میگا کلیز اور خاندان آلکمیولی کے اور لوگوں کو بھی جلاوطنی دیکھنی پڑی ۔

بیس برس بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ زمانے تک (۵۴۱ - ۵۰۹ ق م) یہ لوگ اغیار میں بسر کرتے رہے ۔ اس زمانہ میں میگا کلیز فوت ہوگیا اور اس کا فرزند کلائیس تھینز جو ایگاریسٹی کے بطن سے تھا خاندان کا افسر مقرر رہا۔ عالم جوانی میں اس امنگ سے کہ ایتھنز میں جو منزلت بزرگوں کو حاصل تھی وہ کسی طرح پھر حاصل ہو کلائیس تھینز مستعدی اور کارگزاری میں اپنے باپ سے غالباً بڑھ گیا۔ پی سس ٹرے ٹس کی موت کے بعد اس معاملے کی شکل اُسکے حق میں کسیقدر بہتر بھی ہو چلی۔ پی سس ٹرے ٹس کے لڑکے ہپی آس اور ہپارکس جو نظم حکومت میں برابر کے شریک تھے باپ کے برابر لائق نہ تھے۔ اور کیونکر ہوتے۔ یہ تو وہ تھے جنھوں نے باپ کے متروکے میں تخت پایا تھا اور باپ وہ تھا جس نے اپنے قوت بازو سے تخت حاصل کیا تھا۔ اس کے علاوہ اُن کے برتاؤ سے رعایا سخت دشمن ہوگئی یہانتک کہ اُن کے قتل کے لئے ایک سخت سازش ہوئی جس میں ہپی آس تو بچ گیا لیکن ہپارکس مارا گیا اس واقعے نے جو ۵۱۴ ق۔م۔ میں پیش آیا ہپی آس کو اور بھی بد سے بدتر کردیا۔ وہ نہایت بد مزاج ۔ بدگمان ۔ اور جفا کار ہوگیا۔ جب وطن میں اپنے استحکام پر اطمینان نہ رہا تو باہر سے امداد کا متوقع ہوا لیمپ سیکس کے بادشاہ کے لڑکے سے اپنی لڑکی کی شادی اس امید میں کردی کہ اس بادشاہ کی کوشش اور سفارش سے ایران کا بادشاہ اُسپر مہربان ہوجائے گا ۔

ایتھنز والوں کی جو حالت اس وقت تھی وہ بلاشبہ الکمیونیڈیوں سے مخفی نہ تھی۔

اوراب اس خاندان نے سمجھا کہ بادشاہ ہپی آس کو ایتھنز سے نکالنے کا وقت آگیا۔ چنانچہ اسی نیت سے وہ صوبہ اٹیکا میں داخل ہوئے۔ اور کوہ پارنس کے دامن میں مقام لپ سی ڈری ام کے ایک قلعے میں سکونت اختیار کی۔ لیکن یہ عزیمت قبل از وقت تھی۔ ہپی آس میں ابھی بہت دم تھا چنانچہ اس نے الکمیونیوں کو اس جگہ سے نکال دیا۔

یہاں سے نامراد پھر کر ان جلا وطنوں نے ایک اور ذریعہ اپنے حصول مقصد کے لیئے نکالا ۔ ۵۴۸ ق۔م۔ میں ہیکل ڈیلفای کی عمارت جل کر بالکل غارت ہوگئی تھی۔ اُس کی از سر نو تعمیر کو ایک قومی کام قرار دیکر دُور و نزدیک سے روپیہ فراہم کیا گیا۔ تاکہ ایسے مشہور عالم معبد کے لیئے اُسی کے لائق ایک عالیشان عمارت تیار کی جاوے۔ خاندانِ الکمیونی نے تعمیر کا کل کام اپنے ذمہ لیا اور اس ذمہ داری کو نہایت حوصلے اور فیاضی سے انجام دیا اور ہیکل کا پورا رُوکار پاریا کے سنگ مرمر سے تیار کرادیا۔ حالانکہ اقرارنامے کی رُو سے معمولی پتھر کا ہونا کافی تھا۔ اس زمانے سے اہالیانِ ڈیلفای کی نظر عنایت اس خاندان پر بہت رہنے لگی۔ اور یہ دیکھ کر الکمیونیوں نے اپنی مطلب براری کی تدبیر کی۔ اور وہ یہ تھی کہ ڈیلفای کی کاہنہ کو، کہا جاتا ہے کہ رشوت دیکر، اس امر پر راغب کیا کہ اسپارٹا سے جو لوگ زیارت کو آیا کریں اُن کے دل پر یہ بات نقش کردی جاوے کہ ایتھنز کو کسی طرح آزاد کرانا اسوقت سب سے بڑا فرض ہے اسپارٹا والوں نے اس حکم کو سنا مگر اُس کی تعمیل میں سستی ظاہر کرتے رہے کیونکہ پی سس ٹرے ٹس اور اُس کے لڑکوں سے جن کے عہد میں ایتھنز ہمیشہ اسپارٹا کا اچھا ہمسایہ رہا اسپارٹا والے آشتی کے تعلقات رکھتے تھے۔ پھر کوئی وجہ نہ معلوم ہوتی تھی کہ نزاع کی ابتدا اسپارٹا والے اپنی طرف سے کریں۔ لیکن ڈیلفای کی کاہنہ کے اصرار میں کمی نہ ہوئی حتےٰ کہ انکی مولی اس جو اسپارٹا کے اکابر میں سے تھا لشکر لیکر روانہ ہوا کہ اٹیکا سے اُن لوگوں کو جو مختار کل بن بیٹھے ہیں نکال دے۔ یہ کام بغیر مشکلات کا مقابلہ کیئے انجام کو نہ پہنچ سکا۔ انکی مولی اس کو شکست فاش ہوئی اور وہ اسی میں مارا بھی گیا۔ اور جب

اسپارٹا کا بادشاہ کلیومینز خود ایتھنز پر چڑھکر آیا تو یہ محض اتفاق تھا کہ اُس کو فتح نصیب ہوگئی۔ ایتھنز کے حکام جابر جن کے ہاتھ میں کل اختیارات تھے اور اُن کے ہواخواہ اس فکر میں ہوئے کہ قلعہ بند ہو کر مقابلہ کرتے رہیں لیکن دفعتہً خبر آئی کہ بادشاہ کے بچے جو بہ نظر حفاظت ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجے جاتے تھے دشمن کے ہاتھ میں پڑ گئے ہیں۔ اس خبر نے تمام منصوبوں کو بدل دیا اور ہپتی آس اسپر رضامند ہوگیا کہ پانچ دن میں ملک بدر ہو جاوے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ ایتھنز کو خیرباد کہکر ساحل ایشیا کے علاقۂ ٹروڈ میں سی جی ام کے شہر کو چلا گیا ؀

ہپتی آس اور اُس کے ہمراہیوں کا ایتھنز سے نکلنا تمام جلاوطن خاندانوں کے لئے ایک نوید تھی کہ پھر وہ ایتھنز کو واپس چلے آویں۔ ان جلاوطنوں کا سردار اس وقت کلائیس تھینز تھا۔ ایتھنز پہنچکر اُس کے دل میں کیا خواہشیں پیدا ہوئیں، اس کا بتانا مشکل ہے۔ ممکن ہے کہ وہ بھی اُسی مطلق العنانی کے خواب دیکھتا ہو جس سے ہپتی آس محروم کیا گیا تھا۔ لیکن یہ امید اُس کو ضرور ہوگی کہ شہر میں اول درجے کا مرتبہ حاصل کر کے اُسپر بخوبی مستحکم ہو جاوے۔ لیکن ان دونوں باتوں کی طرف سے اُس کو مایوسی ہوی۔ کیونکہ ایتھنز پہنچتے ہی اس کو فریقی نزاعات میں ہمہ تن مصروف ہونا پڑا۔ عدیدی فریق (جس کو پرانے میدانی فریق کا بچا کھچا گروہ فرض کرنا چاہیئے اور) جس کا سرگروہ اس وقت ای ساگوراس تھا یہ قصد نہ رکھتا تھا کہ الکمیونی جیسے جاہ پسند خاندان کی رعایا بنے۔ اس لیئے اس فریق نے الکمیونی کی تمام تحریکوں اور بندشوں کی مخالفت شروع کردی۔ کلائیس تھینز سمجھ گیا کہ جب تک کسی امداد کی صورت نہ نکلے گی اس حالت پر قیام و استحکام دشوار ہے۔ چنانچہ جسطرح پی سس ٹریٹس نے جمہور سے مدد لی تھی اسی طرح کلائیس تھینز نے بھی مدد چاہی۔ مگر اعانت حاصل کرنے کا طریقہ جدا رکھا۔ اور وہ یہ تھا کہ انتظام حکومت کی ترمیم و ترتیب ایک دوسرے ڈھنگ پر شروع کردی۔ قبیلوں کی تعداد چار سے دس کردی اور مجلس میں بجائے چار سو کے پانچ سو اراکین کردیئے۔ انتخاب کا اختیار جہانتک ممکن ہوا جمہور کے سپرد کردیا۔

اور حتی الامکان کوشش کی کہ عام خلائق کو بڑے بڑے خاندانوں کے اثر اور اختیار سے نکالکر قطعی آزادی دیدی جاوے۔ ای ساگوراس اور اُس کے فریق کی بے خبری میں کلائیس تھینز جمہور کے دل کو اسطرح قابو میں لاتا رہا لیکن جب ای ساگوراس اور اُس کے ساتھیوں پر یہ حال کُھلا تو اُن کو حیرت ہوئی اور فوراً اسپارٹا سے امداد کے خواہاں ہوئے۔ اسپارٹا مدد پر کمر بستہ ہوا۔ اور کلیومینز نے جو ای ساگوراس کا ذاتی دوست تھا ایک قاصد ایتھنز کو اس حکم سے بھیجا کہ کلائیس تھینز اور الکمیونی فوراً شہر سے نکل جاویں کیونکہ اب تک وہ غضب الٰہی کے عمل میں ہیں" کلائیس تھینز تو اس حکم کے سنتے ہی ایتھنز سے چلا گیا کیونکہ وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ اسپارٹا والے پھر ایتھنز پر چڑھائی کریں۔ اس کے علاوہ اُس کو امید تھی کہ کچھ دن بعد ایتھنز میں واپس آنے کی اجازت اُس کو بلا وقت ملجاوے گی لیکن کلیومینز نے کلائیس تھینز کے چلے جانے پر بس نہیں کی۔ بلکہ کچھ فوج لیکر ایتھنز میں داخل ہوا اور سات سو خاندانوں کو بمشورت ای ساگوراس شہر بدر کر دیا۔ اس کے بعد مجلس انتظامیہ کو توڑنے کی خواہش کی اور حکومت کا انتظام ای ساگوراس کے تین سو ہوا خواہوں کے قبضے میں دینا چاہا۔ مجلس نے اس بات کو منظور کرنے سے انکار کیا اور کلیومینز بجائے اس کے کہ اس بارے میں مجلس پر کوئی ناجائز دباؤ ڈالتا خود ایک آفت میں پڑ گیا۔ یعنی وہ اور اُس کا دوست ای ساگوراس اور اُس کے ساتھی پہلے تو مجبور ہوکر قلعے میں چلے گئے اور پھر وہاں پہنچتے ہی محصور ہو گئے۔ اول تو زیادہ فوج ساتھ نہ تھی۔ دوسرے حالت حصار میں رسد کا کوئی بندوبست نہ تھا اس لیئے دو دن اسی حال میں رہکر اسپارٹا والوں نے تو بشرائط صلح کر لی اور نہایت ظالمانہ خود غرضی کے ساتھ۔ جس کی مثال صرف یہی ایک نہیں ہے۔ اپنے نکل جانے کے لیئے پروانۂ اجازت حاصل کر لیا مگر ان ایتھنز والوں کو جو دوستی کے خیال سے اُن کے ساتھ قلعے میں محصور ہو گئے تھے فاتحوں کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ اس واقعے کے پیش آتے ہی کلائیس تھینز اور سات سو خاندان جو جلاوطن کئے گئے تھے پھر ایتھنز میں بلا لیئے گئے۔ اُن کے دشمنوں کو

قتل کردیا گیا۔ اور اب ان اصلاحوں کے لئے جو کلائیس تھنیز کرنی چاہتا تھا
مطلع بالکل صاف ہوگیا۔ یہ سچ ہے کہ بادشاہ اسپارٹا کلیومینز کی نیت یہ نہ تھی
کہ جو خفت اس وقت اٹھانی پڑی ہے اس کو پی جائے بالخصوص جبکہ اس کو
اچھی طرح معلوم ہوگیا تھا کہ ڈیلفائی کی کاہنہ کو رشوت دیکر ایتھنز کو آزاد کرانے
کے لئے اصرار کیا گیا تھا۔ لیکن مشکل یہ ہوئی کہ اسپارٹا کے جسقدر لشکر میدان
جنگ میں آیا کرتے تھے ان کا زیادہ تر حصہ پیلو پونیسس کے لوگوں کا
ہوتا تھا۔ اور اس وقت یہ لوگ کسی طرح جنگ پر آمادہ نہ ہو سکے۔ پھر بھی
کلیومینز ایک بڑا لشکر ایلی یوسس تک لے گیا۔ لیکن جب لشکر والوں کو
اس مہم کا مقصد معلوم ہوا تو وہ لشکر سے چلنے شروع ہو گئے۔ یہانتک کہ پورا
لشکر اپنے گھر چلا گیا۔ ہپئی اس کو بھی ایشیا سے اسپارٹا میں لائے۔ اور ایک
مجلس عام اس خیال سے منعقد کی گئی کہ اس کو پھر ایتھنز کا بادشاہ بنایا جاوے
لیکن کورنتھ کے لوگوں نے جن کا شمار کلیومینز کے بڑے دوستوں میں تھا
صاف جواب دیدیا کہ ہم اس خون کے پیاسے ظالم و جفاکار کو ایتھنز کا بادشاہ
بنانے کے نہ کسی جلسہ میں شریک ہو سکتے ہیں اور نہ کسی ایسے کام میں حصہ
لے سکتے ہیں۔ غرض پھر یہ سوال ہی بحث سے خارج ہوگیا اور کسی نے آئندہ بھی
اس کی طرف توجہ نہ کی ہپئی اس ایشیا میں اپنے مقام سی جی ام کو چلا آیا
اور ایتھنز اس وقت سے ایک آزاد ریاست ہو گیا ٭

افسوس ہے کہ کلائیس تھنیز سے جو سیاسی اصلاحات عمل میں آئیں انکا پورا حال کہیں نہیں
ملتا۔ اس مضمون پر صرف چند فقرے ملتے ہیں جنکے معنی تک مشتبہ ہیں۔ لیکن عام طور پر یہ ہی سمجھ
لینا چاہئے کہ ہپئی اس کی برطرفی اور اس کے بعد ہی حکومت ایتھنز کا ایک
نئے طرز پر قائم ہو جانا ایتھنز کے لوگوں کے لئے ایسی ہی باتیں تھیں جیسے کہ
انگلستان کی تاریخ میں وہاں کے لوگوں کے حق میں ملکی اصلاحات۔ بغاوتیں
اور سیاسی انقلابات اپنے اپنے وقت پر ثابت ہو چکے ہیں ٭

ارباب سیاست زیادہ تر وقت اور حالت کو دیکھکر اپنا کام کرتے ہیں۔ تا وقتیکہ کوئی
ضرورت پیش نہ ہو نہ وہ کسی قسم کا مشورہ دے سکتے ہیں اور نہ کوئی قانون وضع کر سکتے ہیں۔

چنانچہ آگے چلکر معلوم ہوگا کہ اسی وقت اور حالت کی ضرورت سے پیریکلینز نے اپنے زمانے میں ایتھنز والوں کو اس کی تعلیم و تربیت دی کہ وہ ریاستہائے غیر پر استیلا پاکر قیصری مرتبہ حاصل کریں۔ لیکن کلائیس تھینز کے زمانے میں اس قسم کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اُس کے زمانے میں صرف اس کی ضرورت تھی کہ بڑے بڑے گھرانوں کے بیجا تحکم سے جو خرابیاں پیدا ہورہی ہیں وہ کسی طرح رفع ہو جاویں۔ اس بیجا تحکم کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ جابجا فریق پیدا ہو جاتے تھے۔ کوئی ایک بڑے خاندان والے کو اور کوئی دوسرے بڑے خاندان والے کو اپنا پیشوا اور ہادی بنا لیتا تھا اور پھر جھگڑے شروع ہوتے تھے جنکا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ کوئی ذی اختیار شخص قابو پاکر سب کا بادشاہ بن بیٹھتا تھا۔ غرض کلائیس تھینز کے وقت میں اس قسم کی خرابیاں رفع کرنے کی ضرورت تھی۔ کلائیس تھینز نے اس میں کوشش کی اور اُس کو کامیابی بھی ہوی ؛

چنانچہ اُس نے صوبہ ایٹیکا کے تمام مواضعات کو سو حصوں یا قسمتوں میں منقسم کیا۔ ہر قسمت کا نام ڈیمی رکھا۔ اور دس دس خیلوں میں سے ہر ایک خیل کو دس دس ڈیمی سپرد کئے۔ ہر ڈیمی میں ایک افسر اعلےٰ مقرر کیا جس کا نام ڈیمارک رکھا۔ اس افسر کی امداد کے لیئے ایک مقامی مجلس مشورت بھی مقرر کی۔ ہر ایک ڈیمارک اپنے ڈیمی کے معاملات کو سرانجام دینے کا ذمہ دار تھا۔ انتخابات کا انتظام اُس کے سپرد تھا۔ اور اپنے ڈیمی کے جملہ باشندگان کی ایک فہرست چندہ وصول کرنے یا کسی خدمت پر مامور کرنے کے لیئے رکھنی پڑتی تھی۔ جس قدر ڈیمی مختلف خیلوں کے سپرد ہوے تھے یہ ضرور نہ تھا کہ ہر صورت میں وہ ایک دوسرے سے ملحق و متصل واقع ہوے ہوں۔ بعض صورتوں میں ایک خیل کی سپردگی میں ایسے ڈیمی تھے جو ملک کے مختلف حصوں میں دور و دراز فاصلے پر تھے۔ اس کی غرض یہ تھی کہ مقامی اثر اور تحکم بڑھنے نہ پاوے۔ دینی امور کے لحاظ سے بھی اس جدید انتظام کو نئی مذہبی رسوم اور طریقہ عبادت کا پابند کردیا۔ یعنی ہر ڈیمی کا ایک جدا ہیکل اور ہر خیل کا ایک جدا سرپرست و نگہبان معبود معین کردیا گیا۔ غرض اسطرح جمہور کی سیاسی زندگی کو علحدہ قائم کر کے اُن پابندیوں سے آزاد

کر دیا جو عالی خاندان لوگوں کے اثر سے اُن میں موجود تھیں اور یہ ہی پابندیاں وہ چیز تھیں جن کے بل پر پرانے گھرانے عوام الناس پر اپنی حکومت دکھایا کرتے تھے۔

اس نئے سیاسی انتظام کے قائم ہونے کے بعد چند سال کے اندر ہی ایتھنز کو متعدد دشواریوں اور آزمایشوں کا سامنا ہوا جن میں ایک سے ایک بڑھکر تھی۔ لیکن وہ ان تمام آفات سے صحیح دسلامت نکل کر یونان کا سب سے بڑا شہر ہو گیا۔ مورخ ہیروڈوٹس لکھتا ہے کہ "یہ کوئی مثال واحد نہیں ہے بلکہ ہر جگہ ثابت ہوا ہے کہ نطق کی آزادی بڑی چیز ہے۔ غیر آئینی حاکموں کے زمانے میں اہل ایتھنز اپنی ہمسایہ قوموں سے کسی بات میں بہتر نہ تھے۔ لیکن جب ان حاکموں سے اُن کا پیچھا چھوٹ گیا تو پھر سب کے مقابلے میں اُن کو اول درجہ حاصل ہو گیا۔ پس صاف ظاہر ہے کہ جب تک خلائق کو محکوم رکھا جائیگا بہتر سے بہتر عمل اُن سے وقوع پذیر نہ ہوگا کیونکہ حالت محکومی میں اُن کو اپنے آقا کے لئے کام کرنا پڑتا ہے اور آزاد ہو کر اُن میں سے ہر شخص اپنے لئے بہتر سے بہتر عمل کرتا ہے"۔ مورخ موصوف کا یہ قول بالکل سچ ہے لیکن بہ نظر انصاف ایتھنز کے حکام غیر آئینی کی نسبت اس قدر ضرور کہنا پڑیگا کہ گو اُن کی حکومت کیسی ہی جابرانہ رہی ہو لیکن وہ حکومت ایسی نہ تھی کہ ایک مضبوط اور لائق قوم کے پیدا ہو جانے میں ہارج ہو جاتی۔ اور قوم بھی وہ جو ہر وقت اپنی لڑائیاں اپنے ہی بل بوتے پر لڑنے کو تیار ہو؛

دُوسرا باب

زین تھی پس اور تھی مس ٹوکلیز

زین تھی پس۔ پیرکلیز کی پیدایش۔ ائی اونیا کے شہروں میں بغاوت۔ ملٹی ایڈیز بسر سایمون۔ جنگ مے راتھون۔ ملٹی ایڈیز کی سزایابی تھی مس ٹوکلیز۔ ایرس ٹایڈیز اور زین تھی پس کا مقابلہ تھی مس ٹوکلیز سے ایجانیا والوں کی جنگ۔ سیاسی فریقوں کا فساد۔ تھی مس ٹوکلیز کی کامیابی جنگی بیڑے کی تیاری۔ ایرانیوں کی لشکرکشی ؛

کلائیس تھینز کی سیاسی اصلاحات کے بعد اُس کے حالات بہت کم دریافت ہوتے ہیں۔ اس قدر البتہ معلوم ہوتا ہے کہ ایتھنز میں اُس کی سکونت خطرناک سمجھی گئی اور وہ جلاوطن کردیا گیا۔ اسی طرح اُس کے لڑکے میگا کلیز کو بھی دو مرتبہ شہر بدر ہونا پڑا۔ اسی میگا کلیز کی ایک لڑکی ڈینومیکی کے بطن سے یونان کا مشہور مدبر اور مرد کارزار ایلسی بائیڈیز پیدا ہوا۔ کلائیس تھینز کا ایک چھوٹا بھائی ہپوکریٹیز تھا جس کی لڑکی اگارستی کی شادی زین تھی پس سے ہوئی تھی۔ زین تھی پس قبیلہ بزیگای سے ایتھنز کے ایک ممتاز خاندان کا رکن تھا ان دونوں سے یعنی زین تھی پس اور اگارستی سے پیرکلیز پیدا ہوا جو ہماری کتاب کا موضوع ہے ؛

زین تھی پس خاندان الک میونی سے نہ تھا لیکن اس گھرانے میں شادی کرنے سے اُس کو اسی خاندان کا سارسوخ حاصل ہوگیا تھا۔ سولہ برس تک یعنی ۴۹۶ء سے ۴۸۰ء ق.م تک ایتھنز کے مشہور لوگوں میں اس کا شمار رہا۔ یہی وہ شخص تھا جس نے ملٹی ایڈیز فاتح مے راتھون پر مقدمہ قائم کرایا۔ اور ایرس ٹایڈیز سے ساز باز کرکے تھی مس ٹوکلیز کی سیاسی تدابیر کو مدت تک نہ چلنے دیا مای کیلی واقع ایشیا کے بحری معرکے میں ایتھنز والوں کا امیرالبحر رہا اور اسی سال کے موسم بہار میں شہر سیس ٹوس کو فتح کرلیا۔ اس کے بعد پھر اُس کا کچھ حال نہیں معلوم ہوتا۔ جس طرح یونان کے اور بڑے لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ

زندگی کی شام آتے ہی پھر پتہ نہیں چلتا کہ کدھر گئے - زین تھی پس بھی ہماری نظروں سے غائب ہو جاتا ہے۔ اور پھر کوئی اُس کا کچھ حال نہیں لکھتا ؛

پیرکلیز غالباً ۴۹۳ ق م میں پیدا ہوا۔ پیدا ہونے سے پہلے جیسے کہ اور مشہور لوگوں کی آئندہ بزرگی کی نشانیاں قبل از ولادت مشہور ہو چکی تھیں پیرکلیز کی نسبت بھی اسی قسم کی ایک خبر مشہور ہوئی۔ چنانچہ مورخ ہیروڈوٹس کے زمانے میں عام شہرت تھی کہ پیرکلیز کی پیدائش سے پہلے اُس کی ماں ایگا رستی نے خواب میں دیکھا کہ اُس کے ہاں ایک شیر ببر پیدا ہوا ہے۔ پیرکلیز جس زمانے میں پیدا ہوا وہ ایتھنز کی تاریخ میں کوئی مبارک زمانہ نہ تھا۔ کیونکہ ۴۹۴ ق م میں ملی ٹس کا شہر یونانیوں کے قبضے سے نکلکر ایرانیوں کے تسلط میں آچکا تھا۔ ایشیا میں صوبہ آئی اُونیا کے اکثر شہروں کی بے ہنگام اور غارت کن بغاوتیں جن میں ایتھنز کے لوگوں نے بھی کچھ نیکنامی سے حصہ نہیں لیا تھا۔ گو ختم ہو چکی تھیں لیکن جو بربادی اُن سے ہوئی تھی اس کے آثار ہر طرف نمایاں تھے۔ ساحل شام کی قوم فی نیشیا کے جنگی جہاز بحر ایجین میں شمال کی طرف بڑھتے چلے آتے تھے اور کسی کی طاقت نہ تھی کہ اُن کو روک سکے۔ جزیرہ نمائے کرسونی سی کے باشندے جن پر دو پشتوں سے ایتھنز کے مشہور خاندان فیلایڈی کا تسلط تھا حال میں ایرانیوں کے محکوم ہو چکے تھے کرسونے سی کا اخیر حاکم اس خاندان سے ملٹی ایڈیز پسر سائمون تھا جب یہاں ایرانیوں کو فتح ہونے لگی تو ملٹی ایڈیز نے ملک کو خیرباد کہا اور پانچ کشتیوں میں اپنا مال متاع بھر کر ایتھنز کا رخ کیا۔ ان کشتیوں میں سے ایک کشتی دشمن کے ہاتھ لگ گئی۔ مگر ملٹی ایڈیز بخیریت وطن پہنچ گیا۔ غرض اس قسم کے پے درپے نقصانات سے ایتھنز کے لوگ بہت افسردہ خاطر ہو رہے تھے۔ اسی زمانے کا ذکر ہے کہ فرای نی کس شاعر نے ایک ڈراما لکھا جس میں ایرانیوں کے ہاتھوں شہر ملی ٹس کی فتح کا ذکر تھا۔ گو تماشاگاہ میں یہ سوانگ بہت پر اثر ثابت ہوا اور اکثر تماشائیوں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے لیکن مضمون بہت رنج دہ تھا اس لئے شاعر پر ایک ہزار درہم (قریب پانچ سو روپے کے) جرمانہ اس قصور میں کیا گیا کہ اُس نے بلاوجہ اہل وطن کو اُن کی مصیبتیں یاد دلا کر رنجیدہ خاطر کیا؛ ملٹی ایڈیز ثانی جب کرسونی سی سے بھاگ کر ایتھنز میں آیا تو معلوم ہوا کہ

ابھی قسمت کی گردش دُور نہیں ہوی ہے۔ ہم اوپر پڑھ چکے ہیں کہ چھٹی صدی قبل مسیح میں جبکہ ایتھنز میں فریق بندی کا بہت زور تھا تو منجملہ فریقوں کے ایک فریق کا سردار خاندان الک میو نی سے اور ایک دوسرے فریق کا سردار خاندان فیلایڈی سے تھا۔ یعنی ساحلی فریق کا سردار میگا کلیز۔ (اگارستی اور پیرکلیز کا دادا) تھا اور دوسرے فریق کا سردار ملٹی ایڈیز (اول) تھا جو حال کے مفرور و معزول حاکم کرسونی سی کا چچا اور ہم نام تھا۔ اگرچہ پرانے فریقی اختلافات طے ہو چکے تھے لیکن پھر بھی الک میونیوں کو ایسے شخص کا ایتھنز میں چلا آنا ناگوار ہوا جس کا چچا کسی زمانے میں اُن کے مخالفوں کا سردار رہ چکا تھا۔ اب الک میونی اس فکر میں ہوے کہ کسی طرح اُس کو ایتھنز سے نکالنا چاہئے۔ اتفاق سے ملٹی ایڈیز (ثانی) نے جزیرہ نمائے کرسونےسی کے انتظام میں بہت بے پرواہی اور بے باکی سے کام کیا تھا۔ دولت بہت پیدا کرلی تھی۔ اُسکے اور خاندان والوں نے بھی اولمپیا میں بازیاں جیت کر بڑا نام پیدا کیا تھا۔ وہ خود بھی غالباً کورنتھ کے بادشاہ سائپ سی لس کی اولاد سے تھا۔ برسوں تک خودمختاری سے زندگی بسر کی تھی۔ پھر ایسے شخص کو برابر والوں میں برابری کے درجے پر رہنا اور وہ بھی اپنے شہر میں کب گوارا ہوسکتا تھا۔ ملٹی ایڈیز بڑھنا چاہتا تھا اور دشمن گھٹانے کی فکر میں تھے کرسونےسی کی حکومت اُس کو اپنے بڑے بھائی الیٹیساگورس کے مرنے پر ملی تھی۔ اُس زمانے سے لیکر جب تک کہ وطن کو واپس آیا ایتھنز میں وہ واقعات پیش آئے جو اس سے پہلے باب میں بیاں ہوچکے ہیں۔ جس وقت بھائی کی جگہ کرسونیسی میں حکومت کرنے کیلئے ایتھنز سے روانہ ہوا تھا تو اُس وقت ہپی اس اور ہپارکس پسران پی سس ٹریٹس ایتھنز میں بادشاہی کرتے تھے۔ لیکن جب وہ کرسونی سی سے وطن کو واپس آیا تو کلائیس تھینیز کی سیاسی اصلاحات کو جاری ہوے دس برس کا زمانہ گزر چکا تھا۔ ان اصلاحوں میں ایک اصلاح یہ بھی ہوی تھی کہ ملکی معاملات پر ہر شخص آزادی سے تقریر کرنے کا مجاز ہے۔ مخالفوںکو خیال ہوا کہ ملٹی ایڈیز ضرور اس اصول کی مخالفت کرے گا۔ کیونکہ جس شخص کو حکومت کا چسکا پڑ چکا ہو اور حکومت بھی ایسی جو غیر محدود ہو وہ کب آزادی نطق کو روا رکھ سکتا ہے۔ غرض ایتھنز میں آتے ہی ملٹی ایڈیز کی طرف سے لوگوں کو خوف ہوا کہ وہ ضرور ہماری آزادی میں مخل ہوگا۔ چنانچہ زین تھی پس اور اُس کے دوستوں نے باہمی مشورہ کرکے

ارادہ کرلیا کہ جسطرح ممکن ہو ملٹی ایڈیز کو ایتھنز سے نکالنا چاہئے اور اسی نیت سے زین تھی پس اور ایرس ٹا یڈیز نے ایک استغاثہ اس مضمون کا اُس کے خلاف دائر کرادیا کہ کرسونی سی میں اُس نے جابرانہ غیر آئینی حکومت کی تھی۔ لیکن یہ الزام بالکل غیر واجب تھا۔ کیونکہ کرسونی سی میں حکومت چاہے کسی نے اچھی کی ہو یا بری اُس سے ایتھنز کے لوگوں کو کوئی واسطہ نہ تھا۔ کرسونےسی میں فیلایڈی کا خاندان ایتھنز کے حکم سے حکومت کرنے نہیں گیا تھا بلکہ وہاں اس خاندان کی حکومت کا آغاز اس طرح ہوا تھا کہ خود کرسونےسی کے باشندوں نے شمالی قوموں کے حملوں سے بچنے کے لئے ملٹی ایڈیز (اول) کو مدعو کیا تھا۔ جب وہاں اُس کو استحکام ہوگیا تو پھر اُس کے بعد اُس کی نسل میں حکومت چلی (چنانچہ ملٹی ایڈیز (اول) کے مرنے پر اُس کے سوتیلے بھائی کا لڑکا ایسٹیساگورس بادشاہ ہوا۔ اور اُس کے بعد اُس کا بھائی ملٹی ایڈیز (ثانی) جسکا ذکر یہاں آیا ہے حکومت کا وارث ہوا) غرض کہ زین تھی پس اور اُس کے دوستوں کے استغاثے کا نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ ملٹی ایڈیز (ثانی) پر کوئی جرم ثابت نہ ہوسکا اور دشمنوں کی یہ سازش بیکار گئی۔

یہ واقعات ۴۹۳ق م میں پیش آئے تھے۔ اس کے تین برس بعد یعنی ۴۹۰ ق م میں ایرانیوں نے داتس اور ارتا فرنیز کی سرکردگی میں یونان پر لشکرکشی شروع کی جس کا خاتمہ مےراتھون کی لڑائی پر ہوا۔ اس محاربۂ عظیم کے حالات میں ہم پیرکلیز کے باپ زین تھی پس کا کچھ ذکر نہیں پڑھتے۔ لیکن یہ تصور کرنا مشکل ہے کہ ایسے مشکل وقت میں زین تھی پس نے اپنے وطن کو دشمن سے بچانے میں پہلوتہی کی ہو۔ یہ سچ ہے کہ جنگ مےراتھون کے پچاس برس بعد مورخ ہیروڈوٹس کے زمانے میں خاندان الک میونی کی طرف سے جس میں زین تھی پس کی شادی ہوی تھی یہ بدگمانی عام تھی کہ اُس نے اپنے ملک اور وطن کے خلاف لشکرکشان عجم سے سازش کرلی تھی۔ بلکہ یہاں تک مشہور تھا کہ اس خاندان کے لوگوں نے ایرانیوں کی جاسوسی کی اور ایک موقع پر ایتھنز کے شہر میں بیٹھ کر اپنی ڈھالیں اسقدر اونچی کیں کہ ایرانی سپاہ نے جو مےراتھون میں مقیم تھی اس اشارے کو دیکھ لیا اور وہ فوراً جہازوں پر سوار ہوکر ایتھنز پر حملہ کرنے کے لئے چل پڑی۔ اس کے علاوہ اس خاندان کے دشمن ہمیشہ سے ایتھنز والوں کو یقین دلایا کرتے تھے کہ اس

گھرانے میں جس قدر دولت ہے وہ بھی سب حرام کی کمائی ہے کیونکہ یہ دولت اُس نے سارڈس اور سیبون کے ظالم وجابر بادشاہوں سے حاصل کی ہے اور یہ کہ کلائیس تھینئر نے بھی اپنے وقت میں آئی سا گورس کے مقابلے میں قوت حاصل کرنے کے لئے سلطنت ایران سے مدد چاہی تھی۔ بہرکیف اگر یہ قصے سچ بھی ہوں اور دشمن کو اشارہ دینے کے لئے ڈھالوں کا اونچا کرنا بھی صحیح واقعہ ہو تو بھی یہ ثبوت اس بات کا نہیں ہوسکتا کہ زین تھی پس بھی اس وطنی خیانت میں الک میونیوں کا شریک تھا۔ بلکہ یہ بات قطعی ثابت ہے کہ مے راتھون کی لڑائی کے دس برس بعد یعنی ۴۸۰ق م میں جبکہ شاہ ایران زرکسیز نے یونان پر فوج کشی کی تو زین تھی پس نے ایرانی بیڑے کے غارت کرنے میں بڑا حصہ لیا ؛

البتہ جنگ مے راتھون کے دوسرے برس (۴۸۹ق م) زین تھی پس ایک ایسی کارروائی میں شریک غالب بنا جس سے اُس کے اور اُس کے وطن کے نام کو ہمیشہ کیلئے ایک داغ لگ گیا۔ مے راتھون کی فتح جس پر یونان کو بڑا ناز ہے خاصکر ملٹی ایڈیز (ثانی) کی بدولت نصیب ہوی تھی۔ یہی وہ بہادر تھا جس نے صف آرا ہوتے ہی پہلا وار دشمن پر خود کیا تھا۔ خاص لڑائی کے دن یونان کی کل فوجیں اُسی کے زیر فرمان تھیں۔ اس لڑائی میں فتح پاکر اُس کا درجہ بہت اونچا ہوگیا جو بدخواہوں کے لئے اور بھی موجب عداوت ہوا۔ اور وہ نقصان پہنچانے کی فکر میں موقع کے منتظر رہنے لگے۔ قسمت سے ایسا موقع ملنے میں بھی دیر نہ لگی۔ مے راتھون میں فتح پاکر ملٹی ایڈیز نے اہل ایتھنز سے ستر جہازوں کا ایک بیڑا طلب کیا اور کہا کہ جس غرض سے یہ بیڑا درکار ہے وہ ابھی ظاہر نہ کیجاوے گی البتہ اس کا وعدہ کیا جاتا ہے کہ اس مہم سے شہر کے اقبال و تمول میں بڑا اضافہ ہو جاوے گا۔ ایتھنز کے لوگوں نے اس درخواست کو منظور کرلیا۔ اور ملٹی ایڈیز ستر جنگی جہاز لیکر پیروس کے جزیرے کے طرف بڑھا۔ اس جزیرے پر اس وقت ایرانیوں کی حکومت تھی۔ ملٹی ایڈیز نے پہنچتے ہی جزیرے والوں سے چاندی کے سکے بقدر ایک سو ٹیلنٹ* کے طلب کئے۔ لیکن جب اُنھوں نے اتنی بڑی رقم دینے سے انکار کیا تو ملٹی ایڈیز نے پیروس کا محاصرہ کرلیا۔

[* ایک ٹیلنٹ قریب تین ہزار روپیہ کے برابر سمجھنا چاہئے]

پیروس کے لوگ بھی لڑائی پر تیار ہو گئے اور اس قدر مدت تک مقابلہ کرتے رہے کہ ملٹی ایڈیز پریشان ہو گیا۔ یہاں تک کہ ایک موقع پر زخمی ہو کر مجبوراً محاصرہ اٹھا کے وطن کو واپس چلا آیا۔ اب کیا تھا۔ دشمنوں نے جن کا سرغنہ زین تھی پس تھا ملٹی ایڈیز پر یہ الزام لگایا کہ اس مہم میں اُس سے سخت بے ضابطگیاں ہوی ہیں۔ اُس نے ایتھنز کے لوگوں کو دیدہ و دانستہ دھوکا دیا ہے۔ بجائے تمول بڑھانے کے قوم کا سرمایہ برباد کیا اور وطن کے لوگوں کی جانیں مفت میں ضائع کرائیں۔ ایسے جرم کی سزا سوائے موت کے کیا ہو سکتی تھی۔ غرض مقدمہ قائم ہو گیا۔ ملٹی ایڈیز زخم کی وجہ سے بہت کمزور ہو گیا تھا۔ مقدمہ کے دن اس قابل بھی نہ تھا کہ اپنی صفائی میں کچھ کہہ سکتا۔ چند دوست ہی گھر سے اٹھا کر عدالت میں لے آئے اور وہ ہی وکالت بھی کرتے رہے مگر فیصلہ خلاف سنایا گیا۔ پہلے سزائے موت تجویز کی گئی۔ پھر اس سزا میں تخفیف کر کے (۵۰) ٹیلنٹ جرمانہ قائم کیا گیا۔ یہ رقم اس قدر زیادہ تھی کہ باوجود اس شہرت کے کہ ملٹی ایڈیز بڑا مالدار ہے وہ ادا کرنے سے معذور رہا اور ایک سرکاری باقیدار کی حیثیت سے قید خانے بھیجدیا گیا۔ یہاں زخم کی حالت ایسی خراب ہوی کہ اسی تکلیف میں مرگیا۔

مورخ ہیروڈوٹس کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ پیروس پر ملٹی ایڈیز کے حملے کی وجہ محض ایک ذاتی عداوت تھی جس میں وہ اپنے کسی دشمن سے بدلا لینا چاہتا تھا۔ زخم بھی کسی لڑائی میں نہیں پہنچا تھا بلکہ ڈمیٹر کی ایک کاہنہ جزیرہ پیروس کی رہنے والی تھی اُس کی ملاقات میں یہ زخم آیا تھا۔ لیکن چونکہ اس ملاقات کی غرض نہیں بتائی گئی ہے اور دشمنی کی وجہ جو بیان ہوئی ہے وہ بھی قابل اعتبار نہیں ہے اس لئے ہیروڈوٹس کا بیان کچھ قابل وقعت نہیں رہتا۔ برعکس اس کے اگر ملٹی ایڈیز کی غرض اس مہم سے یہ تھی کہ پیروس کے مالدار جزیرے کو ایران کے تصرف سے نکال لیا جاوے تو ایسی غرض کو پوشیدہ رکھنا ضروریات سے تھا۔ کیونکہ وہ خوب جانتا تھا کہ اگر اصلی نیت ظاہر کردی گئی اور ایتھنز کے لوگوں نے اپنی مجلس عامہ میں اسپر علانیہ بحث کی تو پیروس پہنچنے سے پہلے پیروس والوں پر یہ راز کھل جائے گا اور پھر بات بالکل بگڑ جائے گی۔ اس لئے اس مہم اور اُس کی اصلی غرض کو مخفی رکھنا ضروری ہوا۔ پیروس اس وجہ سے کہ ایران کا محکوم تھا اور بحرہ ایجین میں واقع تھا یونانیوں کے حق میں طرح طرح کے خطروں کا باعث

ہوسکتا تھا - اگر اہل ایتھنز نے اُس کو فتح کرلیا تو جزائر سائکلیڈیز میں ان کو ایک ایسا صدر مقام مل جاوے گا جہاں سے لڑائی کے لئے ہر سمت میں نکلنا آسان ہوگا - اور اگر ایران والے پھر لشکر کشی پر آمادہ ہوے جیسے کہ حال میں مے راتھون پر چڑھ آئے تھے توانکو بیچ ہی میں روکنا دشوار نہ ہوگا - لیکن ملٹی ایڈیز کو کامیابی نہیں ہوی اور ناکامیابی اسوقت کسی طرح قابل معافی نہ تھی - مے راتھون میں جو فتح حال میں ہوی تھی اُس نے ایتھنز کے لوگوں میں غرور پیدا کردیا تھا اور وہ اس بات کو بھی بھول گئے تھے کہ شہر پناہ رکھنے والے شہروں کو فتح کرنے کے لئے جو سامان اُن کے پاس ہے وہ بالکل ناکافی ہے - اس وقت تو اُن کو یہ زعم تھا کہ اب ہماری فتوحات کے مقابلے میں کسی کی مجال نہیں کہ ٹھہر سکے - یہ باتیں سب کے دل میں ایسی بیٹھ گئی تھیں کہ اُن سے ملٹی ایڈیز کی تباہی پوری کرنے میں اُس کے دشمنوں کو اور بھی مدد مل گئی - ملٹی ایڈیز کو جو سزا دی گئی وہ کوئی نئی بات نہ تھی - ایسی سزائیں ملک کے اور خادموں کو بھی مل چکی تھیں - افسوس ہے کہ ایتھنز کے لوگوں کو اپنے خدمت گزاروں کے ساتھ کبھی انصاف کرنا نہ آیا - کبھی بدنیتی اور رائے کی غلطی کے فرق کو نہ سمجھ سکے※ - اس کا نتیجہ ہمیشہ یہ ہوتا تھا کہ سرکاری ملازمونکو اپنی حفاظت کی فکر اس قدر ہوجاتی تھی کہ وہ اپنے فرائض منصب کی طرف بھی خاطرخواہ توجہ نہ کرسکتے تھے۔

جنگ مے راتھون کے ختم ہوتے ہی ایتھنز کی کیا حالت ہوی - اس کے متعلق بہت کم معلومات بہم پہنچتی ہے - اس زمانے کے واقعات اور واقعات کے جو زمانے بیان ہوے ہیں وہ بہت مشتبہ ہیں - اس قدر البتہ ظاہر ہوتا ہے کہ فتح کے بعد اہل ایتھنز جزیرہ ایجاینا سے ایک لڑائی میں مصروف ہوگئے - یہ لڑائی شروع میں بہت زور شور سے ہوی لیکن پھر محض ایک معمولی عداوت کے درجے پر اتر آئی جس میں ایک فریق نے دوسرے فریق کو کوئی شدید نقصان نہیں پہنچایا - یہ ہی وہ زمانہ ہے جس میں ایک شخص روز بروز قوت حاصل کرتا جاتا ہے اور یہ وہ شخص ہے جو ایتھنز میں بقیہ صدی کے

※ جہاں محض رائے کی غلطی ہو اور نیت کا فساد نہو وہاں قومی خیانت یا بغاوت کا جرم نہ تو عاید ہوسکتا ہے اور نہ عاید کرنا چاہئے خاصکر جہاں نیت بھی ایسی ہو جسمیں حکومت کی سلامتی کو نقصان پہنچانے کا مطلق ارادہ نہ کیا گیا ہو بلکہ اُسکی سلامتی اور بہبود کو مدنظر رکھا ہو - بے جنٹ "انگریزی دستور" صفحہ ۳۹

مہتم بالشان واقعات تاریخ کو عدم سے وجود میں لائے گا۔ یہ نامور تھمی مس ٹوکلیز پسر نیوکلیز تھا۔

تھمی مس ٹوکلیز کی پیدائش اور اوائل زندگی کے جس قدر حالات دریافت ہوتے ہیں وہ مورخ پلوٹارک کی تصنیف سے ہوتے ہیں جس میں منجملہ دیگر مشاہیر کے اس نامور کے سوانح بھی بیان ہوے ہیں۔ یہ مورخ تھمی مس ٹوکلیز کے بعد گزرا ہے۔ اس لئے اُس کے بیانات کی صحت کا دارومدار اُن مصنفوں کی صحت پر ہے جن کی کتابوں سے اُس نے روایات نقل کی ہیں۔ لیکن یہ مصنف خود جن واقعات کا ذکر کرتے ہیں اُن سے صدہا برس کے بعد دنیا میں آئے تھے۔ بہرکیف پلوٹارک کی کتاب میں پڑھتے ہیں کہ تھمی مس ٹوکلیز خالص نسل ایتھنز سے نہ تھا۔ گو اُس کا باپ ایتھنز کا رہنے والا تھا مگر اس کی ماں باہر کی تھی۔ ایسے ماں باپ کی اولاد کو ملکی حقوق سے محروم نہ ہوتی تھی۔ لیکن اور چند باتیں ایسی تھیں جنکی وجہ سے وہ نقصان میں رہتی تھی۔ مثلاً نجیب الطرفین ایتھنزیوں کے ساتھ انکو ورزشیں نہیں سکھائی جاتی تھیں بلکہ اُن کی ورزشوں کے لئے ایک علٰحدہ مکان تھا جسکا نام سائی نوسارجس تھا۔ یہ عمارت شہر سے باہر دریائے ایلی سس کے کنارے تھی۔ اس طرح ابتدائے جوانی میں تھمی مس ٹوکلیز اُن نوجوانوں کی صحبت سے محروم رہا جو پرانے ذی اختیار اور صاحب رسوخ خاندانوں کی اولاد سے تھے اور جو امداد عالی خاندانوں کے لوگوں کو باہمی مشورت سے مل سکتی تھی وہ تھمی مس ٹوکلیز کو نصیب نہ تھی۔ تاہم وہ ایسا عالی ہمت اور بلند نظر تھا کہ شہر میں کسی سے نیچے درجہ پر رہنا گوارا نہ کرسکتا تھا۔ لڑکپن ہی میں اُستاد نے قیافہ دیکھکر خبر دی تھی کہ یہ لڑکا بڑا آدمی ہوگا۔ بہت نام پیدا کرے گا۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ بُرائی میں یا بھلائی مگر شہرت اُس کو بہرکیف حاصل ہوگی۔ باپ نے جب دیکھا کہ لڑکے کو ہر وقت افسری و سرداری حاصل کرنے کا نشہ چڑھا رہتا ہے تو وہ ڈرا اور چاہا کہ سیاسی خدمات اختیار کرنے سے اُس کو روکے۔ چنانچہ ایک دن یہ ہی بات لڑکے کو سمجھاتے سمجھاتے چند بوسیدہ جنگی جہازوں کی طرف اشارہ کرکے کہنے لگا کہ دیکھو ان کا ایک وقت کیسا تھا۔ اور اب بے غوری کی حالت میں کیسے شکستہ حال پڑے ہیں۔ اُنھوں نے ایتھنز کی بڑی بڑی

خدمتیں ادا کی تھیں۔ سخت سے سخت معرکوں میں کام دیا تھا۔ جو لوگ اُن کے ناخدا تھے اُن کو ان پر ناز تھا۔ مگر اب انکا کوی پرسان حال نہیں۔ پس ملک کے خادموں کا یہ ہی انجام ہے۔ دیکھو اور ان سے عبرت پکڑو۔ لیکن تھمی مس ٹوکلیز پر ایسی نصیحتوں کا کیا اثر ہوتا تھا۔ جب ایک مرتبہ کسی بات کا قصد کر لیتا تھا تو پھر کوی اُس کو ہٹا نہ سکتا تھا۔ جنگ میراتھون کے زمانے میں وہ بالکل جوان تھا اور لڑائی میں بھی شریک ہوا تھا۔ اس فتح کی خوشی میں جو یادگار قائم ہوی تھی اُس کو دیکھ دیکھ کر اور بھی اُبھرنے کے لئے طبیعت بے چین رہتی تھی۔ لیکن نہ کوئ یار تھا نہ مددگار۔ نہ مال و دولت سے حصہ ملا تھا۔ پھر کیونکر ممکن تھا کہ معزز و ممتاز خاندانِ فیلاڈی کے سردار ملٹی ایڈیز کے درجے کو پہنچ جاوے۔ سوچتا تھا کہ کیا ممکن ہے کہ ایتھنز جس نے ابھی ایک عظیم الشان فتح پای ہے ایک دن ایسی مہیب طاقت ہو جاوے کہ دنیا میں کوی اُسکا مزاحم نہ ہو سکے۔ کیا ممکن ہے کہ تمام یونان کی سرداری جو اس وقت اسپارٹا کو حاصل ہے اُس سے نکل کر ایتھنز کے قبضے میں چلی آوے؟

جس دن سے میراتھون کے میدان جنگ میں یونانی اور ایرانی دست و گریبان ہو رہے تھے اسی دن تھمی مس ٹوکلیز سمجھ گیا تھا کہ اس وقت لڑائی کا نتیجہ جو کچھ بھی ہو مگر کوی دن جاتا ہے کہ ایرانی پھر یونان کا قصد کریں گے کیونکہ بحر ایجین اُن کے تصرف میں ہے۔ ایسی حالت میں وہ کونسی تدبیر ہے جس سے ایرانیوں کو یونانیوں پر حملہ کرنے کی مجال نہ رہے۔ تھمی مس ٹوکلیز اسبات کو بھی سمجھے ہوے تھا کہ یونان کے تمام شہروں میں ایتھنز ہی وہ شہر ہے جو دارائے عجم کے قہر و غضب کا سب سے بڑا نشانہ ہے۔ پھر کیا تدبیر ہے کہ اپنے وطن کو اس دشمن سے محفوظ رکھا جاے؟۔ حال کا تجربہ بتا رہا تھا کہ سلامتی کا ذریعہ محض برّی سپاہ ہے۔ میراتھون کے دن یونان کے زرہ پوش تیغ و سپر سے مسلح پیدلوں نے اپنے سے دہ چند فوج کو میدان سے پسپا کر دیا تھا۔ برّی قوت میں کس کو کلام ہو سکتا تھا۔ مگر بحری قوت کچھ نہ تھی۔ اتنی بھی نہ تھی کہ یونان کا بیڑا پیروس کے چھوٹے سے شہر کو فتح کر لیتا۔ بیس برس سے خشکی کی لڑائیوں میں ایتھنز ہمیشہ کامیاب رہا تھا۔ لیکن بحری معرکوں میں یہ حال تھا کہ ایجاینا کی لڑائی بھی سر نہ ہو سکی۔ لیکن جب عموماً یہ خیال دلوں میں نقش ہو گیا ہو کہ صرف

بّری قوت ہی ملک کی سلامتی اور وقار کا باعث ہے تو پھر سوائے تھی مس ٹوکلیز کے کس کی جراءت تھی کہ کسی ایسے طریقۂ پیکار کی صلاح دے جو ایتھنز کی حربی تاریخ میں بالکل ایک نئی چیز ہو۔ تھی مس ٹوکلیز نے نہایت دور اندیشی سے اسبات کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ ایتھنز کا ایک زبردست بحری طاقت بن جانا بالکل امکان میں ہے اور ساحل ایتھنز پر ایسے محفوظ مقامات موجود ہیں جہاں جنگی جہازوں کے بڑے بڑے بیڑوں کے لئے بندرگاہ بنائے جاسکتے ہیں اور دیواریں اور مورچے بنا کر اُن کو آسانی سے متحقق کیا جاسکتا ہے۔ اگر ایتھنز نے بیڑے تیار کر لئے تو پھر نہ صرف دشمنوں سے حفاظت ہو جائیگی بلکہ اسپارٹا سے بھی پھر ہمسری کا دعوے ہو جائے گا۔

لیکن مشکل یہ تھی کہ تھی مس ٹوکلیز۔ ایتھنز کے لوگوں کو کیونکر اسبات پر آمادہ کرے کہ جس طرز پیکار سے اُن کو ہمیشہ کامیابی ہوئی اس کو چھوڑ دیں اور اس کی جگہ ایسا طریقہ جنگ اختیار کریں جس میں ملٹی ایڈیز جیسے آزمودہ کار کو بھی شکست ہو چکی ہے۔ ۴۸۹ ق م میں ملٹی ایڈیز کی ہزیمت کے بعد ملکی معاملات کی باگ زین تھی پس اور ایرس ٹایڈیز کے ہاتھ میں تھی۔ گو اس زمانے سے دس برس کے بعد ان دونوں نے بھی ایتھنز کے بیڑوں کی افسری میں بڑا حصہ لیا اور بحری معرکوں میں بڑے بڑے کام کئے لیکن اس وقت وہ ہرگز کسی ایسی تبدیلی کے لئے جو تھی مس ٹوکلیز کے ذہن میں تھی آمادہ نہ تھے ایرس ٹایڈیز کا حال یہ تھا کہ وہ کلائیس تھینز کا بڑا دوست رہ چکا تھا اور اسپارٹا کے طریقوں کا ہمیشہ سے مدّاح اور حامی تھا۔ بری فوجوں کو سلطنت کا سب سے بڑا محافظ تصور کرتا تھا۔ میراتھون کی لڑائی میں امیر لشکر کے بعد اسی کا درجہ تھا۔ اور اِس وقت بھی وہ بری سپاہ کا سب سے بڑا سپہ سالار مانا جاتا تھا۔ ایسی حالت میں تھی مس ٹوکلیز کو ایرس ٹایڈیز کی طرف سے مخالفت کا جسقدر اندیشہ ہو کم تھا۔

زین تھی پس اور ایرس ٹایڈیز کو اسپر بھروسا تھا کہ ہمارا نسبی اعزاز اور ہمارے قدیم طریقوں کا پاس ادب وہ چیزیں ہیں جو ہمیشہ ہماری معاون رہینگی تھی مس ٹوکلیز کو ان باتوں میں سے ایک بھی میسر نہ تھی۔ اس لئے اُس نے ایک گروہ ایسا تیار کرنا شروع کیا جو اُس کے خیالات اور ارادوں کی ہمیشہ تائید کرتا رہے۔ چنانچہ چند ہمت کے مضبوط اور محنتی لوگوں کو اپنا ہم خیال بنالیا۔ یہ لوگ یا تو تھی مس ٹوکلیز کی دلائل سے

متاثر ہو کر یا اس وجہ سے کہ پرانے معزز خاندانوں کی بیجا حکومت سے بیزار ہو گئے تھے۔ تھی مس ٹوکلیز کی باتوں سے اتفاق کرنے لگے۔ اور اب اس نے ایسے ہی لوگوں کی ایک انجمن قائم کی تاکہ اُس کے خیالات کی اشاعت ہو سکے۔ جہانتک تحقیق ہوتا ہے غالباً یہ پہلی مثال ایک سیاسی انجمن کی تھی۔ بعد کو ایسی انجمنیں بہت عام ہو گئیں اور امرائے ایتھنز بھی اپنا رسوخ جسقدر بھی ہوتا تھا ان ہی انجمنوں سے قائم رکھتے تھے۔ لیکن عام لوگ ان انجمنوں سے ہمیشہ بدظن رہے اور جسقدر ان انجمنوں پر سختیاں ہوئیں اُسی قدر وہ خطرناک ثابت ہوتی گئیں۔ تھی مس ٹوکلیز کی انجمن جو اپنی قسم کی پہلی مثال تھی اُس کی طرف کسی کو چنداں توجہ نہیں ہوی۔ زین تھی پس اور ایرس ٹاٹڈیز اپنے مرتبے کو پہچانتے تھے۔ اُنھوں نے اس مختصر گروہ کو جس کے سردار کو اُن کے نزدیک نہ کسی قسم کی تربیت تھی اور نہ کسی کا ادب و لحاظ تھا وقعت کی نظر سے نہیں دیکھا۔ اگر جزیرہ ایجاینا کی بحری لڑائی پیش نہ آجاتی تو زین تھی پس اور ایرس ٹاٹڈیز غالباً اپنے خیال سے کبھی نہ ہٹتے۔ یہ لڑائی کلائیس تھینز کی اصلاحات ملکی کے تھوڑے ہی عرصے بعد شروع ہو گئی تھی۔ ایجاینا کی سب سے پہلی لڑائی کی وجہ یہ ہوی تھی کہ اُس کے باشندوں نے بغیر اس کے کہ فریق ثانی کی جانب سے کوئی شوشہ اٹھے صوبۂ ایٹیکا کے ساحل پر حملہ کر دیا۔ (سنہ ۵۰۶ ق م)۔ اس کے بعد ایجاینا والوں سے دوسری لڑائی اُسوقت ہوی جبکہ سنہ ۴۹۱ ق م میں ایجاینا کے لوگوں نے اس ایما سے کہ اُنھوں نے دولت ایران کی حکومت و سیادت کو تسلیم کر لیا ہے اپنے ملک کی مٹی اور اپنی زمین کا پانی دارا کے ایلچیوں کو پیش کر دیا۔ لیکن یہ بحری لڑائی اُس وقت بند کر دی گئی تھی جبکہ ایرانیوں نے یونان پر فوج کشی کی۔ مگر جب مے راتھون میں ایرانیوں کو شکست ہو گئی تو یہ لڑائی پھر شروع کر دی گئی۔ ایجاینا والوں نے ایتھنز والوں کی ایک کشتی جس میں ایتھنز کے چند رئیس پوسیڈون کے تہوار میں شرکت کے لئے سی ام کو جاتے تھے گرفتار کر لی۔ ایتھنز والوں نے اُس کا بدلا نکالنے کے لئے یہ ترکیب کی کہ ایجاینا کے ایک رئیس سے جس کا نام نیکوڈرومس تھا اور جسکو اپنے ہم وطنوں سے سخت رنجش تھی اس بات کا وعدہ لے لیا کہ جس وقت ہمارے جہاز جزیرے پر حملہ کریں اسی وقت تم ایجاینا کے شہر میں غدر کر دینا۔ لیکن مشکل یہ پیدا

ہوی کہ ایتھنز کے پاس اتنے جہاز نہ تھے کہ جزیرہ پر حملہ ہوسکتا حالانکہ ایجاینا
والوں نے لڑائی کا قصد سنتے ہی ستر جنگی جہاز سمندر پر ڈالدئے تھے۔ اب ایتھنز کے
لوگ کورنتھ سے جہاز منگانے کا بندوبست کرنے لگے مگر اس میں اتنا وقت صرف
ہوا کہ مقررہ وقت سے ایک دن کے بعد یہ جہاز موقع پر پہنچے۔ حملے کے وقت ایجانیا
کے شہر میں غدر ضرور ہوا لیکن ریاست کے منتظموں نے باغیوں کو نہایت بے دردی سے
فوراً قتل کرا دیا۔ کئی معرکے ہوے۔ کسی میں ایجانیا والوں کا اور کسی میں ایتھنز یونکا
پلہ بھاری رہا۔ مگر آخرکار ایجانیا نے ایتھنز کے بیڑے کو قطعی شکست دیدی۔
اس کے بعد فریقین میں کوئی بڑی لڑائی نہیں ہوی۔ لیکن جب کبھی موقع ملتا تھا ایک
فریق دوسرے فریق کے ساحل پر یورش کر بیٹھتا تھا۔

ایجاینا کی بحری لڑائیوں نے ایتھنز والوں کے خیالات میں ایک انقلاب پیدا
کردیا۔ اور وہ سوچنے لگے کہ کیا ایرانیوں کو خشکی پر شکست دیکر سمندر کی راہ بھگا دینے کا
انعام ہماری قسمت میں یہ ہی اترا تھا کہ ایک قریب کے ٹاپو والے ہماری کچھ حقیقت نہ
سمجھیں۔ رات دن ہمکو ستائیں اور آخر میں ہم کو شکست دیدیں۔ اگر یہی دشمن خشکی پر
ہمارے مقابلے کو آتا تو اُس کی حقیقت کھول دیتے۔ لیکن لڑائی سمندر پر تھی اور اس درد کی
کوئی دوا اپنے پاس نہ تھی۔ بحری سامان جنگ جو اس وقت موجود ہے وہ ایسے معرکوں
کے لئے ہرگز کافی نہیں ہے۔ مگر باوجود ان خرابیوں کے جن لوگوں کے ہاتھ میں ریاست
کا انتظام ہے وہ کوئی تحریک اس ضرورت کے متعلق پیش نہیں کرتے۔ پچاس یا ستر جہاز دنکے
بیڑے کو بالکل کافی سمجھ رہے ہیں۔ حالانکہ اسی سامان کی کمی سے پہلے بھی شکستیں ہوچکی ہیں
اور اس وقت بھی نقصان پہنچا ہے۔ ملٹی ایڈیز کو جزیرہ پیروس میں ہزیمت اُٹھانے پر
سزایاب ہونا پڑا۔ لیکن ایجاینا کی بحری شکست پر کسی سے بھی بازپرس نہ ہوی۔ غالباً اسی
قسم کی شکایتیں تھیں جو تھمی مس ٹوکلیز اور اُس کے دوستوں نے شہر والوں میں پھیلادی
تھیں اور جب اُن کو یقین ہوگیا کہ بہت سے لوگ ہم خیال ہوگئے ہیں تو پھر بحری لڑائیونکے
انتظام کے متعلق تھمی مس ٹوکلیز اپنی تجاویز لیکر جمہور ایتھنز کے سامنے آیا۔ اور اب
جیسا کہ پہلے سے سمجھے بیٹھا تھا ایرس ٹائیڈیز اُس کی مخالفت پر سختی سے آمادہ ہوا۔

جس زمانے کا ہم ذکر کررہے ہیں اُس سے سو برس بعد کے حکماء یونان نے

ایسی قوموں کو نفرت کی نظر سے دیکھا ہے جنکا شیوہ جہازرانی تھا اور جو سمندر پر آمدورفت رکھکر اپنا کاروبار کیا کرتی تھیں - لیکن اس موقع پر یہ فرض کر لینا کہ ایرس ٹایڈیز پہلے ہی سے ان حکماء کے خیال کا مقلد تھا بالکل فضول بات ہوگی۔ البتہ وہ اسبات کو نظر انداز نہ کر سکتا تھا کہ جہازوں کے کھینے والے جب تک میسر نہ ہوں گے جہاز بیکار رہوں گے - اور کھینے والے جسقدر ہیں گے وہ ہمیشہ رعایا کے ادنےٰ ترین طبقے سے ہوں گے - گویا شہر کی حفاظت متوسط درجے کے لوگوں کے ہاتھ سے نکل جائے گی جو کم از کم اتنی مقدرت تو رکھتے ہیں کہ ضروری ہتیار اپنے صرف سے مہیا کر لیتے ہیں - پھر شہر کی حفاظت ایسے لوگوں کے سپرد ہو جاوے گی جنکو تنخواہیں دینی پڑیں گی - ایرس ٹایڈیز کی سمجھ میں یہ بات نہ آتی تھی کہ ادنےٰ ترین رعایا بھی اپنے شہر کی ایسی ہی محافظ ہو سکتی ہے جیسے کہ اُس سے اونچے درجے کی رعایا - گو اس میں کلام نہیں کہ ایرس ٹایڈیز نے کچھ زمانے کے بعد اپنی غلطی کو تسلیم کیا اور اُس کی تلافی بھی کی لیکن اس وقت جہانتک امکان میں تھا یہ ہی کوشش کی کہ تھی مس ٹوکلیز کی تجاویز منظور نہ ہونے پاویں۔

اس بحث نے کہ بحری طاقت کو بڑھایا جاوے ایسا زور پکڑا کہ بعض وقت امن عامہ میں خلل پیدا ہونے کا خوف ہونے لگا - ایرس ٹایڈیز کے جوش و خروش کا عجیب عالم تھا - اکثر لوگوں نے اُس کو برملا یہ کہتے ہوے سنا تھا کہ اے ایتھنز والو بڑی عقلمندی کرو گے اگر مجھکو اور میرے اس مخالف تھی مس ٹوکلیز کو اس غار میں پھینکدو گے جس میں بڑے بڑے مجرم پھینکے جاتے ہیں؛

اب معاملات کی صورت یہ ہوی کہ کوئی بات طے نہ پاتی تھی - جنگ ایجانیا کے متعلق کوئی قطعی کارروائی اُس وقت تک عمل میں نہ آ سکتی تھی جب تک کہ تھی مس ٹوکلیز کی تجاویز منظور نہ کر لی جاویں - اور تھی مس ٹوکلیز کی تجویزیں کوئی عملی صورت اُسوقت تک اختیار نہ کر سکتی تھیں جب تک کہ زین تھی پس اور ایرس ٹایڈیز اُن کی مخالفت سے ہاتھ نہ اٹھائیں - غرض مادۂ فاسد کی زیادتی دیکھکر مدبران ایتھنز نے جلاوطنی کے قانون سے مدد لی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زین تھی پس اور ایرس ٹایڈیز کی نسبت جلاوطنی کا حکم جاری ہوگیا - اور

تھی مس ٹوکلیز کو اسطرح اپنے دونوں مخالفوں سے نجات مل گئی ؛
اب تمام سیاسی معاملات پر تھی مس ٹوکلیز قادر ہوگیا - بحری طاقت کے بڑھانے میں جو امر دقت طلب تھا وہ یہ تھا کہ جہازوں کے بنانے کے لئے روپیہ کہاں سے آئیگا - لیکن اس میں بھی اتفاق سے ایسا ہوا کہ لاریم کی کانوں سے جو چاندی نکلا کرتی تھی اُس کی ایک رقم تقسیم ہونے کے بعد حال میں خزانہ سرکاری میں جمع ہوی تھی - یہ رقم فاضل تھی چنانچہ اسی سے جہازوں کا ایک بیڑا تیار کر لیا گیا - جس وضع کے جہاز تیار کئے گئے اُس کی تفصیل مختلف پیرایے میں اکثر بیان ہوی ہے اور کوئی بیان ایسا نہیں ہے جو دوسرے بیان سے کم قابل یقیں ہو - بہر کیف ۴۸۰ ق م کے موسم بہار میں ایتھنز والے جنکا پہلے یہ حال تھا کہ ایجا ینا کے معرکے میں صرف ستر جہازوں کی تعداد پوری کرنے کے لئے بیس جہاز کورنتھ سے مستعار لینے پڑے تھے اب اس قابل ہو گئے کہ ایک سو اسی جہاز تیار کر کے سمندر پر تیرا دیں - اور ان کے علاوہ بیس جہاز یوبیا میں کالکس والوں کے استعمال کے لئے بھی مہیا کر دیں - ہیرو ڈوٹس نے بیان کیا ہے کہ ان جہازوں میں زیادہ تر جہاز ایجا ینا کی لڑائی میں کام دینے کے لئے بنائے گئے تھے - مگر جب خبر گرم ہوی کہ ایرانی پھر یونان پر لشکر کشی کرنے کو ہیں (۴۸۰ ق م) تو ایتھنز کے لوگوں نے ایجا ینا والوں سے صلح کر لی اور اسطرح ایک طرف سے مطمئن ہوکر ایران کے مقابلے میں اپنی کل قوت صرف کرنیکی طرف متوجہ ہو گئے ؛

بیڑے کی تیاری کے ساتھ ہی تھی مس ٹوکلیز نے ایتھنز سے چند میل کے فاصلہ پر پای ری اس کی آبادی کے گرد شہر پناہ بنانی شروع کر دی - ابتک ایتھنز کا بندرگاہ فلے ری ام کے مقام پر تھا - یہاں کشتیاں اور جہاز لنگر ڈالکر قیام کیا کرتے تھے - یہ جگہ وسیع اور کسی قدر آسایش کی ضرور تھی لیکن اول تو طوفان کی حالت میں ہوا سے بچاؤ کم تھا - دوسرے اگر دشمن حملہ کرتا تو اسکی زد سے جلد ہٹنا مشکل تھا - اگر کسی بڑے میں زیادہ جہاز ہوتے تو وہاں اُسکا قیام خطرے سے خالی نہ تھا - غرض ایک عمدہ بندرگاہ کی ضرورت تھی جس تحریک اور حکمت عملی کا منشاء یہ تھا کہ بحری قوت کو ترقی دیجاوے اسی کا منشاء یہ بھی تھا کہ عمدہ بندرگاہوں

اور بحری کارخانوں کا جہاں جہازوں کی مرمت ہو سکے بندوبست کیا جاوے۔ چنانچہ فلےری ام سے کسی قدر مغرب میں صوبہ ایٹیکا کے ساحل سے ایک لمبی سی زمین خلیج سلےمس میں کچھ دور تک نکلی ہوی تھی۔ ساحل کے قریب اس زمین کا عرض کم تھا لیکن جسقدر وہ سمندر میں آگے بڑھتی گئی تھی زیادہ چوڑی ہوتی گئی تھی۔ اس زمین پر تین جگہ ایسے نشیب ہیں جن میں سمندر کا پانی کہیں تنگ اور کہیں چوڑے راستوں سے پہنچ گیا ہے۔ گویا چھوٹے چھوٹے بحیرے بن گئے ہیں جنکا تعلق بڑے سمندر سے ہے۔ تھمی مس ٹوکلیز کو بندرگاہ بنانے کے لئے ایسے ہی چھوٹے بحیروں کی ضرورت تھی۔ ان میں جو سب سے بڑا بحیرہ تھا اُس کا نام پای ری اس تھا۔ اور یہ اتنا وسیع تھا کہ ضرورت کے وقت ایتھنز کے کل جہاز اور کشتیاں اُس میں قیام کر سکتے تھے۔ پس تھمی مس ٹوکلیز نے قصد کر لیا کہ بجائے فلےری ام کے اس زمین کو جس کا اوپر ذکر ہوا ایتھنز کا بڑا بندرگاہ بنادے۔ اور وہاں فصیلیں اور مورچے حفاظت کے لئے تعمیر کردے۔ اگر ایتھنز کے لوگ اُس کا کہا مان جاتے تو بجائے ایتھنز کے وہ اس نئے بندرگاہ کو جس کا نام بھی پای ری اس تھا ریاست ایتھنز کا پایۂ تخت قرار دیدیتا۔ تاکہ جہاں ایتھنز کے جہاز ہوں وہ ہی اُس کا دارالحکومت بھی ہو۔ لیکن ایتھنز کے لوگ اس بات کو کب گوارا کر سکتے تھے۔ اُن کو اپنے شہر اور اُسکے موقع سے نہایت الفت تھی۔ اُس کی ہر چیز میں قدامت کی ایک بزرگی پیدا تھی۔ صدہا برس سے اُس کی مذہبی روایات و حکایات لوگوں میں مشہور چلی آتی تھیں۔ اُس کے بُت خانے نہایت قدیم تھے۔ پس ایسے متبرک شہر و مقام کو وہ کیسے چھوڑ سکتے تھے۔ تھمی مس ٹوکلیز کا یہ قصد کہ بجائے ایتھنز کے پای ری اس کو دارالحکومت بنایا جاوے بادشاہ ایران زرکسیز کی لشکر کشی کی وجہ سے ملتوی رہا۔ یہ لشکر کشی سنہ ۴۸۰ ق م میں پیش آئی۔ اس سال زرکسیز نے اپنے باپ دارا کی شکست کا جو سنہ ۴۹۰ ق م میں ہوی تھی انتقام لینا چاہا۔ اور ایک بڑا لشکر بحری و برّی فوجوں کا لیکر یونان پر چڑھ آیا۔ زرکسیز کی یہ مہم بالکل ناکام رہی۔ ایرانیوں کا بیڑا خلیج سلےمس میں پراگندہ ہوا اور واپسی میں ساحل ایشیا کے مقام مای کیلے میں بالکل فنا ہو گیا۔ فوجیں جو زرکسیز کے ساتھ آئی تھیں اُن میں بہت سی تو جہازوں پر

سوار ہوکر زرکسیز کے ساتھ ایران کو واپس چلی گئی تھیں اور کچھ ایرانی سپہ سالار مار دونی اس کی ماتحتی میں صوبہ بوسشیا میں مقیم ہوگئی تھیں۔ اِن فوجوں کو پلاٹیا کے میدان میں یونانیوں نے بالکل نیست و نابود کردیا۔ ایک[1] مورخ کے لئے اس سے زیادہ خوشی کا موقع کیا ہو سکتا ہے کہ جہانتک ذرائع معلومات مساعد ہوں وہ اُن تمام حالات کو بیان کرے جن میں چند بہادروں نے جن میں وطنی جوش تھا ایک بڑے انبوہ کا مقابلہ کرکے اپنے ملک کو ایران کی شخصی سلطنت کے تصرف سے بچا لیا۔ دنیا کی وہ بڑی بڑی لڑائیاں جنہوں نے سلطنتوں کے ورق الٹ دیئے اور بڑے بڑے ملکوں کو برباد کردیا اُن میں سے نوے فیصدی ایسی تھیں جن سے دنیا کو کچھ نفع نہیں ہوا۔ لیکن اس میں کسی کو کلام نہیں کہ اگر کسی وجہ سے یونان کے تمدّن سے دنیا محروم رہ جاتی تو شاید اس سے بڑھکر کوئی نقصان نسل آدم کو نہ پہنچتا۔ اس کے علاوہ اس میں بھی شبہ نہیں کہ جس فتح نے اس بیش بہا چیز کو تلف نہ ہونے دیا اُس کا باعث خصوصیت کے ساتھ ایتھنز کے لوگ تھے اور ایتھنز کے لوگوں کی فتح خاصکر تھمی مس ٹوکلیز کی ہمت و حُسن تدبیر کا نتیجہ تھی۔ مگر یہاں اس مضمون کی زیادہ تفصیل نہیں ہو سکتی۔ اس موقع پر جس سوال سے بحث ہے وہ یہ ہے کہ اس ایرانی جنگ نے ایتھنز کے شہر کو کس درجہ ترقی پر پہنچایا اور یونانی طبیعت میں اس نے کونسی نئی قوت پیدا کردی ؟

[1] اس مورخ کی تعریف میں اگر اتنا اور بڑھا دیا جاوے کہ "جو تقاضائے فطرت مشرق اور مشرق کی شخصی حکومتوں کو بالطبع نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے" تو کچھ بیجا نہ ہو۔ ایشیا اور ایشیا کی سلطنتوں سے خواہ وہ قبل مسیح کی ہوں یا بعد مسیح کی نفرت کرنی یورپ والوں کی طبیعت کا خاصہ ہے۔ مختلف قوموں اور نسلوں میں آپس کا تنفر اور ایک دوسرے سے کشیدگی ایک قدرتی امر ہے جس پر تعجب کرنے یا اُس سے بُرا ماننے کی ضرورت نہیں۔ آگے کے فقرے میں مصنف نے نتیجہ نکالا ہے کہ اگر ایران کا تسلّط یونان پر ہو جاتا تو یونان کی شائستگی غارت ہو جاتی۔ یا شاید پیدا ہی نہ ہوتی جس سے بنی نوع انسان کو سخت خسارہ رہتا۔ یہ ایک خیال ہی خیال ہے۔ ایران کی وسیع سلطنت اور ایران کی شائستگی ایسی چیزیں نہ تھیں کہ کسی دوسری شائستگی یا تمدّن کی مدد نہ کرتیں۔ ممکن تھا کہ اگر یونان کی خودسرانہ فتوحات سے ایران کو نقصان نہ پہنچتا تو یونان کی شائستگی ایران کے تمدّن سے بہرہ یاب ہوکر اور بھی زیادہ خوبی اور رونق سے دنیا پر ظاہر ہوتی (مترجم)

یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ جب شاہ زرکسیز کی آمد کی خبر یونان میں مشہور ہوی اور ایرانیوں کے خوف سے ایتھنز کے لوگ اپنا گھر بار چھوڑ کر شہر سے نکلنے لگے تو ان خانہ بربادوں میں پیرک لیز بھی تھا جس کی عمر اسوقت تیرہ برس کی تھی۔ اس بھاگڑ کے ذکر میں پلوٹارک نے ایک پُر درد واقعہ لکھا ہے۔ وہ یہ کہ جسوقت پیرک لیز کا باپ زین تھی پس معہ اہل و عیال کے ساحل ایٹیکا سے کشتی پر سوار ہوکر جزیرۂ سیلی مس کو جانے لگا تو اتفاق سے اُس کا کتّا پیچھے رہ گیا۔ یا تو آقا اُس کو کشتی میں بیٹھانا بھول گیا یا کتّا خود گھر سے چل کر کشتی کی روانگی سے پہلے ساحل تک نہ پہنچ سکا۔ بہرکیف جب کشتی چلی گئی تو آقا کی مفارقت اس رفیق کو گوارا نہ ہوی اور تن بہ تقدیر سمندر میں کود کر پوری خلیج کو تیرتا ہوا سیلی مس پہنچ گیا۔ لیکن یہ محنت اُس کی قوت سے بہت زیادہ تھی۔ جونہی کنارے پر قدم رکھا دم نکل گیا۔

تیسرا باب

خاکنائے کورنتھ کی مجلس مشورت ۔ ڈیلوس کا لیگ

۴۸۱ء ق۔م میں کورنتھ میں مجلس مشورت کا انعقاد۔ ایتھنز کا عروج۔ پاسے نیاس اسپارٹی کا امیر البحر مقرر ہونا۔ اُس کی دغابازی۔ ڈیلوس کے لیگ کا قائم ہونا۔ ایرس ٹائیڈیز۔ اور سائیمون۔

یہ خبر مشہور ہوتے ہی کہ زرکسیز یورپ کا عزم کرکے ایران سے چل پڑا ہے یونان کے لوگوں کو اپنے اپنے شہروں کی فکر ہوئی کہ اُن کو بچانے کی کیا تدبیر کی جائے اسپارٹا کے لوگ مدت سے یونان متوسط اور پیلوپونےسس کی متحدہ ریاستوں کے افسر مانے جاتے تھے۔ اب ایتھنز کے ایما سے انھوں نے یونان کی تمام ریاستوں کو جو اپنی آزادی کی سلامتی چاہتی تھیں یہ پیغام دیا کہ خاکنائے کورنتھ میں صلاح و مشورے کے لئے ایک مجلس قرار پائی ہے۔ تمام ریاستوں کو چاہئے کہ اپنے اپنے سفیر اس مجلس میں بھیجیں تاکہ سب ملکر دشمن کے مقابلے کی تدبیریں سوچیں۔ اس پیغام پر بہت سی ریاستوں نے اپنے سفیر کورنتھ بھیجے اور یہاں اسپارٹا کی صدارت میں تمام ریاستوں نے ایک باہمی اتحاد قائم کیا۔ اور سب نے اس اتحاد پر پابند رہنے کا حلف لیا اور قسم کھائی کہ جن یونانی ریاستوں نے زرکسیز کے ایلچیوں کو اپنے ملک کی مٹی اور اپنے ملک کا پانی اطاعت ظاہر کرنے کی نیت سے بلا جبر و اکراہ پیش کیا ہے اُن کا سخت تدارک کیا جاویگا۔ اس اتحاد میں گو یونان کی تمام ریاستیں شریک نہ تھیں مگر جس قدر ریاستوں میں اس وقت اتحاد ہوا اتنا کبھی پہلے دیکھنے میں نہ آیا تھا پیلوپونےسس کے تمام باشندے بجز ایکیا اور میگارا کے لوگوں کے اس اتحاد میں شریک ہوئے تھے۔ خاکنائے کورنتھ سے شمال کے اطراف میں البتہ صرف ایتھنز والے اور صوبہ بیوشیا سے دو شہروں کے لوگ یعنی شہر تھیسپی اور پلاٹیا کے باشندے شریک ہوئے۔ ان اطراف سے تھسلی اور فوسیا کے لوگ بھی ضرور شریک ہوجاتے لیکن حالات نے ایسا مجبور رکھا کہ وہ ایران کی اطاعت سے نہ نکل سکے۔

۴۸۱ء ق م کی ربیع سے ۴۸۰ء ق م کی خریف تک کورنتھ کی مجلس اپنے

اجلاس کرتی رہی۔ اور اس کل زمانے میں ایرانیوں سے لڑنے کا انتظام اسی کے ہاتھ میں رہا۔ لڑائیوں کے نقشے بھی اُسی نے تیار کئے اور ساحل ایشیا پر سارڈس کے شہر کو جاسوس بھی اُسی نے دوڑائے کہ زرکسیز کی فوج کی تعداد و قوت کا اندازہ کریں۔ آرگوس۔ کریٹ۔ کورسایرا اور سایراکیوز کے شہروں کو ایلچی اس امید سے بھیجے کہ یہ شہر ایسے خطرے کی حالت میں کمک پہنچانے سے دریغ نہ کریں گے۔ لیکن یہ امید غلط ثابت ہوی۔ جسوقت کورنتھ کی مجلس کو معلوم ہوا کہ زرکسیز کا قدم یورپ میں پہنچ گیا ہے تو اُس نے فوراً غنیم کو روکنے کے لیئے دس ہزار فوج ٹمپی کے درّے کو روانہ کی۔ لیکن مقدونیہ کے اسکندر کی صلاح سے ٹمپی پر اس قدر فوج کا جمع کرنا ملتوی کیا گیا۔ اور یہ فیصلہ ہوا کہ تھرماپولی اور ارٹی می سی اَم کے مقامات پر فوجیں جمع کر کے دشمن کا انتظار کرنا چاہیئے۔ اسوقت برّی و بحری دونوں قسم کے جنگی معاملات میں پورے اختیارات اسپارٹا کے سپرد کردیئے گئے تھے۔ برّی معرکوں میں تو ہمیشہ سے یہ حال چلا آتا تھا کہ جب کبھی یونان کی ریاستوں نے لڑائی کے میدان میں فوجیں اتاریں تو اُن کی افسری کے لئے ہمیشہ اسپارٹا والوں ہی کو موزوں و مناسب سمجھا گیا۔ مگر اس وقت بحری لڑای کے متعلق بھی ریاستوں نے کہدیا کہ اگر یونان کا بیڑا اسپارٹا کے تحت میں نہ رکھا گیا تو وہ اتحاد سے علٰحدہ ہو جاویں گی۔

اسپارٹا کی افسری کو جب اسطرح ترجیح دی گئی تو اسپارٹا کا ایک سردار یوری بیاڈاس یونان کے متفقہ بیڑے کا افسر اعلےٰ مقرر کر دیا گیا حالانکہ خاص اسپارٹا کے جہاز جو اُس کے ساتھ تھے تعداد میں صرف دس تھے۔ اسپارٹا کے علاوہ ہر ایک ریاست سے ایک ایک فوجی افسر اپنے اپنے دستۂ فوج پر پورے اختیارات کے ساتھ لڑائی میں شریک ہوا۔ چنانچہ تھمی مس ٹوکلیز، ایتھنز کی فوج کا اور ایڈی مین ٹس کورنتھ کی فوج کا افسر مقرر ہو کر شریک جنگ ہوا۔ مگر تھرماپولی پر لڑائی شروع ہونے کے زمانے سے لیکر اُسوقت تک کہ یونانی بیڑا سلے مس کی لڑائی میں فتح پاکر کورنتھ کو واپس آئے فوجی اختیارات کل یوری بیاڈاس کے پاس رہے۔ افسران ماتحت کو معاملات میں باہمی مشورہ کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ لیکن قطعی احکام کا جاری کرنا یوری بیاڈاس کے اختیار میں تھا۔ اس زمانے میں کورنتھ کی مجلس مشورت کا کچھ حال پڑھنے میں نہیں آتا۔ لیکن

جب لڑائی بند ہوگئی تو اس مجلس نے پھر اپنے اجلاس شروع کئے۔ چنانچہ خاکنائے کورنتھ میں ریاستوں کے سفیر پھر ایک مرتبہ جمع ہوئے کہ مال غنیمت سب کو حصہ رسدی تقسیم کریں اور جن لوگوں نے بہادری کے کام کئے ہیں اُن کے لئے انعام تجویز کریں۔ تھرموپولی کی لڑائی کے بعد سال آئندہ میں کوئی ایسی لڑائی جس میں یونان کی ریاستیں متفق ہوکر دشمن کے مقابلے میں آئی ہوں پڑھنے میں نہیں آتی۔ بلکہ اِس وقت سے ہر ایک ریاست کا بیڑا اور فوج بذات خود بلا دوسرے کی مدد کے اپنے اپنے کام میں مصروف ہوتا ہے۔ صرف ایک مثال ایسی ملتی ہے کہ جس میں ریاستوں نے پھر شریک ہوکر کوئی کام کیا ہو۔ اور وہ یہ ہے کہ جب پلاٹیا کی لڑائی ختم ہوئی تو سب ریاستوں نے ملکر تھیبس کے سرداروں کو گرفتار کیا۔ یہ سردار وہ تھے جو لڑائی کے زمانے میں ایرانیوں کے دوست بنے رہے تھے۔ گرفتاری کے بعد یہ لوگ کورنتھ میں لائے گئے تاکہ مجلس کے سامنے اُن پر مقدمہ قائم ہو اور جس نے جیسا کیا ہے اپنی سزا کو پہنچے۔

ان تمام حالات پر اگر ایک پہلو سے نظر کیجے تو ظاہر ہوتا ہے کہ جسوقت ایران نے یونان پر لشکرکشی کی تو غنیم کے خوف سے یونانیوں نے آپس میں ایک اتحاد قائم کیا۔ دو برس تک یعنی ۴۸۱ء کے موسم گرما سے ۴۷۹ء ق م کے موسم گرما تک کورنتھ کی مجلس اتحاد نے کبھی معمولی اور کبھی حسب ضرورت خاص وقت مقرر کرکے کورنتھ میں اجلاس کئے۔ ان اجلاسوں میں اُن ریاستوں کے سفیر حاضر ہوتے رہے جنھوں نے اتحاد کیا تھا۔ اور مجلس نے تمام معاملات کا جہانتک ایرانی فوج کشی سے تعلق تھا انتظام کیا۔ جب ایرانیوں کو قطعی شکست ہوگئی اور اُن کی طرف سے یونانیوں کو کوئی خطرہ نہ رہا تو اس مجلس نے اجلاس کرنے بند کردیئے۔ لیکن جو اتحاد قائم ہوچکا تھا وہ بدستور قائم رہا۔ اور اتحادی ریاستیں کم ازکم بحری معرکوں میں ہمیشہ ملکر کام کرتی رہیں۔ اور اسپارٹا ہی اس زمانے میں سب کا سردار اور پیشوا رہا۔

لیکن اگر دوسرے پہلو سے نظر کیجے تو معلوم ہوتا ہے کہ ۴۸۰ء اور ۴۷۹ء ق م کے واقعات نے یونان کی ریاستوں کے تعلقات میں بہت سی خرابیاں پیدا کردیں۔ ایک گروہ ریاستوں کا وہ تھا جو ایرانیوں سے ملا ہوا تھا۔ دوسرا گروہ وہ تھا جس نے ایرانیوں کا مقابلہ کیا تھا۔ تھسلی اور تھیبس نے حتی الامکان یہ ہی کوشش کی تھی کہ یونان پر غیروں کا دخل کرادیں۔ آرگوس باوجود اس کے کہ حب وطن میں بڑا نام رکھتا تھا، تو کسی کی طرف نہ بولا

یا ایرانیوں سے ملکر اس سے بھی بدتر گناہ کا مرتکب ہوا۔ جب دشمن پر فتح ہوگئی تو ایسی بےحمیت
ریاستوں کی خوب گوشمالی کی گئی اور جو بچ گئیں اُن کی بیوفائی کو ہمیشہ یاد رکھا گیا۔ اس سے
ریاستوں میں ایک عداوت پیدا ہوگئی۔ اس کے علاوہ ایک جھگڑا مدت سے **تھیبس** اور
ایتھنز کی ریاستوں میں اسبات پر چلا آتا تھا کہ **پلاٹیا** کا علاقہ کس کا ماتحت سمجھا جاوے۔
غرض اسطرح یونان کی شمالی ریاستوں میں اس وقت وہ نفاق پیدا ہوگیا جو پہلے بھی کبھی دیکھنے
میں نہ آیا تھا۔ اور آئندہ اتفاق پیدا ہونے کی قطعی امید نہ رہی حالانکہ ریاستوں میں اتفاق رہنا
ملک کی حفاظت کے لئے ایک ضروری امر تھا۔ اسی طرح **آرگوس** اور **اسپارٹا**
میں جو کشیدگی پہلے سے چلی آتی تھی وہ بھی اب زیادہ نمایاں ہوگئی۔ مختصر یہ کہ اس اتحاد کے ساتھ
ساتھ جس سے مراد کل یونان کا متحد کرنا تھا اور جس کی ابتدا ایران کی لشکرکشی سے ہوی تھی
نااتفاقیوں کو بھی خوب ترقی ہوی اور عداوتیں اس درجہ بڑھیں کہ اخیر میں اتفاق نام کو نہ رہا ؛

ان ہی خرابیوں پر بس نہیں ہوی۔ رنجشیں تو اپنا رنگ دکھا ہی رہی تھیں رشک وحسد نے
بھی کچھ کمی نہیں کی۔ ایتھنز نے **آرٹی می سی ام** اور **سلےمس** کے معرکوں میں جوہر شجاعت
دکھا کر یونان کی تمام ریاستوں پر ایک اثر پیدا کر دیا تھا۔ **ایجاینا** اور **کورنتھ** کی ہمسایہ قومیں
تجارت میں **ایتھنز** کی حریف مقابل تھیں۔ اب یہ قومیں حیرت سے دیکھ رہی تھیں کہ **ایتھنز**
تو ایک ہی جست میں اس بام ترقی پر پہنچ گیا جس تک ہم بھی کبھی نہ پہنچے تھے۔ **ایتھنز کی**
بحری طاقت اب اس درجہ بڑھی تھی کہ کوئی اور ریاست اُس کو نہ پہنچتی تھی۔ اگرچہ لڑائی کے
معاملات میں اُس نے اسپارٹا کی سرداری کو بخوشی تسلیم کر رکھا تھا لیکن یہ بات سب پر
روشن تھی کہ اسپارٹا کا سپہ سالار **پوری بیاڈاس** فقط نام کا سردار ہے۔ اصل اختیار
اور انتظام خواہ بری یا بحری سب **تھی مس ٹوکلیز** کے ہاتھ میں ہے جو ایتھنز کی طرف سے
سپہ سالار ہے۔ اس صورت میں بھی جہاں ایرانی لڑائیاں یونانیوں میں اتحاد کا باعث ہوئیں
وہاں نفاق کا سبب بھی اسطرح ہوگئیں کہ اب بجائے ایک ریاست کے دو ریاستوں کو کل
یونان پر افسری کا دعوےٰ ہوگیا یعنی ایک ڈوریانی قوم کی ریاست کو جس کا شہر **اسپارٹا**
صوبہ **پیلوپونےسس** میں واقع تھا۔ اور دوسرے قوم **آی اونی** کی ریاست کو جس کا
شہر **ایتھنز** یونان متوسطہ میں واقع تھا۔ اگر شجاعت میں **اسپارٹا** کی زرہ پوش پیادہ فوج
شہرۂ آفاق تھی تو چستی وچالاکی میں **ایتھنز** کے ملاح بھی کچھ کم شہرت نہ رکھتے تھے ؛

اِس نفاق کو ایسے واقعات سے اور زیادہ ترقی ہوی جو ایرانیوں کی شکست کے بعد پیش آئے ۔ **ایتھنز** نے اسبات کو ظاہر کر دیا کہ وہ اپنے ذاتی معاملات میں کسی دوسرے کا پابند نہیں ہے ۔ گو ۴۸۱ ق م میں جو اتحاد ریاستوں میں ہوا تھا اُس سے وہ علیحدہ نہیں ہے اور ابتک اسپارٹا کو ہر حال میں اپنا دوست اور شریک سمجھتا ہے ۔ اور اسپارٹا ہی کو متحدہ طاقتوں کی افسری کا مستحق جانتا ہے لیکن خاص ایتھنز کی حفاظت وحصانت کے مسئلے میں وہ کسی کا خیال نہ کرے گا ۔ جسطرح اپنی حفاظت کرنی مناسب سمجھے گا اُسکا بندوبست کرے گا ۔ لڑائیوں کے زمانے میں ایرانیوں نے ایتھنز کے شہر کو بالکل مسمار کر دیا تھا ۔ پس سلے مس کی فتح سے فارغ ہوتے ہی ایتھنز کے لوگوں نے شہر کی منہدم فصیل کو پہلے سے بھی زیادہ استحکام اور وسعت کے ساتھ از سر نو بنوانا شروع کیا ۔ یہ کام تھی مس ٹوکلیز کے کہنے سے شروع کیا گیا تھا ۔ اس دُور اندیش مدبّر نے پہلے سے سوچ لیا تھا کہ اگر ایتھنز والوں کو اب سمندر پر زندگی بسر کر کے نام پیدا کرنا ہے تو سب سے پہلے خشکی پر اپنے گھر کی حفاظت کر لینی چاہئے ۔ اگر شہر پناہ مضبوط نہ ہوی تو ہمسایہ قوموں سے پناہ ملنی مشکل ہے ۔ اگر اُن کے مقابلے کے لئے فوج بھی رکھی گئی تو وہ ایسی تو اعدداں اور بہادر ہونی چاہئیے کہ اگر پیلو پونے سس اور بیوشیا کی فوجیں حملہ کر بیٹھیں تو اُن کو مار کر ہٹا سکے مگر ایسی فوج ایتھنز میں کہاں پیدا ہو سکتی تھی ۔ نئی فصیل بنانے کی تجویز شہر والوں نے بھی فوراً منظور کر لی تھی کیونکہ پچھلے دو برس میں دو مرتبہ اسی غیر محفوظ حالت کی وجہ سے گھر بار چھوڑ کر شہر سے نکلنا پڑا تھا ۔ اس لئے ان کو پہلے ہی سے فکر تھی کہ شہر کی حفاظت کے لئے کوئی صورت جلد نکالنی چاہئیے ۔ جب شہر پناہ کی تعمیر شروع ہونے کی خبر قریب کی اتحادی ریاستوں کو پہنچی تو انھوں نے اسپارٹا والوں سے شکایت کی کہ فصیل کے بنانے کا منشاء سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے کہ دوسری ریاستوں کے مقابلے میں ایتھنز کو زیادہ قوت حاصل ہو جاوے ۔ اس لئے اس تعمیر کو روکنے کا بندوبست کرنا چاہئیے ۔ اس میں شبہ نہیں کہ اسپارٹا اس حیثیت سے کہ انجمن اتحاد کا میر مجلس تھا ایتھنز کے لوگوں کو حسب ضرورت کسی بات میں مشورہ دے سکتا تھا لیکن اُن پر کوئی قطعی حکم جاری کرنے یا اُن کے کسی کام میں دست اندازی کرنے کا اُس کو کچھ حق نہ تھا ۔ بہرکیف اسپارٹا نے ایتھنز کو ایلچی بھیجے اور کہلا بھیجا کہ شہر پناہ کا تعمیر کرنا خطرناک ہے ۔ کیونکہ اگر ایرانیوں نے پھر لشکر کشی کی تو اُس وقت ایتھنز کو بہت قباحت اُٹھانی پڑے گی ۔ اور جیسے پہلے دشمن نے

تھیبس کے شہر کو اُس کی شہر پناہ دیکھکر لڑائیوں کے لیئے اپنا صدر مقام بنا لیا تھا ایسا ہی حال ایتھنز کا ہوگا۔ اگر شہر پناہ میں ایک دفعہ دشمن گھس گیا تو پھر وہیں پڑاؤ ڈالدیگا اور کوئی اُس کو نہیں نکال سکے گا۔ ایک عذر یہ بھی کیا گیا کہ جب اسپارٹا کے شہر کی فصیل نہیں ہے تو پھر ایتھنز کے لوگوں کو اپنے شہر کی فصیل بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ مگر ایتھنز والے بہت ہوشیار تھے۔ اسپارٹا کے ان فقروں میں نہ آئے۔ لیکن کوئی معقول جواب بھی نہ دے سکے۔ تھمی مس ٹوکلیز نے خیال کیا کہ فی الحال اس کا جواب یہ ہی ہے کہ جب تک دیواریں اتنی نہ اٹھ لیں کہ شہر کی حفاظت ہو جاوے اُس وقت تک اس معاملے کو التوا میں ڈالے رکھنا چاہیئے۔ چنانچہ جب شہر پناہ خاطر خواہ اونچی ہوگئی تو تھمی مس ٹوکلیز اپنے اصلی رنگ پر آیا اور اسپارٹا کو یہ جواب لکھدیا کہ ایتھنز کو حق حاصل ہے کہ اپنی حفاظت کے لیئے جس بات کو ضروری سمجھے اُس کو اختیار کرے۔ اس وقت شہر پناہ بنانی ضروری تھی اس لیئے وہ بنالی گئی۔ اس تحریر کے بعد معاملہ آگے نہ بڑھا۔ اگر بڑھتا تو لڑائی کی ضرور نوبت آجاتی۔ مگر پھر بھی ایرانیوں کے مقابلے میں جو خدمتیں ایتھنزیوں نے کی تھیں وہ ابتک سب کو اچھی طرح یاد تھیں اس لیئے شہر پناہ بنانے کے معاملے میں بدمزگی پیدا نہیں ہوی اور ایتھنز و اسپارٹا میں بدستور دوستی قائم رہی ؀

بیڑوں کے انتظام میں ایتھنز کے لوگوں نے اپنی خودمختاری اور آزادی کو قائم رکھا۔ یوری بیاڈس کی علیحدگی پر لیوٹی کائڈس بادشاہ اسپارٹا یونانی بیڑوں کا امیر البحر ہوکر اسپارٹا سے آیا۔ اُسی کے زمانہ امارت میں یونان کے متحدہ بیڑوں نے مای کیلے کے مقام پر ایرانیوں کے مقابلے میں ۴۷۹ ق م میں فتح حاصل کی۔ اس موقع پر جزیرۂ سےموس اور ملی ٹس کے باشندوں نے یونان والوں کی مدد کی۔ یہ لوگ ایران کی رعایا تھے۔ لیکن ایرانیوں کو ظالم سمجھتے تھے اس لیئے خوشی سے یونانیوں کے مددگار بن گئے۔ جسوقت یونان کا بیڑا مای کیلے کی لڑائی میں کامیاب ہوکر سے موس کے جزیرے پر پہنچا تو کایا اور لس بیا کے باشندوں نے اور ان کے ساتھ اور کئی قوموں نے یونانیوں سے درخواست کی کہ ہمکو بھی اپنے اتحاد میں شامل کرلیں۔ اب یونان کو یہ مشکل پیش آئی کہ جزائر ایجین اور ایشیاء کوچک میں جو یونانی قومیں آباد تھیں اُن کو اپنی سرپرستی میں لیا جاوے یا نہیں۔ اور اگر ان قوموں پر ایرانی حملہ کریں تو اُن کی حفاظت اپنے ذمے رکھی جاوے یا نہیں۔ یہ بات

ظاہر تھی کہ اس قسم کی ذمہ داری اُسی وقت کیجا سکتی تھی جبکہ یونانیوں کے پاس کوئی ایسا بیڑا جنگی جہازوں کا موجود ہوتا جو ایرانیوں کو بحر ایجین میں قدم نہ رکھنے دیتا پیلوپونے سس اور اسپارٹا والوں نے تو اس کا صاف جواب دیدیا کہ انجمن مشارکت ایسا بھاری کام اپنے ذمے نہیں لے سکتی۔ اُن کی رائے یہ ہے کہ ایشیاء کوچک میں جو لوگ آئی اونی قوم کے آباد ہیں ان کو ایشیا سے اٹھاکر جزیرہ نمائے کرسونیس کے ساحلی شہروں میں آباد کردیا جاوے۔ اور ان شہروں میں اس وقت جو ایرانی رعایا بستی ہے اُس کو وہاں سے نکال دینے کا کام ہم اپنے ذمے لیتے ہیں۔ لیکن اس رائے سے ایتھنزیوں کو جن کے بڑے کا افسر اعلےٰ اس وقت پیرکلیز کا باپ زین تھی پس تھا اتفاق نہیں ہوا اور اُنھوں نے کہا کہ آئی اونیا والے ہمارے ہم نسل ہیں جو کسی وقت میں ایشیا میں آباد ہو گئے تھے۔ اُن کی آئندہ حالت کا فیصلہ کرنا سوائے ہمارے دوسرے کے اختیار میں نہیں ہے۔ چنانچہ ایتھنزیوں نے قطعی ارادہ کرلیا کہ چاہے کچھ ہوجاوے مگر آئی اونیا والے جہاں آباد ہیں وہیں آباد رہیں گے۔ اور ہم اُن کی حفاظت کریں گے۔ اس ارادے سے اسپارٹا والوں نے بھی آخر میں اتفاق کرلیا مگر اس کے تھوڑے ہی عرصے کے بعد لیوٹی کائڈس جو اسپارٹا کی طرف سے امیر البحر مقرر ہوکر آیا تھا معہ پیلوپونے سس کی فوجوں کے جہاز پر سوار ہوگیا اور ایتھنز کی فوجوں اور جہازوں کو پیچھے چھوڑ کر کہ جسطرح چاہیں لڑا کریں اپنے وطن کو واپس چلا آیا۔ مگر ایتھنز والوں کی ہمت میں اس واقعے سے ذرا فرق نہ آیا اُنھوں نے جزیرہ نمائے کرسونیس کے شہر سیس ٹوس کا محاصرہ کرکے ۴۷۸ ق م میں اُسپر قبضہ کرلیا۔

غرض اسطرح خشکی اور تری دونوں میں ایتھنز والوں کو اپنے مقاصد میں کامیابی ہوتی گئی خواہ یہ کامیابی اسپارٹا کی مرضی اور خواہش کے خلاف ہی کیوں نہ ہوی ہو۔ مگر باوجود ان سب باتوں کے یونان کی اتحادی ریاستوں میں دوستانہ تعلقات رہے اور جس اتحاد پر قول و قرار ہوگیا تھا اُس میں فرق نہ آیا۔ اور اسپارٹا ہی تمام یونانی ریاستوں کا ابتک سردار اور پیشوا رہا۔ ۴۷۸ ق م کے موسم گرما میں جب کہ ایک نئی مہم کے لیئے فوجیں روانہ کی گئیں تو اُن کی افسری پر اسپارٹا کا ایک سردار پاسے نیاس مقرر ہوا۔ یہ سردار وہ تھا جو اپنے شیرخوار بھتیجے کی جگہ اسپارٹا کا بادشاہ مقرر کیا گیا تھا اور اسی حالت بادشاہی میں پلاٹیا کے مشہور معرکے میں یونان کی متحدہ فوجوں کی افسری بھی اُسی کو حاصل ہوچکی تھی۔

اس زمانے میں بحیرہ ایجیئن ایرانی بیڑوں سے پاک کر دیا گیا تھا۔ یونانیوں کو اس قدر فتوحات ہوئی تھیں کہ اُن کی ہمتیں خوب بڑھی ہوئی تھیں۔ اب انھوں نے چاہا کہ کوئی کام ایسا کیا جاوے کہ پھر ایرانیوں کو یونان پر حملہ کرنے کی مجال نہ رہے۔ چنانچہ اسی قصد سے پاسے نیاس نے جزیرہ سای پرس (قبرص) پر حملہ کر دیا۔ یہ جزیرہ علاقہ سلیسیا کے بالکل محاذ میں تھا۔ اور سلیسیا ایشیا کا وہ ہموار علاقہ تھا جہاں ایران کی فوجیں بلاد مغرب پر فوج کشی کے لئے جب اٹھتی تھیں تو پہلے وہیں جمع ہوتی تھیں۔ غرض سلیسیا پر نظر رکھنے کے لئے سای پرس پر قبضہ ہو جانا یونانیوں کے لئے بہت اچھا تھا۔ پاسے نیاس نے فوجیں لاکر اس جزیرے کا بڑا حصہ فتح کر لیا۔ اگرچہ یہ نہیں دریافت ہوتا کہ جن مقامات کو فتح کیا تھا اُن کو آئندہ قبضے میں رکھنے کے لئے وہاں یونانی فوجیں بھی تعینات کی تھیں یا نہیں۔ سای پرس کی فتح کے بعد پاسے نیاس۔ بای زین تی ام کی طرف بڑھا۔ یہ شہر آبنائے بوسفرس کی کنجی سمجھا جاتا تھا۔ اس بڑے شہر کو بھی اُس نے فتح کر لیا۔ اور فتح کے وقت بہت سے معزز ایرانیوں کو جو وہاں مقیم تھے گرفتار کر لیا۔

جنگ پلاٹیا کے بعد جو مال و اسباب ایرانی فوجیں میدان میں چھوڑ گئی تھیں اُنہیں ایرانی سپہ سالار ماردونیاس کا ایک خیمہ بھی تھا۔ یہ خیمہ اصل میں بادشاہ زرکسیز کا تھا جو چلتے وقت ماردونیاس کے لئے چھوڑ دیا گیا تھا۔ اس خیمے سے بڑا شاہانہ کر و فر ظاہر تھا۔ ہر طرف سونے اور طلائی کام سے جگمگ رہا تھا۔ ایسی زرق برق چیز یونانیوں کی نظر سے کبھی پہلے نہیں گزری تھی۔ پاسے نیاس نے ایک دن خیمے کے قریب پہنچکر ایرانی باورچیوں کو حکم دیا تھا کہ ماردونیاس جس قسم کا کھانا کھاتا تھا وہ تیار کیا جاوے اور اپنے آدمیوں سے بھی کہا تھا کہ اسپارٹا کے لوگ جو کھانا کھاتے ہیں وہ تیار کرو۔ جب دونوں قسم کے کھانے تیار ہو کر سامنے آئے تو ایرانی کھانا بہت پُرتکلف تھا اور اسپارٹا کا کھانا بہت سادہ و بے مزہ۔ پاسے نیاس دیکھتے ہی کہنے لگا کہ "کیسے احمق ہیں وہ لوگ جن کو یہ نعمتیں میسر ہوں اور پھر بھی وہ یونانیوں کے منہ سے اُن کا سوکھا ٹکڑا چھیننا چاہیں"۔ مگر باوجود اس کے ایرانیوں کی پُرتکلف معاشرت کا نقش پاسے نیاس کے دل میں بیٹھ گیا۔ آزادی اور غلامی کے فرق کو بھول کر اسپارٹا والوں کی بے لطف اور جفاکش زندگی کا مقابلہ مرزبانانِ ایران کی آسایش پسند زندگی سے کرنے لگا۔ پچھلے دو سال کی فتوحات نے

اُس کو بڑے مرتبے پر پہنچا دیا تھا۔ طبیعت کا یہ حال تھا کہ جس عزت کو دوسروں نے اپنی محنت سے حاصل کیا تھا اُس کو اپنی طرف منسوب کرنے میں ذرا تامل نہ کرتا تھا۔ اب اُس کے دل میں اس قسم کے خیالات پیدا ہونے لگے کہ کیا میں ایسے جلیل القدر منصب کو چھوڑ کر اسپارٹا چلا جاؤں اور وہاں ایک معمولی رعیت کی حیثیت سے رہوں۔ اور رعیت بھی ایک شیر خوار بچے کی جو اس وقت تخت کا مالک ہے۔ میں وہ ہوں جسکا نام بوسفورس کی دیگ اور ڈیلفای کے سانپوں کی پیشانی پر لکھا ہے اور نام کے آگے "سالار یونان" کندہ ہے۔ کیا اس پر بھی میں اسی لائق ہوں کہ اسپارٹا کے حکام جن کے حکموں کا کوئی دیکھنے والا نہیں ہے میری واپسی کا فرمان جاری کریں اور میں یہ سب جاہ و حشم چھوڑ کر اسپارٹا میں حاضر ہو جاؤں۔ اسوقت پاسے نیاس کو دنیا طلبی و جاہ پرستی نے رنگ برنگ کے خواب دکھلانے شروع کر دئے تھے۔ کبھی کبھی سوچتا تھا کہ کیا میں اُس بڑے منصب پر مقرر نہیں ہو سکتا جسکی خدمات ایرانی سپہ سالار ماردونیاس سے بھی ادا نہ ہو سکیں۔ کیا میں مرزبانِ دولتِ ایران بنکر یونان پر فرماں روائی نہیں کر سکتا؟ اس قسم کی خواہشیں پیدا کر کے پاسے نیاس نے شہنشاہ ایران سے نامہ و پیام شروع کیا۔ بای زین تی ام میں جن ایرانی رئیسوں کو گرفتار کیا تھا اُن کو ایران روانہ کر دیا اور یونانیوں کو یہ بہانا بتایا کہ وہ حراست سے نکل بھاگے۔ ایک خط زرکسیز کو اس مضمون کا لکھا کہ جسطرح ماردونیاس۔ دارائے ایران کا داماد تھا مجھکو بھی بادشاہ اپنی دامادی کی عزت بخشے اور یہ بھی عرض کیا کہ ایک معتبر آدمی ساحل ایشیا پر بھیجا جاوے تاکہ اُس کی مدد سے وہ خاص تدبیریں جو سلطنت ایران کے مفاد کے لئے اُس نے سوچی ہیں عمل میں آسکیں۔ زرکسیز نے اس خط کو پڑھکر پاسے نیاس کی طرف بہت توجہ کی اور ہر طرح پر اُس کی مدد کا وعدہ کیا اور ایک ایرانی رئیس کو روانہ کیا کہ پاسے نیاس کی صلاح سے ضروری امور کی تعمیل کرے۔ پاسے نیاس ان توجہات خسروانہ سے نہایت خوش ہوا مگر قسمت کی کوتاہی صرف اتنی ہوئی کہ وہ اس خوشی کو چھپا نہ سکا۔ اتنی ہی بات پر وہ اپنے تئیں سلطنت ایران کا نمک خوار سمجھنے لگا۔ ایرانی لباس پہنکر اور ایرانی اور مصری سپاہ کو جلوس میں لیکر صوبہ تھریس کے دورے کو نکلا۔ جہاں کے بہت سے قلعے اور ثغور ایرانیوں کے تصرف میں تھے۔ اب اُس کے برتاؤ سے اتحادی ریاستوں کے لوگوں کو روز بروز زیادہ شکایت پیدا ہونے لگی۔ یونانی سپاہ کے جوانوں کو جو اُس کی ماتحتی میں تھے ایسی سخت سزائیں

دینے لگا کہ اُن کی زندگی تلخ ہوگئی۔ اگر اُن کے افسر کسی قسم کی سفارش بھی اپنے آدمیوں کی کرتے تھے تو کسی کی نہ سنتا تھا۔ ایتھنز کے فوجی سرداروں یعنی ایرس ٹائیڈیز اور سائمون نے جب یہ حال دیکھا تو مصلحت سمجھکر وہ ای اونیا کی سپاہ سے نہایت اخلاق اور مروت کا برتاؤ کرنے لگے۔ ادھر ایتھنزی افسروں کا لطف وکرم اُدھر پاسے نیاس کی سختی اور عقوبت' نتیجہ یہ ہوا کہ آی اونیا کی فوجیں پاسے نیاس سے بالکل ناراض ہوگئیں۔ کچھ دن بات چھپی رہی مگر پھر اس دبی آگ سے شعلے نکل ہی اٹھے۔ اور سپاہ سے موس کی تحریک پر اتحادیوں کی فوجوں نے اسپارٹا کے سپہ سالار پاسے نیاس کی اطاعت یک لخت چھوڑ کر افسران ایتھنز کی اطاعت قبول کرلی۔ پاسے نیاس کچھ نہ کرسکا۔ گو بادشاہ ایران سے پیغام سلام سب کچھ ہونے لگے تھے مگر اتنی طاقت نہ تھی کہ بزور شمشیر اتحادی فوجوں کو اس حرکت سے باز رکھتا۔ خود اسپارٹا کے لوگ پہلے سے اُس کی طرف سے بدظن ہورہے تھے۔ اب اس واقعے کا حال سنکر اُنھوں نے فوراً بای زین تی ام سے اُس کو اسپارٹا میں طلب کیا۔ پاسے نیاس نے حکم کی تعمیل کی اور اُس کے جاتے ہی ایتھنز والوں کے لئے مطلع صاف ہوگیا۔ اب افسری کا حق سوائے اُن کے کس کو تھا۔ چنانچہ اُنھوں نے یونان کے کُل متفقہ لشکر کی افسری اختیار کرلی۔ اور جس وقت اسپارٹا والوں نے پاسے نیاس کا جانشین اسپارٹا سے روانہ کیا تو یونان کے بیڑوں میں سے ایک جہاز بھی اس نئے افسر کو خیر مقدم کہنے نہ بڑھا۔ غرض اسطرح اسپارٹا والے یونان کی مجموعی بحری طاقت کی افسری سے محروم ہوگئے۔ چونکہ پیلو پونے سس کے لوگوں نے بھی جو اسپارٹا کو اپنا پیشوا مانتے تھے متحدہ بیڑے کے لئے بحری فوجیں بھیجنی بند کردی تھیں اس لئے اب ایتھنز والے اور اُن کے اتحادی دوست سمندر کی حکومت پر بلا شرکت غیرے قابض ہوگئے۔ اور اب قوم آی اونی کو جس سے ایتھنز کے لوگ تھے سمندر پر ایسی افسری حاصل ہوگئی جیسے کہ پہلے ڈوریانی قوم کو جس سے اسپارٹا والے تھے خشکی کی فوجوں پر افسری حاصل تھی؛

مورخ تھیوسی ڈائیڈیز لکھتا ہے کہ اسپارٹا والوں کو اس امر میں کچھ اختلاف نہ تھا کہ بیڑوں کی افسری ایتھنزیوں کو مل جاوے کیونکہ اُن سے یہ بات پوشیدہ نہ تھی کہ اسپارٹا کے لوگ وطن سے باہر کی ملازمت میں روز بروز بگڑتے جاتے ہیں۔ وطن میں اُن کی معاشرت میں بہت سادگی تھی لیکن اس سادگی میں اتنی قوت نہ تھی کہ ایران کی تحریص لذائذ سے غیر متاثر رہے

اب تمام بحرو بر کا گشت لگا کر اور مختلف قوموں کی معاشرت میں شریک ہو کر یہ لوگ وادی یوٹاس کو جسمیں اسپارٹا کا شہر آباد تھا ایک بے لطف اور برباد مقام سمجھتے تھے۔ علاوہ اس کے اسپارٹا کے بڑے بڑے لوگوں کو اسطرف سے اطمینان تھا کہ ایتھنز والے دوستی میں پکے ہیں۔ لڑائی میں جو مہارت اور لیاقت ان کو حاصل ہے اس میں کسی کو کلام نہیں اور اسبات پر بھروسا ہے کہ جس قدر بحری معرکے وہ سر کریں گے وہ کل یونان کے نفع کی غرض سے ہوں گے ؛

غرض سلے مس کی لڑائی کے بعد تین چار برس کے اندر یونان کی متحدہ ریاستوں کے دو گروہ ہو گئے۔ اتحاد جو ابتدا میں خاکنائے کورنتھ میں ہوا تھا بدستور رہا۔ لیکن اب اسپارٹا کے حصے میں بجائے کل یونان کی افسری کے صرف پیلو پونے سس کی ریاستوں کی افسری رہ گئی۔ اور پیلو پونے سس کو چھوڑ کر تمام یونان کی ریاستوں میں ایتھنز کی حکومت کو سب سے اونچا درجہ حاصل ہو گیا۔ اور جن ریاستوں کو ایتھنز سے تعلق رہا اُن کی مجموعی بحری طاقت ایتھنز کے قبضے میں آ گئی۔ جسطرح ایتھنز کی ہم قوم آئی اونی سپاہ نے اسپارٹا کے سپہ سالار پاسے نیاس کی اطاعت چھوڑ دی تھی۔ اسیطرح پیلو پونے سس کے ڈوریانی شہروں نے اپنے جہاز اتحادی بیڑے سے علحدہ کر لیئے۔ اب ریاستوں میں ایک طرف ایتھنز اور دوسری طرف اسپارٹا اور قوموں میں ایک طرف آئی اونی اور دوسری طرف ڈوریانی برابر کا درجہ رکھنے لگے ؛

پیلو پونے سس کے بیڑوں کو چھوڑ کر باقی یونان کے مشترکہ بیڑے کی افسری جب ایتھنز کے قبضے میں آ گئی تو اس افسری کو جس طریقے سے وہ کام میں لائے اُس نے اور زیادہ نفاق پیدا کر دیا۔ یونان متوسط میں ایتھنزیوں نے اپنی قوت کو طرح طرح سے بڑھایا تھا سب سے پہلے تو اپنے شہر کے گرد نہایت مستحکم شہر پناہ بنائی۔ پھر جن قوموں سے شروع میں دوستی کا عہد و پیمان ہوا تھا اُس کو زیادہ مضبوط کرنے کے لیئے ایک دوسرا اتحاد یعنی "لیگ" قائم کیا۔ گویا پہلے اتحاد کے مطابق اسپارٹا سے دوستی قائم رکھکر ایک دوسرے اتحاد کی بنیاد خاص اپنی طرف سے ڈالی۔ اس اتحاد کے متعلق جزیرہ ڈیلوس میں جلسے ہوا کرتے تھے اس لیئے اُسکو "مشارکت ڈیلوس" کہتے ہیں اسی نئے اتحاد کی بنیاد پر ایتھنز کا قصر حکومت پیرکلیز کے زمانے کا تعمیر ہوا۔ اور پیلو پونے سس کی لڑائیاں بھی شروع ہو گئیں۔ اس جدید لیگ کی

غرض یہ بتائی گئی تھی کہ ایرانیوں کو لوٹ کر ان نقصانات کو پورا کرنا چاہئے جو یونان کی اتحادی ریاستوں کو ایرانیوں سے لڑائی میں اٹھانے پڑے ہیں۔ جسوقت پاسے نیاس اسپارٹا کا امیر البحر واپس بلالیا گیا اور باسفورس کے بیڑے کی افسری ایتھنز والوں کو مل گئی تو اُسوقت اُنھوں نے یہ نئی مجلس مشارکت قائم کی اور اس میں طے کیا کہ اس اتحاد میں جو ریاست شامل ہو اُس کا فرض ہوگا کہ اپنی طرف سے ایک نمایندہ مجلس میں بھیجا کرے اور ہر ایک نمایندے کی رائے مجلس میں ایک ووٹ کے برابر سمجھی جاوے گی۔ دوسرا ضروری بندوبست یہ کیا کہ ریاستوں میں تخصیص کردی کہ لڑائی کے وقت امداد کے لئے فلاں ریاست کے ذمے جہازوں کا مہیا کرنا ہوگا اور فلاں کے لئے روپیہ کی فراہمی۔ بعض شہروں نے جیسے کہ کی اوس، لیس بوس، سے موس اور نکسوس وغیرہ تھے اس حکم کی فوراً تعمیل کی حالانکہ وہ بادشاہ زرکسیز کی فرمائشیں بھی بجالایا کرتے تھے۔ ان شہروں کے علاوہ باقی شہروں سے جہاز مہیا ہونے ممکن نہوئے۔ کیونکہ اُنکے جہاز یا تو لڑائیوں کے زمانے میں غرق ہو چکے تھے یا کسی وجہ سے وہ اپنی ضرورت سے زیادہ جہاز تیار کرنے سے معذور تھے۔ ریاستوں کی سہولت کے لئے ایرس ٹائیڈیز نے چندے کی ایک شرح مقرر کردی تھی کہ اُسکے مطابق اس نئی انجمن کو چندہ ادا کیا جاوے۔ اس چندے کے جمع کرنے کی خدمت ایتھنز والوں کے سپرد ہوئی تھی اور اس غرض سے ایتھنز میں ایک نیا عہدہ "یونان کے خازن" کا قائم ہوا تھا۔ جس قدر روپیہ فراہم ہوتا تھا وہ ایک ہی صندوق میں رکھا جاتا تھا اور یہ صندوق جزیرۂ ڈیلوس میں اپولو کے مندر میں رکھا رہتا تھا۔ ڈیلوسی مشارکت کے جلسے بھی اسی مندر میں ہوا کرتے تھے۔ اس انجمن میں بھی اتحاد پر تمام اراکین کو حلف لینا پڑا تھا۔ اور ایک پرانے رواج کے مطابق حلف لینے کے وقت لوہے کے وزنی ٹکڑے سمندر میں ڈالے گئے تھے گویا یہ حلف اُسوقت ٹوٹے گا جبکہ یہ لوہے کے ٹکڑے پانی کی سطح پر آجاویں گے۔ اسوقت حالتِ جوش میں یہ ہی سمجھا جاتا تھا کہ گویا یہ اتحاد کبھی نہ ٹوٹے گا۔

ڈیلوس کی انجمن مشارکت کے قائم کرنے میں ایتھنز سے جن بڑے لوگوں نے حصہ لیا تھا وہ ایرس ٹائیڈیز اور سائمون تھے۔ ایرس ٹائیڈیز کے حالات سے ہم واقف ہو چکے ہیں۔ حالت جلاوطنی میں جبکہ ۴۸۰ ق م میں سلے مس کی لڑائی چھڑ گئی تو وہ فوراً ایتھنز میں چلا آیا۔ اُس کی نسبت جلاوطنی کا حکم یا تو ایتھنز والوں نے منسوخ کردیا تھا یا اُس نے خود ہی ایسے وقت میں اس قانون کی پرواہ نہ کی اور ملک کے لئے اپنی خدمات پیش

کرنے کے لئے وطن میں چلا آیا تھی مس ٹوکلیز سے جو اختلاف رائے ایرس ٹائیڈیز کو رہا تھا وہ اب کسی کو یاد نہ تھا۔ سچ یہ ہے کہ گو شروع میں ایرس ٹائیڈیز نے تھی مس ٹوکلیز کے اس خیال سے بہت اختلاف کیا تھا کہ ایتھنز کو ایک زبردست بحری طاقت بنا دیا جائے لیکن جب کچھ زمانہ گزر گیا تو پھر حقیقت میں خود ایرس ٹائیڈیز کے برابر کسی شخص نے اس کام میں مدد نہیں دی۔ دوسرا سردار جس کو جلا وطنی کا حکم ملا ہوا تھا سایمون تھا۔ یہ ملٹی ایڈیز ثانی فاتح مے راتھون کا لڑکا تھا۔ افسری و شجاعت کا مادہ باپ سے پایا تھا۔ ۴۸۰ سے ۴۴۹ ق م تک جبکہ اُس کا انتقال ہوا ایتھنز کے افسران فوج میں اُس کو اعلےٰ درجہ کا منصب حاصل رہا۔ لشکر میں ایتھنز کے لوگوں کو نیک نام رہنے اور اخلاق رکھنے میں ایرس ٹائیڈیز اور سایمون سے بڑھکر کوئی شخص نہ تھا۔ جسطرح ایرس ٹائیڈیز صاف گوئی اور راستبازی میں مشہور تھا اُسی طرح اخلاق، تواضع و مروت میں سایمون اپنا نظیر نہ رکھتا تھا۔ جن لوگوں کو اُس سے واسطہ پڑتا تھا ہمیشہ اُس کے اخلاق کی تعریف کرتے تھے۔ اور فوج کے سپاہیوں کا تو یہ حال تھا کہ اُس کو بلا تشبیہ اپنا معبود سمجھتے تھے ؎

اس وقت ایتھنز کا ستارۂ اقبال بلندی پر تھا۔ اور سب سے بڑھکر خوش نصیبی یہ تھی کہ اس وقت بڑے بڑے آدمی اُس میں موجود تھے۔ آپس کی رنجشیں کچھ زمانے کے لئے سب بھول گئے اور سب نے سرجوڑ کر اپنے شہر اور حکومت کے فائدے کے لئے بڑے بڑے کام کئے۔ کیسا اچھا ہوتا اگر یہ یگانگی اور اتفاق ہمیشہ قائم رہتا ؎

چوتھا باب

ڈیلوسی اتحاد کا ابتدائی زمانہ۔ پاسے نیاس اور تھمی مس ٹوکلیز کا زوال

زمانے کے تغیرات۔ اتحاد کے ابتدائی حالات۔ اہل ایتھنز میں خودمختاری کی زیادتی۔ اس انقلاب کی وجہ۔ ۴۷۷ ق م کے بعد ایتھنز کے اندرونی حالات ملکی۔ زین تھی پس ایرس ٹائیڈیز۔ قانون سولن کے مطابق رعایا کی جماعتیں۔ ایرس ٹائیڈیز کا مجریہ قانون۔ تھمی مس ٹوکلیز کی عزت قوم کے دل سے کم ہوئی۔ تھمی مس ٹوکلیز کی طبیعت و خصلت۔ اُس کی جلاوطنی۔ پاسے نیاس کا انجام۔ اسپارٹا کو دوبارہ واپسی۔ بغاوت اور موت۔ تھمی مس ٹوکلیز پر ایران سے سازش رکھنے کا الزام۔ مجبور ہو کر اُس کا ایران میں پناہ لینا۔ اُسکی موت۔ اُسکے جرم کا موازنہ۔

۴۷۶ برس میلاد مسیح سے پہلے یونان کی ریاستوں میں ڈیلوس کا لیگ بڑے جوش وخروش کی حالت میں قائم ہوا۔ اور اسی سال جب اولمپیا کا تہوار آیا تو ہر تماشائی کی نظر تھمی مس ٹوکلیز پر پڑی کہ یہ ہی وہ مرد میدان ہے جس نے ملک کو دشمنوں سے بچایا ہے۔ لیکن اس کے دس برس بعد یعنی ۴۶۶ ق م میں یہ تغیر دیکھتے ہیں کہ جزایر سائیک لیڈیز کا سب سے ہتم بالشان جزیرہ نیک سوس جو بڑے جزیروں میں سب کے بعد ایران کے قبضے میں آیا تھا اور سب سے پہلے اُس کے قبضے سے نکل گیا تھا ایتھنز والوں سے بغاوت کر بیٹھا ہے۔ اور تھمی مس ٹوکلیز وطن سے بے وطن ہو کر بھاگتا ہے کہ بادشاہ ایران کی پناہ ڈھونڈے۔ زمانے کی اس گردش پر جس قدر تعجب ہو کم ہے۔ اور اگر اُس کے اسباب بھی دریافت ہو سکیں تو اس سے بہتر کیا بات ہے۔ یہاں بہت سے سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ ان خرابیوں کا الزام کس کو دیا جاوے؟ کیا اہل ایتھنز نے زیادہ قوت حاصل کر کے اُس عہد کو توڑ دیا تھا جو یونان میں متفق ہو کر کام کرنے کے لیئے اُنھوں نے کیا تھا اور اس عہد شکنی میں نیت یہ کی تھی کہ ڈیلوس کی لیگ کو جس میں سب ریاستوں کو مساوی حقوق حاصل تھے توڑ کر اُس کی جگہ اپنی ایک بحری سلطنت قائم کریں؟ یا اگر یہ نہیں تو کیا متحدہ ریاستوں نے یونانی حریت کی مضطربانہ کیفیت میں اُن پابندیوں سے انکار کر دیا جن کے بغیر کوئی مشارکت قائم نہیں رہ سکتی؟ کیا تھمی مس ٹوکلیز جس نے ملک کی بڑی بڑی خدمات کی تھیں دراصل

ملک کا بخواہ اور پاسینیاس کا ساتھی تھا؟ کیا دولت ایران کا وہ خفیہ تنخواہ دار تھا؟ کیا اس کی جلاوطنی اور یونان سے فرار ہونا محض ایتھنز کے سیاسی اختلافات اور فریقی نزاعات کا نتیجہ تھا؟

اس زمانے کے باشندگانِ ایتھنز کی صحیح حالت کا اندازہ کرنا یا اُن کی نسبت کوئی رائے دینی بہت کچھ اُن سوالوں کے جوابوں پر منحصر ہے جو ہم نے ابھی بیان کئے ہیں۔ افسوس ہے کہ جس قدر جواب ملتے ہیں وہ مبہم اور غیر یقینی ہیں۔ جزیرۂ نیکسوس کی بغاوت کی متعلق البتہ تھیوسی ڈائیڈیز مورخ کی مدد سے اتنا پتا چلتا ہے کہ اس ہنگامے کی بڑی وجہ ایک فریق کی عنفوانت اور دوسرے فریق کی حرص و آز تھی۔ لیکن جو امور تھمی مس ٹوکلیز کے زوال کا موجب ہوئے اُن میں زیادہ تر قیاس سے کام لینا پڑتا ہے۔ مشکل یہ ہے کہ اس زمانے کے اندرونی حالات حکومت ایتھنز کے دریافت نہیں ہوتے۔ جہاں تک تلاش کیا گیا یہی معلوم ہوتا ہے کہ یا تو یہ حالات کبھی تحریر میں آئے نہیں اور اگر آئے ہوں تو ہم تک پہنچ نہ سکے۔ تھمی مس ٹوکلیز کی عمر کا اخیر حصہ کوئی تاریخی واقعہ نہیں بلکہ محض ایک افسانہ معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی تحقیق نہیں ہوتا کہ مشاہیر یونان میں یہ سب سے بڑا نامور کہاں مرا اور کہاں دفن ہوا۔

ڈیلوس کی انجمن اتحاد نے سب سے پہلی دست درازی شہر آئی اون پر کی جو صوبہ تھریس میں دریائے اسٹرائی مون کے دہانے کے قریب آباد تھا۔ اس کی فتح سردار ایتھنز سائمون کے ہاتھوں ہوئی۔ کچھ مدت کے بعد گو تھیوسی ڈائیڈیز کے مجمل بیان سے اس مدت کا صحیح اندازہ نہیں ہوتا مگر جزیرۂ اسکائرس پر ایتھنز والوں نے قبضہ کرلیا۔ اور جزیرے کے باشندے جو قوم ڈیلوپی سے تھے سب کے سب غلام بنالئے گئے اور اُن کی جائداد بھی ایتھنز والوں نے آپس میں تقسیم کرلی۔ کہتے ہیں کہ ڈیلوپی خود یہ مصیبت اپنے اوپر لائے تھے کیونکہ انہوں نے جزیرۂ اسکائرس کو قزاقوں کا نشیمن بنا رکھا تھا۔ اہل ایتھنز نے خود اس جزیرے کا قصد نہیں کیا بلکہ جب ڈیلفای کی مجلسِ ہمسائگان (ایمفک ٹیونی) نے ڈیلوپی کی شکایت کی تو وہ اس مہم پر اٹھے۔ اس واقعہ کے بعد انجمن اتحاد نے صوبہ یوبیا کے شہر کارس ٹس پر لڑائی شروع کی۔ کچھ دنوں اس لڑائی کا فیصلہ نہوا۔ لیکن آخر میں ایسی شرائط پیش ہوئیں کہ جانبین میں صلح ہو گئی۔ اس کے بعد تھیوسی ڈائیڈیز انجمن کے ذکر میں لکھتا ہے کہ جزیرۂ نیکسوس نے اتحادیوں کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ مگر ایک مدت کے

محاصرے کے بعد آخر کار مغلوب ہوگیا۔ اس کے بعد اور ریاستیں بھی جو اتحاد میں شریک ہوئی تھیں
ایک ایک کرکے اُسی درجہ محکومیت کو پہنچنے لگیں۔ ایتھنز والوں کی اس زیادتی کے بہت
سے سبب بیان ہوے ہیں منجملہ ان کے جو سبب بالعموم بیان ہوا ہے وہ یہ ہے کہ ان ریاستوں
نے چندہ ادا کرنے اور جہاز مہیا کرنے میں تامل کیا تھا۔ یا یہ کہ جب کوئی مہم پیش آتی تھی تو انہیں
شرکت کے لئے حاضر نہیں ہوتی تھیں۔ ایتھنز والوں کی یہ کیفیت تھی کہ جو چیز اُن کو طلب کرنی
ہوتی تھی اُس کے وصول کرنے میں نہایت سخت گیری کرتے تھے اور ایسے لوگوں کو بھی ان
سختیوں سے پناہ نہ تھی جو ایسی سختیاں جھیلنے کے عادی نہ تھے۔ اب ایتھنز والے ایسے
ہر دل عزیز نہیں رہے جیسے کہ پہلے تھے۔ اُن کو بھی اب اسپر قناعت نہ تھی کہ برابر والوں میں
برابری کے درجے پر رہیں۔ بلکہ اب وہ خوب سمجھ گئے تھے کہ جو ریاست ہم سے سرتابی کرے
اُس کو مغلوب و محکوم بنانا ہمارے لئے کچھ مشکل کام نہیں ہے۔ حلیف ریاستیں کمزور ہوگئی تھیں
مگر یہ کمزوری خود اُن کی پیدا کی ہوی تھی۔ ان ریاستوں کے لوگ ایسی ملازمت سے جان چراتے
تھے جس میں وطن سے مفارقت ہو۔ اور اکثر اسبات کو پسند کرتے تھے کہ جہاز مہیا کرنے کے
بدلے روپیہ دیدیا جاوے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ریاستوں کے روپئے سے ایتھنز والوں نے
اپنے بیڑے کو خوب ترقی دی اور جب ریاستوں نے اُن کے پنجہ سے نکلنا چاہا تو معلوم ہوا کہ
حریف کے مقابلے میں نہ تو کافی روپیہ موجود ہے اور نہ لڑنے کی مہارت ہے۔ مورخوں نے
لکھا ہے کہ شروع میں اہل ایتھنز نے حسب وعدہ جہازوں کے مہیا کئے جانے پر اصرار کرنا
چاہا تھا۔ لیکن سایمون نے یہ صلاح دی کہ اس معاملے میں اصرار کی ضرورت نہیں۔
ریاستیں جسطرح چاہیں اُن کو اپنے فرض سے سبکدوش ہونے دو۔ اس صلاح کا نتیجہ یہ ہوا کہ
ایک طرف تو ایتھنز کی آمدنی بڑھی اور دوسری طرف ریاستوں میں مقابلے کی قوت کم ہوتی گئی
اور آخر الامر اہل ایتھنز مشارکت کے محض ہادی و پیشوا نہ رہے بلکہ اُس کے مالک و مختار بن گئے
اتحادیوں کی بے پروائی اس قدر بڑھی کہ اُنہوں نے انجمن کے جلسوں میں شریک ہونے سے
بھی غفلت کی۔ حالانکہ یہ شرکت ہی وہ چیز تھی جس سے حلیف ریاستیں آپسمیں برابری کا درجہ
قائم رکھ سکتی تھیں غرض مجلس کو سب نے اُس کے حال پر چھوڑ دیا کہ یونہی رفتہ رفتہ ایک دن
ختم ہوجاویگی۔ چنانچہ سایمون کی موت سے پہلے ہی اُس کا مطلق وجود نہ رہا اتحادیونکے
مشترکہ خزانہ کا صندوق جو جزیرۂ ڈیلوس میں رہا کرتا تھا ایتھنز کو منتقل کردیا گیا اور اب

اُس کے روپے کا صرف ایتھنز کی مجلس سیاست کے اختیار میں آگیا۔ حلیفوں کے معاملات میں اس سے بھی زیادہ تغیرات کا پیدا کرنا پیرکلیز کی قسمت میں اُترا تھا۔ یہ کام اسی صاحب تدبیر کا تھا کہ جب ڈیلوس کی انجمن نہ رہی تو سلطنت ایتھنز کو اس انجمن کا وارث و قایمقام بنانے پر سخت اصرار کیا۔ اس تحریک کا پیدا ہونا ضروریات سے تھا۔ کیونکہ بجز دو صورتوں کے تیسری صورت ممکن نہ تھی یا تو لیگ ٹوٹکر بجائے ایک متحدہ طاقت کے چھوٹی چھوٹی بحری ریاستیں نظر آنے لگتیں۔ ہر ایک ریاست اپنے بیڑے کی مالک و مختار ہوتی اور دوسرے کی مدد کرنی نہ کرنی اُس کے اختیار میں ہوتی یا یہ کہ انجمن کو جسقدر اختیارات حاصل تھے وہ ایتھنز کو دے دیے جاتے پہلی صورت اُس وقت تک ممکن نہ تھی جب تک کہ ایران کی قوت یونانیوں کے حق میں خطرناک تھی۔ رہی دوسری صورت تو ظاہر تھا کہ جب ایتھنز نے پے درپے شکستیں دیکر ایران کو کمزور کردیا تو پھر ایتھنز کو جو مرتبہ حاصل ہوا اُس کو حلیف ریاستوں میں برابری کا درجہ سمجھنا ایک سہل بات تھی البتہ اگر پیلوپونے سس کے لوگ اتحاد میں شریک رہتے تو ایتھنز کا غلبہ کسی قدر رکا رہتا۔ اور اس صورت میں کم سے کم دو بڑی ریاستیں پیدا ہوجاتیں۔ (ایک پیلوپونے سس کی اور دوسری ایتھنز کی) اور باقی ریاستیں ان دونوں میں سے جس کی پناہ میں جانا چاہتیں چلی جاتیں۔ اس تقسیم قوت سے گو نزاعات پیدا ہونے بند نہ ہوتے لیکن کمزور ریاستوں کی جان بچی رہتی مگر بدقسمتی سے پاسے نیاس اسپارٹی کی دغابازی نے اسطور پر تقسیم قوت نہ ہونے دی اس شخص کے مکروکید نے نہ صرف باہر والوں کو اسپارٹا کے لوگوں سے متنفر کردیا بلکہ خاص اسپارٹا میں اہل اسپارٹا کو سخت مشکلات میں ڈالدیا پیلوپونے سس کے باقی باشندوں میں اتنا بل بوتا نہ تھا کہ اسپارٹا سے علحدہ ہوکر کوئی طریقۂ عمل اختیار کرتے اور ایتھنز کے مقابلے میں برابر کی ریاست بنکر ظاہر ہوتے ؛

شہر پناہ کی تعمیر کے بعد ایتھنز کے اندرونی معاملات کا حال بہت کم دریافت ہوتا ہے۔ چار بڑے بڑے آدمیوں کے نام اکثر پڑھنے میں آتے ہیں۔ زین تھی پس۔ ایرس ٹائیڈیز تھی مس ٹوکلیز اور سایمون۔ ۴۶۸ ق م میں سیس ٹوس کی فتح کے بعد زین تھی پس کا حال دیکھنے میں کچھ نہیں آتا۔ قیاس غالب یہ ہے کہ اس شہر کو فتح کرنیکے بعد وہ زیادہ دنوں نہ جیا۔ کیونکہ اگر زندہ رہتا تو ضرور کہیں نہ کہیں اُس کا ذکر آتا اُس کا خاندانی اعزاز

دولتمندی - کامیابی - طالب جاہ - یہ سب چیزیں وہ تھیں کہ موجودہ معاملات سیاست میں
کسی نہ کسی صورت سے وہ کسی بڑے درجے پر ظاہر ہوتا پس یہ ہی سمجھنا چاہئے کہ **پیرکلیز**
۱۵ برس کی عمر میں اپنے باپ کے سایۂ عاطفت سے محروم ہو گیا اس کی عمر اور نازک وقت میں
اُس کو اپنی سمجھ سے بسر اوقات کا طریقہ تجویز کرنا پڑا اور یہ فیصلہ کرنا پڑا کہ کونسے سیاسی فریق میں
شامل ہو ۱۱برس **ایپیڈیز** نے اتحاد **ڈیلوس** کے قائم کرنے میں جو حصہ لیا تھا وہ بیان
ہو چکا ہے - ایتھنز کے بیڑے کی افسری اُس کی طرف سے قبول ہونی ہی اسبات کی دلیل تھی کہ
جو مخالفت **تھی مس ٹوکلیز** کی بحری تدابیر سے اُس کو پہلے تھی اب وہ باقی نہیں ہے اب وہ
فی الحقیقت اس تحریک کا بڑا حامی ہو گیا تھا کہ جسطرح بن پڑے ایتھنز کو آگے بڑھانا چاہئے اسی
غرض سے اُس نے حکومت **ایتھنز** کی ملازمت میں طبقہ ادنے کے لوگوں کو بکثرت بھرتی کر لیا۔
اور اُن کا ایسا طرفدار بنا کہ بہت سے حقوق جن سے وہ ہمیشہ سے محروم چلے آتے تھے اُنکو دلوا دئے
حکیم **سولن** کے زمانہ میں جو انتظام تھا اُس کے مطابق **ایتھنز** کے باشندے چار جماعتوں
میں اُن کی دولت کے لحاظ سے تقسیم کئے گئے تھے - پہلی جماعت میں اُن لوگوں کا شمار تھا
جن کی زرعی جائداد سے ہر سال ۵۰۰ میڈمنی یعنی چھ سو من* غلہ یا دوسری پیداوار ہوتی تھی۔
دوسری جماعت میں وہ لوگ تھے جن کی اراضی سے ۳۰۰ میڈمنی یعنی ۳۶۰ من غلے کی
سالانہ آمدنی ہوتی تھی - **تیسری جماعت** کے لوگ وہ تھے جن کی زمین سے ۱۵۰ میڈمنی یا ۱۸۰ من
غلہ ہر سال پیدا ہوتا تھا - **چوتھی جماعت** میں **تھیٹیس** یا مزدور تھے اور یہ دو قسم کے تھے۔
ایک وہ جن کی آمدنی ۱۵۰ میڈمنی یا ۱۸۰ من غلے سے کم ہو اور دوسرے وہ لوگ جنکو زمین
سے نہیں بلکہ کسی اور ذریعے سے آمدنی ہو خواہ یہ آمدنی کتنی ہی ہو ہر جماعت کی ملکی خدمات اُنکی
آمدنی کے لحاظ سے مقرر کی گئی تھیں اور خدمات کی اہمیت کے لحاظ سے ہر ایک کو حقوق دیئے گئے
تھے جماعت اول پر سب سے زیادہ بار تھا - اس لئے مناصب جلیلہ پر مقرر ہونے کا حق اُن ہی
کو عطا ہوا تھا - دوسری جماعت کے لوگوں کو "**نائٹ**" ("سوار") کا لقب تھا - انکا فرض تھا کہ
فوجی خدمت کے لئے اپنے صرف سے ایک گھوڑا ہمیشہ رکھیں - تیسری جماعت والے **ہوپ لایٹ**

* اصل کتاب میں ۵۰۰ میڈمنی یعنی ۵۰۰ بشل لکھا ہے - ایک بشل ۳۲ سیر کا ہوتا ہے - اسطرح حساب کرنے سے
۵۰۰ میڈمنی ۶۰۰ من کے برابر ہوتی ہیں - میں نے آگے بھی میڈمنی کے پیمانے کو منوں میں لکھا ہے - مترجم -

یا وزنی اسلحہ دار کہلائے جاتے تھے۔ ان سے توقع کی جاتی تھی کہ وقت ضرورت فوج میں کام دینگے اور ہر شخص اپنے استعمال کے لئے اپنے داموں سے ہتیار اور زرہ بکتر مہیا رکھیگا۔ دوسری اور تیسری جماعت کا پہلی جماعت کے لوگوں کی طرح ایتھنز کی مجلس پنجصد میں انتخاب ہو سکتا تھا اسکے علاوہ اور چند عہدے تھے جن پر دوسری اور تیسری جماعت والوں کا تقرر ہو سکتا تھا۔ لیکن چوتھی جماعت کے لوگوں کو کوئی ملکی عہدہ نہیں مل سکتا تھا۔ اُن سے اگر کوئی ملکی خدمت لی جاتی تھی تو وہ یہ تھی کہ **ہوپ لایٹ** یعنی وزنی اسلحہ داروں کے ساتھ بطور ہلکے ہتیار رکھنے والے سپاہیوں کے کام کریں ؛

پہلی تین جماعتوں کے لئے جو قواعد **سولن** نے مقرر کئے تھے اُن میں بہت سی ترمیمات **کلائیس تھینز** سے عمل میں آئی تھیں۔ ان ترمیمات کی رُو سے بہت سے حقوق جن سے یہ جماعتیں پہلے محروم تھیں اُن کو دیدیئے گئے تھے لیکن چوتھی جماعت کے متعلق کسی قسم کی ترمیم قواعد میں نہیں ہوی تھی۔ یہ لوگ ابھی تک ہر قسم کے عہدوں سے محروم تھے اگرچہ حال میں جہازرانی کا کام ملنے سے اُن کو ملک کی خدمت میں پہلے سے زیادہ دخل ہوگیا تھا۔ **ہوپ لایٹ** کے ساتھ معمولی سپاہی کا کام پہلے سے اُن کے سپرد تھا لیکن اس خدمت پر اُن کی تعداد زیادہ نظر نہیں آتی تھی مگر اب جہازرانی کی وجہ سے صیغہ ملازمت میں اُن کی بڑی کثرت ہوگئی۔ **ایرس ٹایڈیز** نے خیال کیا کہ اس چوتھی جماعت کو ہر ایک عہدے سے محروم رکھنا سخت بے انصافی ہے **ایرس ٹایڈیز** نے اس وقت بھی جبکہ **کلائیس تھینز** نے اوپر کی جماعتوں کو بعض عہدوں کا استحقاق دینا چاہا تھا **کلائیس تھینز** کی بہت مدد کی تھی۔ اسوقت بھی وہ اپنے پُرانے اصول پر قائم تھا۔ چنانچہ اُس نے تجویز کی کہ چوتھی جماعت کے لوگ بھی عہدۂ آرخن پر مقرر ہونے کے مجاز قرار دیئے جاویں ؛

اس تجویز سے چوتھی جماعت کے زراعت پیشہ مفلسوں کو بجز ایک قسم کی عزت کے اور کوئی منفعت نہ ہوی مفلسی ہی کی وجہ سے اس جماعت میں اُن کا شمار ہوا تھا اور مفلسی کی ہی وجہ سے اُن میں بہت کم لوگ اتنی مقدرت رکھتے تھے کہ وہ بڑے عہدوں کے مصارف کو برداشت کرسکتے۔ یا خدمات ملکی کے لئے زراعت کا کام چھوڑ کر اپنا وقت صرف کرسکتے لیکن جن لوگوں کا شمار اس جماعت میں اس وجہ سے ہوا تھا کہ سوائے تجارت کے اور کوئی ذریعہ آمدنی کا نہیں رکھتے تھے اُن کی حالت دوسری تھی اس زمانے میں تجارت سے روزی پیدا کرنے والوں کی تعداد

بہت بڑھ گئی تھی اور روز بروز بڑھتی جاتی تھی یہ لوگ چاہتے تھے کہ جو طرح طرح کی
قیدیں اُن پر لگائی گئی ہیں وہ کسی طرح اُٹھا دی جاویں ایرس ٹایڈیز کی اس تجویز
نے کہ چوتھی جماعت کے لوگ بھی آرخن کے عہدے پر مقرر ہوا کریں ان تجارت پیشہ لوگوں کو
اُس درجے پر پہنچا دیا جو اور جماعتوں کو حاصل تھا اب تمام ایسی سیاسی خدمتوں کی راہیں
اُن پر کھل گئیں جن کے انجام دینے کی وہ قابلیت رکھتے ہوں اس تجویز سے یہ بھی ہوا کہ
قوم کا جو سرمایہ تجارت میں لگا ہوا تھا اُس کی قدر بھی زراعت کے سرمایہ کی مثل ہونے لگی۔
لیکن سوال یہ ہے کہ جس وقت چوتھی جماعت کے لئے توسیع حقوق کی تجویز ایرس ٹایڈیز
نے پیش کی اُس وقت تھی مس ٹوکلیز کہاں تھا یہ تجویز تو وہ تھی جس کا نفع عموم کو پہنچتا
تھا اور جو تھی مس ٹوکلیز کے اُن خیالات کی بالکل تائید میں تھی جن کو وہ ایتھنز کی آئندہ
ترقی کے لئے ضروری بتایا کرتا تھا مگر تجویز ایرس ٹایڈیز کی طرف سے پیش ہوئی تھی جو ہمیشہ
سے تھی مس ٹوکلیز کا حریف تھا پھر تھی مس ٹوکلیز نے اُس کو کیونکر منظور ہونے دیا تمام
مورخ لکھ رہے ہیں کہ تھی مس ٹوکلیز عموم کو اختیارات دینے کا طرفدار تھا اور ایرس ٹایڈیز
اس خیال کا بڑا مخالف تھا۔ لیکن جو کچھ واقعہ نظر آرہا ہے وہ یہ ہے کہ جو تجویز اس وقت
ایرس ٹایڈیز نے منظور کرائی ہے وہ عموم کے حق میں اس درجہ فائدہ مند ہے کہ کبھی
ایسی فائدہ مند تجویز تھی مس ٹوکلیز نے بھی منظور نہ کرائی تھی۔ تو کیا اس سے یہ فرض کر سکتے
ہیں کہ بحری طاقت کے متعلق تو ان دونوں آدمیوں میں اختلاف چلا ہی آتا تھا اب عموم کے
حقوق کے متعلق بھی اختلاف ہو گیا اور ایرس ٹایڈیز نے تھی مس ٹوکلیز کو مات کرنے
کے لئے عموم کے فائدے کی باتیں اس لئے پیدا کیں کہ عموم کی کثرت رائے حاصل کرنے پر اُس کو
قدرت ہو جاوے۔ یا یہ کہ ایرس ٹایڈیز کی یہ تجویز خواہ وہ ظاہرا کتنی ہی عمومیت لئے ہوئے ہو
دراصل تھی مس ٹوکلیز کی تجویز تھی مگر ایرس ٹایڈیز نے اُس کو بہت کچھ کاٹ چھانٹ کر
پیش کیا تھا؟

بہرکیف جو کچھ بھی ہو جو بات یقینی ہے وہ صرف اسی قدر ہے کہ جب ایتھنز کی شہر پناہ
اور پائی رس کی فصیلیں اور مورچے تیار ہو گئے جن کی تعمیر کئی برس سے جاری تھی اور
بیچ میں کئی مرتبہ تھی مس ٹوکلیز اُن کو جلد ختم کرنے کے لئے تقاضا بھی کر چکا تھا تو پھر
تھی مس ٹوکلیز کی عزت ایتھنز والوں کے دل سے کم ہونی شروع ہو گئی۔ کیونکہ اس

زمانے سے پھر نہیں دیکھتے کہ کسی قومی خدمت میں اُس نے حصہ لیا ہو ایتھنز کی ناموری اور ترقی و دولت کے لئے طرح طرح کے منصوبے اُس کے دماغ میں رہا کرتے تھے۔ لیکن اب اُس کی یہ حالت تھی کہ ایسے منصوبوں اور تحریکوں کو منظور کرانا تو درکنار وہ اپنی اُس عزت کو بھی سلامت نہ رکھ سکا جو قومی خدمتوں کے صلے میں اُس کو حاصل ہو چکی تھی اگر کوئی یہ کہے کہ تھی مس ٹوکلیز کو عمومیت کے ساتھ شدت سے وابستگی تھی اس لئے اُس کی عزت کم ہو گئی تو یہ بات بھی تسلیم نہیں کی جا سکتی کیونکہ اگر ایسا تھا تو سب سے زیادہ مفید عمومی تجویز ایرس ٹائیڈیز کی طرف سے کیوں پیش ہو کر منظور ہوتی۔ ہماری رائے میں اصل وجہ اِس انحطاط اثر کی اگر کچھ بیان کی جا سکتی ہے تو وہ خود تھی مس ٹوکلیز کی طبیعت اور ایتھنز کے سیاسی فریقوں کی اُس وقت کی خاص حالت تھی تھی مس ٹوکلیز کی خدمات کو کسی پائے کی ہوں مگر وہ ایسی طبیعت کا آدمی نہ تھا کہ جن لوگوں میں رہتا ہو یا جن کے ساتھ کام کرتا ہو اُن کے دلوں میں اُس کی عزت یا محبت قائم رہ سکتی۔ ذہانت اس بلا کی رکھتا تھا کہ اخلاقی صلاحیت سے بے پروا ہو جاتا تھا۔ ہر وقت اس دھن میں رہتا تھا کہ جو کام کرے وہ بڑے سے بڑا کام ہو۔ لیکن اُسکی مطلق پروا نہ تھی کہ جن ذریعوں سے وہ کام نکل سکتا ہے وہ نیک ہیں یا بد۔ اسپارٹا کے لوگوں کے ساتھ جو طرز عمل اُس کا رہا اُس نے بھی کوئی اچھا خیال اُس کی نسبت پیدا نہیں ہونے دیا اور اکثر ایسے لوگ بھی جو اُس کی حکمت عملی کے نتیجوں کو پسند کرتے تھے اِن وسائل کو جن کی مدد سے وہ نتیجے پیدا کئے جاتے تھے بُرا کہنے میں مطلق تامل نہ کرتے تھے لیکن یہ فرض کر لینا کہ ایران سے جو تعلقات تھی مس ٹوکلیز نے پیدا کئے اُن میں قومی دردمندی کے سوا اور اغراض بھی شامل تھیں صحیح نہیں ہے کیونکہ ایسا فرض کرنے کے لئے کوئی معقول وجہ موجود نہیں ہے البتہ اس میں شبہ نہیں ہے کہ جن خفیہ اور پیچیدہ طریقوں سے جنگ پیلے مس کو اُس نے شروع کرایا وہ ضرور ایسے تھے کہ دشمنوں کو گرفت کا موقع مل گیا۔ اور جو لوگ اُس کے نام کو داغ لگانا چاہتے تھے وہ اُن واقعات کو کبھی نہ بھولے غرض ایک قسم کی کدورت اور بدگمانی تو پیدا ہو ہی چلی تھی اب اُسکی بدمزاجی اور کج اخلاقی نے ان باتوں کو اور ترقی دی۔ اکثر مصنف لکھتے ہیں کہ تھی مس ٹوکلیز مغرور اور سخت کلام تھا۔ اپنے متوسلین کو حقیر و ذلیل سمجھتا تھا۔ اور کبھی اسبات کو چھپاتا بھی نہ تھا کہ وہ اُن کو حقیر و ذلیل سمجھتا ہے اپنی تعریف میں اُسکی زبان کبھی نہ تھکتی تھی۔ گو خودستائی کا مرض ایتھنز کے اور لوگوں میں بھی کچھ کم نہ تھا۔ ممکن ہے کہ اسی عیب کی وجہ سے وہ لوگ جو دس برس پہلے اُس کی دوستی کا دم بھرتے تھے اب اُن میں سے ایک بھی اُس کی مدد کو نہ اٹھا یا تو اُس کی باتیں اُٹھاتے اُٹھاتے دوستو کے

دل بگڑ گئے تھے یا ایسے شخص سے وہ ڈرنے لگے تھے جو بات بات پر کہتا تھا کہ بغیر ہمارے کام نہیں چل سکتا۔ ہمارا وجود سب کے حق میں ضروریات سے ہے۔ کیونکہ جس شخص کا یہ تکیہ کلام ہو جاوے تو پھر اُس میں اور ایک غیر آئینی حاکم میں بہت کم فرق رہ جاتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ جب سخت ضرورتیں پیدا ہوتی تھیں تو حکومت کی ناؤ کسی دوسرے کے چلائے نہ چلتی تھی۔ لیکن جب ضرورت اور خطرے کا وقت نکل جاتا تھا تو حالت دوسری ہو جاتی تھی اس وقت سایمون اور ایرس ٹایڈیز ڈیلوسی لیگ کا کام تھی مس ٹوکلیز سے بہتر چلا رہے تھے۔ اور قیاس ہے گو کوئی سند موجود نہیں کہ اسی مشارکت کے کسی معاملے میں تھی مس ٹوکلیز اور ایرس ٹایڈیز میں پھر چل پڑی تھی کیونکہ اگر تھی مس ٹوکلیز کی رائے پر عمل ہوتا تو اس مشارکت میں ایتھنز دوسری ریاستوں کے ساتھ برابری کا درجہ رکھکر شریک نہ ہوتا بلکہ شروع ہی سے شہنشاہی رنگ اختیار کر کے سب کا سردار بنکر اپنا درجہ قائم کرتا جیسا کہ لیگ کے قائم ہونے سے بیس برس کے بعد یہ درجہ آخر کار حاصل کرنا پڑا اگر ایتھنز پہلے ہی سے شہنشاہی درجہ حاصل کر لیتا تو پھر بحر ایجین تمام ریاستوں کا مشترکہ سمندر نہ سمجھا جاتا بلکہ قطعی ایتھنز کے قبضے میں رہتا دریافت ہوتا ہے کہ تھی مس ٹوکلیز کا بگاڑ رفتہ رفتہ سایمون سے بھی ہو گیا اور وہ اسبات پر تھا کہ ایتھنز کو اسپارٹا سے کس قسم کے تعلقات رکھنے زیبا ہیں ؟

بہر حال ایتھنز میں سیاسی فریقوں کے سرداروں نے تھی مس ٹوکلیز کا زور توڑ دیا۔ سایمون اس وقت فیلاڈی کے خاندان کا سردار تھا۔ ایرس ٹایڈیز خاندان الک میونی کے پرانے طریقوں کا پابند تھا۔ محبان وطن ہونے میں دونوں کے کلام نہ تھا سایمون کی طبیعت میں امیری (ایرسٹوکریسی) کے خیالات زیادہ اثر کر چکے تھے۔ ایرس ٹایڈیز گو ایک معزز و ممتاز خاندان سے تھا لیکن وہ حکومت عمومی کے طریقوں کا زیادہ پابند تھا ان دونوں سرداروں کے ہوا خواہ اور دوست بکثرت موجود تھے۔ شرفاء کا وہ گروہ جو زرعی جائدادیں رکھتا تھا سو برس سے خاندانِ فیلاڈی کے سرداروں کو اپنا پیشوا مانتا آیا تھا اہل حرفہ اور تجارت پیشہ لوگ جو ایک صدی پہلے پرالی کے نام سے مشہور تھے اُن کو جو کچھ قوت حاصل ہوئی تھی وہ حال میں ایرس ٹایڈیز کے مجریہ قواعد سے ہوئی تھی اس کے ساتھ ہی کم مقدرت رعایا کو خواہ وہ کاشتکاری کرتی ہو یا تجارت ایرس ٹایڈیز نے وہ حقوق دلوادئے تھے جن کے نہ ملنے سے وہ پہلے ناراض تھے یہ تمام جماعتیں اپنے محسنوں کی دوست تھیں لیکن تھی مس ٹوکلیز کا اب کوئی دوست نہ تھا مفلس کاشتکاروں اور چرواہوں کا وہ پرانا تیسرے درجہ کا فریق جس نے پسس ٹریٹس کو اپنا سرگروہ

بنایا تھا اب موجود نہ تھا۔ یہ گروہ اگر ہوتا بھی تو تھی مس ٹوکلیز غالباً اُس کی سرداری قبول نہ کرتا کیونکہ اُس کو اہل زراعت سے چنداں تعلق نہ تھا۔ اس کا اصول ایتھنز کو ایک بحری طاقت بنانے کا تھا غرض سایمون اور ایرس ٹایڈیز کے لئے اب دشوار نہ تھا کہ اپنی جاہ و منزلت کو کام میں لا کر تھی مس ٹوکلیز کو اُس کے رتبے سے گرا دیں سنہ ۴۷۱ ق م میں سیاسی اختلافات درجۂ انتہا کو پہنچ گئے۔ اور آخر کار ایتھنزیوں نے حکم اخراج طلب کیا اور تھی مس ٹوکلیز ملک بدر کر دیا گیا۔

جلاوطن ہونے پر تھی مس ٹوکلیز نے آرگوس میں سکونت اختیار کی یہ نہیں معلوم کہ اس کی ترغیب اسپارٹا کی پرانی عداوت کی وجہ سے ہوئی یا اس وجہ سے ہوئی کہ اس وقت جلاوطنی کا باعث بھی اسپارٹا ہی کی جانب سے کسی تحریک کو سمجھا جاتا تھا۔ بہرکیف اس میں شبہ نہیں کہ آرگوس کی سکونت اس نیت سے اختیار کی کہ اگر موقع پڑا تو اسپارٹا پر چھاپا مارنے کے لئے اس سے بہتر کوئی مقام نہ ملیگا جنگ ایران کے زمانے میں آرگوس والوں کے طرز عمل نے اہل ایتھنز کو ناراض کر دیا تھا۔ اور اس وقت آرگوس اور ایتھنز میں دوستانہ تعلقات نہ تھے۔ لیکن تھی مس ٹوکلیز کے چلے آنے سے آرگوسیوں کو بہت اطمینان خاطر ہوا اور سمجھے کہ اسپارٹا کے مقابلے کے لئے جو تدبیریں سوچ رکھی تھیں اُن میں مدد کرنے کے لئے اب ایک ایسی قابلیت کا آدمی مل گیا ہے جس کی مثل تمام یونان میں موجود نہیں۔

غرضیکہ تھی مس ٹوکلیز آرگوس آیا۔ اور یہاں کی سکونت میں پاسے نیاس کی بدنامی اور بدقسمتی سے اُس کو بھی حصہ لینا پڑا پاسے نیاس کا ذکر ہم نے وہاں چھوڑا تھا جہاں کہ اسپارٹا نے اُس کو بای زین ٹی ام کے شہر سے وطن میں طلب کر لیا ہے۔

بای زین ٹی ام سے واپس ہو کر پاسے نیاس اسپارٹا میں رہا۔ لیکن زیادہ عرصے تک قیام نہیں کیا دولت ایران سے جو سلسلہ نامہ و پیام کا چل پڑا تھا اُس میں اس قدر دلچسپی تھی کہ اسپارٹا کی اس پہلی چشم نمائی نے اُس پر کچھ اثر نہیں کیا اور وہ اپنے مقاصد کی پیروی کو ترک نہ کر سکا موقع پاتے ہی جہاز لیکر ساحل آرگوس سے آبنائے ہیلس پونٹ میں اس حیلے سے پہنچا کہ وہ ایران کے مقابلے میں ملازم نہیں بلکہ مجاہد کی حیثیت سے لڑنے آیا ہے۔ اور ایسا ہی کوئی ذریعہ نکالا کہ مثلاً یہ کہ جنگ پلاٹیا میں اُس نے یونان کی بیش بہا خدمات ادا کی ہیں وہ کسی طرح بای زین ٹی ام کے شہر میں پہنچ گیا۔ اور یہاں کچھ دنوں بعد کسی قدر قوت و رسوخ بھی پیدا کر لیا

لیکن اتنی قوت حاصل نہیں ہوئی کہ ایران کے ساتھ سازش کر کے کوئی عملی کارروائی یونان کے مقابلے میں کرتا پرانے قول و اقرار جو بادشاہ ایران سے ہوئے تھے اُن کو اب برسوں گزر چکے تھے اور اب تک ایک وعدہ بھی ایفا نہ ہو سکا تھا جب روز بروز **پاسے نیاس** کی دغا و فریب کا ثبوت یونانیوں کو زیادہ ملنے لگا تو **ایتھنز** کے لوگوں نے مجبور ہو کر اُس کو **بای زین ٹی ام** سے نکال دیا یہاں سے نکل کر وہ ساحلی علاقہ **ٹروس** میں **کولونی** کے مقام کو چلا گیا یہاں کی سکونت میں اتنا ہوا کہ صوبہ **فری جیا** کے ایرانی حاکم کے قریب وہ آباد ہو گیا۔ لیکن اس عرصے میں اسپارٹا والوں کو بھی اس سے سخت بدظنی پیدا ہو گئی۔ اور زیادہ مدت نہ گزرنے پائی کہ اُن کی طرف سے ایک **ایلچی کولونی** میں آیا اور اُس نے **پاسے نیاس** کو حکم دیا کہ فوراً اسپارٹا کو واپس جاوے ورنہ اہل اسپارٹا کا باعث ناخوشی ہو کر سخت مورد عتاب ہوگا۔ **پاسے نیاس** میں اتنی ہمت نہ تھی کہ اس حکم سے سرتابی کرتا۔ کیونکہ حکام **اسپارٹا** (ایفور) سے دشمنی مول لینے میں نہ صرف جان کا خطرہ تھا بلکہ جن سیاسی معاملات کی تعمیل مدنظر تھی اُن کو بھی نقصان پہنچتا تھا یہ معاملات ایسے تھے کہ اگر اُن میں کامیابی ہو جاتی تو بحر **ایجین** اور **پیلوپونے سس** کی صورت حال بالکل تبدیل ہو جاتی۔ غرض **پاسے نیاس، اسپارٹا** کو چلا آیا۔ اس سے پہلے جب وہ یہاں آیا تھا تو بعض لوگوں کو ضرر پہنچانے کے جرم میں سزا پائی تھی لیکن بغاوت کے سنگین جرم سے بری ہو گیا تھا۔ اس مرتبہ اسپارٹا میں قدم رکھتے ہی ایفوروں نے اُس کو فوراً قید خانے بھیج دیا ان ایفوروں کے اختیارات اس قدر وسیع تھے کہ محض شبہے پر بادشاہوں تک کو بھی قید خانے بھیج سکتے تھے **پاسے نیاس** کچھ مدت قید رہنے کے بعد جب قید خانے سے نکلا تو اپنے دشمنوں سے کہنے لگا کہ اگر الزام لگاتے ہو تو الزام کا ثبوت بھی پیش کرو کچھ دنوں کوئی مقابلے پر نہ آیا گو اُس کی بہت سی حرکتیں جن پر جرائم کا شبہ ہوتا تھا اکثر لوگوں کو یاد تھیں۔ مثلاً **بای زین ٹی ام** میں جو طور طریقے اُس کے رہے تھے یعنی ایرانی لباس اور ایرانی طرز معاشرت کا اختیار کرنا۔ **ڈیلفای** کی کرسی پر اپنی تعریف میں ایسی عبارت کا کندہ کرانا جس سے معلوم ہو کہ یونان متحدہ کی کسو بہ عزت و نام کا مستحق سوائے اُس کے دوسرا نہ تھا۔ یہ سب باتیں لوگوں کو یاد تھیں مگر ان باتوں میں سے کسی بات سے بھی کامل ثبوت اُس کی بغاوت و بدخواہی کا نہ نکلتا تھا لیکن اب جس حرکت سے درحقیقت **اسپارٹا** والوں کو اُسکی طرف سے سخت اندیشہ پیدا ہو گیا وہ یہ تھی کہ قوم **ہیلٹ** سے اُس نے **اسپارٹا** کے خلاف سازش کر لی تھی یہ قوم وہ تھی جس کی سرکشی اور مغویانہ خصلتوں سے اہل **اسپارٹا** ہمیشہ خائف

رہے تھے پاسے نیاس اور اس گروہ کے مابین اس امر کے طے پانے میں ذرا شبہ نہیں کہ اگر ہیلٹ نے حسب قرار داد بغاوت کر دی تو اُس کے صلے میں اُن کو آزادی اور بہت سے حقوق دلوا دیئے جائیں گے۔ تاہم اس حرکت کا بھی کوئی ناقابل تردید ثبوت ایسا موجود نہ تھا جس کی بنیاد پر پاسے نیاس جیسے شاہی خاندان کے ایک شخص کو جو اسپارٹا کے سپہ سالاروں میں سب سے کامیاب اور نامور سردار تھا سزا دینے میں انتہا درجے کا تشدد کیا جاتا۔

آخر کار یہ ہوا کہ پاسے نیاس کے ایک مُنہ چڑھے نوکر نے آقا کی مخبری کی یہ نوکر کچھ عرصے سے اس غور میں رہا کرتا تھا کہ آقا نے جتنے نوکروں کو خریطہ دیکر ایشیا بھیجا اُنہیں سے کسی کو واپس آتے نہ دیکھا کچھ شبہ تو پہلے ہی سے تھا اتفاق سے جب آقا نے ایک لفافہ اُس کو دیا کہ ایشیا لے جاوے، تو اُس کو اپنی جان کا خوف پیدا ہوا اور اُس نے مُہر توڑ کر لفافہ کھول لیا۔ اندر خط تھا۔ اُس کو پڑھتے ہی معلوم ہوا کہ اُس کا خوف کچھ بیجا نہ تھا خط میں ایک جگہ صاف لکھا تھا کہ خط پہنچتے ہی قاصد کو ہلاک کر دیا جاوے اتنا پڑھتے ہی نوکر نے پھر اُس خط کو لفافے میں بند کر دیا اور لفافہ ایفوروں کے سامنے پیش کر دیا ایفوروں نے بھی خط کو پڑھا اور اب اُن کی بدگمانی درجۂ یقین کو پہنچ گئی۔ لیکن اسپر بھی اُنہوں نے یہ چاہا کہ جب تک پاسے نیاس کی زبان سے کوئی بات نہ سن لی جاوے، اُس کو ماخوذ نہ کیا جاوے خط کا کیا ہے۔ ممکن ہے کسی نے جعل بنایا ہو اور یہ شبہ ہو بھی سکتا تھا کیونکہ نوکر نے لفافہ کھولنے کے بعد پاسے نیاس کی ایک جعلی مہر لگا کر لفافہ پھر اُسی طرح بند کر دیا تھا تاکہ مہر کا توڑنا ظاہر نہ ہو اب کل معاملے کے صحیح حالات ایفوروں نے معلوم کرنے چاہے چنانچہ اُن کی ہدایت سے نوکر نے جان کا خوف ظاہر کیا اور صوبہ لاکونیا کے جنوب میں ٹینارس کی پہاڑی پر چلا گیا اور وہاں پوسیڈون کے بت خانے کے احاطے میں سکونت اختیار کی۔ اور وہاں ایک جھونپڑی ڈالے اور اُس میں دو کوٹھڑیاں بیچ میں دیوار کھینچکر بنائیں۔ جب یہ چیزیں تیار ہوگئیں تو ایک دن ایک کوٹھڑی میں حاکم چھپ کر بیٹھ گیا اور دوسری کوٹھڑی میں نوکر نے اپنے آقا کو بلا کر اُس سے اس طریقے سے باتیں کیں کہ کل معاملہ جسکی تحقیقات منظور ہے بیان میں آگیا اور ارتکاب جرم میں کسی طرح کا شبہ باقی نہ رہا۔

جب آقا و ملازم کی گفتگو ختم ہوئی اور ایفوروں نے اپنے کانوں سے کل معاملے کو سن لیا تو یہ پاسے نیاس کی گرفتاری کے لئے اسپارٹا کو واپس آئے لیکن ایسی مضبوط شہادت ملنے پر بھی انہوں نے گرفتاری میں کچھ سرگرمی ظاہر نہیں کی نہ تو پاسے نیاس کے مکان پر اُس کی

گرفتاری کے لئے کسی کو بھیجا اور نہ کہیں اور حالت بے خبری میں اُس کو گرفتار کرنے کی کوشش کی۔ بلکہ درامل اُس کو بچانا چاہا۔ چنانچہ ایک دفعہ بازار میں اُس کو سامنے سے آتا دیکھا تو ان ہی ایفوروں میں سے ایک نے اُس کو بھاگنے کا اشارہ کر دیا جس سے فوراً گرفتاری نہ ہو سکی **پاسے نیاس** اشارہ پاتے ہی رُکا اور لوٹ کر بھاگا۔ لوگوں نے پیچھا کیا مگر پیچھا کرنے والے پکڑنے نہ پائے تھے کہ وہ ایک مکان میں گھس گیا جو **ایتھنیا** کے بت خانے سے ملا ہوا تھا۔ اور اُس کی چار دیواری کے اندر تھا اس مکان میں پہنچ جانے سے اب اُس کو کوئی گرفتار نہ کر سکتا تھا کیونکہ مذہباً اس قسم کا فعل ممنوع تھا لیکن اسپارٹا والوں کی قساوت قلب بھی اُن کی خوش اعتقادی سے کم نہ تھی مذہبی اعتقاد کی وجہ سے یہ ہمت تو نہ پڑی کہ اُس کو بت خانے کی محفوظ زمین سے نکال لاتے لیکن ایک اور ترکیب ایسی نکالی جس سے **پاسے نیاس** کو جان بچانی مشکل ہو جاوے۔ اور وہ یہ تھی کہ جس مکان میں **پاسے نیاس** چھپا تھا اُس کے اوپر چڑھکر اُس کی چھت کو پھاڑ ڈالا اور جب وہاں سے دیکھ لیا کہ مفرور اسی مکان میں ہے اور باہر جانے کے لئے مکان کا ایک ہی دروازہ ہے تو اُس دروازے کو تیغا لگا دیا اور پاسے نیاس کو بھوک پیاس سے مرنے کے لئے وہیں چھوڑ کر سب اپنے گھر چلے آئے۔ اکثر بعد کے مورخوں نے لکھا ہے کہ اس ظالمانہ حرکت میں **پاسے نیاس** کی ماں بھی شریک تھی اور تیغے کا پہلا پتھر اُسی نے اپنے ہاتھ سے چنا تھا جب **پاسے نیاس** بھوک پیاس سے قریب الموت ہوا تو لوگوں نے اُس کو مکان سے باہر نکال لیا۔ کیونکہ اگر بت خانہ کی حدود سے کسی پناہ لینے والے کو نکالنا مذہب کی توہین تھی تو ایسے مقام میں کسی کو مرنے دینا بھی پاک زمین کو ناپاک کرنا تھا **پاسے نیاس** کو جب باہر نکالا تو وہ فوراً مر گیا اس دردناک واقعے کو زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ **اسپارٹا** کے لوگوں کو اپنی اس بے دردی پر سخت پشیمانی ہوئی۔ اور انہوں نے اس خوف سے کہ اس حرکت کا کیا انجام ہو **ڈیلفای** کے **اپولو** سے تفاول کیا بہت سی ہدایتوں کے ساتھ جواب ملا کہ **اسپارٹا** والوں نے اس حرکت سے اپنے اوپر ایک غضب لے لیا ہے۔ اور اب ایک تن کی جگہ اُن کو دو تن پیش کرنے چاہئیں۔ یہ تفاول "برنجی گھر والی دیبی ایتھنیا کے غضب" کے نام سے مشہور ہے اسپارٹا والوں نے اپنے گناہ کا کفارہ اس طرح کیا کہ پاسے نیاس کی دو مورتیں پیتل کی بنوا کر نصب کرا دیں ؛

اس زمانے کے واقعات کے جو اوقات بیان ہوئے ہیں وہ اس قدر مشتبہ ہیں کہ پورے اطمینان کے ساتھ کوئی بات نہیں بیان ہو سکتی۔ احتمال یہ ہے کہ جس وقت **پاسے نیاس** کی

غداری کا راز فاش ہوا تو اُس وقت تھی مس ٹوکلیز آرگوس میں مقیم تھا اہل اسپارٹا کے لئے یہ بات نہایت تردد اور بے چینی کی تھی کہ تھی مس ٹوکلیز جس نے سخت اصرار کے ساتھ یونان متحدہ کی افسری سے اسپارٹا کو ہٹانے کی ہمیشہ کوشش کی تھی کہ وہ ایسے شہر میں رہکر رسوخ پیدا کرے جو پرانی روایات میں اُن کے شہر سے کہیں زیادہ شہرت رکھتا تھا اور اس کے علاوہ ایک عداوت بھی ان دونوں شہروں میں خدا جانے کب سے چلی آتی تھی آرگوس والوں سے درخواست کرنا کہ تھی مس ٹوکلیز کو اپنے شہر سے نکال دیں ممکن نہ تھا۔ اس لئے اسپارٹا والوں نے پردے ہی پردے میں ایک گہری اور زیادہ کارگر چال چلکر ظاہر کیا کہ پاسے نیاس کے کاغذات جو برآمد ہوے ہیں اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ تھی مس ٹوکلیز بھی پاسے نیاس کے جرائم میں شریک تھا۔ اگرچہ ثبوت میں کوئی صریح فعل تھی مس ٹوکلیز کا بیان نہ کر سکتے لیکن ایتھنز والوں کو اتنی بات ضرور جتادی کہ جنگ سلے مس میں اس نے بادشاہ ایران سے خفیہ خط وکتابت کی تھی ایتھنز میں تھی مس ٹوکلیز کے دشمنوں کی کمی نہ تھی اور اُس پر اس قسم کا الزام لگانے کے لئے وہ بالکل رضامند تھے چنانچہ الک میونی کے گھرانے سے لیوبوٹیز نامی ایک شخص نے مجلس ایتھنز میں برسر اجلاس ایک الزامی تقریر کی جس میں تھی مس ٹوکلیز کی نسبت بہت سے الزام بیان کئے ایتھنز کے لوگوں نے یہ تقریر سنکر منظور کر لیا کہ ایلچی روانہ کئے جاویں جو اسپارٹا والوں کی شراکت میں یونان کے اس باغی و بدخواہ کو گرفتار کریں تھی مس ٹوکلیز کو اس حکم کی خبر لگ گئی۔ اور وہ آرگوس سے نکلکر کورسایرا کے شہر کو چلا گیا باوجود اس کے کہ ایران کی لڑائیوں کے زمانے میں اس شہر کا طرز عمل قابل اعتراض تھا پھر بھی تھی مس ٹوکلیز کے کچھ احسانات اس شہر پر چلے آتے تھے یہاں بھی اسپارٹا والوں نے اس کا تعاقب کیا۔ اور کورسایرا کے باشندوں نے یہ دیکھ کر کہ تھی مس ٹوکلیز کو پناہ دینے میں دشواریاں ہیں اُس کو کشتی میں سوار کرکے سامنے کے ساحل پر اتار دیا یہاں بھی دشمنوں نے پیچھا کیا۔ آخر کار تھی مس ٹوکلیز مجبور ہوا کہ مولوسیون کے بادشاہ ایڈمیٹس سے پناہ کا خواستگار ہو اگرچہ ایک موقع پر تھی مس ٹوکلیز نے ایتھنز سے کسی خط وکتابت کے بارے میں بادشاہ ایڈمی ٹس کی مخالفت کی تھی لیکن جس وقت وہ اس بادشاہ کے پاس پہنچ گیا تو پھر اُس نے تھی مس ٹوکلیز کو اسپارٹا کے حوالے کرنے سے قطعی انکار کردیا۔ اور اُس کو میسی ڈونیا کے شہر پیدنا میں پہنچوا دیا پیدنا سے جہاز پر سوار ہو کر

تھی مس ٹوکلیز۔ آی اونیا میں آیا۔ لیکن یہاں بھی قسمت کی گردش ساتھ تھی۔ جس جہاز پر سوار ہوا وہ ایک طوفان کی وجہ سے جزیرۂ نیکسوس کے قریب جا پہنچا۔ یہ زمانہ وہ تھا کہ اتھینز والے اس جزیرے کا محاصرہ کئے تھے تھی مس ٹوکلیز اس خطرے کو تاڑ گیا۔ فوراً جہاز کے افسر کو اپنے پاس بلایا اور یہ بتا کر کہ وہ کون ہے ایک بڑی رقم اس شرط سے دینے کا وعدہ کیا کہ نہ تو وہ نیکسوس کے کنارے جہاز کا لنگر ڈالے اور نہ کسی متنفس کو جہاز سے اتر کر زمین پر جانے دے اگر اس شرط کو منظور نہ کیا تو گرفتاری کی صورت میں وہ افسر جہاز کو بھی اپنے مفرور ہونے کے جرم میں ماخوذ کرائے گا۔ افسر جہاز نے یہ سنکر روپیہ لینا منظور کیا اور تھی مس ٹوکلیز کو صحیح سلامت ایفی سس کے شہر میں ایشیا کے ساحل پر اتار دیا۔

ایفی سس کے شہر سے تھی مس ٹوکلیز نے ایرانیوں سے نامہ و پیام شروع کئے اور ایک خط کے ذریعے سے ارتازرکسیز کو جو اپنے باپ زرکسیز کی جگہ تخت ایران پر متمکن ہوا تھا اپنی خدمات پیش کیں۔ اور لکھا کہ اس میں کلام نہیں کہ جس قدر نقصان شاہان عجم کو اس کے ہاتھوں پہنچا ہے کسی دوسرے سے نہیں پہنچا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے دولت ایران کی ایک گرانبہا خدمت بھی ادا کی ہے اور وہ یہ کہ محض اس کے مشورے اور حکم سے آبنائے ہیلس پونٹ کا پل توڑا نہیں گیا اور بادشاہ زرکسیز سلامتی کے ساتھ یورپ سے ایشیا میں اتر گیا اس وقت وہ اپنے ملک اور وطن سے اس جرم میں نکالا گیا ہے کہ وہ بادشاہ ایران کا مونس و ہوا خواہ ہے اگر اجازت ہوئی تو وہ ایک سال کے اندر بادشاہ ارتازرکسیز کو اس امر سے مطلع کریگا کہ ایشیا میں آنے سے اس کی غرض و غایت کیا ہے یہ مضمون پڑھکر ارتازرکسیز نہایت خوش ہوا کہ آج ایک بڑا دشمن پناہ ڈھونڈتا ہوا ہمارے ملک میں آیا ہے۔ جب سال ختم ہوا تو تھی مس ٹوکلیز سُسوس کے شہر یعنی پایۂ تخت ایران میں حاضر ہوا اور ان تمام یونانیوں کے مقابلے میں جو ایران میں آتے رہے تھے بہت جلد بارگاہِ شاہی میں تقرب حاصل کر لیا۔ ای اونیا میں علاقہ میگ نیشیا کی صوبہ داری اس کو دی گئی۔ یہ شہر سمندر کو زیر نظر رکھنے کے لئے بہت عمدہ مقام تھا۔ مشرقی سخاوت و فیاضی کے مطابق اس کے گزارے کے لئے کئی شہروں کا مالیہ مقرر کر دیا گیا میگ نیشیا جس کی آمدنی قریب ۵۰ ٹیلنٹ کے تھی اس کی روٹی کے لئے اور شہر لیمپ سیکس کا مالیہ شراب کے لئے اور مائی اس کا مالیہ گوشت کے لئے مقرر ہوا اس وقت تھی مس ٹوکلیز کا منصب ایک ایرانی مرزبان کا تھا اور بادشاہ ایران کی خاص عنایات اس کے حال پر تھیں۔

لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ دریائے یوری میڈون کے قریب ۴۶۶ ق۔م میں سایمون نے ایرانیوں کو ایسی شکست دی کہ یونان پر اُن کی جانب سے عنقریب کسی فوج کشی کے ہونے کی امید نہ رہی تھی مس ٹوکلیز اکثر تنہائی میں اسبات کا اقرار کرتا تھا کہ جو قوت یونان میں میں نے پیدا کردی ہے اُس کو توڑنے کی قوت اب مجھ میں نہیں ہے تھی مس ٹوکلیز کی موت کی نسبت ایک بیان یہ ہے کہ جب بادشاہ ارتازرکسیز سے وہ اپنے وعدے ایفا نہ کرسکا تو اس شرمندگی میں اُس نے خودکشی کرلی لیکن تھیوسی ڈائیڈیز مورخ جس نے نہایت احتیاط اور محنت سے اپنے ہم وطن کے حالات تحقیق کئے ہیں یقین دلاتا ہے کہ تھی مس ٹوکلیز نے خودکشی نہیں کی بلکہ قدرتی موت سے مرا۔ اور اُس کی ایک یادگار میگ نیشیا کے بازار میں قائم کی گئی اور اسی شہر میں دوسری صدی عیسوی میں مورخ پلوٹارک کا دوست "تھی مس ٹوکلیز اتھنزی" اُس عزت اور دولت سے متمتع تھا جو تھی مس ٹوکلیز (اول) کی اولاد میں شاہان عجم کے عطیات سے چلی آتی تھی تھی مس ٹوکلیز کے خاندان والوں کا بیان ہے کہ اُس کی ہڈی میگ نیشیا سے خفیہ طور پر وطن میں لاکر خاک ایٹیکا کے سپرد کردی گئی ہو

تھی مس ٹوکلیز کی خداداد قابلیتوں کی نسبت کچھ کہنا غیرضروری ہے اُس کی قابلیت اُس فتح سے ظاہر ہے جو اُس کو حاصل ہوی۔ نیز اُن کاموں سے جو اتھنز نے اپنے دور سلطنت میں کئے ایتھنز اب وہ پہلا سا ایتھنز نہ رہا تھا بلکہ تھی مس ٹوکلیز نے اُس کو ایک نئی بنیاد پر قائم کردیا تھا۔ اُس کی نیت کی صفائی میں اتنا کہہ سکتے ہیں کہ جب تک یونان کی حدود میں سلامتی اُسکے حق میں ناممکن نہ ہوگئی اُس وقت تک کسی قسم کی بدخواہی اپنے وطن کے ساتھ اس سے عمل میں نہ آئی اور اس کے خلاف کسی بات کے فرض کرنے کے لئے کوئی وجہ موجود نہیں ہے۔ جب اسپارٹا اور اتھنز کے متوطن دشمنوں نے ملکر اُس کو یونان سے نکالا تو پھر کوئی جگہ سوائے ایران کے نہ تھی جہاں اُس کو امان ملتی۔ یہ امر نہایت مشتبہ ہے کہ ایران سے سازش کرنے کا الزام جس کی سزا میں بلدبار پیچھا کرکے اُس کو یونان سے نکالا گیا فی الحقیقت پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا تھا۔ اس الزام کی بابت جس ذریعے سے شہادت بہنچی ہے وہ قطعی مشتبہ و مشکوک ہے۔ کیونکہ اس الزام کے دینے والے اسپارٹا کے لوگ تھے جو اسبات کو بخوبی جانتے تھے کہ تھی مس ٹوکلیز اُن کا دشمن ہے اور جن کو اس وقت ضرورت تھی کہ جسطرح ہوسکے تھی مس ٹوکلیز کو پیلوپونیسس سے نکالنا چاہیے بدقسمتی سے ایتھنز میں جو لوگ تھی مس ٹوکلیز کے دشمن تھے اس معاملے میں فوراً اسپارٹا والوں سے

لی گئی۔ ایتھنز والوں کو اُس کے جلاوطن کرنے میں البتہ کامیابی ہوگئی لیکن وہ ہمیشہ ڈرتے
رہے کہ اگر یونان میں اُس کا قدم رہا تو ایک نہ ایک دن ایتھنز پہنچکر اپنے دشمنوں سے خوب
خوب بدلا نکالیگا افسوس ہے کہ ان لوگوں کو کبھی یہ خیال نہ گزرا کہ اُن کے شہر کی جو کچھ عزت ہے
وہ شہر کے بڑے لوگوں کی بدولت ہے جنہوں نے قوم اور ملک کی بیش بہا خدمتیں کی ہیں۔ سیاسی
فریق سازیوں کے رشک وحسد میں وہ اس بات کو بھول گئے کہ جب ایک دن ایسا آئے گا کہ دنیا
اور دنیا میں آنے والی نسلیں پوچھینگی کہ تم نے اپنوں کے ساتھ کیا کیا تو پھر جواب میں کیسی مشکلیں پڑینگی؟

تھی مس ٹوکلیز کے مستغیث کی نسبت الکمیونی سے ہونا بیان کیا گیا ہے معلوم
نہیں کہ پیریکلیز نے جس کا تعلق اس گھرانے سے تھا تھی مس ٹوکلیز کے مقدمے میں کچھ حصہ لیا تھا
یا نہیں اگر فرض کیا جاوے کہ تھی مس ٹوکلیز کو سنہ ۴۶۷ یا سنہ ۴۶۶ ق م میں سزا دی گئی تو
اُس وقت پیریکلیز کی عمر ۲۶ یا ۲۷ برس کی ہوگی اس وقت سیاسی امور کی طرف اُس کی طبیعت
راغب ہو چکی تھی۔ اور اُس کے چند سال بعد ہی وہ عمومی فریق کا سرگروہ بن گیا تھا تھی مس ٹوکلیز
کے خیالات سے اُس کو اتنا سبق ضرور ملا ہوگا کہ وہ کسی ایسے نزاع میں جس نے تھی مس ٹوکلیز
کو ملک بدر کر کے دربار ایران تک پہنچا دیا شریک نہ ہو۔ بہر کیف تھی مس ٹوکلیز کی غیر حاضری اور
ایرسٹائیڈیز کی موت نے جو غالباً قریب قریب زمانے میں پیش آئیں پیریکلیز کے لئے راستہ
صاف کر دیا کہ وہ عمومیت کی سرداری اختیار کرے ؏

پانچواں باب

اسپارٹا کا انحطاط۔ قوم ہیلٹ کی بغاوت۔ اسپارٹا اور ایتھنز میں نفاق

اسپارٹا کا انحطاط۔ تھسلی پر فوج کشی۔ ڈیلفای کی مجلس ہمسایگاں پر قابو پانے کی کوشش۔ صوبۂ پیلوپونےسس میں خرابیاں۔ اسپارٹا کا زلزلہ اور قوم ہیلٹ کی بغاوت۔ ایتھنز میں سائمن کا انتظام جنگ ہائے یوری میدون۔ تھےسوس کی بغاوت۔ اسپارٹا کو کمک کا روانہ کیا جانا۔

جس دن سے اسپارٹا نے یونان کے متفقہ بیڑے سے اپنے جہاز علیحدہ کر لئے اُسی دن سے اُس کے اقبال و اقتدار میں زوال شروع ہوگیا۔ پاسے نیاس کے مقدمے کی تفتیش اور اُس کو سزا دینے میں جو پس وپیش ظاہر کیا گیا اُس نے بھی ایسی صورتیں پیدا کر دیں جن سے اسپارٹا کی شہرت بلکہ قوت کو طرح طرح کے نقصان پہنچے۔ اس کے علاوہ ایتھنز کی مثال نے عمومی عقاید ایسے رائج کر دیئے کہ پیلوپونےسس کی ریاستوں میں دشمنی یا کم سے کم عام ناراضی شدت سے پھیل گئی۔ اور یہ ناراضی ایسی تھی جس سے یہ ملک پہلے کبھی آشنا نہ تھا۔

بحری طاقت میں چونکہ کمی ہو گئی تھی اس لئے اسپارٹا نے خشکی میں اپنا اقتدار بڑھا کر اس کمی کو پورا کرنا چاہا۔ اور اس کے لئے تدبیر یہ نکالی کہ بظاہر سزا دینے کے لئے ایسی ریاستوں پر چڑھائی کر دی جاوے جو ایرانی فوج کشی کے وقت زرکسیز کی معاون و مددگار ہو گئی تھیں اس میں شبہ نہیں کہ ان منحرف ریاستوں کو سزا دینے کے لئے ریاستہائے متفقہ نے کورنتھ کی مجلس میں پہلے ہی بحلف عہد وپیمان کر لیا تھا۔ لیکن اسوقت ایتھنز کے لوگ اپنی نئی مشارکت (ڈیلوسی لیگ) کے معاملات میں جس کو اُنھوں نے خود قائم کیا تھا ایسے مصروف تھے کہ وہ کورنتھ کے کسی پرانے معاہدے کی طرف توجہ نہ کر سکے۔ اس لئے اسپارٹا کو موقع ملا کہ خود ہی اُن نااہل ریاستوں کی گوشمالی کرے جنھوں نے ملک اور قوم کی ہمدردی سے پہلو تہی کیا تھا۔ ان تقصیرواروں میں سب سے بڑا مجرم ایلوآڈی کا شاہی خاندان تھا جو اسوقت تھسلی پر مثل بادشاہوں کے فرمانروائی کرتا تھا۔ اس نے یہ ہی قصور نہیں کیا تھا کہ ایرانیوں کو اپنے ملک میں آنے دیا تھا بلکہ پہلے سے اپنے ایلچی اس پیغام سے ایران کو بھیج رکھے تھے کہ یونان پر چڑھائی کیجاوے اب اس جرم کی پاداش میں اسپارٹا نے اپنے بادشاہ لیوٹی کائیڈاس کو بڑا لاؤ لشکر دیکر

تھسلی روانہ کیا لیکن اسپارٹا کی بدقسمتی دیکھئے کہ لیوٹی کائڈاس رشوت ستانی میں یا رشوت ستانی کو پوشیدہ نہ رکھ سکنے میں پاسے نیاس کا بھی اُستاد نکلا۔ ایلوآی ڈی سے رشوت کھائی اور وہ بھی اس بے احتیاطی سے کہ جس خیمے میں اترا تھا اُس ہی میں رشوت کا روپیہ اُس کی موجودگی میں لوگوں نے رکھا ہوا دیکھ لیا۔ اسپارٹا نے یہ سنتے ہی تھسلی سے فوجیں واپس طلب کیں اور لیوٹی کائڈاس پر مقدمہ قائم کرکے اُس کے لئے سزا تجویز کی۔ مجرم نے بھاگ کر آرکیڈیا کے شہر ٹی جیا میں پناہ لی۔ یہ شہر گو اسپارٹا سے اتحاد رکھتا تھا لیکن اسوقت تعلقات میں ایسی کشیدگی تھی کہ اُس نے لیوٹی کائڈاس کو اسپارٹا کے حوالے کرنے سے قطعی انکار کر دیا۔ اہل اسپارٹا نے لیوٹی کائڈاس کی جگہ اُس کے بیٹے ارکیڈیمس کو اپنا بادشاہ بنایا۔

تارکان حب وطن کو سزا دینے کی پہلی کوشش کا خاتمہ تو اس ناکامی و ذلت میں ختم ہوا جس کا ذکر اوپر کیا گیا۔ دوسری کوشش کا حال سنئے کہ اُس سے بھی کچھ حاصل نہ ہوا۔ نہایت پرانے وقتوں سے ایک لیگ چلی آتی تھی جس میں یونان کے بارہ قبیلے شریک تھے۔ کبھی شہر تھرماپولی میں اور کبھی ڈیلفائی میں اُس کے اجلاس ہوا کرتے تھے۔ مجلس کا نام ڈیلفی ان ایمفکٹ یونی (ڈیلفی کی لیگ ہمسایگان) تھا۔ ابتدا میں شاید اس لیگ کی غرض مندر پرستش کرنے اور اس کو دشمن سے بچائے رکھنے کی تھی۔ لیکن جس زمانے کا حال ہم لکھتے ہیں اُس میں اس کو صرف مذہبی معاملات سے تعلق تھا۔ بہت ہی کم اتفاق ہوا تھا کہ کوئی سیاسی معاملہ اُس کے روبرو پیش ہو۔ لشکرکشی ایران کے زمانے میں اس لیگ کے اکثر قبیلے اور ریاستیں یا تو اپنی خوشی سے یا ہمسایہ حکومتوں کے دباؤ سے ایرانیوں سے جا ملی تھیں۔ اس لئے ایسے قبیلوں اور ریاستوں کو لیگ سے خارج کرنے کی تحریک اسپارٹا کی جانب سے ہوئی۔ اور یہ تحریک بلاشبہ اُس معاہدے کے خلاف منشاء نہ تھی جو سنہ ۴۸۱ ق م میں متفقہ ریاستوں نے کورنتھ کی مجلس میں کیا تھا۔ لیکن اہل اسپارٹا کی نیک نیتی میں لوگوں کو شک ہوا اور خیال ہوا کہ اس تحریک سے اصلی غرض صرف یہ ہے کہ (ڈیلفی کی لیگ ہمسایگان) پر حاوی ہو کر شمالی یونان کی ریاستوں میں اپنی طرف سے ایک اتحاد قائم کریں اور یہاں کی ریاستوں پر بھی ایسا ہی قابو پا جائیں جیسے کہ پیلوپونیسس کی ریاستوں پر رکھتے ہیں۔ یہی اسباب تھے جن کی بنا پر تھمی سٹوکلیز نے اسپارٹا کی تحریک سے اختلاف کیا۔ اُسکی دلائل صحیح ہوں یا غیر صحیح لیکن ایتھنز والوں کو اُن کی صحت کا یقین ہوگیا۔ اسپارٹا کی کوشش بےسود رہی۔ اور ڈیلفائی کی مجلس باوجود اپنی نازیبا حرکتوں کے جس حال پر تھی اُسپر بدستور قائم رہی ؏

اب ان دُور و دراز کے منصوبوں سے جلد ہاتھ کھینچکر اسپارٹا کو اُن خرابیوں کی طرف توجہ کرنی پڑی جو گھر کے پاس شروع ہوگئی تھیں۔ اسکا ذکر ابھی آچکا ہے کہ ڈلی جیا کے لوگوں نے اسپارٹا کی درخواست پر لیونی کائیڈاس کو حوالے کرنے سے انکار کردیا تھا۔ اس وقت پیلوپونیسس کے شہروں میں اسپارٹا کے خلاف ایک لڑائی چھڑ گئی تھی۔ لی جیا کو آرگوس سے کمک پہنچی اور آخرالامر اسپارٹا کو فتح ہوگئی لیکن یہ فتح قطعی نہ تھی کیونکہ لیونی کائیڈاس مرتے دم تک لی جیا ہی میں رہا۔ تو اسپارٹا اپنا قیدی لی جیا سے لے سکا اور نہ کوئی کارروائی آرگوس کے خلاف اُس سے عمل میں آسکی۔ اس کے تھوڑے عرصے کے بعد آرکیڈیا کے تمام باشندوں نے سوائے مینٹی نیہ کے باشندوں کے اسپارٹا کے خلاف ہتیار اُٹھا لئے۔ اور جانبین کی فوجیں ڈیپیا کے میدان میں مقابلے پر آئیں۔ اور یہاں ایک لڑائی ہوئی جس میں اسپارٹا والوں کو پھر فتح ہوگئی اِن واقعات سے دو صریح نتیجے نکلے۔ ایک یہ کہ میدان کارزار میں اسپارٹا کی قوت لاکلام ہے۔ دوسرے یہ کہ اُس کی ہمسایہ قوموں اور ریاستوں میں جو اُس کی ساتھی سمجھی جاتی ہیں آزادی اور خودحکمرانی کے خیال کو بہت ترقی ہوگئی ہے۔ اور ہروقت خوف ہے کہ کہیں یہ ریاستیں اسپارٹا کے شوق عروج میں اُسوقت مخل نہ ہوجاویں جبکہ اُس کے پاس لائق آدمیوں کی ازبس کمی ہے۔ اسپارٹا کی تاریخ میں یہ نازک وقت وہ ہے کہ ایتھنز میں تو بڑے بڑے دانشور کثرت سے پیدا ہورہے ہیں۔ مگر اسپارٹا میں بالکل قحط الرجال ہے ؎

صوبۂ ایلس میں جو ملکی انقلاب اِس زمانے میں ہوا اُس کا باعث بھی یہی آزادی اور خودفرمانروائی کا شوق تھا۔ ایلس کی ریاست اسوقت عدیدیوں (امراء) کے انتظام میں تھی اسپارٹا کی وہ بڑی دولت تھی۔ لیکن جب سے ایرانیوں نے چڑھائی کی تھی اُسوقت سے ایلس والوں میں پُرانے نظم حکومت کے خلاف ایک تحریک پیدا ہوگئی تھی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایلس کی عدیدی حکومت عمومیت کے ڈھنگ پر آگئی۔ اور اِس انقلاب کو آشکارا اور مستحکم اسطور پر کیا کہ علاقے کے وسط میں ایک بڑا شہر آباد کرکے علاقے کے نام پر اُسکا نام بھی ایلس رکھا۔ اس سے پہلے امراء کے خاندان جو صوبہ ایلس پر حکومت کرتے تھے چھوٹے چھوٹے شہروں اور قصبات میں رہتے تھے اور باشندگانِ ایلس کی زندگی بالعموم دیہاتی طرز کی زندگی تھی۔ اِسوقت کے انقلاب سے جملہ اختیارات ریاست اُن لوگوں کے ہاتھ میں آگئے جو اس نئے شہر ایلس میں آباد ہوگئے تھے ؎

آرگوس میں اس سے بھی زیادہ انقلابات ظاہر ہوئے۔ جسوقت سے کہ اسپارٹا کے

امیر لشکر کلیومینیز کے ہاتھوں اہل آرگوس کو شکست ہوئی تھی جس میں چھ ہزار آرگوسی مارے گئے تھے اُس وقت سے ارگوس کی ریاست اپنے نقصانات کو پورا کرنے اور اپنی کل طاقت کو ایک ہی مرکز پر مجتمع کرنے کی کوشش میں تھی۔ یہ ایک سخت دشوار کام اُس کے سامنے تھا۔ اسپارٹا سے شکست کھانے کے بعد اُس کی حالت نہایت ہی خراب ہوگئی تھی۔ امراء لڑائی میں کام آچکے تھے اور اُن کی جگہ اُن کے نوکروں اور غلاموں نے ملک پر تصرف کر لیا تھا۔ اور جب تک ان لوگوں کا استیصال کلّی نہ ہوا اُس وقت تک آرگوس کو اپنا اصلی اقتدار حاصل نہو سکا۔ یہ ہی خرابیاں تھیں جو بطور عذر کے انھوں نے ۴۸۱ ق م میں اُس وقت پیش کی تھیں جبکہ وہ ایران کے مقابلے میں یونان کو مدد پہنچانے سے قاصر رہے تھے۔ اس حالتِ ضعف سے نکلکر آرگوس پھر اپنی اصلی طاقت پر آگیا۔ اور جسوقت دیکھا کہ اسپارٹا اپنی ہمسایہ ریاست آرکیڈیا سے لڑائی میں مصروف ہے تو موقع پا کر وادی آرگوس میں جس قدر چھوٹے چھوٹے شہر خود مختار تھے اُن کو غیر آباد کرکے وہاں کے باشندوں کو آرگوس کے شہر میں بسادیا۔ چنانچہ اس علاقے کے پرانے شہر مای سینی اور ٹائی رینز جو تاریخ قدیم میں بڑی بزرگی رکھتے تھے اور ایرانیوں سے لڑنے میں بھی حب وطن کا پورا ثبوت دے چکے تھے معدوم ہو گئے۔ ان شہروں کے جو باشندے آرگوسیوں کے ساتھ نہ رہ سکے اُن کو شہر سے نکالدیا گیا کہ جہاں اں گزر ہو اپنا گزر کریں۔ ان تدبیروں سے آرگوس پھر ایک خوشحال ریاست کی صورت میں ظاہر ہوا۔ شہر میں مختلف قسم کے لوگوں کی آبادی سے نظم حکومت نے عمومیت کا رنگ اختیار کرنا شروع کیا جس نے آرگوس اور ایتھنز میں اور بھی قرابت اور یگانگی پیدا کردی۔ جنگ ہائے ایران کے زمانے میں آرگوس کی بادشاہی حکومت سے صرف ایک بادشاہ کا نام پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد آرگوس میں کسی کا بادشاہ ہونا دریافت نہیں ہوتا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہی اُڑکر جمہوریت کو دخل ہوگیا تھا۔

غرض پیلوپونےسس کی ریاستوں کے اس رنگ نے اسپارٹا کی قوت اور اثر کو گھٹانا شروع کیا۔ اور یہ ایسے زمانے میں جبکہ اسپارٹا کے بڑے لوگ اپنے برے فعلوں سے یونان میں باعث نفرت و بدگمانی ہو رہے تھے۔ صرف یہ ہی خرابیاں نہ تھیں بلکہ ان سے بھی بڑھکر آفات پیش آئیں۔ پاسے نیاس کی نسبت اس خبر کا ذکر آچکا ہے کہ اس نے ہیلٹ کی قوم کو بغاوت پر آمادہ کر دیا تھا۔ ہیلٹ لوگ علاقۂ مے سینیا واقع پیلوپونےسس کے پرانے متوطن تھے۔ اسپارٹا نے اُن کو مغلوب و پامال کرکے نیم غلامی کے درجے تک پہنچا دیا تھا۔

وہ بڑے بہادر اور جفاکش تھے۔ چھوٹے چھوٹے گاؤں بسا کر اور دور دور کھلیان بنا کر کاشتکاری کیا کرتے تھے۔ مالکان اراضی سے کھیتی کرنے کا سامان اُن کو ملجاتا تھا اور وہ اُس کے عوض میں مالکوں کو پیداوار کا ایک حصہ ادا کر دیتے تھے۔ مگر اُنکی غیرت اپنی پہلی آزادی کو کبھی نہ بھولی اور نہ یہ بات اُن کے دل سے نکلی کہ اسپارٹا والے جنھوں نے اُن کو آزادی سے محروم کیا ہے سوائے ایک فاتح اور دشمن کے اور کوئی واسطہ اُنسے رکھتے ہیں۔ ہر وقت اس فکر میں تھے کہ اگر بس چلے تو اسپارٹا کا نقش ہستی مٹا دیں۔ ہیلٹ کے اس کینہ و غضب سے اہل اسپارٹا بھی ناواقف نہ تھے۔ اور اس قوم کی بغاوت سے زیادہ کسی چیز کا اُن کو خوف نہ تھا۔ اسیوجہ سے جہاں ذرا بھی اس قوم کی سرکشی کا شبہ ہوتا تو نہایت ظلم و جفاکاری سے اُس کا انسداد کرتے تھے۔ حال ہی میں اُنھوں نے اس قوم کے چند لوگوں کو بُت خانۂ ٹینارس کے احاطۂ محفوظ سے زبردستی باہر نکال کر ذبح کر ڈالا تھا۔ اور اُس کا مطلق لحاظ نہ کیا تھا کہ اُنھوں نے ایسے گھر میں پناہ لی تھی جہاں پناہ لینے کا اُن کو حق حاصل تھا۔ ان ہی ظلموں کی وجہ سے اسپارٹا والوں پر ٹینارس کا غضب نازل ہونا مشہور ہوا۔ یہ دیکھتے ہی کہ اسپارٹا کا ستارہ گردش میں آرہا ہے ہیلٹوں میں بھی ایک قسم کی حرارت اور جنبش پیدا ہوی۔ اسپارٹا پر پے در پے حملے ہوتے دیکھکر دل میں خوش ہوے اور سمجھے کہ شاید ہمارے بھی دن پھرنے والے ہیں۔ گو اسوقت تک ہمارا کوئی حامی پیدا نہیں ہوا لیکن ممکن ہے کہ کسی طرف سے ہمکو بھی مدد پہنچے۔ پاسے نیاس کے وعدوں سے بھی جن میں ایران کی طرف سے ہیلٹ کو مدد پہنچنے کی امید دلائی تھی ہیلٹ کے ان خیالات کو قوت ہوی ؛

پاسے نیاس کی موت اور یوری میدون میں ایرانیوں کی شکست نے (۴۶۶ ق.م) اسپارٹا کا بُرا وقت بہت کچھ دور کر دیا تھا۔ لیکن ۴۶۴ ق.م کی خریف میں خاص اسپارٹا کے شہر پر ایک بلائے ناگہانی ایسی آئی جس نے بالکل تباہی کے قریب پہنچا دیا یعنی ایک شدید زلزلہ آیا جس نے شہر کو تقریباً بالکل منہدم کر دیا۔ تمام شہر میں صرف پانچ گھر سلامت بچے۔ کہتے ہیں کہ بیس ہزار آدمی اس زلزلے میں ہلاک ہوے۔ مگر اِس وقت بادشاہ آرکی ڈامس نے اپنے ملک کو تباہی سے بچا لیا۔ ہزارہا مخلوق کا یہ حال تھا کہ عمارات کو گرتے دیکھکر سکتے کے عالم میں تھے۔ ہزارہا ایسے تھے جو اپنے مال و متاع کو رو رہے تھے۔ اس حالت کو دیکھکر آرکی ڈامس نے سب کو لڑائی پر چلنے کا یک لخت حکم دیدیا۔ اسطرح شہر والوں کو شہر سے باہر نکال لایا اور اسپارٹا کا نام باقی رہ گیا۔ ہیلٹ

لوگ زلزلے کی خبر پاتے ہی اپنے اپنے مقامات سے نکلکر ایک جگہ جمع ہونے لگے کہ مالکوں کے غارت کرنے کے لیئے غلاموں کو اچھا موقع ہاتھ لگا ہے۔ چنانچہ اُن کے شہر مے سینیا نے غدر کر دیا۔ اگرچہ باغی اسپارٹا میں داخل نہ ہوسکے لیکن انھوں نے کوہ ایتھومی پر پہنچکر جہاں اُن کا ایک پرانا قلعہ تھا خندقیں بناکر ایک حصار قائم کیا اور اُس کو اپنا صدر مقام قرار دیکر چاروں طرف چھاپے اور شب خون مارنے شروع کیئے اور اسطرح اسپارٹا والوں کو سخت نقصان پہنچایا۔ اسپارٹا کے لوگوں نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح دشمن کو قلعے اور حصار سے بے دخل کر دیں مگر ایک نہ چلی۔ جن ریاستوں سے اتحاد تھا اُن سے کمک مانگی مگر کوئی مدد کو نہ آیا۔ مے سینیا کے لوگ اپنی جگہ سے نہ ٹلے۔ اور اسپارٹا والوں نے قلعۂ ایتھومی پر قبضہ کرنے کے لیئے جب کبھی کوشش کی تو سوا اسے نقصان کے کچھ حاصل نہ ہوا۔

جب مے سینیا والوں کو ایسا اٹل دیکھا تو اسپارٹا نے مصمم ارادہ کرلیا کہ ایتھنز سے مدد لینی چاہیئے۔ کیونکہ ایتھنز والے ایسے مقامات کی فتح میں جن کے گرد دیواریں اور حصار ہوں بہت مشہور اور مستحکم سمجھے جاتے تھے۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ اس وقت نہ اسپارٹا ایتھنز کو اچھا جانتا تھا اور نہ ایتھنز اسپارٹا کو۔ زلزلہ آنے سے پہلے اسپارٹا، ایتھنز کے ایٹیکا پر یورش کرنے کے لیئے بالکل آمادہ ہوگیا تھا۔ حالانکہ بظاہر دونوں ریاستوں میں اتفاق تھا۔ لیکن چونکہ حملہ کرنے یا کسی نقضِ عہد کی نوبت نہ آئی تھی اس لیئے اسپارٹا والوں نے خیال کیا کہ ایتھنز والوں کو اُن کے ارادے کی خبر نہیں ہوتی ہے اور اس لیئے اُنھوں نے مدد مانگنے میں کچھ تذبذب نہیں کیا اور پیرکس لایڈیز کو اپنا سفیر بناکر اسی غرض سے ایتھنز روانہ کر دیا۔

ایتھنز اسوقت سایمون کے انتظام میں بہت قوت اور شہرت حاصل کر رہا تھا۔ اس سردار کے وقت میں اس شہر کے رتبے کو کوئی دوسرا شہر برسوں تک نہ پہنچ سکا۔ ڈیلوس کی مشارکت میں گو بہت سی ریاستیں شامل تھیں جو بظاہر خود مختار تھیں لیکن اب اس مشارکت سے مراد مختلف ریاستوں کا مجموعہ نہ تھا بلکہ خاص سلطنت ایتھنز مراد تھی۔ اور جس دن سے جزیرۂ نیکسوس کو ایتھنز نے فتح کرلیا تھا اُس دن سے سب پر ایتھنز کا یہ ارادہ ظاہر ہوگیا تھا کہ اگر اتحاد سے کوئی ریاست باہر ہونا بھی چاہے گی تو جبراً اُس میں شامل رکھی جاویگی۔ نیکسوس کی فتح کے بعد جو واقعات پیش آرہے تھے اُن کے اعتبار سے بھی ایتھنز کا یہ ارادہ معقول تھا۔ یہ واقعات یوری میڈون کی لڑائیاں تھیں جو سنہ ۴۶۶ ق۔م میں پیش آئیں۔ ان لڑائیوں میں

ایران کو بڑی شکستیں اٹھانی پڑیں۔ افسوس ہے کہ ان معرکوں کے حالات کسی عہدنویس مورخ کے لکھے ہوئے موجود نہیں۔ تھیوسی ڈائیڈیز نے مختصر طور پر اتنا لکھا ہے کہ سوپم فائیلیا میں دریائے یوری میدون کے قریب سمندر اور خشکی دونوں میں ایتھنز اور متحدہ ریاستوں کی فوجوں نے سائمون کی سرکردگی میں ایرانیوں پر غلبہ حاصل کیا اور فی نیشیا والوں کے دوسو جہاز تباہ کر دیئے۔ تھیوسی ڈائیڈیز کے بعد کے مورخ حالات زیادہ تفصیل سے لکھتے ہیں۔ لیکن یہ بات حد درجہ مشتبہ ہے کہ ان مصنفوں نے جو حالات لکھے ہیں اُن کا صحیح علم فی الواقع اُن کو تھا۔ اُن کی تحریروں میں جگہ جگہ تناقض ہے اور اُن کا بیان ہرگز قابل اعتبار نہیں۔ مورخ دیوودورس کی بہ نسبت پلوٹارک نے زیادہ احتیاط کو ملحوظ رکھا ہے۔ اور ہم ان لڑائیوں کی بابت اُسی کے بیان کو جو سائمون کے سوانح میں آیا ہے یہاں لکھنے کی جرأت کرتے ہیں پلوٹارک لکھتا ہے کہ جب ایتھنز والوں نے اپنے جہازوں کو اس طرح درست کر لیا کہ زیادہ فوج اُن میں سما سکے تو سائمون دوسو جہاز لیکر نائیڈس سے لائی سیا کو روانہ ہوگیا۔ یہاں جزیرۂ کیوس کے جو جہاز سائمون کے بیڑے میں موجود تھے اُن کی مدد سے فاسی لس کے شہر کو اتحادی ریاستوں کے نام سے فتح کرلیا۔ لائی سیا کے ساحل سے ہٹ کر معلوم ہوا کہ ایران کا بیڑا دریائے یوری میدون کے دہانے کے پاس آگیا ہے۔ اور ایک دوسرا ایرانی بیڑا جزیرۂ سائی پرس میں آنیوالا ہے۔ سائمون نے فوراً یوری میدون والے بیڑے پر حملہ کردیا اور اُس کو شکست دیکر ایرانیوں کے تقریباً دوسو جہاز گرفتار کر لئے۔ اور اُن کے تعاقب میں ساحل پر فوجیں اُتار کر خشکی پر بھی اُن کو شکست دی۔ اس فتح میں یونانیوں نے ایرانیوں کا مال بہت کثرت سے لوٹا۔ اس کے بعد سائی پرس میں جو نئی جہازوں کا بیڑا ایرانیوں کا پڑا تھا سائمون اُن کی فکر میں چلا اور اُن جہازوں کو بھی گرفتار کرکے ایران کے کل بیڑے کو تباہ کر دیا تاکہ پھر ایرانیوں کو جرأت نہ ہو کہ وہ یونان کا قصد کریں ؕ

یوری میدون کی فتح پر صوبہ کاریا کی ریاستیں ڈیلوسی مشارکت میں شامل ہوگئیں۔ یہ بات البتہ قابل غور ہے کہ سائی پرس کو شامل کرنے کا خیال کسی کو نہ آیا اور اس جزیرے کو جو حربی لحاظ سے بحر ایجیئن میں نہایت زبردست موقع رکھتا تھا فی نیشیا کے شہزادوں کے قبضے میں رہنے دیا۔ حالانکہ ایتھنز میں اس وقت اتنی طاقت تھی کہ اگر وہ چاہتا تو ہر طرف سمندر کے ساحلوں پر جھاڑو پھیر دیتا ؕ

غرض کہ ان فتوحات سے اہل ایتھنز کے دل میں شہنشاہی کا خیال خوب مستحکم ہو گیا۔ یعنی یہ کہ وہ محض ایک ریاست کے حاکم نہیں بلکہ جملہ ریاستوں کے حاکم اعلےٰ ہو جاویں۔ یوری میڈون کی واپسی سے تھوڑے دن بعد جزیرہ تھے سوس کے باشندوں سے ان کانوں پر جھگڑا کر بیٹھے جو سامنے کے ساحل پر تھیں اور دعوےٰ کیا کہ تھریس والوں سے جو تجارت کیجاتی ہے اُس میں ہمارا بھی حصہ ہے (۴۶۵ ق۔م) جزیرۂ تھے سوس کی خوشحالی پر رشک ہوا، اور اپنی ترقی میں وہ مخل معلوم ہوا۔ اس لئے خواہش ہوی کہ دریائے اسٹریمون پر قبضہ ہو جاوے۔ تھے سوس والوں نے اس کا جواب یہ کیا کہ ڈیلوسی لیگ سے اپنا تعلق قطع کر لیا اور مقابلے کو کھڑے ہو گئے۔ سایمون فوراً تھے سوس کے محاصرے کیواسطے روانہ کیا گیا اور دس ہزار آدمی جن میں ایتھنز اور دیگر ریاست ہائے متفقہ کے لوگ تھے بھیجے گئے کہ اسٹرایمون کے کنارے " نو راہے " کا جو عمدہ مقام ہے وہاں آباد ہو جاویں۔ اس سے مطلب یہ تھا کہ اگر ایتھنز کے فائدے کے لئے اپنے ہی آدمیوں کی ایک نوآبادی تھے سوس کے سامنے قائم ہو جاویگی تو یہ نوآبادی تھے سوس کی تجارت کو کم کر کے کُل علاقے کی تجارت کا بڑا نفع خود حاصل کر لیا کرے گی لیکن جہاں تک نوآبادی کا قائم کرنا تھا وہاں تک اہل ایتھنز کو سخت نقصان اُٹھانا پڑا گرد و نواح کی جنگ جو قومیں غیروں کی اس دست اندازی و مداخلت پر برہم ہو گئیں اور سب نے ملکر نوآبادی پر حملہ کر دیا چنانچہ ڈرے بسکس کے مقام پر سخت معرکہ ہوا جس میں تمام نوآباد لوگ تباہ ہو گئے ؏

تھے سوس کا شہر آسانی سے فتح نہ ہوا۔ مدت تک محاصرہ جاری رکھنا پڑا۔ اُس کے باشندے دولتمند تھے۔ شہر پناہ مضبوط تھی۔ اور سامان وغیرہ کے لحاظ سے بھی شہر کے لوگ مقابلے کے لئے بخوبی تیار تھے۔ اس کے ساتھ ہی اُنھوں نے اسپارٹا کو ترغیب دی کہ ایٹیکا پر حملہ کر دے تاکہ ایتھنز والوں کا خیال اُن کی طرف سے بٹ جاوے۔ لیکن یہ ترکیب چلی نہیں کیونکہ اسپارٹا میں اسی زمانے میں زلزلہ آیا تھا اور ہیلٹ کی قوم نے غدر کر دیا تھا۔ باوجود تھے سوس کے استحکام اور استقامت کے سایمون کی ہمت میں فرق نہ آیا۔ محاصرہ برابر جاری رکھا تا آنکہ دو برس کے بعد تھے سوس نے اپنے دروازے کھول دیئے۔ اور اس وقت سے وہ انجمن ڈیلوس کا ایک باجگزار حلیف ہو گیا بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ سلطنت ایتھنز کا ایک باجگزار علاقہ ہو گیا ؏

سایمون جب لڑائیاں سرکر کے وطن کو واپس آیا تو یہ نہوا کہ ہر شخص مبارکباد کہتا ہوا استقبال کو آتا۔ شہر کی جو حالت چھوڑ گیا تھا وہ اب نہ تھی۔ اُس کی عدم موجودگی میں عوام کے فریق نے بہت زور پکڑ لیا تھا۔ اسی فریق کے سرداروں میں ایک پیرکلیز بھی تھا۔ اب پہلا موقع آتا ہے کہ پیرکلیز، ایتھنز کی تاریخ میں قدم رکھتا ہے چنانچہ اُس کے اشارے یا مرضی سے سایمون کے خلاف ایک استغاثہ اس مضمون کا دایر کیا گیا کہ سایمون نے اپنے فرائض منصب کو اچھی طرح سے ادا نہیں کیا۔ اگر وہ چاہتا تو تھےسوس کے زمانۂ حصار میں میسی ڈونیا کا ایک حصہ ایتھنز کے لئے فتح کر لیتا۔ لیکن ایلکزاندر بادشاہ میسی ڈونیا سے رشوت لیکر اس موقع کو ہاتھ سے جانے دیا۔ اس میں ذرا شبہ نہیں کہ یہ استغاثہ حقیقت سے دور اور مستغیثوں کے لئے شرمناک تھا لیکن اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فریقی نزاعات میں نفسانیت کا جوش کس درجے بڑھا ہوا تھا بہرکیف سایمون کا دور اقبال ختم ہو جاتا ہے۔ اور جس موافقت کے ساتھ تھمسٹوکلیز کی جلاوطنی سے لیکر ابتک سیاسی معاملات انجام پاتے رہے تھے وہ موافقت بھی رخصت ہو جاتی ہے۔ اب پیرکلیز کی ہدایت اور سرپرستی میں ایک نئی عمومیت کا ڈول پڑتا ہے۔ اور یہ حکومت وہ ہے جو کسب قوت میں قناعت سے ناواقف ہے اور چاہتی ہے کہ سب اُسی کے زیرنگیں ہوں اور کل احکام براہ راست اُسی سے جاری ہوں ؎

یہ موقع تھا کہ اسپارٹا سے سفارت اس مراد سے ایتھنز میں آئی کہ قلعہ ایتھومی کی فتح میں اُس کی مدد کیجاے۔ سایمون کی رائے ہوی کہ مدد کرنی چاہئے۔ ایفی ایلٹیز نے جو اسوقت حکومت کا سب سے بڑا رکن تھا اس کے خلاف راے دی۔ سایمون نے کہا کہ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ ایتھنز اپنے ایک پُرانے ساتھی کا ساتھ چھوڑ دے۔ ساتھی بھی ایسا گہرا کہ اگر جُوے کا ایک سرا ایتھنز نے اپنے کندھے پر رکھا ہے تو دوسرا سرا اسپارٹا کے کندھے پر ہمیشہ نظر آیا ہے۔ مگر ایفی ایلٹیز کی طبیعت گوارا نہ کرتی تھی کہ جس ریاست نے کبھی عمومیت کے اصول وعقاید کو اچھی نظر سے نہ دیکھا ہو مصیبت کے وقت اُس کی دست گیری میں اُنگلی تک اُٹھائی جاوے۔ بہرحال سایمون کی رائے منظور ہوی۔ اور اُس کو کچھ فوج دیکر پیلوپونے سس روانہ کردیا گیا۔ لیکن ایتھومی کا حصار ایسا مستحکم تھا کہ ایتھنز والوں کی اُستادی بھی کچھ نہ چلی۔ محاصرہ جاری رہا یہانتک کہ خود اسپارٹا والوں کو ایتھنزی فوج کی طرف سے بدگمانی شروع ہوگئی۔ کچھ تو پہلے سے اپنے ہی دل میں یہ چور تھا کہ ایتھنز جس زمانے میں تھےسوس کا محاصرہ

کئے ہوئے تھا تو تھےسوس کو خفیہ مدد پہنچانے میں ایتھنز کے ساتھ پوری بے وفائی کر چکے ہیں اور کچھ اس بات کا علم کہ ایتھنز کے لوگوں میں اس کمک کے متعلق اختلاف رائے پیش آچکا ہے اسپارٹا والے بدگمانی پر مجبور ہوے۔ سایمون پر بلاشبہ اُن کو پورا بھروسا تھا لیکن اس کی فوج والوں کا اعتبار نہ تھا یلطف یا مُدارا ان کا شمار اسپارٹا والوں کی نیکیوں میں نہ تھا کمک اور ریاستوں سے بھی آئی ہوی تھی لیکن ایتھنز سے بدظنی ہوتے ہی نہایت بدنما و نازیبا طریقے سے اُنھوں نے ایتھنز کی فوج کو ایتھنز واپس کر دیا۔ سایمون مجبور ہوا کہ جس فوج کو اسپارٹا کی مدد کے لئے بدشواری ایتھنز کی مجلس سے منظوری لیکر لایا تھا اُس کو شرمندگی کے ساتھ وطن واپس لیجاوے۔ اسپارٹا کی اس نامعقول حرکت سے سایمون کے اقبال کو سخت نقصان پہنچا۔ کیونکہ اُس کے دشمنوں نے اسطرح ذلت کے ساتھ واپسی پر بھی اُس کی سخت گرفت کی ؞

چھٹا باب

مجلس اریوپیگس اور ایفی ایلٹیز

اریوپیگس میں سولن کی تبدیلیاں۔ اس کے بعد کلائیس تھینز کی ترمیمات۔ اریوپیگس پر ایفی ایلٹیز اور پیرکلیز کے حملے۔ سایمون کی جلا وطنی۔ مجلس اریوپیگس کے اختیارات میں تخفیف۔ ایفی ایلٹیز کا قتل ؛

منصب سیاست رکھنے کے زمانے میں سایمون پر حملہ کرنے کے بعد پیرکلیز کی دوسری کارگزاری کو مورخانِ قدیم نے محکمۂ اریوپیگس کے زوال سے متعلق بتایا ہے۔ ایفی ایلٹیز سے اتفاق رائے کرکے پیرکلیز نے اس قدیم محکمے کو جس کے برابر کوئی ذی اختیار مجلس نہ تھی اُس کے اونچے درجے سے گرا دیا۔ اور اُس کی حیثیت محض ایک ایسی عدالت کی کر دی جس میں قتل اور آتش زنی کے مقدمات فیصل ہوا کریں۔ یہ کام اس مجلس کی خدمات میں پہلے سے شامل تھا اور وہ اُس کو مدت سے انجام دیتا رہا تھا۔ لیکن یہ ایسا کام نہ تھا جس میں سیاست کی کوئی شان نکلتی ہو۔ مجلس اریوپیگس کی خدمات میں یہ تبدیلی ایتھنز کی تاریخ سیاست کا ایک اہم واقعہ تھی۔ مصنفین لکھتے ہیں کہ عمومیت کی ترقی میں اریوپیگس کے اختیارات وہ موانع تھے جن کو سب سے اخیر میں ہٹایا گیا۔ اس تبدیلی کا سب سے پہلا محرک پیرکلیز تھا گو تحریک کے تفصیلی امور ایفی ایلٹیز کی جانب سے پیش ہوئے۔

مجلس اریوپیگس کی ابتدا اور بعد کے حالات کے متعلق جو کچھ علم ہوتا ہے وہ شبہات سے خالی نہیں۔ ارسطو کے وقت میں یہ مسئلہ زیر بحث تھا کہ آیا سولن سے پہلے اس مجلس کا وجود تھا یا نہیں۔ زیادہ تر قیاس یہ ہے کہ نہایت قدیم زمانے سے اریس کی متبرک پہاڑی پر جو اکروپولس (قلعۂ ایتھنز) کے شمال مغرب میں تھی قتل کے مقدمات فیصل ہوا کرتے تھے۔ اس پہاڑی کی بلند اور پتھریلی زمین پر خود اریس کا مقدمہ فیصل ہوا تھا جس نے اپنے لڑکے ہیلرہوتھی اس کو قتل کر دیا تھا۔ کفالس نے جب پروکراس کو مار ڈالا اور اوریسٹیز نے جب اپنی ماں کلائی ٹم نسٹرا کی جان لی تو ان قاتلوں کے مقدمات بھی اسی پہاڑی پر ہوئے۔ بلکہ اوریسٹیز کے مقدمے میں جبکہ ایتھنیا دیبی عدالت کی سر مجلس تھی تو خود اپولو (رب الشمس) مقدمے کی پیروی اور وکالت کے لئے اجلاس پر حاضر ہوا۔ گو یہ قصے مزخرفات کی قسم سے ہیں لیکن اُن سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ اریس کی پہاڑی

بہت پرانے وقتوں سے مقام عدالت چلی آتی تھی۔ اور اِسی اعتبار سے گو تاریخی شہادت کم ہے ممکن ہے کہ اِن قصوں کی بھی کچھ بنیاد ہو۔ آٹھویں صدی قبل مسیح میں مے سینیا کے لوگ ایک مرتبہ اسبات پر راضی ہو گئے تھے کہ اسپارٹا سے جو نزاع چلا آتا تھا اُس کا فیصلہ عدالت ایریوپگس سے کرا دیا جاوے۔ جو لوگ اس عدالت سے سزایاب ہوتے تھے وہ سولن کے "قانون معافی" کے نفع سے محروم رکھے گئے تھے۔ غرض ایریوپگس اصل میں ایک پرانے وقتوں کی عدالت تھی جس میں سنگین جرائم کا جو ایتھنز کے باشندوں میں پیش آتے تھے فیصلہ کیا جاتا تھا۔ یہ امر یونانی مذہب کی خصوصیات سے تھا کہ وہ ایک پرانے محکمۂ قضاء کو دیوتاؤں کی خاص نگرانی اور سرپرستی میں تصور کریں۔ دیوتاؤں کا فرض تھا کہ کوئی خونی مجرم بغیر سزا پائے نہ رہے۔ غیظ و غضب کی دیبیاں جن کو فیوری کہتے تھے ایری بس کی ظلمات میں کان لگائے پھرتی رہتی تھیں کہ کسی دادخواہ کی زبان سے اپنا نام سنتے ہی اُس کی فریاد کو پہنچیں۔ اب ان دیبیوں کی نسبت مشہور تھا کہ ایرس کی پہاڑی کے نیچے ایک غار میں رہنے لگی ہیں۔ اس مقدس پہاڑی پر دادوستد کے وقت جو رسوم ادا کی جاتی تھیں وہ بھی قدیم اور ابتدائی قسم کی تھیں۔ عدالت کا اجلاس کسی مکان میں نہیں بلکہ میدان میں آسمان کے نیچے ہوا کرتا تھا تاکہ کوئی شخص خونی مجرم کے ساتھ ایک مکان میں موجود ہونے سے نجس نہ سمجھا جاوے۔ پہاڑی کے اوپر آمنے سامنے دو بے ڈول سے پتھر رکھے ہوئے تھے، ان میں ایک کا نام "سنگ بیداد" تھا جس پر فریادی بیٹھتا تھا اور دوسرے کا نام "سنگ بے غیرتی" تھا جس پر ملزم کو بٹھاتے تھے اور سامنے کے اونچے چٹان پر انصاف کرنے والے بیٹھ جاتے تھے۔ ایسی شہادت پر جو جرم میں محض تخفیف پیدا کرے غور نہیں کیا جاتا تھا اور نہ موت سے کوئی کم سزا دیجاتی تھی۔ البتہ مجرم کے لئے یہ امر اختیاری تھا کہ بجائے موت کے جلاوطنی پسند کرے۔

سولن کا زمانہ جب آیا تو اُس نے یہ خیال کر کے کہ ایرس کا مقام لوگوں میں بہت متبرک مانا جاتا ہے اُس کے لئے چند لوگوں کی ایک مجلس قائم کی جس کو قاتلوں کو سزا دینے کے علاوہ اور اختیارات بھی دیئے گئے۔ چنانچہ سولن نے یہ تجویز کر دیا کہ شہر کے جملہ آرخن جن کی تعداد نو تھی اور شہر کے خاص منتظم تھے جب اپنی یکسالہ خدمت پوری کر لیا کریں تو ایریوپگس کی مجلس میں اُن کو داخل کر دیا جایا کرے۔ اور جب ممبروں کی تعداد میں اسطرح اضافہ ہو جاوے تو پھر ایریوپگس شہر کی سلامتی و حفاظت کا محافظ اعلےٰ سمجھا جاوے۔ جب سولن کی اس تجویز سے مجلس کے ممبروں کی تعداد میں حسب مراد زیادتی ہو گئی تو اب اس مجلس نے قوانین کی طرف توجہ کی کہ آیا اُن کی تعمیل

ٹھیک ٹھیک ہوتی ہے یا نہیں۔ بلکہ قانون کی حد سے گزر کر شہر والوں کی اخلاقی حالت کی چھان بین بھی کرنے لگی۔ کاہل اور فضول خرچ لوگوں کو سزا دیتی اور جہاں کوئی بُرائی پیدا ہوتے دیکھتی فوراً اُس کی بیخ کنی کر دیتی۔ غرض وہ ایک بیدار پاسبان ہو گئی جو سوتوں کی رکھوالی کرتی تھی اور اُس کی مثل مخلوق کا کوئی محافظ پیلوپونے سس کے جزیرے میں تو کیا سیتھیا کے دور دراز ملک میں بھی نہ تھا جہاں کے عدل و انصاف کے قصے اور ناپدید قوتوں کے کرشمے ایک طلسم معلوم ہوتے تھے ؛

غرض سولن نے جس طریقے پر اریوپیگس کی مجلس کو قائم کیا اُس کی کیفیت جہاں تک پلوٹارک اور ایس کیلس کے بیان سے ظاہر ہوتی ہے اوپر بیان کی گئی۔ لیکن فی الواقع اس مجلس کا طریقۂ کار کیا تھا اس کی نسبت بہت کم واقفیت ہوتی ہے یا یہ کہئے کہ بالکل لاعلمی رہتی ہے سولن اور پیرکلیز کے زمانے میں جو ایک سو تیس برس کا زمانہ گزرا ہے اُس میں صرف دو مرتبہ اس مجلس کا ذکر آیا ہے۔ ایک مرتبہ تو اس طرح سے کہ ایتھنز کے ایک باشندے نے غیر آئینی حاکم پی سس ٹرے ٹس کی طلبی اریوپیگس کی عدالت میں کرائی۔ جب وہ عدالت میں حاضر ہو گیا تو مدعی نے اسی میں اپنی بہتری سمجھی کہ خود غیر حاضر ہو جاوے۔ اس واقعے سے جس کا ناقل ارسطو ہے ثابت ہوتا ہے کہ پی سس ٹرے ٹس نے اپنے دور حکومت میں جہاں اور پرانے محکموں کو برائے نام قائم رکھا تھا وہاں اریوپیگس کو بھی رہنے دیا تھا۔ اور یہ کہ اس عدالت کے اختیارات بھی مثل اور محکموں کے برائے نام رہ گئے تھے۔ دوسری مرتبہ جو ذکر اریوپیگس کا آیا ہے وہ بھی ارسطو ہی کی تحریر میں ہے جس کو پلوٹارک نے اسطرح نقل کیا ہے کہ ایرانی لڑائیوں کے زمانے میں استحکام حکومت کے لئے اریوپیگس نے چند قاعدے تیار کئے۔ لیکن اس کی تفصیل کہ یہ قواعد کیا تھے بجز ایک واقعے کے جس کو ارسطو نے بیان اور پلوٹارک نے نقل کیا ہے مطلق نہیں معلوم ہوتی۔ پلوٹارک لکھتا ہے کہ اریوپیگس کی مجلس نے ایرانی لڑائیوں کے زمانے میں ایک قاعدہ جاری کیا تھا کہ مفلس لوگوں کے لئے جو ایتھنز سے جزیرۂ سلامس کو جاویں ہر قسم کا سامان بلا قیمت مہیا کیا جاوے۔ تاکہ سب لوگ آسانی سے ایک جگہ جمع ہو کر ایرانی لشکر کشوں کا مقابلہ کر سکیں ؛

۵۰۹ ق۔م میں جو سیاسی تبدیلیاں کلائیس تھینز سے عمل میں آئیں اُنہوں نے بھی اریوپیگس کی عدالت پر اپنا اثر کیا۔ کلائیس تھینز نے براہ راست نہ تو اریوپیگس کی مجلس سے

اور نہ آرخنوں سے جو سولن کے قاعدے کے بموجب مجلس کے ممبر مقرر ہوئے تھے کسی قسم کی بحث کی۔ لیکن آرخنوں کے انتظامی اختیارات میں دس "جرنیلوں" کے سررشتے نے بہت کمی کردی یہ سررشتہ ایتھنز کے انتظامی بیغے میں کلائیس تھینز نے قائم کیا تھا۔ یہ درست ہے کہ اس زمانے سے تیس یا چالیس برس کے بعد ہم آرخنوں کی فہرست میں بڑے بڑے ذی اختیار لوگوں کے نام پڑھتے ہیں۔ لیکن اُن کا اس درجہ ذی اختیار ہونا آرخن کی حیثیت سے نہ تھا۔ فوجی افسران انتظامیہ یعنی جرنیلوں کا وقار اب آرخنوں سے کہیں بڑھکر تھا بالخصوص سنہ ۴۸۰ ق۔م سے جبکہ ایرانیوں نے دوبارہ چڑھائی کی ان فوجی افسروں کے رسوخ کو بہت ترقی ہوچکی تھی۔ آرخن کے عہدے کے اختیارات جس قدر کم ہوتے گئے اُسی قدر اس عہدے کو حاصل کرنے کا شوق بھی لوگوں میں کم ہوتا گیا۔ اور اُس جماعت کی طبیعت بھی اب کچھ اور ہوگئی جو اس عہدے کی اکثر امیدوار رہا کرتی تھی۔ اس تبدیلی کا اثر اُسوقت اور بڑھا جبکہ ایرسٹائیڈیز نے ایتھنز کی ادنےٰ ترین رعایا کو بھی منصب آرخن حاصل کرنے کا مستحق کردیا۔ اب آرخن کی وقعت ایک میئر بلدیا آلڈرمین سے زیادہ نہ تھی جس کو قانون کے متعلق خاص خاص خدمات دی گئی ہوں چونکہ ایریوپیگس کی مجلس کے ممبر تقریباً وہی لوگ ہوتے تھے جو پہلے آرخن رہ چکے تھے اس لئے آرخنوں کی حیثیت بدلنے سے ایریوپیگس کی حیثیت بدلنی بھی ضروری ہوگئی تھی۔

اب قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ایریوپیگس اس حال کو پہنچ چکا تھا تو پھر اُسپر حملہ کرنے کی کیا ضرورت تھی اور اُس کے اختیارات میں کمی پیدا کرنے کو عمومیت کی ترقی میں ایک نیا اور نتیجہ خیز پہلو کیوں سمجھا جاتا تھا پہلے سوال کا جواب بہ نسبت دوسرے سوال کے آسانی سے دیا جاسکتا ہے۔ ایسے معلمان سیاست کے لئے جو عمومیت کے حامی ہوں ایریوپیگس پر حملہ کرنا ضروری تھا۔ کیونکہ اس مجلس کو قائم رکھنے میں دو باتیں ایسی قائم رکھنی پڑتی تھیں جنکو عمومیت گوارا نہ کرسکتی تھی۔ اوّل یہ کہ اس مجلس کے ممبر مدت العمر کے لئے مقرر ہوتے تھے اور کوئی محکمہ بالادست اُن پر ایسا موجود نہ تھا جس کے سامنے وہ اپنے کام کے جوابدہ ہوں۔ ایتھنز میں جس قدر سیاسی عہدہ دار چھوٹے یا بڑے تھے وہ صرف ایک سال کے لئے مقرر کئے جاتے تھے اور سال کے ختم پر تاوقتیکہ اپنے زمانہ ملازمت کا حساب کتاب نہ سمجھا دیں اُن کی ذمہ داری ختم نہ ہوتی تھی۔ ایریوپیگس کے ممبر بھی سیاسی عہدے دار تھے۔ لیکن مدت ملازمت کے قاعدے سے مستثنیٰ تھے۔ جس کے معنی یہ تھے کہ ایتھنز میں ایک جماعت ایسی ذی اختیار موجود ہے جسپر ایتھنز کے

جمہور کا کچھ بس نہیں ہے۔ یعنی یہ جماعت ایک ایسی بڑی عدالت ہے جس کا کام جمہور کے ہاتھ میں نہیں بلکہ شہر کے چند مخصوص لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ دوسری بات جس کو قائم رکھنا عمومیت پسندوں کو گوارا نہ تھا وہ یہ تھی کہ ایریوپیگس کے ممبروں کا تمام عمر کے لئے مقرر ہونا اور کسی محکمۂ بالا کے سامنے جوابدہ نہ ہونا یہ دونوں چیزیں ایسی تھیں جو ایتھنز کی مجلس ایریوپیگس اور اسپارٹا کی مجلس گیروسیا میں ایک مشابہت ثابت کرتی تھیں اس مشابہت کو ایتھنز کے بعض لوگ تو بہت اچھا سمجھتے تھے لیکن پیرکلیز اور اُس کا فریق اُسکو ہرگز پسند نہ کرسکتا تھا کیونکہ یہ لوگ اپنے ارادوں کو عملی صورت میں لانے کے لئے اسپارٹا سے بڑھکر کسی کو مخل نہ سمجھتے تھے۔ پس یہ ہی دو باتیں تھیں جن کی بنا پر ایتھنز کے عمومیت پسند لوگ ایریوپیگس کی مجلس کو برخاست کرنا چاہتے تھے اور جس طرز حکومت کو ایتھنز کے لوگ چھوڑ چکے تھے اُس کی یہ ہی ایک ناگوار نشانی ابتک باقی تھی اور جن اصول کو ملحوظ رکھکر اخیر تیس برس میں قوانین وضع ہوے تھے اُن کے خلاف بھی یہ ہی ایک مجلس ایسی موجود تھی جو جمہور کی نظروں میں کھٹکتی تھی ؛

یہ ایک جدا بحث ہے کہ ایریوپیگس کو توڑنے میں کیا خاص نفع دیکھا گیا اسبارے میں چند سوالات پیدا ہوسکتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ ایریوپیگس کی نسبت یہ خیال کسطرح ہوسکتا تھا کہ وہ حُریت میں مخل اور اصول عمومیت کی ترقی میں جس کا اسوقت عنفوان تھا حارج ہے ؟ اُمرائی طرز حکومت کے دلدادہ جن میں ایک سایمون بھی تھا کیوں ایریوپیگس کو قائم رکھنے کے اِس قدر حامی تھے ؟ جہانتک ظاہر تھا ایریوپیگس کے اختیارات میں بہ نسبت پہلے کے اب بہت کمی ہوگئی تھی یہ بھی نہ تھا کہ وہ امراء و شرفاء کے اختیارات کا کوئی آلہ آسانی سے بن جاتا۔ کیونکہ آرخن اُس کے ممبر ہوتے تھے اور آرخنوں کا انتخاب قرعے کے ذریعے سے عمل میں آتا تھا۔ اور سولن کی چوتھی جماعت کے لوگ بھی آرخن منتخب ہونے کے لئے اپنا نام پیش کرسکتے تھے۔ وسائل معلومات ایسے قلیل ہیں کہ اِن باتوں کا کوئی قطعی جواب نہیں دیا جاسکتا۔ البتہ اگر کوئی امر خلاف ثابت نہ ہو تو اتنا کہہ سکتے ہیں کہ کلائیس تھینز کے بعد بھی ایتھنز کے لوگوں کی معاشرت پر اِس مجلس کا بہت اثر باقی تھا۔ اور لوگ ایسی مجلس کو اُس کے جائز اختیارات سے بھی زیادہ ذی اختیار سمجھتے تھے جو ہر قسم کی آزاردہ تحقیقات اُن کے ذاتی افعال کی نسبت کرسکتی ہو۔ اور ایسے لوگوں کی نظروں میں تو وہ قطعی نفرین کے قابل تھی جو سیاسی دنیا میں اُبھرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ جسقدر کوئی شخص مرجع خلایق بنتا تھا اُسی قدر اس مجلس کی نظریں اُس پر تیز پڑتی تھیں۔ تعمیل قوانین کی نگرانی کے متعلق بھی اس کے اختیارات

وسیع تھے۔ جیوری کا طریقہ کہ روپیہ دیکر مقدمات کے فیصلے کے لئے چیدہ لوگوں کو طلب کرلیا
پیرکلیز کی ایجاد سے تھا اور **نوموتھیٹی** کا اصول یعنی چند لوگوں کو نامزد کرکے اُنسے قانون وضع
کرانے کا طریقہ جو بہت پیچیدہ تھا **پیرکلیز** سے پہلے کا تھا ممکن ہے کہ ان طریقوں کے ایجاد ہونے سے
پہلے مقدمات کے فیصلے اور قوانین کے وضع کرنے کے متعلق بھی **ایریوپیگس** کے اختیارات بہت
وسیع ہوں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ محض اتنے ہی واقعے سے کہ **پیرکلیز** نے **ایریوپیگس** کے اختیارات
کو سلب کرنا چاہا اور **ایریوپیگس** کے زوال پر عدالتہائے جیوری قائم ہوئیں آئندہ نسلوں نے قیاس
کرلیا ہو کہ عمومی اصولوں کی ترقی میں یہ محکمہ ایک سنگ راہ تھا جس کو عمومیت نے سب سے آخر
میں نیست و نابود کردیا۔ یا ممکن ہے کہ کسی اور ہی وجہ سے محکمۂ مذکور کو عقائد عمومیہ میں خلل انداز
سمجھا ہو۔ بہرکیف زمانۂ مابعد کے مصنفوں کو جنھوں نے **ایریوپیگس** کے حالات قلمبند کئے ہیں
حقیقت حال سے بہت کم آگاہی تھی۔ ان مصنفوں کے نزدیک **ایریوپیگس** بزرگی و عدل گستری
کے اعتبار سے عدالت کا ایک کامل نمونہ تھا۔ اور پرانے وقتوں کے لوگوں کو اُن کی زیادتیوں سے
روکنے کے لئے اس سے بہتر کوئی آلہ نہو سکتا تھا لیکن اِن مصنفوں نے جو صورت **ایریوپیگس**
کی اپنے خیال میں قائم کر رکھی تھی وہ اصل سے مطابق تھی یا نہ تھی اس کی بابت ہم کچھ زیادہ نہیں کہہ سکتے ہیں

ایتھنز کے امراء یا اشراف کا فریق یا جو فریق **ایتھنز** میں **اسپارٹا** کا حامی تھا **ایریوپیگس**
کی جس قدر حمایت کرتا کم تھی بعض اعتبار سے **ایریوپیگس** درحقیقت اشراف ہی کی ایک مجلس
تھی۔ اگر ادنے درجے کے لوگ اُس میں بکثرت شامل بھی ہوتے جو خلاف قیاس تھا تو بھی
اُس کی عظمت میں فرق نہ آتا کیونکہ اُس کا اثر ایسا تھا کہ چھوٹے درجے کے لوگ بھی اُس میں شامل
ہوکر اُمراء کا رنگ اختیار کرلیتے۔ اور محکموں کی طرح یہ محکمہ بھی چاہتا تھا کہ اُس کے اختیارات میں
کوئی دست اندازی نہ کرے۔ اُس کی بزرگی اور فضیلت کی روایات جن پر خود اُس کو ناز تھا پرانے
وقتوں سے مشہور چلی آتی تھیں۔ **ایرس ٹائڈیز** کے اس قاعدہ سے کہ چوتھی جماعت کے لوگ بھی
آرخن مقرر ہو سکیں جو تبدیلی **ایریوپیگس** میں واقع ہوئی تھی اُس سے **سایمون** کی طرح اور
اشراف بھی خوش نہ تھے یہ لوگ **ایریوپیگس** کو قائم رکھنے پر اس وجہ سے مُصر تھے کہ
حکومت سلف کی وہ ایک نشانی ہے **سایمون** نے **ایتھنز** کو ایک بحری طاقت بناکر
ترقی دینے سے اتفاق کرلیا تھا۔ **ڈیلوسی لیگ** کے قائم کرنے میں بھی اس نے مدد کی تھی
جس وقت **ایتھنز** کی تمام جماعتوں سے عہدے دار منتخب ہونے کا قاعدہ جاری ہوا تو اُس نے

اس تحریک کے خلاف بھی کسیلحج کی کوشش نہیں کی تھی لیکن ایریوپگس کے معاملے میں حکیم سولن کی طرح اُس نے بھی یہ ہی خیال کیا تھا کہ یہ مجلس حقیقت میں کشتیٔ حکومت کا لنگر ہے۔ اس لئے اُس کی حمایت میں پوری قوت سے ساعی ہوا۔

ایریوپگس پر سخت حملہ اُس وقت ہوا جبکہ سائمون، ایتھنز میں موجود نہ تھا۔ غالباً اُس وقت (یعنی ۴۶۳ ق۔م میں) وہ ایتھومی کے قلعے پر اسپارٹا والوں کی مدد کو گیا ہوا تھا۔ یہ مہم جیسا کہ اوپر بیان ہوا سائمون کی رائے کے موافق اور ایفی ایلٹیز کی رائے کے مخالف منظور کی گئی تھی۔ ایفی ایلٹیز نے اس خفت کا بدلہ نکالنے کے لئے سائمون کی غیر حاضری میں ایک تحریک ایسی پیش کی کہ اگر سائمون، ایتھنز میں موجود ہوتا تو اُس کی مخالفت کو اپنا فرض سمجھتا۔ لیکن اسپارٹا کی خفیف حرکت سے سائمون کی واپسی ایسی کسر شان کے ساتھ ہوی تھی کہ ایتھنز میں آنے کے بعد وہ ایفی ایلٹیز کے مقابلے میں کچھ نہ کرسکا۔ اب سیاسی اقتدار میں ایفی ایلٹیز کا پلہ بھاری ہوگیا تھا۔

ایریوپگس پر حملہ کرنے میں ایفی ایلٹیز سب سے آگے تھا۔ یہ اپنے وقت کا ایسا آدمی تھا جس کو رشوت کی طمع سے متاثر کرنا ناممکن تھا۔ مفلس، محنتی اور بڑی ہمت کا نڈر آدمی تھا۔ اور کچھ عرصے سے اُسنے اپنے ذمے یہ کام لے رکھا تھا کہ جو دولتمند بڑے بڑے منصبوں پر مامور تھے اور رشوت سے پرہیز نہ کرتے تھے اُنپر مقدمے قائم کراتا تھا۔ اِسوجہ سے تمام ریاست میں اُسکی ایک ہیبت بیٹھ گئی تھی۔ اور اس کارروائی سے وہ جمہوری نظم حکومت کا بڑا حامی اور سرپرست خیال کیا جاتا تھا۔ جب اسپارٹا نے ایتھنز کی فوج کو ایتھومی کے حصار سے واپس کردیا تو ایفی ایلٹیز کا اثر اور بڑھ گیا۔ کیونکہ وہ پہلے ہی سے اسپارٹا کو کمک بھیجنے کے خلاف تھا جب فوج واپس آگئی تو پھر ایک ایک سے پوچھتا تھا کہ بتایئے آپ کے بڑے نامور سالار لشکر سائمون نے اس معاملے کو ٹھیک سمجھا تھا یا میں نے؟ اب تو آپ بھی سمجھ گئے ہوں گے کہ اسپارٹا کے لوگ اعتبار کے قابل نہیں ہیں۔ اُن سے دوستی رکھنی غیر ممکن ہے۔ ان خیالات میں پیریکلیز اُس کا سب سے بڑا ہمخیال تھا گو پیریکلیز جن منصوبوں کو سوچا کرتا تھا وہ ایسے دُور کے ہوتے تھے کہ ایفی ایلٹیز ان تک پہنچ بھی نہ سکتا تھا۔ لیکن اسوقت ایفی ایلٹیز ایک بات پیدا کرکے پیریکلیز کا بڑا بکار آمد ساتھی ہوگیا۔

سائمون اکثر فوجی مہمات پر باہر چلا جاتا تھا۔ ایفی ایلٹیز کو موقع ملتا تھا کہ اُسکی غیر حاضری میں اپنی سیاسی تحریکیں جن کا اثر دور تک پہنچتا تھا پیش کرتا رہے۔ لیکن یہ ظاہر تھا کہ موجودہ حکومت

کے فریق مخالف کا سرگروہ جب تک سائمون ہے اُسوقت تک خاطرخواہ کام نہیں چل سکتا۔ جب سائمون اسپارٹا سے واپس آیا تو اُس کو وطن سے خارج کرنے کی تحریک پیش کیگئی۔ اس میں شبہ نہیں کہ اسکی تیاریاں پہلے سے ہو رہی تھیں۔ ایفی ایلٹیز اور پیرکلیز نے جمہور کا اس درجہ تسخیر قلوب کر لیا تھا کہ اپنی کسی تحریک کے موافق جمہور سے کثرت رائے حاصل کر لینی اُن کے لئے مطلق دشوار نہ تھی۔ یہ سچ ہے کہ وہ سیاسی تدبیریں جن سے پیرکلیز کو عروج ہوا مثلاً جیوری کے لوگوں کے لئے معاوضہ تجویز کرنا یا تہواروں میں خزانۂ سرکاری سے لوگوں میں روپیہ تقسیم کیا جانا۔ یا نوآبادیاں قائم کرنے کے لئے ملک والوں کو وطن سے باہر بھیجنا۔ یہ تدبیریں اور تجویزیں بعد کو منظور ہوئیں۔ مگر اس میں شبہ نہیں کہ اس موقع پر پیرکلیز کے دوستوں اور ہواخواہوں نے یہ بات عام طور پر مشہور کر دی تھی کہ جب تک سائمون کا قدم ایتھنز میں ہے اُسوقت تک کسی سیاسی اصلاح کی تعمیل میں کامیابی نہیں ہوسکتی ؂

قانون جلاوطنی یا حکم اخراج (اوسٹراکزم) شہر کے فساد رفع کرنیکا ایک اچھا علاج تھا مشہور ہے کہ اس قانون کو کلائیس تھینز نے ایجاد کیا تھا۔ لیکن دریافت ہوا ہے کہ ایتھنز کے علاوہ یہ قانون اور شہروں میں بھی موجود تھا مگر یہ نہیں معلوم کہ یونان کے کس شہر میں وہ پہلے جاری ہوا تھا۔ چھٹی پرای ٹینی یعنی سال کے دس حصوں میں سے چھٹے حصے میں شہر والوں سے پوچھا جاتا تھا کہ وہ کسی کو جلاوطن کرنا چاہتے ہیں۔ اگر اُنہوں نے اُس کی ضرورت بتای تو آٹھویں پرای ٹینی میں شہر کے چوک میں ایک بڑا جلسہ کیا جاتا تھا اور یہاں لوگ کسی شخص کی جلاوطنی کی نسبت رائے دیتے تھے رائے اس طریقے سے دیجاتی تھی کہ ہر شخص ایک ٹھیکری پر (جسکو یونانی زبان میں اوسترا کا کہتے ہیں اور اُسی سے جلاوطنی کے لئے لفظ اوسٹراکزم نکلا ہے) اُس آدمی کا نام لکھکر جسکو جلاوطن کرنا منظور ہوتا تھا پیش کر دیتا تھا۔ جلاوطنی کے لئے پہلے سے کسی کا نام لوگوں کے سامنے تجویز نہیں کیا جاتا تھا۔ اور نہ کسی کی نسبت فرد جرم لگای جاتی تھی۔ ہر شخص اپنی ٹھیکری پر اُس آدمی کا نام لکھتا تھا جس کو وہ خلائق کے حق میں سب سے زیادہ مفسد اور مضرت رساں سمجھتا تھا۔ اگر کسی آدمی کا نام چھ ہزار ٹھیکریوں پر نکل آتا تھا تو اُس سے توقع کیجاتی تھی کہ وہ دس روز کے اندر خود شہر سے نکل جاوے گا۔ اور پانچ برس تک یا شاید دس برس تک صوبۂ اٹیکا کی حدود سے باہر رہے گا۔ لیکن جمہور کو اختیار ہوگا کہ جب چاہے اپنے حکم سے اُس کو واپس بلا کر معہ اُس کے جملہ حقوق کے شہر میں بدستور سابق رہنے کی اجازت دیدے۔ کلائیس تھینز کے زمانے میں جب کوئی

شہری سیاسی معاملات میں اختلاف کر کے اسپارٹا سے مدد لینے کو تیار ہو جاتا تھا تو اُس وقت جلا وطنی کا قانون البتہ بہت بکار آمد ہوتا تھا۔ کیونکہ جب اسپارٹا والے دیکھتے تھے کہ چھ ہزار آدمیوں نے اُن کے دوست کی نسبت اُس کے وطن ہی میں خلاف رائے ظاہر کی ہے تو پھر ایسے دوست سے اپنے کسی کام کے نکلنے کی کیا امید باقی رہ سکتی تھی اور نہ اسپر بھروسا ہو سکتا تھا کہ اب ایتھنز میں وہ اُن کے خیالات کی پیروی کر سکیگا۔ بس ایسی صورت میں جو شخص جلا وطن کیا جاتا تھا وہ نہ ایتھنز کا رہتا تھا نہ اسپارٹا کا لیکن ماسوا اس کے اس قانون سے ایتھنز کی حفاظت اور امن و امان کے قائم رکھنے میں درحقیقت بہت کم مدد ملتی تھی۔ اکثر سیاسی فریق اُس قانون کو بُری نیت سے کام میں لاتے تھے اور اسوقت سائیمون بھی اُس کے اثر سے نہ بچ سکا۔ ایک شخص کو بھی اس کا یقین نہ تھا کہ سائیمون کی موجودگی سے امنِ خلائق میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہے یا یہ کہ اُس کی موجودگی میں نہیں بلکہ جب وہ وطن سے نکل جاوے گا تو ایتھنز کی حالت بہتر ہوجاوے گی؛

خلاصہ یہ کہ سردار سائیمون جلا وطن کر دیا گیا۔ اُس کے جاتے ہی ملک کے پُرانے آئینِ حکومت بھی رخصت ہوے اب ایفی ایلٹیز آزاد تھا کہ جسطرح چاہے اپنی سیاسی اصلاحات جاری کرے۔ کیونکہ جب سردار سائیمون چلا گیا تو پھر اُس کے فریق کو جو موجودہ حکومت کی رائے سے اختلاف کیا کرتا تھا کوئی سردار مثل سائیمون کے نہ ملا۔ اب بہت جلد مجلس اریوپیگس سے اُسکی بہت سی خدمات نکال لی گئیں۔ اور اب یہ مجلس کوئی سیاسی طاقت نہ رہی۔ یہ نہیں بتا سکتے کہ جو خدمات اُس سے اٹھالی گئیں وہ کیا تھیں اور جب وہ اٹھالی گئیں تو پھر کس کے سپرد ہوئیں تاکہ انتظام میں فرق نہ آوے۔ اِس بارے میں ایک مصنف کا تو یہ بیان ہے کہ بعض قسم کے قانونی مقدمات اریوپیگس کے اختیار سماعت سے خارج کر دیئے گئے۔ ارسطو کی کتاب "دستور ایتھنز" کی عبارت ایک جگہ نقل ہوی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تھی مس ٹوکلیز نے بھی کسی وقت میں اریوپیگس کے اختیارات میں کمی پیدا کرنی چاہی تھی۔ اگر یہ سچ ہے تو کچھ شبہ نہیں رہتا کہ عدالتہائے جیوری کے قائم ہونے سے اریوپیگس کو زوال ہوا۔ ایک بیان سے جسکی سند غیر محقق ہے ظاہر ہوتا ہے کہ تعمیل قوانین کی نگرانی اریوپیگس سے منتقل ہو کر "نوموفیلاکیس" (محافظین قانون) کے سپرد کر دی گئی جن کی تعداد سات تھی اور جو ایتھنز کی مجلس خاص (کونسل) میں بھی جس میں پانچ سو ممبر تھے شریک ہوتے تھے۔ ان قانونی افسروں کو اختیار تھا کہ

کسی تحریک میں جو قوانین وقت کا ابطلان کرتی ہو دست اندازی کریں۔ لیکن ان افسروں کا ذکر کسی پرا. نے مصنف نے نہیں کیا ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ چوتھی صدی میں جو افسر اس نام اور اختیارات کے گزرے ہیں اُنکی وجہ سے یہ غلط مبحث پیدا ہوا ہو ؟

حالات جب ایسے مشتبہ اور غیر یقینی ہوں تو پھر یہ ہی سمجھنا قرین صحت ہوگا کہ ایریوپیگس کے اختیارات کی کمی جو عام طور پر ایفی ایلٹیز اور پیرکلیز سے منسوب کیجاتی ہے صرف اس قدر تھی کہ تعمیل قوانین کی نگرانی کا کام اُس سے لے لیا گیا اور یہ کہ محتسب کے اختیارات جو اُس کو حاصل تھے اُن سے بھی وہ محروم کردی گئی اور اُس زمانے سے وہ صرف ایک ایسی عدالت رہ گئی جسمیں خون کے مقدمات فیصل ہوا کرتے تھے۔ شہر والوں کی خانگی زندگی کے متعلق تحقیق و تفتیش کا اختیار بھی اب اُس کو نہ رہا اور نہ قوانین میں کسی قسم کی ترمیم کا۔ یہ بالکل ممکن ہے جسکی طرف پہلے بھی اشارہ کرچکے ہیں کہ ایریوپیگس نے نگرانی کے حیلے سے ایسے اختیارات بھی لے لئے تھے جو اُس کو فی الحقیقت عطا نہیں ہوئے تھے۔ اگر یہ خیال صحیح ہے تو سمجھنا چاہئے کہ ایسے قانونی اختیارات اب معمولی عدالتوں کی طرف منتقل ہو گئے ہوں گے ؟

سائیمون کی جلاوطنی اور ایریوپیگس کا زوال عمومی فریق کے لئے بڑی فتوحات تھیں۔ ایفی ایلٹیز اسوقت ایتھنز کا سب سے بڑا منتظم حکومت تھا۔ اور اب کوئی چیز حائل نہ تھی کہ وہ اور پیرکلیز جس قسم کی سیاسی تبدیلیاں پیدا کرنی چاہیں پیدا کردیں۔ جمہور اُن کے ساتھ تھا اور فریق مخالف یعنی امراء کا فریق بالکل بے دست و پا تھا امراء دیکھ رہے تھے کہ ہمارا اثر اور ہمارے اصول کوئی دن کے مہمان ہیں۔ اس مایوسی نے اُن میں ایک مذبوحی حالت پیدا کردی تھی اور اب وہ ناجائز طریقوں سے اُن باتوں کو روکنے لگے جن کو شہر کی مجلس عامہ میں بطریق جائز نہ روک سکتے تھے ایریوپیگس کے ٹوٹنے کے چندسال بعد ہی ایفی ایلٹیز کو کسی نے قتل کردیا۔ وقوعے کے کچھ عرصے کے بعد قاتل کا نام ایرس ٹوڈی کس بیان کیا گیا جو صوبۂ بیوشیا کے شہر تناگرا کا رہنے والا تھا۔ جن لوگوں کی زبان پیرکلیز کو بُرا کہنے سے کبھی نہ تھکتی تھی اُنھوں نے مشہور کردیا کہ پیرکلیز نے یہ قتل کرایا ہے کیونکہ ایفی ایلٹیز اُس کی مہمات میں دخل دینے لگا تھا اور اب ایسا ساتھی پیرکلیز کو بار خاطر تھا لیکن یہ خیال محض عداوت اور کینہ توزی سے کیا گیا تھا۔ حقیقت میں یہ کام عدیدی فریق کا تھا جس کے اکثر لوگوں پر ایفی ایلٹیز نے مقدمے قائم کرائے تھے اور اس طرح ان لوگوں کو سخت عاجز اور پریشان کردیا تھا۔ اور ان کی تمام امیدوں پر خاک ڈالدی تھی یہاں

چند واقعات کا ایک ہی وقت میں ظاہر ہونا بھی قابل ذکر ہے۔ جس زمانے میں الفی ایلٹیز قتل ہوا تھا اُسی زمانے میں عدیدی فریق سے چند لوگ اسپارٹا سے مخفیانہ خط و کتابت میں مصروف تھے چونکہ الفی ایلٹیز اُس فریق کا جو ایتھنز میں اسپارٹا کی دوستی کا دم بھرتا تھا سخت دشمن تھا اس لئے ممکن ہے کہ جو فریق ایتھنز میں اسپارٹا کا اثر قائم کرنا چاہتا تھا اُس نے سمجھا ہو کہ جب تک الفی ایلٹیز کو قوت حاصل ہے اُسوقت تک وہ اپنے مقصد کو نہیں پہنچ سکتا۔ اسلئے اسپارٹا سے ملکر کام کرنے کے لئے سب سے پہلی ضرورت یہ ہے کہ الفی ایلٹیز کو بیچ میں سے ہٹا دیا جاوے۔ غرض بانیان قتل کوئی بھی ہوں مگر اس خبر سے ضرور اطمینان ہوتا ہے کہ جسوقت ایتھنز میں یہ پہلا سیاسی قتل ہوا ہے اُس وقت سائمون، ایتھنز سے بہت دور تھا۔

الفی ایلٹیز حامیان حریت میں "ریڈیکل" کا درجہ رکھتا تھا جو تھی مس ٹوکلیز کو اپنے زمانے میں حاصل تھا۔ تھی مس ٹوکلیز کی طرح الفی ایلٹیز کی بھی یہ ہی خواہش تھی کہ ایتھنز ایک بحری طاقت ہو جاوے اور تھی مس ٹوکلیز ہی کی طرح وہ اسپارٹا سے دوستی رکھنے کا سخت مخالف تھا۔ لیکن الفی ایلٹیز کی نسبت تھی مس ٹوکلیز کی طرح مرتشی ہونے کا گمان کسی کو نہ تھا۔ گو الفی ایلٹیز فریقی فتنہ و فساد کا شکار ہو گیا لیکن وہ تھی مس ٹوکلیز سے اسبات میں خوش قسمت تھا کہ اخیر تک اُس کے دوستوں نے اُس کو عزیز رکھا۔ یہ نہیں بتا سکتے کہ الفی ایلٹیز اگر اور زندہ رہتا تو اخیر میں اُس کے سیاسی خیالات کس پایہ کو پہنچتے۔ اور اس قسم کے سوال بھی ہو سکتے ہیں کہ کیا تھی مس ٹوکلیز کی طرح الفی ایلٹیز کی عمومی تجاویز کی بھی یہ ہی غرض تھی کہ ایتھنز ایک بڑی سلطنت بن جاوے۔ یا پیرکلیز کی تجاویز کی طرح اُن کی غایت یہ تھی کہ ایسے سامان پیدا کر دیئے جاویں جن سے ایتھنز کا ہر ایک باشندہ نہایت شریفانہ زندگی بسر کر سکے؟ یا مثل بعد کے مصلحان قوم کے الفی ایلٹیز صرف یہ چاہتا تھا کہ قوم کے ایک انبوہ کثیر کے لئے بڑے بڑے گزارے اور روزینے مقرر ہو جاویں؟ ان سوالات کا جواب دینا ممکن نہیں۔ الفی ایلٹیز کے قتل کے بعد پیرکلیز عموم ایتھنز کا پیشوا اور ہادی ہو گیا۔ سب نے اُس کی پیشوائی کو تسلیم کیا اور یہ عزت مرتے دم تک اُس کو حاصل رہی۔ اُس کے عہد میں جسقدر سیاسی انتظام ہوئے وہ سب اُسی کے دماغ کا نتیجہ تھے۔ اس امر کا فیصلہ کرنا دشوار ہے کہ الفی ایلٹیز محض پیرکلیز کے خیالات کی پیروی کرنے والا تھا۔ یا وہ پیرکلیز کے گزرنے کے لئے اپنی ذہانت سے ایک مستحکم راستہ بنا رہا تھا۔

ساتواں باب

اسپارٹا اور ایتھنز میں پہلی لڑائی

مشرق میں دوبارہ لڑائی۔ یونان متوسط میں جنگ کی ابتدا۔ جنگ تناگرا۔ جنگ اینوفائٹا۔ سائمون کی جلاوطنی کے بعد واپس بلایا جاتا ہے۔ مصر پر یونانیوں کی مہم اور یونانیوں کا سخت نقصان۔

جب اسپارٹا والوں نے بدظن ہوکر نہایت بیجا طریقہ سے ایتھنز کی فوجوں کو حصار ایتھومی سے واپس کردیا تو ایتھنز والوں کے خیالات اسپارٹا کی طرف سے بالکل بدل گئے۔ اس سے پہلے گو تھمی ٹس ٹوکلیز نے نا اتفاقی پیدا کرانی چاہی تھی اور بعض مرتبہ شکایتیں بھی ایسی پیش آگئی تھیں کہ ناموافقت ہوجاتی لیکن بہرحال اسوقت تک ایک ظاہری صورت دوستی کی قائم تھی۔ اور ایتھنز کے وہ لوگ بھی جن کو دعوے تھا کہ بحری قوت میں ہمارا کوئی ہمسر نہیں اسبات کو تسلیم کرتے تھے کہ خشکی پر یونان کی پیشوائی اسپارٹا ہی کو زیب دیتی ہے۔ یونان کی سلامتی و عافیت کا دارومدار درحقیقت اُسپر تھا کہ اسپارٹا اور ایتھنز کی ریاستیں متفق رہتیں۔ لیکن ایتھومی کے واقعہ سے جو برہمی اور ناراضی پیدا ہوی اُس کا رفع ہونا اب ممکن نہ تھا۔ اس برہمی کی حالت میں اہل ایتھنز نے یہ ہی رائے قائم نہیں کی کہ ۴۸۱ ق۔م سے جو اتحاد باہمی چلا آتا ہے اُس کو منسوخ کردیا جاوے بلکہ ایسا طرز عمل اختیار کیا جاوے جس سے صاف معلوم ہوجائے کہ جسطرح پہلے وہ اسپارٹا کی مدد کے لئے تیار رہتے تھے اب اسپارٹا کے دشمنوں کی مدد کے لئے ہروقت تیار ہیں۔ اس رائے کو قائم کرتے ہی ایتھنز نے اُسپر عملدرآمد بھی شروع کردیا۔

آرگوس کی ریاست اسپارٹا کی ہمیشہ سے دشمن تھی۔ یہ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ حال میں اس ریاست نے اپنا پہلا سا اقتدار پھر حاصل کرلیا تھا۔ اور اُس کے طرز حکومت میں ایسی تبدیلیاں ہوگئی تھیں جن سے عقاید عمومیت نے بہت زور پکڑ لیا تھا۔

پس آرگوس اور ایتھنز میں رشتہ اتحاد پیدا ہونے کا باعث دو چیزیں تھیں۔ ایک اسپارٹا سے عداوت اور دوسرے عمومیت کی طرف میلان خاطر۔ اسوقت یہ دونوں باتیں ایفی ایالٹیز کی وجہ سے بہت زور پر تھیں اور اسی حالت میں سنہ ۴۶۰ قبل مسیح کے واقعات کو نظرانداز کرکے ایتھنز اور آرگوس دونوں گہرے دوست بن گئے۔

اس واقعہ سے اُس تبدیلی کا حال بھی کُھلتا ہے جو یونانکے حالات میں جنگ ہائے ایران سے لیکر ابتک پیدا ہوی تھی۔ ایرانی لڑائیوں کے زمانے میں تو یہ حالت رہی تھی کہ ریاستوں نے حب الوطنی کے جوش میں اسبات پر قسمیں کھالی تھیں کہ اُن بے غیرت ریاستوں کو جو ایرانیوں کو اپنے ملک پر چڑھا لای ہیں سخت سزائیں دینگے۔ اور اسی بنیاد پر آرگوس اور تھسلی کی ریاستوں کو برادری سے خارج سمجھا تھا۔ بلکہ اسپارٹا نے تو یہاں تک زحمت گوارا کی تھی کہ محض اپنے زور بازو سے تھسلی کی گوشمالی کے لئے فوجیں تک روانہ کردی تھیں۔ غرض اُسوقت تو یہ حالت تھی اور اب جو کچھ حال ہوا وہ یہ تھا کہ اور بھی کوی نہیں خاص ایتھنز والے جن کی ہمت اور جانبازی سے یونان کی آزادی سلامت رہی تھی۔ جنہوں نے دو مرتبہ گھر بار چھوڑ کر ایتھنز سے نکلنا اور یونان کے لئے طرح طرح کی سخت مصیبتیں اُٹھانی گوارا کی تھیں اسبات پر رضامند ہو گئے کہ ایک ایسی ریاست سے رشتہ اتحاد پیدا کریں جو ایرانیوں کی دوست رہ چکی تھی اور جسکا طرز عمل اُسوقت اگر دوستی کا نہ بھی سمجھیں تو کمزوری کے ساتھ دشمن کو کچھ دے دلاکر مصالحت کر لینے کا تو ضرور تھا۔ ایتھنز والوں نے آرگوس ہی سے اتحاد پیدا نہیں کیا بلکہ ٹائیرنٹوں (غیر آئینی حاکموں) کے زمانے میں جو دوستی تھسلی سے تھی اور بعد کو ٹوٹ گئی تھی اُسکو دوبارہ زندہ کر لیا۔ تجربہ سے معلوم ہوا تھا کہ تھسلی کی اسپ سوار فوجیں لڑائی کے میدان میں بڑی بکار آمد چیز ہیں۔ اِن سے وقت پر مدو ملتی رہےگی اور تھسلی پر بھروسا اس لئے کیا جاسکتا ہے کہ وہ اسپارٹا کی پرانی دشمن ہے اس تجدید رفاقت میں اُنہوں نے شاہی خاندان تھسلی کی حرکتوں ہی کو دل سے فراموش نہ کر دیا جس نے زرکسیز کو یونان میں بلایا تھا بلکہ تھسلی والوں کی عادت اور طبیعت کو بھی بھول گئے۔ تھسلی کے لوگ دلاور ضرور تھے مگر اُن کی دغابازی اس دلاوری سے کم نہ تھی۔ چنانچہ آگے چلکر ہم دیکھینگے کہ اس امر میں کوتاہ بینی اور غلطی سے ایتھنز والوں کو عین خطرے کی حالت میں کیسا نقصان عظیم اُٹھانا پڑا ۔

یہ کارروائیاں ابھی اس نوبت کو نہ پہنچی تھیں کہ ایتھنز اور اسپارٹا میں جنگ کا اشتہار سمجھی جائیں لیکن جنگ کی تیاری کے لئے وہ ضرور علانیہ کوششیں تھیں۔ سنہ ۶۱ سے سنہ ۵۹ ق م تک جبیں اسپارٹا اور ایتھنز میں برائے نام صلح رہی ایتھنز والے ادھر اُدھر لڑائیوں میں بے حد مصروف رہے۔ اس سے پہلے نہ تو اُن کو اپنی پوری قوت کبھی دکھانی پڑی تھی اور نہ اس قوت کا اسطرح اظہار کرنا پڑا تھا کہ ہمسایہ قوموں کو اُن سے بدظنی ہو جاوے ۔

اسپارٹا نے اس زمانے میں ہیلٹ کی بغاوت فرو کر لی تھی۔ ایتھنزی فوجوں کی واپسی پر تین برس تک محصورین ایتھومی کی استقامت میں فرق نہ آیا۔ لیکن اس کے بعد اُن کی ہمت نے جواب دیدیا اور ۶۳ ق۔م میں اُنہوں نے چند شرائط حاصل کر کے ہتیار ڈالدیئے محصورین کو اس شرط سے رہا کیا گیا کہ آئندہ کبھی وہ پیلوپونے سس کی زمین پر قدم نہ رکھینگے۔ اتفاق یہ کہ اسی زمانے میں ایتھنز والوں نے خلیج کورنتھ کے دہانے کے قریب نوپیکٹس کا شہر لوکرا اوزولس کے باشندوں سے چھین لیا تھا۔ چنانچہ جب ایتھومی سے ہیلٹ نکالے گئے تو ایتھنز والوں نے نوپیکٹس میں اُن کو آباد ہونے کی اجازت دیدی۔ اس اجازت کے یہ معنی ہوے کہ اسپارٹا کے جانی دشمنوں کو ایسی جگہ آباد کرادیا کہ جس ملک میں داخل ہونے کی اُن کو قطعی ممانعت کی گئی تھی اُس کے ساحلوں پر جب چاہیں بہت آسانی سے پہنچ جاویں۔

اس کے بعد ایتھنز والوں نے ایک ایسا کام کیا جس سے ریاست کورنتھ کو سخت برہمی ہوی۔ یہ ریاست اس سے پہلے ایتھنز کی بڑی دوست تھی۔ لیکن اس واقعے کے بعد وہ جانی دشمن ہوگئی۔ اور اہل ایتھنز کے اکثر نقصانات و مصائب کا باعث ہوی۔ کچھ عرصے سے اس ریاست میں اور میگارا کی ریاست میں ایک جھگڑا ہوگیا تھا۔ یہ اُسی قسم کے جھگڑوں میں تھا جو یونان کی ہمسایہ ریاستوں میں اکثر ہوا کرتے تھے۔ کچھ سوالات سرحد کی نسبت اُن میں پیدا ہو گئے تھے اور یہ اُسی قسم کے تھے جو صدیوں پہلے اورسی پس کے وقت میں پیدا ہوکر اِن دونوں ریاستوں میں باعث جنگ و جدال ہوے تھے۔ کورنتھ کو بہت قوت حاصل تھی۔ میگارا کو اُس کے مقابلے کی تاب نہ تھی۔ حق رسی کی امید اگر کچھ تھی تو اِس میں تھی کہ شاید اسپارٹا جو اس مشارکت کا جس میں میگارا اور کورنتھ بھی شرکت رکھتے تھے پیشوا مانا جاتا تھا میگارا کی فریاد سنکر انصاف کرے۔ اسپارٹا نے فریاد سنی۔ مگر کچھ دخل دینا نہیں چاہا۔ وجہ غالباً یہ تھی کہ کورنتھ سے بگاڑ کرنا اُس کو منظور نہ تھا اور شاید اسوقت یہ بھی سمجھ میں نہ آیا ہو کہ اس معاملے میں خاموش رہنے کا آئندہ کیا نتیجہ ہو۔ بغاوت ہیلٹ کے صدمے سے اسپارٹا کے حواس ابھی تک درست نہیں ہوے تھے۔ اِس قوم کی سرکشی اُس کے حق میں ایک پُرانا مرض ہوگئی تھی کہ معلوم نہیں کس وقت بد سے بدتر حال کردے۔ میگارا کو جب اسپارٹا سے جواب نہ ملا تو اُس نے ایتھنز سے رجوع کیا۔ ایتھنز فوراً اُس کی شکایتوں کی طرف متوجہ ہوا اور ایک خاص وجہ سے اِس موقع کو اپنے حق میں

بہت مفید سمجھا۔ وہ وجہ یہ تھی کہ میگارا کی سمت سے اُس کے علاقہ پر دشمن بہ آسانی چڑھائی کرسکتا تھا۔ یہ کمزوری ہمیشہ سے ظاہر تھی۔ میگارا کا علاقہ خلیج کورنتھ کے مشرقی گوشے کے ساحلوں سے ملا ہوا تھا۔ اور اسی علاقے سے وہ راستے گزرے تھے جو پیلوپونیز اور بیوشیا میں ذریعہ آمد و رفت تھے۔ پس ایتھنز کو اپنے علاقہ کی حفاظت کے لیئے یہ ایک اچھا موقع ہاتھ آیا۔ اور اُس نے فوراً میگارا والوں کی اعانت کے لیئے اپنی فوجیں روانہ کردیں۔ اور اُسکے دو بندرگاہوں پر بھی اُسکی رضامندی سے اپنی فوجیں تعینات کردیں۔ ایک بندرگاہ پیے جی پر جو خلیج کورنتھ کے کنارے تھا اور دوسری بندرگاہ نی سیا پر جو خلیج سارون کے ساحل پر تھا۔ نی سیا کا بندرگاہ دو طرفہ لمبی فصیلیں کھینچکر میگارا کے شہر سے ملادیا گیا تھا۔ اور اب فصیلوں کی حفاظت بھی ایتھنزی فوجوں کے سپرد ہو گئی۔ اِس تدبیر سے یہی نہیں ہوا کہ میگارا کا تعلق ایتھنز کی بندرگاہ پای ری اُس سے قریب کا ہو گیا بلکہ ایتھنز کو میگارا کے علاقے میں دو مفید باتیں حاصل ہو گئیں۔ ایک یہ کہ میگارا کی زمین پر ایتھنز کی ایک سرحد ایسی قائم ہو گئی جو سمندر سے سمندر تک گئی تھی۔ دوسرے اسی علاقے میں ایک بندرگاہ ایسا مل گیا جہاں اُس کے جہاز ہر وقت موجود رہ سکتے تھے۔ غرض اسطرح کچھ زمانے تک ایتھنز نے اپنے علاقے ایٹیکا میں خشکی کی سمت سے دشمن کے داخل ہونے کی راہ قطعی مسدود کردی ؏

اسی زمانے میں ایتھنز نے ایک طرف تو زبردست ہمسایہ ریاستوں کی آتش غضب اپنے اوپر تیز کرالی تھی اور دوسری طرف دولت ایران سے دست و گریباں ہونے میں اُس کو مطلق تذبذب نہ تھا۔ سنہ ۵۲۵ ق۔م سے ملک مصر مفتوح و مغلوب ہو کر سلطنت ایران کا ایک صوبہ ہو گیا تھا۔ مدت تک محکوم رہنے کے بعد دارا کے اخیر سال جلوس میں اِس ملک نے بغاوت کی۔ لیکن دارا کے فرزند زرکسیز نے اِس بغاوت کو جلد فرو کردیا۔ مصر پھر مطیع ہو گیا اور یونان پر لشکر کشی کے لیئے کشور ایران کو اپنے جہاز دیتا رہا۔ سنہ ۴۶۵ ق۔م میں زرکسیز کو کسی نے ہلاک کردیا۔ اور اُس کے جانشین ارتازرکسیز کا شروع زمانہ گھر کی بغاوتوں کے مٹانے میں صرف ہوا۔ جسوقت نواح بلخ میں بغاوت ہوی تو ارتازرکسیز کو دارالحکومت سے بہت دور ایران کی بالکل مشرقی سرحد پر جانا پڑا۔ اور اب اہل مصر کو وہ امید افزا موقع ملتا نظر آیا جس میں وہ حکومت ایران کے ناگوار جوے کو اپنے کندھے سے گرادیں۔ چنانچہ لیبیا کے بادشاہ سیماٹکس کے لڑکے ایناروس نے علم بغاوت بلند کیا۔ لیبیا اسوقت ایران کے صوبہ مصر کا ایک حصہ تھا۔

ایناروس نے عین میرونی کے جنوبی مغربی ساحل پر ماریا کا شہر ایران کے قبضے سے نکال لیا۔ ایناروس کی بغاوت کو دیکھتے ہی مصر کے اکثر علاقوں نے ایران کے خلاف ہتھیار اٹھا لیئے۔ اور ایرانی گورنر کو جو مصر میں رہتا تھا نکال کر ایناروس کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔ کچھ عرصے تک ایناروس بلاخوف مصر پر حکومت کرتا رہا۔ لیکن ۴۵۹ق م میں خبر لگی کہ ایران پھر مصر پر دخل کرنیکے لیئے سامان عظیم فراہم کرتا ہے۔ ایناروس کے پاس اتنی فوج نہ تھی کہ ایران سے جس لشکر جرار کے آنے کی خبر تھی اُس کا مقابلہ کر سکے۔ اس لیئے اُس نے ایتھنز سے کمک کی درخواست کی ؑ

پوری میدون کی فتوحات کے بعد اطراف مشرق میں برسوں تک ایتھنز والوں نے کوئی معرکہ نہیں کیا۔ لیکن اس زمانے میں دوسو جہازوں کا ایک بیڑا سائپرس پر قبضہ کرنے کے لیئے بھیج رکھا تھا۔ اس جزیرے پر باوجود اس کے کہ سائمون اور پاسے نیاس نے اُسپر حملے کئے تھے یونانیوں نے کبھی تصرف نہ کیا تھا۔ ڈیلوسی لیگ میں بھی وہ شریک نہ تھا۔ اُس کے متعدد شہروں میں سے کوئی شہر یونان کا ساتھی نہ تھا۔ اور نہ کہیں اس جزیرے پر یونانیوں کی کوئی نوآبادی تھی۔ جزیرے کے لوگ بڑے متمول تھے۔ مشرقی ملکوں سے تجارت کرنے کے لیئے اِس جزیرے کا موقع نہایت اچھا تھا۔ اور فوجوں کے مستقر کے لیئے بھی وہ عمدہ مقام تھا۔ ایشیا میں سلیسیا کا ہموار ملک جہاں ایران کے لشکر پڑاؤ ڈالتے تھے بالکل اُس کے سامنے پڑتا تھا۔ ایک طرف ایشیاء کوچک کے ساحلی شہر اور دوسری طرف دریائے نیل کے دہانے اُس کی زد میں تھے۔ جب ایران سے مصر باغی ہوگیا اور اُس نے اپنے بیڑے ایران کی خدمت سے علیحدہ کر لیئے تو پھر ایتھنز والوں کا یہ قصد کچھ بیجا نہ تھا کہ سائپرس کو لیگ کے نام سے فتح کر کے حاصل کر لیا جاوے ؑ

لیکن جسوقت ایناروس کی درخواست کمک کے لیئے پہنچی تو ایتھنز والوں کو جزیرۂ سائپرس کا قصد ملتوی کرنا پڑا۔ اور انہوں نے بیڑے کو حکم دیا کہ مصر کے باغیوں کی مدد کو روانہ ہوجاوے۔ ایتھنز والوں نے سوچا کہ سائپرس اور مصر میں بہرکیف مصر زیادہ قیمتی مال ہے کیونکہ اگر یہ ہاتھ لگ گیا تو کثیر مقدار میں غلہ اور جہاز رانی کے لیئے تجربہ کار ملاح ہی نہیں ملتے رہیں گے بلکہ اُس کے ساتھ ساتھ سائپرس بھی ہاتھ لگ جائے گا۔ غرض کہ مصر ان کو ایک ایسا شکار معلوم ہوا کہ چھوڑنے کو دل نہ چاہا۔ اس طمع میں گھر کے افق پر جو بادل گھِر کر

آرہا تھا اُس کی مطلق پروا نہ کی اور ایسے نازک وقت میں کہ پیلوپونےسس سے لڑائی چھڑنے میں کوئی کسر نہ تھی ایتھنز نے نصف سے زیادہ جہاز اپنے بیڑے کے دریائے نیل کو روانہ کردیئے۔ ممکن ہے کہ ایتھنز نے اِسوقت یہ خیال کیا ہو کہ اسوقت اتحادی ریاستوں کی افسری اُن کے پاس ہے۔ اِن جہازوں کے بغیر بھی اگر ایک نہیں کئی دشمن بھی مقابلے پر آجائیں گے تو سب کو کافی ہوجائے گا۔ ہیلٹ کی بغاوت سے اسپارٹا کو جو نقصانات پہنچے تھے اُس کے اندازہ کرنے میں بھی مبالغہ کرکے اسپارٹا کو بالکل ہی کمزور سمجھ لیا۔ بہرکیف ایتھنز کا جو کچھ خیال ہو اسقدر ضرور کہہ سکتے ہیں کہ اگر اسپارٹا پر واقعی حملہ کرنے کا قصد تھا تو اس وقت اپنی قوت کو اسطرح منتشر کرنا ہرگز مناسب نہ تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ پیرکلیز کو ابھی معاملات پر ایسی قدرت نہ ہوی تھی کہ وہ اہل ایتھنز کو اسوقت ایرانیوں سے نہ لڑنے دیتا یا اِن کو آمادہ کردیتا کہ اسپارٹا جیسے حریف مقابل کے لیئے اپنی قوت کو یکجا رکھیں ؃

یہ حالات کورنتھ والوں کی نظروں سے پوشیدہ نہ تھے۔ اب اُنہوں نے سوچ لیا تھا کہ اگر ہمارے قصد سے ایتھنز والوں نے کسی طرف ذرا بھی قدم بڑھایا تو شمشیر سے جواب دینگے۔ چنانچہ صوبۂ آرگولس میں سمندر کے کنارے ایک چھوٹا سا شہر ہیلی اس تھا۔ شہر کچھ نہ تھا لیکن جہازوں کے قیام کے لیئے اُسکا بندرگاہ اچھا تھا۔ اور جو کوئی بھی خلیج سارون کو اپنے جہازوں کے لیے جولانگاہ بنانا چاہے اُس کے لیئے اسکا حاصل کرنا ضروری تھا۔ یہ بھی ظاہر تھا کہ اگر ایتھنز کا اُسپر قبضہ ہوگیا تو ایتھنز کے ہاتھوں میں وہ اپیی ڈورس اور ہرمیونے کا ہسم پلہ ہوجائیگا۔ اگر ہیلی اس کو ایتھنز کے ذریعے سے ترقی ہوگئی تو آرگوس بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیگا جو اسوقت ایتھنز کا دوست تھا۔ اور اپیی ڈورس اور ایجانیا سے جو منڈیاں اُس کی اٹھادی گئی تھیں اُن کی بھی بخوبی تلافی ہوجائیگی۔ اِن کے علاوہ اور اغراض بھی تھے جنکی وجہ سے ہیلی اس کا حاصل کرنا ضروری سمجھا گیا۔ اِس شہر میں شہر ٹای رنتھی کے باشندے آباد تھے جن کو کسی زمانے میں آرگوس والوں نے اُن کے قدیم وطن سے نکال دیا تھا۔ اور قیاس یہ ہے کہ اسپارٹا سے مراسم رکھنے کی وجہ سے ایسا ہوا تھا۔ کورنتھ اور اپیی ڈورس کے لوگوں کے لیے سخت اندیشہ کی بات تھی کہ ایتھنز کی کوئی نوآبادی اُن کے علاقے میں قائم ہوجاوے۔ اس سے بڑھکر کوئی چیز اُن کے نقصان کا موجب نہو سکتی تھی۔ ایک طرف توپی جی کے بندرگاہ میں ایتھنز کے جہاز موجود تھے اور کورنتھ کے سب سے مغربی بندرگاہ کے دروازے کی شکست لگنے پڑے تھے

دوسری طرف ایتھنز کا بیڑا نی سیا اور پای ری اُس کے بندرگاہوں سے خاکنائے کورنتھ کے گویا نصف ملک پر پہرا دے رہا تھا۔ اب اگر میگارا اُس پر دخل ہوگیا تو گویا کُل خلیج سارون ایتھنز کے قبضے میں آجائے گا۔ کورنتھ والوں سے زیادہ ایپی ڈورس کے لوگوں کو خطرہ تھا کیونکہ میگارا اُن کے علاقے سے قریب تھا۔ پس جب ایتھنز والے آرگوس کے ساحل پر اترے تو کورنتھ اور ایپی ڈورس کے لوگوں نے سر جوڑ کر مقابلہ کیا اور یہ امر یقینی ہے کہ اِس موقع پر ایتھنز والوں کو سخت شکست ہوی گو بعد کو ٹری زن کے ساحلی شہر پر جسکا موقع میگارا سے بھی بہتر تھا اُن کے قدم جم گئے۔ ایتھنز والوں نے آرگولس کے ساحل پر خشکی میں جو شکست کھای تھی اُس کی تلافی اسطرح ہوگئی کہ ایک بحری معرکے میں جزیرۂ کیکری فالیا کے قریب اُن کو دشمن کے بیڑے پر فتح ہوگئی۔ گو یہ لڑائیاں کم درجے کی تھیں لیکن یونان کی تاریخ میں وہ کم درجے کی نہیں تصور کیجا سکتیں۔ کیونکہ یہ محاربات اُس اتحاد کے فسخ و استرداد کا مقدمہ تھیں جو سنہ ۴۸۱ ق۔م میں مختلف ریاستہاے یونان نے خاکنائے کورنتھ میں بیٹھکر کل یونان کی حفاظت کے لیئے قائم کیا تھا۔ برسوں سے ظاہر ہو چلا تھا کہ یونان کے دو حصے ہونے والے ہیں لیکن یہ پہلا موقع تھا کہ اس مقصد سے علانیہ جنگ و جدال شروع ہوی ہو۔

اب ایک اور واقعہ ایسا پیش آیا جو اِس سے بھی اہم تھا اور جو اس داستان میں ایک ایسا منظر سامنے لاتا ہے جس میں پہلے سے کہیں زیادہ خوفناک نتائج ہمسایوں کی عداوت اور تجارت میں مقابلہ اور رقابت کے نظر آتے ہیں۔ سنہ ۴۸۱ ق۔م میں صلح ہونے کے زمانے سے اسوقت تک ایتھنز اور ایجانیا میں دوستی چلی آتی تھی۔ لیکن اب کورنتھ سے اشارہ پاکر ایجانیا کو ایتھنز سے بدگمانی شروع ہوی۔ اُن کو خیال ہوا کہ ایتھنز والوں نے تو اُن کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ ایتھنز سے اسوقت دوستی رکھنے کے یہ معنی ہیں کہ بلاد پیلو پونے سس کی قدیم لیگ میں جو شرکت مدت سے اُن کی چلی آتی ہے وہ اب فسخ کیجاتی ہے۔ اِس پرانے اتحاد کو توڑنا ہرگز مناسب نہیں۔ اس وقت موقع یہ ہے کہ ایتھنز نے اپنے دوسو جہاز مصر کو روانہ کر دیئے ہیں۔ اگر اب ایجانیا اور کورنتھ کے متفقہ بیڑے نے ایتھنز پر حملہ کر دیا تو وہ تاب مقاومت نہ لا سکیگا۔ غرض اصلی سبب چاہے کچھ ہو لیکن اس قسم کے خیالات سے متاثر ہو کر ایجانیا والوں نے ایتھنز سے لڑائی

شروع کردی۔ اور پرانی عداوت کی وجہ سے بُرے خیالات جو کبھی پہلے پیدا ہوئے تھے اُن کے گڑے مُردے پھر یک لخت زندہ ہو گئے۔ ایجانیا اور ایتھنز کی ریاستوں میں جزیرۂ ایجانیا سے کچھ فاصلے پر ایک سخت معرکہ ہوا جسمیں ایتھنز کو فتح ہوگئی۔ ایتھنز نے دشمن کے جہاز جنکی تعداد ستر سے کم نہ تھی گرفتار کر لیئے۔ بحری فتح ہوتے ہی جہازوں سے اتر کر زمین پر آئے اور شہر ایجانیا کا محاصرہ کر لیا۔ پیلوپونے سس والوں نے کچھ فوج ایجانیا کی مدد کو بھیجی تھی مگر اُس سے کچھ کام نہ نکلا۔ اُس اثنا میں کورنتھ نے یہ یقین کر کے کہ ایتھنز کی کل فوجیں لڑائیوں میں مصروف ہیں۔ کوہستان جرانیا کے درّوں پر قبضہ کرنے اور کل میگارا کو فتح کرنے کا ارادہ کر لیا۔ یہ درّے وہ تھے جو میگارا اور کورنتھ کے درمیان واقع تھے۔ ایتھنز والے بھی جواب کے لیئے تیار تھے۔ اُنہوں نے فوراً ایک فوج بڈھوں اور نوعمر لڑکوں کی تیار کی اور مای رونایڈیز کی سرکردگی میں کورنتھ کے مقابلے پر اُس کو بھیجدیا۔ مای رونایڈیز وہ سردار تھا جو ایرانی لڑائیوں میں اپنے جوہر شجاعت دکھا چکا تھا۔ پہلی لڑائی ختم ہونے پر کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ دوسری لڑائی کا فیصلہ ایتھنز کے حق میں ہوا۔

ایتھنز کے لوگوں کو جسوقت وطن سے باہر تسخیر ممالک میں یہ سرخروئی ہو رہی تھی اسوقت خاص ایتھنز میں اُن کی کارروائیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جو درجہ ترقی کا اُن کو حاصل ہو رہا تھا اُسپر قائم رہنے کا بھی پختہ ارادہ رکھتے تھے۔ چنانچہ میگارا کے شہر کو بندرگاہ نی سیا سے ملانے کے لیئے تو دیواریں پہلے ہی بنا چکے تھے اب اسی طریقے سے ایتھنز نے شہر اور ایتھنز کے بندرگاہ پای ری اس کو ملانا چاہا۔ اور دو دیواریں متوازی بیچ میں کچھ فصل چھوڑ کر ایسی بنائیں جو پای ری اس کے شمال مغربی کنارے سے شروع ہو کر مرطوب زمین سے گزرتی ہوئی ایتھنز کی مغربی فصیل سے جا ملی تھیں۔ ان دونوں متوازی دیواروں کا طول تقریباً پانچ پانچ میل کا تھا۔ ایک تیسری دیوار اور بنائی جو ایتھنز کی فصیل سے شروع ہو کر جنوب کی سمت میں بڑھکر فیلے ری ام کے مشرقی ساحل پر ختم ہوتی تھی۔ اس کا طول تقریباً چار میل کا تھا۔ یہ کام ایسا نہ تھا جو ایک سال میں ختم ہو جاتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سائیمون نے اِن دیواروں کی تعمیر شروع کی تھی اور پیریکلیز نے اُن کو اختتام کو پہنچایا۔ اِن دیواروں کا مقصد ظاہر تھا۔ یعنی شہر کا تعلق سمندر سے بھی کر دیا گیا اور دیواروں سے خشکی پر بھی شہر کی حفاظت ایسی ہو گئی کہ اب اُسپر حملہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اگر پیلوپونے سس کے لوگ خشکی کے رستے میگارا کی سرحد سے گزر کر اٹیکا پر چڑھ بھی آتے

تو ایتھنز کے شہر کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔ علاقہ تھریا میں البتہ اناج کے کھیتوں اور کسفیرن میں زیتون کے باغوں کو برباد کر دیتے یا وہاں کے خرمن جلا کر مویشیوں کو ہانک لیجاتے مگر ایتھنز کا تعلق جو سمندر سے پیدا کر دیا گیا تھا اُس کو قطع نہ کر سکتے تھے۔ جب یہ دیواریں تیار ہو گئیں تو پھر پیریکلیز کی سیاسی تدبیروں پر پورا عملدرآمد ممکن ہو گیا ؎

اب اسپارٹا کے لیئے وہ وقت آیا کہ اگر ساتھیوں کا ساتھ رکھنا ہے تو کچھ ہاتھ پاؤں ہلانے چاہئیں۔ اسپارٹا کی نیکنامی و شہرت میں فرق آچلا تھا۔ حال میں ایتھنز کی کارروائیوں سے بظاہر معلوم ہوتا تھا کہ شمالی یونان کے معاملات میں اسپارٹا کو دخل دینا قطعی ناممکن ہو گیا ہے۔ اِس کا یقین کم سے کم صوبۂ فوسس کے لوگوں کو تو ضرور ہو گیا تھا کیونکہ اُنہوں نے اسپارٹا سے بے خوف ہو کر ڈوری قوموں پر جو کوہ پرنے سس کے شمالی دامن پر آباد تھیں حملہ کر کے اُن کے ایک شہر کو چھین لیا۔ لیسی ڈیمونیا والے جو ڈوریوں کے ہمقوم تھے کب گوارا کر سکتے تھے کہ جس شہر کو وہ اپنی ماں کہتے تھے اُسکو غیروں کے ہاتھ برباد ہونے دیں۔ چنانچہ اُنہوں نے نیکومیڈیز کو جو پاسے نیاس کے چھوٹے لڑکے پلیسٹانیکس بادشاہ اسپارٹا کا قائم مقام تھا اسپارٹا اور پیلوپونےسس کی متحدہ ریاستوں کی کچھ فوجیں دیکر فوسس کو روانہ کر دیا۔ نیکومیڈیز نے خلیج کورنتھ کو عبور کیا اور علاقہ بیوشیا سے گزر کر فوسس میں آیا اور یہاں فوسس والوں سے جو شرائط چاہیں منظور کرا کے ڈوریوں کا شہر واپس کرا لیا۔ اب یہ مشکل ہوی کہ اسپارٹا کی فوجیں فوسس میں آتے تو آگئیں مگر اب وہاں سے نکلکر وطن کو کیونکر واپس جاویں۔ آتے وقت جب خلیج کورنتھ کو عبور کیا تھا تو اِسوقت پےجی کے بندرگاہ میں جو ایتھنزی جہاز پڑے تھے اُن کو اُن کے جانے کی مطلق خبر نہوی تھی۔ لیکن اب وہ سب ہوشیار ہو گئے تھے۔ اگر سمندر کو چھوڑ کر خشکی کی راہ سے کوہستان جیرانیا کے دَرّوں سے نکلکر وطن کا قصد کیا جاتا تھا تو بھی صحیح سلامت پہنچنا مشکل تھا۔ کیونکہ تمام دَرّوں پر ایتھنز کی فوجیں پہرا دے رہی تھیں۔ غرض جب کہ کوئی بات سمجھ میں نہ آئی تو یہ فیصلہ کیا کہ ابھی بیوشیا ہی میں قیام کیا جاوے۔ یہ قیام بھی فائدہ سے خالی نہ رہا۔ بیوشیا کی حالت پلاٹیا کی لڑائی کے بعد بہت ردی ہو گئی تھی۔ اِس لیئے اسپارٹا والوں کو خیال ہوا کہ اگر کسی طرح اس ریاست کو زور دیدیا جاوے تو پھر ایتھنز کے پہلو ہی میں ایک دشمن پیدا ہو جائے گا۔ بیوشیا کا مرکز تھیبس کا شہر تھا۔ ۴۵۸ ق۔م سے

اِس شہر پر چند ممتاز خاندانوں نے حکومت کی تھی۔ مگر یہ خاندان وہ ہی تھے جنہوں نے ایرانیوں کو صوبۂ بیوشیا میں بُلایا تھا۔ پلاٹیا کی لڑائی کے بعد ان خاندوں کے سردار یا تو قتل ہو گئے تھے یا جلاوطن کر دیئے گئے تھے۔ لیکن دریافت ایسا ہوتا ہے کہ اب بھی اس ریاست کے سیاسی معاملات پر عابدیوں کا ہی قابو تھا۔ پس لیسی ڈیمونیا والوں نے چاہا کہ اِن ہی کی ایک جماعت قائم کر کے اِن کو تمام صوبۂ بیوشیا کا فرمانروا بنا دیا جاوے۔ اور اِس کی ترکیب یہ کیجاوے کہ آس پاس کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں جو باہم دوست ہیں اُن سب کو ایک کر کے تھیبس کی ماتحتی میں دیدیا جاوے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ بیوشیا میں لیسی ڈیمونیا والوں کے قیام کا یہ ہی نتیجہ نہیں ہوا بلکہ اور معاملات بھی پیش آئے۔ ایتھنز کی خارجی یا داخلی حکمت عملی سے جو اسوقت چل رہی تھی خود ایتھنز کے کل باشندے خوش نہ تھے۔ اریوپیگس کے اختیارات میں کمی ہونے سے اور ایفی ایلٹیز کی اس کارروائی سے کہ ایسے عہدہ داروں پر جو صاحب ثروت ہوتے تھے۔ رات دن رشوت کے مقدمات قائم کئے جاتے تھے ایتھنز کے عدیدی اور عالی خاندان لوگ سخت خار کھائے بیٹھے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ کوئی دن ایسا آئے کہ ڈیموس یعنی عوام کے اختیارات میں سا بھی روک پیدا ہو جو کلائیس تھینز کے زمانے میں بھی اور اب بھی ایک جوش پیدا کر کے ہر بات میں بانی لیجاتے تھے۔ یہ امراء فصیلوں کی تعمیر سے بھی سخت ناراض تھے۔ اور سمجھتے تھے کہ ایتھنز کا شہر اب صوبۂ ایٹیکا کا دار الریاست نہیں رہا بلکہ ایک تجارتی شہر ہو گیا ہے جسکی سلامتی کا حصر محض جہازوں کے بیڑوں پر ہے۔ یہ خیال اِن کو پہلے ہی سے تھا کہ شہر اور بندرگاہ کو ملا دینے سے حکومت کی باگ اہل حرفہ اور ملاحوں کے ہاتھ میں آجاوے گی۔ امراء کا رسوخ شہر کی نسبت پائی ری اس میں اور اسیطرح مضافات کی نسبت شہر میں کم تھا۔ اِن ہی وجوہ سے انھوں نے اسپارٹا سے امداد حاصل کرنیکی گفتگو شروع کی۔ اس میں آسانی اسوجہ سے اور ہو گئی کہ اسوقت اسپارٹا کے لوگ تناگرا میں موجود تھے جو صوبۂ بیوشیا کا سب سے جنوبی شہر ایٹیکا کی سرحد کے قریب واقع تھا۔ غرض اس قیام میں یعنی لیسی ڈیمونیا والوں نے بیوشیا کے استحکام کا ہی بندوبست نہ کیا بلکہ ایتھنز کے امراء سے بھی معاملات سیاست میں گفتگو شروع کر دی۔

اب پیرکلیز اور اُس کے دوستوں نے یہ دیکھکر کہ گھر میں بھی دشمن موجود ہیں سخت پریشانی اٹھائی اور ارادہ کر لیا کہ بات بڑھنے سے پہلے ہی اسپارٹا والوں پر حملہ کر دینا چاہئے۔ فوراً اہل آرگوس سے ایک ہزار وزنی اسلحہ وار سپاہی اور تھسلی والوں سے ایک رسالہ

سواروں کا طلب کیا اور اور ریاستوں سے بھی کمک مانگی۔ اور اسطرح جسقدر فوجیں فراہم ہو سکیں اسپارٹا والوں کے مقابلے کو روانہ کر دیں۔ لڑائی سخت ہوی۔ مگر اسپارٹا والے جیت میں رہے۔ اسکی وجہ خاصکر یہ ہوی کہ تھسلی کے سوار عین لڑائی کی حالت میں اسپارٹا کی فوج سے جا ملے اور ایتھنز والے بیوشیا کے سواروں کے مقابلے پر بالکل بے دست و پارہ گئے۔ اس کامیابی پر اب اسپارٹا والوں کے اختیار میں تھا کہ جسطرف سے چاہیں وطن کو واپس جاویں۔ چنانچہ وہ سب خشکی خشکی میگارا کے علاقے سے نکلتے ہوے پیلوپونے سس پہنچ گئے۔ راستے میں جو چیز ملی اُس کو غارت کر دیا۔ جب وطن میں آئے تو اِس فتح کی شکرگزاری میں اُنہوں نے سونے کی ایک سپر اولمپیا کے بت خانے میں نذر چڑھای (۴۵۷ ق۔م)

آخر کار وہ ناگزیر وقت آ ہی گیا کہ اسپارٹا اور ایتھنز میں ایک بڑی لڑائی ہو پڑے ایسے وقت کے پیش آنے کی وجہ کچھ تو اُمرائے ایتھنز کی کارروائیاں تھیں کہ اُنہوں نے اپنی بات قائم رکھنے کے لیئے اسپارٹا سے مدد چاہی اور کچھ یہ کہ اسپارٹا کی فوج کا راستہ وطن جانیکے لیئے ایتھنز والوں نے روکدیا تھا۔ ساٹھ برس ہونے کو آئے تھے کہ بادشاہ اسپارٹا کلیومینز حاکم ایتھنز کلائیس تھینز کو نکالنے کی غرض سے ایتھنز پر چڑھکر آیا تھا۔ اِس کے بعد تناگرا کی لڑائی پہلا واقعہ تھی جسمیں اسپارٹا اور ایتھنز میں تلوار چلی۔ اور یہ پہلا قدم اِس جادۂ ہلاکت میں رکھا گیا تھا جس نے بہت جلد یونان کو دو فریقوں میں یعنی عدیدی (اولیگارکل) اور عمومی (ڈیموکریٹیکل) میں تقسیم کر دیا کہ ایک فریق دوسرے فریق کی تباہی کا ہمیشہ درپے رہے عام اس سے کہ نتیجہ دونوں کے حق میں کیا ہو۔

تناگرا پر اسپارٹا کی فتح قطعی نہ تھی۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اسپارٹا ضرور ایتھنز میں اپنے ہوا خواہوں کو مدد پہنچا سکتا اور فصیلوں کی تعمیر میں بھی دست اندازی کرتا۔ مگر یہ کچھ نہو سکا۔ اور بجز اسکے کہ اپنی فوجوں کو صحیح و سلامت گھر لے آئے اس فتح سے کوئی اور نفع نہ نکلا۔ چلتے وقت اسپارٹا والوں نے اتنا بھی نہ پوچھا کہ اُن کے چلے جانے کے بعد بیوشیا پر کیا گزریگی۔ اور وہ ایتھنز کے حملوں سے محفوظ رہ سکیگا یا نہیں۔ حالانکہ صاف ظاہر تھا کہ بیوشیا کا علاقہ فوسس اور اٹیکا کی ریاستوں کے بیچ میں تھا اور یہ دونوں ریاستیں اسوقت اسپارٹا کی دشمن ہو رہی تھیں۔ پس بیوشیا کی حالت کسیطرح خطر سے خالی نہ تھی۔ اسپارٹا نے باوجود اِس کے بیوشیا کی طرف سے غفلت کی اور اِس غفلت کا نتیجہ اُسکو جلد معلوم ہوگیا۔

جنگ تناگرا کے باسٹھ دن بعد ایتھنز کی فوجیں مای رونایڈیز کی سرکردگی میں صوبۂ بیوشیا میں پھر نمودار ہوئیں۔ اور تناگرا سے کچھ فاصلے پر اینوفائی ٹا کے مقام پر سخت لڑائی ہوئی۔ جسمیں ایتھنز والوں کو قطعی فتح ہوگئی۔ اور بیوشیا کا کل علاقہ اُن کے قدموں پر سرنگوں ہوگیا۔ ایتھنزیوں نے تناگرا کی شہر پناہ منہدم کردی۔ اور تمام علاقے کی حالت ایک محکوم اور حلقہ بگوش ریاست کی بنادی۔ فوسس کی ریاست ایتھنز کے قائم کردہ محالفے میں شریک ہوگئی۔ اوپس کے باشندے جو لوکریسی قوم سے تھے اور جنکا فرض تھا کہ اس وقت بیوشیا کا ساتھ دیتے ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہے۔ اب ایتھنز نے اُنپر بھی اپنا سکہ بٹھایا اور اُن کے سَو متمول لوگوں کو بطور اول کے اپنے قبضے میں کرلیا (۴۵۶ سنہ ق۔ م)۔

ان واقعات سے کچھ عرصے بعد ایجاینا کے باشندوں نے جو ایتھنز سے شکست کھانیکے بعد دو برس سے اپنے شہر میں محصور تھے شرائط صلح حاصل کیں۔ اور ان شرائط کے بموجب اُنہوں نے اپنے کل جہاز ایتھنز والوں کو دیدیئے۔ شہر کی دیواروں کو گرادیا۔ ڈیلوسی لیگ میں شرکت رکھنے کی حیثیت سے ایتھنز کو سالانہ خراج دینا منظور کیا۔ ایجاینا کا اس طریقے سے ایتھنز کی ماتحتی میں آجانے سے پیلوپونےسس کے اتحادی شہروں کو سخت نقصان پہنچا۔ گو یہ امر مشکوک ہے کہ ایجاینا کے بیڑے میں زیادہ جہاز تھے یا کورنتھ کے مگر اسمیں شبہ نہیں کہ ایجاینا کے لوگ جہازرانی میں کورنتھ والوں سے زیادہ مہارت رکھتے تھے۔ اور دلیری و جوانمردی میں بھی اُن سے بڑھے ہوئے تھے۔ جنگ سیلےمس میں اُن کو بہادری کا انعام مل چکا تھا۔ اُنکے جہاز فلسطین سے کمپانیا تک شہرت رکھتے تھے۔ اور ارکیڈیا میں دُور دُور کے وادیوں تک اُن کی تجارت پھیلی ہوئی تھی۔ یہ وقت وہ تھا کہ ایتھنز و پیلوپونےسس میں مقابلہ زور پر تھا اور اسیوقت ایجاینا اور بیوشیا کی ریاستیں پیلوپونےسس کے رشتہ اتحاد سے نکل گئیں۔ حقیقت میں پیلوپونےسس کی کمزوری اور بیچارگی جیسی اس وقت ظاہر ہوئی کبھی پہلے نہ ہوئی تھی۔ اور اسپارٹا کی خود غرضیاں بھی کبھی پہلے اس قدر صاف روشنی میں نظر نہ آئی تھیں جیسی کہ اسوقت نظر آئیں۔ کورنتھ نے بھی جب دیکھا ہوگا کہ ارگولس اور میگارا کے بندرگاہوں میں ایتھنز ہی متصرف ہیں تو اُسکو بھی سخت پریشانی ہوئی ہوگی ؎

ایتھنز کے لئے یہ بڑے فخر و مباہات کا وقت تھا۔ خشکی پر وہ تمام شمالی یونان کا تھرماپلی سے نیکرفا کنا ئے کورنتھ تک مالک تھا۔ فوسس اور میگا اِ خوشی سے اُسکے دست

اور ساتھی بن گئے تھے۔ بیوشیا اور لوکرس کے علاقے اُس کی ماتحتی قبول کر چکے تھے۔
وطن میں فصیلوں کی تعمیر سے دارالحکومت کو ایسی پناہ حاصل ہوگئی تھی کہ خشکی کی سمت سے کسی
دشمن کو حملہ کرنیکی جرأت نہ ہوسکتی تھی۔ جزیرہ نمائے پیلوپونےسس میں آرگوس اُس کا
ساتھی ہو ہی گیا تھا اور جزیرہ نما کے شمال مشرقی ساحل پر بھی قدم اچھی طرح جم چکے تھے صوبۂ آکیا
سے بھی دوستانہ مراسم پیدا ہو گئے تھے۔ خلیج کورنتھ کے دہانے کے قریب نوپیکٹس کا
شہر اُس کے قبضے میں تھا۔ یہ حال تو خشکی پر تھا۔ سمندر پر بھی کوئی حریف مقابل نہ رہا تھا۔
ریاستیں جو مشارکت دیلوس میں شریک تھیں درحقیقت سلطنت ایتھنز کا حصہ بنتی جاتی تھیں۔
اور اسطرح اب ایتھنز کی قلمرو بائی زین ٹی ام سے فاسےلس تک اور ملی ٹس سے
یوبیا تک وسیع ہوگئی تھی۔ جزیرۂ ایجاینا جو سمندر پر اُس کا پرانا حریف تھا سر اطاعت خم کر چکا تھا۔
ایتھنز کے بیڑے جب چاہتے تھے پیلوپونےسس کے ساحلوں پر بے تکلف گزر کرتے تھے۔
بجز اسپارٹا والوں کے اب کوئی قوم باقی نہ تھا جو ایتھنز سے مقابلے کی ہمت کرتا۔ اور
اسپارٹا والوں کا یہ حال تھا کہ کسیطرف نکلنے اور بڑھنے کو جگہ نہ تھی گویا جنگل کے بھیڑیوں کی طرح
کٹہرے میں قید تھے۔

تناگرا کی لڑائی نے ایتھنز کے اندرونی معاملات پر بھی بڑا اثر کیا۔ جسوقت ایتھنز
کی فوجیں بیوشیا میں مقیم تھیں تو اُسوقت سائمون افسرانِ فوج کے پاس گیا اور درخواست
کی کہ مجھ کو اپنے قبیلے کے سپاہیوں میں شامل ہو کر لڑنے کی اجازت دیجاوے۔ سائمون کی
نسبت مشہور تھا کہ وہ لیسی ڈیمونیا والوں سے دوستی رکھتا ہے جو اس وقت
ایتھنز کے مقابلے پر تھے۔ پس وہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ یہ دوستی اسوقت ساقط ہوگئی تھی جبکہ
دوست میدان کارزار میں دشمن بنکر سامنے آیا تھا۔ لیکن افسرانِ فوج نے سائمون کی
درخواست منظور نہیں کی اور کہدیا کہ جسطرح ایتھنز کی زمین پر ایک جلا وطن کو جگہ نہیں مل سکتی
اسیطرح ایتھنز کی فوجوں میں بھی اُس کو کوئی جگہ نہیں مل سکتی۔ سائمون کو بہت مایوسی ہوی
اور اس خیال سے کہ خیانت وطنی کا کوئی داغ وصبہ اُس کے نام کو نہ لگا رہ جاوے اُس نے
اپنے تمام دوستوں سے جن کی نسبت لیسی ڈیمونیا والوں سے دوستی رکھنے کا سب سے
زیادہ گمان تھا اسبات کا حلف لیا کہ ملک اور قوم کی خدمت میں کسی بات سے دریغ نہ کریں گے۔
سب نے حب الوطنی پر قسم کھائی۔ اور اسبات کے ثبوت میں کہ وفاداری میں تامرگ قائم ہیں

اِن قسم کھانے والوں میں سے سو آدمیوں نے میدانِ جنگ میں اپنی جانیں قربان کردیں۔ پیرکلیز اِس لڑائی میں موجود تھا۔ یہ کیفیت دیکھکر اُس نے تحریک کی کہ چار برس سے سائمون کی نسبت جو حکم جلاوطنی نافذ ہے وہ منسوخ کیا جاوے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سائمون کو ایتھنز آنے کی اجازت دیدی گئی ؎

اسی اثنا میں مشرق سے بھی ایک فتنہ اُٹھتا نظر آیا۔ بادشاہ مصر ایناروس کی مدد کے لئے ایتھنز سے جو فوجیں بھیجی گئی تھیں اُن کو شروع میں بہت کامیابی ہوی۔ بلکہ اُن کے پہنچنے سے پہلے ایناروس شاہ ارتازرکسیز کے ایک لشکر کو شکست دیکر ایرانی امیر لشکر ایکی مینیز (اخمنش) کو اپنے ہاتھ سے قتل کرچکا تھا۔ اِس ایرانی شکست کا مقام پاپ ریمس کا میدان تھا۔ جو دہانۂ نیل کی بینی شاخ سے متصل تھا۔ ایتھنز کے دو سو جہازوں کا بیڑا جسوقت سائپرس سے نیل میں پہنچا تو ایرانی بیڑے کو جسمیں صرف اسّی جہاز تھے۔ ہزیمت دینی کچھ مشکل نہ تھی۔ اِس بیڑے کو شکست دیتا ہوا وہ دریائے نیل میں ممفس کے شہر تک پہنچا اور شہر کا دو تہائی حصہ اُس کے ذریعے سے فتح بھی ہوگیا۔ لیکن اِس سے آگے ترقی قطعی مسدود ہوگئی۔ ایتھنز والوں نے ہزار کوشش کی کہ ممفس کے مستحکم قلعے کو جو قلعۂ ابیض کے نام سے مشہور تھا کسیطرح سر کرلیں لیکن ایرانیوں نے سخت مقابلہ کیا اور باغیوں کے ساتھ ایتھنزیوں کی کوشش بھی بیکار ثابت ہوی۔ باغیانِ مصر کی ہمتیں ٹوٹ گئیں۔ اور بغاوت کی موجیں بھی اِس حد تک پہنچکر رک گئیں ؎

ایکی مینیز (اخمنش) کی شکست اور قتل کا حال جب ارتازرکسیز کو معلوم ہوا تو اُس نے دوبارہ جنگ کا حکم دیا۔ کیونکہ مصر پر قبضہ کرنا ضروری تھا خواہ اِس میں کیسا ہی نقصان ہو۔ چنانچہ لشکرکشی کے لئے تیاریاں ہونے لگیں۔ ایسے لشکر کا فراہم کرنا جو باغیانِ مصر کا سرخروی کے ساتھ مقابلہ کرسکے آسان کام نہ تھا۔ اِس میں دو برس صرف ہوگئے (۴۵۹ لغایتہ ۴۵۸ ق م)

اِسی زمانے میں دولت ایران کا ایک بڑا سردار مگا بازوس بہت سا روپیہ لیکر اسپارٹا گیا۔ تاکہ وہاں کے لوگوں کو روپیہ دیکر کوئی ایسا بندوبست کرادے کہ ایتھنز کسی اور طرف متوجہ ہونے پر مجبور ہوکر مصر سے اپنی فوجیں علٰحدہ کرے۔ اسپارٹا والے روپے لینے کو تیار ہوگئے اور کچھ روپیہ لیا بھی لیکن کچھ کام نہ کیا اور میگا بازوس باقی روپے لئے ایران واپس چلا آیا ؎

میگا بیزس پسر زوپیرس جس کے باپ زوپیرس کی لیاقت سے ملک بابل پر

دارائے ایران کا دوبارہ تصرف ہوا تھا سنہ ۴۵۷ ق.م میں دارالحکومت سوسہ سے چلکر سلیسیا میں آیا۔ یہاں وہ لشکر جمع تھا جسکی سرداری پر وہ پہلے سے مامور ہو چکا تھا۔ میگابیزس نے یہاں لشکر کو قواعد اور فنونِ حرب میں مشاق کرنے کے لئے ایک سال سے کم نہیں صرف کیا اور سنہ ۴۵۵ ق.م کے شروع ہونے پر مع لشکر کے ممفس کو روانہ ہوگیا۔

ایسے عظیم الشان غنیم کو دیکھا جسکا صرف ایک بیڑا تین سو جہازوں کا تھا مشرقی بحر متوسط پر عجیب ہیبت طاری ہوی ہوگی۔ باوجودیکہ ابھی دس ہی برس ہوے تھے کہ یوری میڈون کے قریب ایران نے یونانیوں سے سخت شکستیں کھائی تھیں اور پاپ ریمس میں ایکی ملینز (اتھنش) کے لشکر نے بھی سخت ہزیمت اٹھای تھی مگر پھر بھی ایران ایک ایسا لشکر جرار فراہم کرنے پر قدرت رکھتا تھا جسکا مقابلہ کرنا بظاہر کسی سے ممکن نہ معلوم ہوتا تھا۔ اب ایران کے لئے بھی بدلہ نکالنے کا وہ دن آگیا جبکہ یونان کے سواحل اور یونان کے جزیروں کو فینیشیا کے قہرانگیز سفینوں کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ چنانچہ جب بڑے بڑے معرکوں کے بعد یہ خبر آئی ہوگی کہ میگابیزس نے اینا روس اور ایتھنز کی فوجوں کو شکست دیدی ہے اور پراسوپیٹس کی زمین میں جو نیل کی دو شاخوں اور ایک نہر کے بیچ میں واقع ہونے سے جزیرے کی صورت رکھتی ہے تمام ہزیمت خوردہ فوجیں بالکل محصور و مقید ہوگئی ہیں تو چاروں طرف کیسا تہلکہ مچا ہوگا۔ یہ زمانہ تھا کہ دیلوسی لیگ کے خزانے کا صندوق جو ڈیلوس میں رہا کرتا تھا ایتھنز کو منتقل کردیا گیا۔ یہ کام اہل سےموس کی تحریک سے ہوا تھا۔ وجہ اس نقل مکان کی پرانے مصنفوں میں سے صرف جسٹن نے یہ لکھی ہے کہ لیسی ڈیمون (اسپارٹا) والوں کی طرف سے اندیشہ تھا کہ اس ہنگامے میں کہیں یہ خزانہ اُن کے ہاتھ نہ لگ جاوے۔ ممکن ہے کہ اس معاملے میں اُس سفارت کا بھی کچھ دخل ہو جو میگابازوس اسپارٹا والوں کے پاس مع روپے کے لے گیا تھا۔ بہرکیف اہل سےموس اُن خطرات سے جو اسوقت اطراف مشرق میں پیدا تھے واقف تھے۔ اور جو کچھ بھی وہ ہوں اُن ہی کے خوف سے اُنہوں نے خزانہ ڈیلوس کے ہٹا دینے کی تحریک کی۔

پراسوپیٹس کا محاصرہ جہاں منہزم فوجیں مقید تھیں ایرانیوں نے ڈیڑھ برس تک جاری رکھا۔ اس تاخیر سے میگابیزس پریشان ہوا اور اُس نے جزیرے کے جنوب میں جو نہر تھی اُس کا پانی نکلوا کر اُس کو بالکل خشک کرا دیا۔ تاکہ اپنی فوجیں خشکی کے رستے سے جزیرے میں

پہنچا دے ۔ ایتھنزیوں نے اپنے جہازوں کو آگ لگادی تاکہ ایرانیوں کا اُن پر قبضہ نہو جاوے ۔
غرض ایرانی فوجیں خشک نہر کے راستے سے پراسوپٹس میں داخل ہوگئیں اور سخت لڑائی کے
بعد اس مقام کو بالکل فتح کرلیا ۔ مصر کا حاکم ایناروس اور ایتھنز کے بہت سے لوگ بیبلس
کے شہر کو بھاگے ۔ میگابیزس نے ایناروس کو جان بخشی کا وعدہ دیکر اپنے پاس بلایا اور
ایتھنزیوں اور یونانیوں کو بھی اجازت دی کہ وہ اپنے گھروں کو چلے جائیں ۔ کوئی اُنکا مزاحم نہوگا ۔
یونانی صحرائے لبیا (طرابلس) سے ہوتے ہوئے سایرینی کے علاقے میں آئے اور پھر وہاں
سے جہازوں میں بیٹھکر وطن کا رستہ پکڑا ۔ مگر جتنے گئے تھے اُن سے بہت کم وطن میں واپس
پہنچے ۔ ایرانیوں نے ایناروس کو مصر سے ایران کے دارالحکومت سوسں میں پہنچادیا ۔
یہاں باوجودیکہ میگابیزس نے اُس سے اُسکی جان سلامت رہنے کا وعدہ کیا تھا ملکہ
امیس ٹرس بیوہ زرکسیز کے اشارے سے اُس کو صلیب پر چڑھادیا گیا ۔ یہ ملکہ اِس بات
کو نہ بھول سکی کہ ایناروس اُس کے داماد ایکی منیز (اخمنش) کا قاتل تھا ۔

ایتھنزوالوں کے نقصانوں کا سلسلہ ابھی ختم نہیں ہوا ۔ پراسوپٹس کو ایرانی فتح
کرچکے تھے لیکن ایتھنز میں ابھی اسکی خبر نہ پہنچی تھی ۔ اور اس بے خبری میں ایتھنزیوں نے
پچاس جہازوں کا ایک بیڑا دریائے نیل کی منڈیسی شاخ میں پہنچادیا ۔ بیڑے کے پہنچتے ہی
خشکی اور تری سے ایرانی اُسپر ٹوٹ پڑے اور بیڑے کا بڑا حصہ بالکل تباہ کردیا ۔

اسطرح چھ برس کے بعد ایتھنز کی مصری مہم خاتمے کو پہنچی ۔ تباہی کے لحاظ سے آخری
واقعہ سب سے بڑھکر تھا اور ایرانیوں کے مقابلے میں یونانیوں کے سلسلۂ فتوحات میں وہ پہلی ناکامیابی
تھی ۔ بہت لوگوں کو یہ واقعہ ایسا معلوم ہوا جسمیں سوائے تباہی کے اور کوئی بات نہ نکلتی تھی ۔
لیکن ممکن ہے کہ پیرکلیز نے اس تباہی میں دو صورتیں بہتری کی دیکھی ہوں ۔ ایک یہ کہ ایتھنزیوں
کو اچھی طرح معلوم ہوگیا کہ وطن سے دُور فوجیں بھیجکر اپنی قوت کو ضائع نہ کرنا چاہئے اور دوسرے
یہ کہ ایرانیوں کے اِن ہی ہنگاموں کی وجہ سے ڈیلوس کا خزانہ ایتھنز میں منتقل کرنا پڑا ۔
اور یہ خزانہ وہ چیز تھا کہ اِن معرکوں میں جسقدر نقصان اُٹھانے پڑے تھے وہ سب اُس سے
پورے ہوسکتے تھے ۔

آٹھواں باب

سائمون کا اخیر زمانہ

اسپارٹا سے جنگ - پیلوپونے سس کے گرد جنگی مہمات کی روانگی - مصر میں ایتھنز کی فوجوں کی تباہی - "مزارعین آباد کار" - اسپارٹا سے ایتھنز کی پنجسالہ صلح - سائپرس کی مہم - سائمون کی موت - جنگ سلے مس - سائمون کی طبیعت -

پلوٹارک نے ایک تصنیف میں جسکو وہ معتبر و مستند تصنیفات سے شمار کرتا ہے کہیں یہ خبر پڑھی تھی کہ **پیرکلیز** نے **سائمون** کو **ایتھنز** میں واپس آنے کی اجازت اس شرط سے دی تھی کہ اندرونی معاملاتِ سیاست میں تو سوائے **پیرکلیز** کے کسی کو دخل نہ ہوگا لیکن ایران کے مقابلے میں بیڑوں کے متعلق جملہ انتظام **سائمون** کے اختیار میں رہیگا - یہ خبر صحیح ہو یا غیر صحیح مگر یہ واقعہ ہے کہ **سائمون** نے واپسی پر کسی لڑائی میں جو کل یونان کی طرف سے ہوی ہو حصہ نہیں لیا یا اگر لیا تو بہت خفیف -

بیوشیا کی فتح سے چند سال کے اندر ہی **ایتھنز** والوں نے **پیلوپونے سس** کے جزیروں پر دو مرتبہ جنگی مہمات روانہ کیں - ایک مرتبہ ۴۵۶ ق - م میں ایک بیڑا روانہ کیا جسکا امیر البحر **ٹالمائیڈیز** تھا جو مای رونائیڈیز کی طرح ایران کی لڑائیوں میں بڑا اعزاز پیدا کر چکا تھا - اس امیر نے **جای تھی ام** میں پہنچکر **لیسی ڈیمونیا** والوں کے کارخانے جہاں جہازوں کی مرمت ہوتی تھی پھونک دیئے - اور خلیج **کورنتھ** کے مدخل سے باہر دریائے **ایوی نس** کے دہانے کے پاس **کورنتھیا** والوں کی ایک نو آبادی پر جسکا نام **کالسس** تھا قبضہ کر لیا - اور **سسیون** کے علاقے میں بھی فوجونکو اُتار کر لڑائیاں شروع کر دیں - دوسری مرتبہ کی مہم میں **پیرکلیز** دوبارہ **سسیون** کے علاقے میں آیا اور وہاں کے لوگوں کو لڑ کر شکست دی - لیکن ملک پر مستقل قبضہ نہیں کیا - اس کے بعد صوبۂ **اکرنانیہ** کے شہر **اینیاڈی** کی فکر ہوی جو دریائے **اکیلس** کے دہانے کے قریب جھیلوں کے کنارے آباد تھا - **پیرکلیز** نے اس شہر کو فتح کرنا چاہا مگر کامیابی نہیں ہوی - یہ لڑائیاں گو اپنے وقت کی بڑی لڑائیاں تھیں - اور یونان پر اُن کا بہت اثر پہنچا تھا لیکن اُن کے مفصل حالات دریافت نہیں ہوتے - بہرکیف

اتنا ضرور ثابت ہو جاتا ہے کہ ایتھنز والے جیسے سیرونک پر دخل کر چکے ہیں اب خلیج کورنتھ پر دخل کرنے کی فکر میں ہیں۔ علاقہ سیسیون پر قبضہ کرنے کی غرض یہ تھی کہ پیلوپونیسس کی فوجوں کو اس علاقے سے خلیج اتر کر سامنے کے ملک میں پہنچنے کا کوئی ایسا موقع نہ رہے جیسا کہ ۴۵۸ ق۔م میں اسپارٹا کے لشکر کو صوبہ فوسس پر فوج کشی کے لئے مل گیا تھا۔ اگر اسپارٹا کی فوجوں کے لئے سیسیون سے بوشیا کے ساحلی شہر کروسس میں پہنچنے کا بحری راستہ کھلا رہا تو پھر کوہستان جیرانیا کے دروں پر پہرا بٹھانا بالکل فضول تھا۔

بہرحال ان کوششوں میں کوئی ہمت افزا کامیابی نہیں ہوی۔ اب یونان کے شمال میں پہنچنا بھی قطعی دشوار ہو گیا تھا۔ اس کا ذکر گزر چکا ہے کہ تھسلی کا رسالہ ایتھنز والوں کا ساتھ چھوڑ کر دشمن سے جا ملا تھا۔ تھسلی والوں کی حالت یہ تھی کہ وہاں کے عوام میں تو ہر شخص اہل ایتھنز کا قدرداں اور دوست تھا اور سمجھتا تھا کہ حریت کے محافظ اور سرپرست یہ ہی لوگ ہیں۔ ایلوایڈی کا خاندان بھی اُن سے مراسم رکھنے پسند کرتا تھا۔ لیکن تھسلی کے متوسط الحال لوگ اور شرفاء جو مسلط خاندان اور عام رعایا کے بیچ میں درجے رکھتے تھے۔ اسپارٹا کی طرف زیادہ مائل تھے۔ اور یہ ہی متوسط الحال لوگ اور شرفاء اسوقت صاحب قوت تھے۔ چنانچہ اس زمانے کے ایک واقعہ سے بھی ایسا ہی ثابت ہوتا ہے۔ ان ہی بااختیار لوگوں نے فارسےلس کے شہر سے بادشاہِ تھسلی، ایکریٹی ڈاس کے لڑکے اوریسٹیز کو نکال دیا تو اُس نے ایتھنز سے مدد کی درخواست کی۔ یہ درخواست ایتھنز والوں کے پاس اُس وقت پہنچی جبکہ ملک مصر پر ایتھنزیوں کی مہم یا تو غارت ہو چکی تھی یا اُس کے بچنے کی امید بالکل نہ رہی تھی۔ پھر بھی ایتھنزیوں نے مای رونایڈیز کو ایک فوج بوشیا اور فوسس کے سپاہیوں کی دیکر تھسلی روانہ کر دیا تاکہ اوریسٹیز کو اُس کی جگہ بحال کر دے۔ لیکن نتیجہ کچھ نہ ہوا۔ فوج فارسےلس تک پہنچ گئی۔ مگر شہر فتح نہ ہو سکا۔ تھسلی کے سواروں نے ہر طرف سے ایسے چھاپے مارنے شروع کئے کہ فوج والوں کو اپنے لشکرگاہ سے زیادہ دور جانے کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ کچھ عرصے تک پریشان رہکر یہ فوج اوریسٹیز کو ساتھ لئے ایتھنز واپس چلی آئی۔ اور ایتھنز کو تھسلی میں قوت حاصل کرنے کی امید قطعی جاتی رہی۔

اسی اثنا میں ایتھنز کی مصری مہم کی حالت روز بروز خراب ہوتی گئی اور جسدن

اس عظیم الشان مہم کے قطعی انہدام کا شور ایتھنز کے کانوں تک پہنچا ہوگا اُس دن اُس کے سمجھ میں آیا ہوگا کہ حالت حقیقت میں کس درجہ ردی و نازک ہوگئی ہے (۴۵۳ ق۔م ۹) ایران کو ملک مصر پر کامل فتح ہوگئی۔ اب سوال یہ تھا کہ اس فتح کے بعد وہ ایتھنز کے ساتھ کیونکر پیش آئے گا۔ کیا سلےمس پر شکست کا بدلہ لینے اور یوریمیڈون میں جو کچھ کھویا تھا اُسکو حاصل کرنے کے لئے پھر یونان سے لڑائیوں کا سلسلہ جاری کرے گا؟ خود یونان کی ریاستیں جو ایتھنز سے اتحاد رکھتی تھیں اُن کے خیالات بھی معلوم نہیں کہ اسوقت ایتھنز کی نسبت کیا تھے۔ ممکن ہے کہ مصر میں ایتھنز کی اس شکست کو وہ اُس کے زوالِ قوت کا مقدمہ سمجھتی ہوں۔ مصری مہم میں جو صرف کثیر ہوا تھا اُس کے بھرنے کے لئے محکوم ریاستوں پر محصول بڑھانے پڑے تھے۔ اسوجہ سے ضرور ان ریاستوں میں ناراضی کی علامتیں ظاہر ہونی شروع ہوگئی ہونگی۔ چنانچہ ایشیا کے ساحل پر تو وہ بہت جلد ظاہر ہوگئیں۔ اب اگر ایتھنز کو اپنا رعب اتحادی ریاستوں پر قائم رکھنا تھا تو لازم تھا کہ اطراف مشرق میں پھر ایک لشکر جرار بھیجے۔

وطن میں بھی طرح طرح کی تنگیاں اور تکلیفیں پیدا ہوگئی تھیں۔ ہوپ لائیٹ کی جماعت متواتر فوجی خدمتوں سے پریشان ہوگئی تھی۔ اُس کے بہت سے آدمی بھی لڑائیوں میں کام آچکے تھے۔ غالباً اسی پریشانی اور عام ناراضی کے رفع کرنے اور ایتھنز کی قوت کو سلامت رکھنے کے لئے پیرکلیز نے اس زمانے میں ایتھنز کے لوگوں کو باہر بھیجنا شروع کیا کہ وہاں نوآبادیاں قائم کریں۔ ۴۵۳ ق۔م میں وہ خود ایک ہزار ایتھنزیوں کو ہمراہ لئے جزیرہ نمائے کرسونی سی میں پہنچا۔ اور وہاں اُن کو آباد کردیا۔ اور شمالی قوموں کے حملوں سے اس ملک کو دوبارہ محفوظ کردیا۔ اسی سال ٹالمائیڈیز ایک ہزار آدمیوں کو ایتھنز سے یوبیا لے گیا جہاں پہلے سے چار ہزار ایتھنزیوں کو زمینیں مل چکی تھیں۔ اس کے بعد نیکسوس کے جزیرے میں بہت سے ایتھنزی آباد ہوگئے۔ یہ نوآباد لوگ "کلیرک" یعنی مزارعین نوآباد جماعت میں شمار ہوتے تھے۔ ایتھنز کے شہریوں کی فہرست سے اُن کا نام خارج نہ ہوتا تھا۔ بلکہ ان میں بہت سے ایسے ہوتے تھے کہ جن کو ممالک مقبوضہ میں اراضیات مل چکی تھیں مگر انہوں نے ایتھنز سے باہر قدم نہ نکالنا چاہا تھا۔ یہ آبادکار اگر باہر کے ملکوں میں اپنے جاگیروں پر آباد ہوجاتے تھے تو اُن کے اثر سے وہاں کے اصلی باشندے ایتھنز کے مطیع اور خیرخواہ رہتے تھے۔ جو لوگ ایتھنز سے باہر سکونت اختیار نہ کرتے تھے اور گھر بیٹھے اپنی جاگیر کی آمدنی کھاتے تھے تو پھر اُنکے لئے

یہ ہی سزاوار تھا کہ ہوپ لائٹ پر جو کچھ صرف ہو اُس کے کفیل وہ خود ہوں ؟

ایسی حالت میں اسپارٹا سے صلح رکھنا ایتھنز کے لئے ضروریات سے تھا۔ اب جو کچھ لاؤ لشکر۔ سامانِ جنگ وغیرہ ایتھنز کے پاس رہ گیا تھا اُس سے اسوقت یہ کام لینا تھا کہ مصری مہم سے جو فرق اُس کے اقبال میں آیا ہے اُس کی تلافی کیجاوے۔ ایتھنز کی اقبالمندی ہی پر (ڈیلوسی لیگ) کی ہستی کا دارومدار تھا۔ وہ بڑا سپہ سالار جسکے نام سے اتحادیوں کو تقویت اور اپنی کامیابی پر بھروسا ہوتا تھا۔ اسوقت ایتھنز میں موجود تھا۔ اور باوجود ایتھومی کے واقعے کے جو ۶۱ؔ ق م میں پیش آیا تھا وہ ابتک اسپارٹا کا دوست تھا۔ اسوقت اُس کے ذریعے سے ایتھنز و اسپارٹا میں گفت وشنید ہوسکتی تھی۔ چنانچہ اُسی کی کوشش سے دونوں ریاستوں میں پانچ برس کے لئے صلح ہوگئی۔ صلح کی اس قلیل مدت سے ظاہر ہوتا ہے کہ فریقین میں سے کسی کو بھی یقین نہ تھا کہ یہ حالتِ صلح بہت دن قائم رہ سکتی ہے۔ اسپارٹا والے ایتھنز کے بحری معرکوں کو دیکھکر کہ اُن کے ساحلوں پر جہاں چاہتے ہیں دست درازی کرتے ہیں سخت غصے کی حالت میں رہتے تھے مگر اُن کی ہمتیں پست ہوچکی تھیں۔ جو ریاستیں اسپارٹا سے اتحاد رکھتی تھیں اُن کے بیڑے کو ایجاینا کے نکل جانے اور کورنتھ کی تذلیل سے سخت نقصان پہنچا تھا۔ بہرکیف پانچ برس کے لئے صلح ہوگئی۔ ہمارے نزدیک تو یہ ایک بدنما سی بات ہے کہ دو لڑنے والوں میں نہایت قلیل مدت کے لئے صلح ہو اور اُس میں بھی نیت یہ ہو کہ زیادہ مفید صورتیں پیدا کر کے دوبارہ لڑائی شروع کرنیکی تیاری کیجاوے۔ لیکن یونان کے سیاسی معاملات میں اس قسم کی پیش بندیاں اکثر ملتی ہیں۔ ایک جگہ بیان ہوا ہے گو سند کافی نہیں ہے کہ تناگرا کی لڑائی کے بعد ایتھنز نے اسپارٹا سے چار ماہ کے لئے صلح کرلی۔ اور غرض اس صلح سے یہ تھی کہ اس جنگ سے جو صدمہ پہنچا ہے اُس سے ذرا حواس درست ہوجاویں تو پھر ہوشیار ہو کر اپنی بالادستی قائم کرنیکے لئے لڑائی شروع کیجاوے ؟

ریاست آرگوس میں جسوقت یہ خبر لگی کہ ایتھنز نے اسپارٹا سے صلح کرلی ہے ؛ اُن میں صلح ہونیوالی ہے تو آرگوسیوں کو اپنے سیاسی تعلقات پر دوبارہ غور کرنیکی ضرورت ہوئی۔ اُنہوں نے سوچا کہ اگر آرگوس ایسا ہی غیر محفوظ رہا جیسا کہ اسوقت ہے اور اسپارٹا کو ایتھنز کی طرف سے حملہ کرنیکا اندیشہ جاتا رہا تو پھر وہ بُری نوبت کو پہنچیگا۔ اخیر دس یا پندرہ برس میں اس ریاست نے جو کچھ استحکام حاصل کیا ہے وہ ایک ہی لڑائی میں سب برباد ہو جائیگا۔

علاوہ بریں ایتھنز سے دوستی کرنے میں اُس کو کچھ فائدہ بھی نہیں ہوا ہے۔ ایتھنز نے جو کچھ کیا وہ اپنے ہی فائدے اور نفع کے لئے کیا۔ آرگوس کے نفع کا خیال کبھی نہ رکھا۔ اس طرح پر غور کرنے کے بعد اہل آرگوس نے اسپارٹا سے نامہ و پیام شروع کئے۔ ۸ ۔ ۱ ۔ ق۔م میں آرگوس نے اسپارٹا سے تیس برس کے لئے صلح کرلی تھی۔ اب اس صلح کی تجدید چاہی۔ اسپارٹا نے آرگوس کی تجویز اس خیال سے منظور کرلی کہ ایتھنز سے جو صلح ہوی ہے وہ محض ایک التوائے جنگ کا حکم رکھتی ہے۔ لڑائی ایک نہ ایک دن ہونی ضرور ہے اس لئے بہتر ہے کہ کم از کم آرگوس کی طرف سے تو اطمینان ہو جاوے کہ لڑائی کے وقت وہ بیچ میں نہ بولیگا۔

جب وطن میں معاملات طے ہوگئے تو اب ایتھنز والوں نے ایک مہم جزیرۂ سائپرس کے قصد سے تیار کی۔ اس مہم کا سردار سائمون مقرر ہوا۔ اسوقت ایتھنز کو ایک ایسے مقام پر قبضہ کرنیکی ضرورت تھی جہاں سے سلیسیا اور مصر کے حالات پیش نظر رہ سکیں۔ چنانچہ ۴۹ ۔ ق۔م کے موسم بہار میں ایک بیڑا دوسو جہازوں کا جسمیں اتحادیوں کے جہاز بھی شامل تھے سائپرس روانہ کیا گیا۔ اس میں سے ساٹھ جہاز بادشاہ امیرٹیس کی مدد کے لئے علیحدہ کردیئے گئے۔ یہ بادشاہ باوجودیکہ ایناروس کی فوجیں فنا ہوچکی تھیں مصر زیریں میں جسکی مرطوب زمین میں فوجکشوں کی رسائی مشکل تھی بلاخوف حکومت کرتا رہا اور ایرانیوں کی کچھ پروا نہ کی۔ غرض ساٹھ جہازوں کی علیحدگی کے بعد ۱۴۰ جہازوں کو لیکر سائمون مغربی ساحل سائپرس کے شہر ماریون میں پہنچا اور وہاں سے جزیرے کے جنوبی ساحل پر آکر شہر سیٹی اَم کا محاصرہ کرلیا۔ اس شہر پر اسوقت ایک فنیقی شہزادہ حکومت کرتا تھا۔ فنیشیہ کے لوگ قلعہ نشیں ہوکر دشمن سے لڑنے میں شہرۂ آفاق تھے۔ محاربات عالم کی تاریخ میں محصور ہوکر لڑنے کے فن میں یہ ہی قوم استاد مانی گئی ہے۔ چنانچہ اسوقت بھی محاصرے کی حالت میں فنیشیوں نے اپنے جوہر دکھلائے۔ حصار کو زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ ایتھنز کے بیڑے والوں کو قحط کی تکلیف اٹھانی پڑی۔ اور اس سے بڑھکر مصیبت یہ آئی کہ اُن کا امیر لشکر سائمون بیمار پڑا اور دنیا سے رخصت ہوگیا۔ کہا جاتا ہے کہ حالت نزاع میں فوجوں کو حصار اٹھا لینے کا حکم دیا اور وصیت کی کہ مرنے پر اُسکی موت کی خبر کو پوشیدہ رکھیں لیکن حصار اٹھانا ناممکن تھا۔ کیونکہ فنیشیا والوں کا ایک بیڑا سائپرس کے شمالی ساحل پہنچ چکا تھا۔ اسوقت لڑائی سے علیحدگی کرنی گویا بحر متوسط سے دست بردار ہونا تھا۔ باوجود کمزوری اور پریشانی کے جو قحط اور سائمون کی موت سے پیدا ہوگئی تھی ایتھنزیوں نے اپنا بیڑا شمال کی طرف بڑھایا

فریق مخالف کا بیڑا بھی اُسی طرف چلا یہاں تک کہ ایتھنز کا بیڑا فینشیا کے جہازوں کے مقابلے پر آ گیا۔ جزیرۂ سلےمس سے کچھ فاصلے پر لڑائی ہوئی ایتھنز کامیاب رہا فینشیا کے ہزیمت خوردہ جہاز ساحل کی طرف چلے جہاں خشکی پر ایرانی فوجیں اُنکی حفاظت کے لئے موجود تھیں۔ ایتھنز والوں نے تعاقب کیا۔ اور جہازوں سے اُتر کر خشکی پر بھی ایرانی فوجوں کو شکست دیدی۔ معلوم ہوتا تھا کہ یوریمیدون کے کارنامے آج پھر دُہرائے جاتے ہیں۔ اور ایتھنز ایک بار پھر ایران پر اپنی قوت کا زیادہ ہونا ثابت کرتا ہے۔ اب ایتھنز کا بیڑا فتح پا کر وطن کو پلٹا۔ راستے میں وہ جہاز بھی مل گئے جو امیرٹیس کی مدد کو مصر بھیجے گئے تھے لیکن مدد نہ پہنچا سکے تھے اور اب ایتھنز کو واپس آ رہے تھے۔ سائمون کا جنازہ ایتھنز میں لائے اور ملی ٹین دروازے کے باہر فیلایڈی کے گورستان میں اُس کو دفن کر دیا ؂

گو میزان کامیابی میں ایتھنز کا پلہ ایران کے مقابلے میں بھاری رہا مگر یہ کامیابی قطعی نہ تھی اور جس حد تک ہوئی تھی اُس کی قیمت نہایت گراں دینی پڑی تھی۔ فینشیا کے بیڑے کو شکست البتہ ہو گئی تھی مگر سائپرس جیسا پہلے غیر مفتوح تھا اب بھی غیر مفتوح رہا اور (ڈیلوسی لیگ) کی فہرست پر نہ چڑھ سکا۔ بلکہ بدستور ایران کے تحت میں رہا۔ ایران کی فوجیں اُسپر بے تکلف اُتر گئیں۔ سائپرس کے شہروں پر فینشی شہزادے حکومت کرتے رہے۔ یونان یا یونانیت کا اگر کچھ اثر ہوا بھی تو وہ دیرپا نہ تھا۔ غرض وہ جزیرہ جسپر قبضہ کرنے کی بڑی تمنا تھی اور جسپر قبضہ ہو کر یونان کے اختیار میں ہوتا کہ ایرانی فوجیں سلیسیا سے اُٹھکر جہازوں پر قدم نہ رکھ سکیں اور کوئی فینشی یا مصری جہاز بغیر اُس کی مار کھائے بچکر نہ نکل سکے اب وہ جزیرہ ایتھنز کے ماہران جنگ کی دسترس سے باہر ہو گیا ؂

سائمون کو موت نے یونان کے سر سے اُٹھا لیا۔ افسوس اب وہ سردار باقی نہ رہا جس نے تیس برس تک متحدہ فوجوں کا پیش رو بنکر اُنپر فتوحات کے دروازے کھولدیئے تھے۔ اب افواج یونان کی افسری کے لئے یہ سردار عدم سے واپس نہ آئیگا۔ میلاد مسیح سے (۴۸۰) برس پہلے کے واقعات میں سب سے پہلے اس نامور کا ذکر اسطرح آیا ہے کہ وہ ایتھنز کا ایک شہسوار ہے جو ایتھینا دیبی کی ہیکل میں اپنے گھوڑے کی راسیں اُتار کر لٹکا دیتا ہے کیونکہ تھی مس ٹوکلیز کا حکم ہو گیا ہے کہ اب ایتھنز کے ہر سپاہی کو گھوڑے پر نہیں بلکہ جہاز پر سوار ہو کر لڑنا پڑے گا۔ اس کے بعد سنہ ۴۴۸ ق م میں جبکہ زینن تھی پس

آنکھوں سے اوجھل ہوتا ہے تو سائموں اور ایرس ٹائڈیز کو پہلو بہ پہلو ایتھنز کی بیڑے کی سرواری پر دیکھتے ہیں۔ ایرس ٹائڈیز کے ساتھ وہ ڈیلوس کی لیگ کو قائم کرتا ہے۔ اور اس زمانے سے پھر وہ یونان کی ہر ایک لڑائی اور عزیمت کی جان بن جاتا ہے۔ یہ ہی وہ فاتح اور منتظم مدبّر ہے جس نے تھریس کے ساحل کو فتح اور تھے سوس کی بغاوت کو فرو کیا۔ اور یہ ہی وہ نامور سپہ سالار ہے جس نے یوری میدون میں ایرانی فوجوں اور بیڑوں کو شکست دی۔ مرنے کے بعد بھی اُس کے نام سے ایتھنز کے لوگوں میں فتح و نصرت کا جوش پیدا ہوتا تھا۔ بحری معرکوں میں وہ سب سے بڑا صاحب تدبیر تھا۔ یہ سمجھئے کہ اپنے وقت کا نپولین تھا۔

اُس کی عادتیں اور خصلتیں سپاہیانہ تھیں۔ بلند قامت تھا۔ بال حلقہ حلقہ تھے اور جمے رہتے تھے۔ آنکھیں ایسی تھیں کہ دیکھنے والے گرویدہ ہو جاتے تھے۔ ایتھنز کا ہر کس و ناکس اُسکی صورت سے واقف تھا۔ خوش ادا اور ہر بات میں ایسا قابل تھا کہ جس مجمع میں جاتا اُس کی شرکت کو حاضرین ایک نعمت خیال کرتے۔ اگر کہیں اشعار خوش الحانی سے پڑھتا تو لوگ اُنکو یاد کر لیتے۔ اگر لڑائیوں کا حال یا لڑنے والوں کی زندگی کے قصے بیان کرنے شروع کرتا تو لوگ ہمہ تن گوش ہو کر سنتے۔ کثرت سے زردار تھا۔ اور سخاوت کی بھی انتہا نہ تھی۔ بلکہ بعض وقت بدخواہ الزام دیتے تھے کہ اپنا کام نکالنے کے لئے روپے کی طمع دلا کر لوگوں کو اپنا دوست بنا لیتا ہے۔ کبھی اپنے ملازموں کو جو قیمتی لباس پہنے ہوتے تھے حکم دیتا تھا کہ کسی بڈھے اپاہج کے پھٹے پرانے کپڑوں سے اپنا لباس بدل لیں۔ کبھی اپنے باغوں کے جنگلے نکلوا دیتا تھا کہ راہ گیر اگر چاہیں تو بے تکلف پھل پھول توڑ لیں۔ کبھی روپے پیسے مٹھیاں بھر بھر کر لوگوں میں لٹاتا۔ لیکن اِن سے بھی زیادہ مفید اور شریفانہ کا موں میں دولت صرف کرنی اُس کو آتی تھی۔ لڑائیوں میں دشمن سے جو نادر اور قابل یادگار چیزیں حاصل کرتا اُن سے شہر کی زیب و زینت کو بڑھاتا۔ شہر کے چوک اور بازاروں میں سرو کے درختی اپنے صرف سے لگائے۔ تاکہ گرمی میں تیز دھوپ سے بچنے کے لئے ہر طرف خوشگوار سایہ موجود رہے۔ ایکیڈمی میں آبپاشی کا بندوبست کیا۔ اسپ دوانی کے لئے سرسبز جولانگاہ اور صاف ستھری عمارتیں تماشائیوں کے بیٹھنے کے لئے تعمیر کرائیں۔ ہر طرف پاکیزہ روشیں بنوائیں۔ فصیلوں کی بنیادیں بھی اُسی کے وقت میں بھری گئیں جنہوں نے ایتھنز کے شہر اور بندرگاہ کو ایک احاطے میں لے لیا۔ ایکروپولس میں ایک جدید بُت خانے کی تعمیر کا بندوبست کیا۔

اور فیڈیاس مشہور بُت تراش و مجسمہ ساز کو حکم دیا کہ ایتھینیا دیبی کی ایک نہایت قدآور عالیشان برنجی مورت تیار کرے۔ یہ مورت ایسے بلند قد تیار کی گئی کہ اُس کے ہاتھ کی برچھی پر جب سورج کی کرن پڑتی تھی تو کوسوں دور سنی ام کے ملاحوں کی آنکھوں پر اُسکی چمک پڑتی تھی ؎

سائمون کی نسبت دو الزام مشہور ہیں۔ ایک یہ کہ اُس نے تھی مس ٹوکلیز کو شہر بدر کرایا۔ اور ایتھنز کو ایسے دانشور اور اولی العزم شخص سے محروم کردیا۔ دوسرا الزام یہ ہے کہ جسوقت اسپارٹا کو غارت کردینا آسان تھا اُسوقت اُس کو غارت نہ ہونے دیا۔ یہ دونوں الزام بے بنیاد نہیں ہیں۔ گو ملزم کی صفائی میں بھی دلائل کے پیش کرنے کی بہت گنجائش ہے۔ پہلے الزام کی نسبت اسقدر کہہ سکتے ہیں کہ سائمون اور تھی مس ٹوکلیز دونوں سیاسی حریف تھے۔ جب دونوں مقابلے پر آئے تو سائمون جیت گیا۔ ۴۷۱ق۔م کے بعد تھی مس ٹوکلیز کسی میدان کارزار میں امیر فوج بنکر نہیں آیا گو ایتھنز کی اور طرح پر خدمات انجام دیتا رہا۔ گر یہ خدمات ہمیشہ اسطرح انجام دیں کہ اسپارٹا کی دشمنی ہر موقع پر بڑھتی گئی۔ یہ امر بحث طلب ہے کہ ڈیلوسی لیگ کے قیام اور اہتمام میں اُس کو ایسی ہی کامیابی ہوئی جیسے کہ سائمون اور ایرس ٹائڈیز کو ہوی تھی۔ بے شک ایتھنز کے لئے یہ افسوس کی جگہ بلکہ قسمتوں کی کوتاہی تھی کہ ایسے شخص کو اپنے سے جدا کردیا۔ لیکن اُسکی جلاوطنی کی نسبت یہ کہنا کہ محض حریفوں کی سازش کا نتیجہ تھی درست نہیں۔ کیونکہ دشمنوں کے رشک و حسد سے زیادہ خود اُس کے اعمال اس سزا کا باعث ہوے تھے۔ دوسرے الزام کی نسبت یہ کہہ سکتے ہیں کہ سائمون، اسپارٹا کا ہمیشہ سے دوست تھا۔ بے شک سائمون نے ایتھنز کو صلاح دی کہ ہیلٹ کی بغاوت فرو کرنے کے لئے اسپارٹا کو مدد پہنچائی جائے۔ حالانکہ یہ وقت اسپارٹا پر ایسا تھا کہ اگر اُس کے باغیوں کو ایتھنز مدد پہنچاتا تو اسپارٹا بالکل تباہ ہوجاتا۔ لیکن سائمون، اسپارٹا کا پکا دوست تھا اور وہ اس بات کو تسلیم نہ کرتا تھا کہ اسپارٹا اور ایتھنز ملکر کوی کام نہیں کرسکتے۔ بلاشبہ اگر سائمون برسر حکومت رہتا تو دکھا دیتا کہ دونوں ملکر کیسی خوبی سے کام کرسکتے ہیں۔ لیکن پیریکلیز اور تھی مس ٹوکلیز کے جو طریقے تھے اُن کے ہوتے اسپارٹا اور ایتھنز کا ملکر کام کرنا قطعی ناممکن تھا۔ اِن دونوں مُدبّروں کے نزدیک۔ ایتھنز کی حکومت ایک شہنشاہی تھی اور اسپارٹا شہنشاہی کے لئے ایتھنز کا رقیب تھا پس اگر ایتھنز کو شہنشاہی کا شوق تھا تو رقیب کو ہلاک کرنا ضروری تھا۔ پیریکلیز اور تھی مس ٹوکلیز کی نسبت یہ کہنا کہ وہ کل یونان کے ہمدرد تھے درست نہیں وہ صرف ایتھنز کے ہمدرد تھے۔ لیکن سائمون کی یہ حالت

نہ تھی۔ جہانتک کسی یونانی کو کسی ہمدردی ہو سکتی تھی سائمون کو کل یونان کے ساتھ ہمدردی تھی۔ اُس کو یقین تھا کہ اگر اسپارٹا علحدہ ہو گیا تو کل یونان کو ایسا نقصان پہنچیگا کہ اُس کی تلافی قطعی ناممکن ہوگی۔ اُس کی خواہش تھی کہ یونان کی یہ دونوں ریاستیں آپسمیں اتفاق رکھیں۔ وطن میں امن و امان کی غرض سے اور وطن سے باہر ایران سے لڑنے کے لئے ہمیشہ متحد و متفق رہیں۔ سائمون کے مرتے ہی ایران سے لڑائی جاری رکھنے کا خیال محو ہو گیا اور اُس کے ساتھ ہی یہ امید بھی رخصت ہوی کہ ایتھنز اور اسپارٹا میں کوئی دائمی صلح قائم رہ سکتی ہے ؎

نواں باب

اسپارٹا سے صلح اور پھر لڑائی

سائمون کی موت سے ایتھنز کی تاریخ میں ایک جدید عہد شروع ہوتا ہے۔ یہ نامور ایتھنز کے اُن سپہ سالاروں میں سب سے اخیر تھا جو سمجھتے تھے کہ یونان دنیا کے پردے پر محض ایران سے لڑنے کے لئے پیدا ہوا ہے۔ سائمون کے مرنے پر فاتحان مے رتھون میں سے اب کوئی باقی نہ رہا۔ اُس کی وفات سے لیکر پچاس برس تک یونان کو ایتھنز اور اسپارٹا کی لڑائیوں میں مصروف رہنا پڑا۔ اور جب تک یہ لڑائیاں حکومت ایتھنز کے زوال پر ختم نہ ہوگئیں اسپارٹا کا بادشاہ ایجی لاس، اسپارٹا کی قدیم حکمت عملی پر کاربند نہ ہو سکا۔ سائمون امراء کے فریق کا اخیر سردار تھا جس نے سیاسی مدبر کی حیثیت سے نہیں بلکہ سپاہیانہ اوصاف کے ساتھ اپنے فریق کی سرداری کی تھی۔ جو لوگ اُس کے بعد اِس فریق کے سرگروہ ہوئے اُن کے خیالات اور خیالات کو عمل میں لانے کے وسائل کچھ اور تھے۔ ارباب رزم اور ارباب سیاست میں روز بروز فرق بڑھتا گیا اور یہ فرق ایسا تھا کہ امراء کے فریق کو اپنے حریفوں کے مقابلے میں زیادہ نقصان اُٹھانا پڑا۔ پیرکلیز کا شمار گو ایتھنز کے بڑے سپہ سالاروں میں نہیں ہوا ہے لیکن فنون حرب میں جہانتک یونانیوں کو اُن میں دستگاہ ہو سکتی تھی وہ بڑا قابل تصور کیا جاتا تھا۔ کلیون نے بھی جو جمہور کا سردار ہوا یونان کی ایک بڑی خدمت کی تھی۔ ایلسی بایڈیز بھی اگر اُس کو جمہور کے فریق میں شمار کیا جاوے جنگ وپیکار میں بڑا صاحب کمال گزرا ہے۔ لیکن امراء کے فریق میں فی سیاس کے سوا سائمون کے بعد مشکل سے ایک شخص بھی ایسا نہیں ملتا جس نے میدان جنگ میں نام پیدا کرکے اپنے فریق کو قوت بخشی ہو؟

پیرکلیز اِسوقت ایتھنز میں سب سے بڑا آدمی تھا۔ مگر اُس کے دشمن اور مخالف بھی موجود تھے۔ ابھی چندسال کا زمانہ باقی تھا کہ اُسکی قوت اُس اوج کمال کو پہنچے جس کو آخرکار وہ پہنچی۔ اور ان ہی چندسال میں بڑے بڑے اہم واقعات پیش آئے۔ اسپارٹا سے پانچ برس کے لئے صلح ہوتے دیر نہیں ہوی تھی کہ ملی ٹس کے شہر میں بدعلی شروع ہوی۔ یہ شہر فریق سازی و فتنہ انگیزی میں مدت سے مشہور تھا۔ گو پچھلے سو برس میں فریقی نزاعات اُس کے متعلق کم پیش آئے تھے جسکی وجہ

کچھ تو انتظام کی خوبی تھی اور کچھ ایران کی بربادکن فتوحات کا خوف تھا جو فریقوں کو مجبور رکھتا تھا کہ آپس کے جھگڑے چھوڑ کر ایک ہی آقا کے سامنے گردن اطاعت جھکا دیں۔ جسوقت یہ شہر ڈیلوس کے لیگ میں شامل ہوا تھا اُسوقت چند صاحب اختیار امراء (اولیگارک) کے ہاتھ میں اُسکی حکومت تھی۔ ایتھنز والوں نے اسوقت مناسب نہ سمجھا کہ موجودہ طرز حکومت میں کسی قسم کی تبدیلی کریں۔ ڈیلوسی لیگ میں اس شہر کی شرکت غالباً جنگ مای کیلی (۴۷۹ ق۔م) کے تھوڑے ہی عرصے بعد ہوی تھی۔ اُسوقت ایتھنز میں عمومی خیالات کا اتنا زور نہ تھا کہ متحدہ ریاستوں میں بھی اُنکی پابندی پر اصرار کیا جاتا۔ بہرکیف اس زمانے میں ملی ٹس کے باختیار امراء (اولی گارک) اور عوام میں مخالفت پیدا ہوگئی تھی۔ اُسکی وجہ خواہ تو یہ ہو کہ مصر پر ایران کا غلبہ دیکھکر اُمرائے ملی ٹس کو دولت عجم سے تعلقات مستحکم کرنے کا خیال پیدا ہو جو عوام کے مزاج کے خلاف تھا۔ یا یہ کہ ایتھنز میں عمومی خیالات نے قوت پکڑلی اور ملی ٹس کے عوام کو بھی نئے نئے حقوق طلب کرنیکی جرأت ہوی جو اُمرائے ذی اختیار کو شاق گزری۔ بہرکیف جو کچھ وجہ ہوی ہو یہ یقینی ہے کہ ۴۵۰ء ق۔م میں ملی ٹس کے امراء یعنی عدیدیوں نے جمہور یعنی عوام پر حملہ کرکے ڈیلوسی لیگ سے اپنا تعلق قطع کر لیا۔ عوام نے اِن زیادتیوں کی شکایت ایتھنز سے کی۔ برخلاف اسکے امرائے ملی ٹس دولت ایران سے مدد کے خواستگار ہوے۔ ایتھنز نے فوراً ملی ٹس کے معاملات میں دخل دینا ضروری سمجھا۔ اور عوام کا نفع مدنظر رکھکر اُس کے نظم سیاست میں ردوبدل کر دیا۔ اور شہر میں ایتھنزی فوج کا ایک دستہ عوام کی حفاظت کے لئے مقیم کر دیا۔ ایتھنز کے پانچ آدمی شہر کے معاملات فیصل کرنیکے لئے مقرر ہوے۔ اور سو مینی (۳۲۵ پونڈ) سے زیادہ مالیت کے مقدمات کی نسبت حکم ہوا کہ آئندہ سے اس قسم کے مقدمات فیصلے کے لئے ایتھنز بھیجے جایا کریں۔ اس اخیر حکم سے پتا چلتا ہے کہ قانونی عدالتوں کا نشو و نما جو جمہوری حکومت (عمومیت) کی خصوصیات سے تھا کس طرح پر شروع ہوا ؟

ملی ٹس کیطرح ایری تھری اور کولوفون کے شہروں میں بھی بدعلیاں شروع ہوئیں۔ اور اُنکے انسداد اور بحالی امن کیلئے وہ ہی طریقے اختیار کئے گئے جو ملی ٹس میں اختیار کئے گئے تھے۔ شہر ایری تھری کی نظم سیاست کے متعلق ردوبدل ہونیکے بعد جو قواعد منضبط ہوے وہ ایک سنگین لوح پر کندہ کئے گئے۔ یہ لوح دستیاب ہوگئی ہے اور اُس کے اکثر حصے صاف پڑھے جاتے ہیں۔ یہ قواعد اس اعتبار سے نہایت دلچسپ ہیں کہ غالباً خود پیری کلیز کے لکھے ہوے ہیں یا اُسکے مشورے سے

منضبط ہوئے تھے۔ اس کتبے سے پیریکلیز کے سیاسی خیالات پر خوب روشنی پڑتی ہے اور دریافت ہو جاتا ہے کہ ایتھنز کے نفع کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک ماتحت ریاست کے لئے وہ کس طرز حکومت کو بہتر سے بہتر خیال کرتا تھا۔ شہر ایری تھری کی حکومت ایک مجلس کے سپرد کی گئی جسکے ارکان کی تعداد ایک سو بیس تھی۔ اِن کا انتخاب ہر سال قرعے کے ذریعہ سے ہوتا تھا۔ شہر والوں میں سے کوئی شخص جسکی عمر تیس برس سے کم کی ہو انتخاب کے لئے اپنا نام پیش نہیں کر سکتا تھا۔ مجلس کے ہر ایک رکن کو اس مضمون کا حلف لینا ہوتا تھا کہ "میں جو کچھ مشورہ دونگا حتی الامکان نہایت غور کے بعد قانون کا پورا لحاظ کر کے اور باشندگان ایری تھری وایتھنز وریاستہائے متفقہ کے حق میں مفید سمجھکر دونگا۔ میں ایتھنز کے باشندوں اور ڈیلوسی لیگ سے سرکشی نہ کرونگا اور نہ دوسرے کی مدد ایسی سرکشی میں کرونگا۔ میں دشمن سے کبھی سازش نکرونگا۔ اور نہ کسی دوسرے کو ایسے کام میں مدد دونگا۔ میں بلا اجازت اہل ایتھنز وحکومت ایتھنز کے کسی جلاوطن کو اپنے پاس پناہ نہ دونگا۔ اور نہ اس کام میں دوسرے کی اعانت کرونگا۔ اور نہ ایسے لوگوں کو پناہ دونگا جو ایرانیوں کی پناہ لے چکے ہیں۔ میں بلا اجازت حکومت ایتھنز، ایری تھری کے کسی آدمی کو جان سے نہ مارونگا۔ مجھ کو اس کا علم ہے کہ اگر کوئی آدمی دوسرے آدمی کو ہلاک کریگا تو اُسکو سزائے موت دیجاویگی اور اگر کوئی شہری دیوتاؤں کے خلاف شان کوئی حرکت کریگا تو وہ قتل کر دیا جاویگا۔ اور اگر لیگ کے خلاف کوئی قصور کریگا تو جلاوطنی کی سزا پائیگا۔ اور اُسکی جائداد ایتھنز کے لوگوں میں تقسیم کر دی جائیگی۔ اگر کسی شخص پر یہ جرم ثابت ہوگا کہ اُس نے ایری تھری کے شہر کو کسی ٹایرنٹ (غیر آئینی حاکم) کے حوالے کرنا چاہا ہے تو اُس کو سزائے موت دیجاویگی اور اُس کی اولاد بھی قتل کر دیجاویگی"۔ باشندگانِ ایری تھری کو یہ حکم بھی ہوا کہ وہ پین ایتھینیا کے تہوار میں قربانی کے جانور جنکی قیمت ۳ منی (۱۰ پونڈ) سے کم نہ ہو بھیجا کریں۔ اور اُس کے عوض میں اُن کے ہر شخص کو قربانی کے کھانے سے ایک حصہ ملیگا جسکی قیمت ایک ڈرالکما (۹ پنس) سے زیادہ نہ ہوگی۔ اس حلف کے علاوہ ایک قسم اسبات پر لیجاتی تھی کہ ایری تھری کے لوگ ایتھنز کے لوگوں اور حلیفوں کے ہمیشہ خیر خواہ رہیں گے۔ لوح میں کچھ قواعد ایسے بھی کندہ تھے جن میں اُن حکام کے فرائض بیان ہوئے تھے جو ایتھنز سے ایری تھری کے انتظام کے لئے مقرر ہو کر آئیں۔ لیکن جہاں یہ عبارت ہے وہاں لوح کی حالت ایسی شکستہ ہے کہ کچھ پڑھا نہیں جاتا۔

اِن قواعد واحکام سے ظاہر ہوتا ہے کہ جملہ ریاستہائے متحدہ (مشارکت) کی طاقت کو ایتھنز نے

اپنی طاقت تصور کر رکھا تھا۔ اور متحدہ ریاستوں سے خیانت یا بغاوت کرنی گویا ایتھنز سے خیانت و بغاوت کرنی تھی۔ ایتھنز کا طریقہ اب یہ ہوگیا تھا کہ جب کبھی کسی مددگار ریاست کو اپنا غلام بنانا چاہا تو فوراً اُس کے شہروں میں اپنی فوجیں بٹھادیں یا اگر انہی میں سے کسی ریاست کو اپنی ماتحتی میں لینا چاہا تو بلا تامل اُسکی عدالتوں کا انتظام اپنے قبضے میں کرلیا۔ نیکسوس، تھےسوس، ملی ٹس، ایری تھری کی اتحادی ریاستیں اب ایتھنز سے برابری کا درجہ رکھکر ایک دوسرے کی معاون و مددگار نہ رہی تھیں۔ بلکہ ایتھنز نے انپر غلبہ پاکر جبراً اُن کو اتحاد میں شریک رکھا تھا۔ جو روپیہ ایسی ریاستوں سے وصول کیا جاتا تھا وہ ایک ایسے سرمائے کو بڑھاتا تھا جس نے اُن کے لئے ایتھنز کا مقابلہ کرنا اور بھی ناممکن کردیا تھا۔ جزیرہ ڈیلوس سے لیگ کے خزانے کا ایتھنز میں منتقل ہونا بھی خالی از علت نہ تھا۔ اب بجائے ڈیلوس کے ایتھنز لیگ کے جلسوں کے لئے صدر مقام ہوگیا۔ جو روپیہ اور نذریں پہلے ڈیلوس میں اپولو دیوتا کے سامنے پیش ہوتی تھیں اب ایتھنز میں ایتھینا دیبی پر چڑھائی جاتی تھیں۔ لیگ کے کاروبار کا کل انتظام اب ایتھنز میں ہوتا تھا اور اس کے کارپرداز اور منتظم بھی عموماً اب ایتھنز کے باشندے ہوتے تھے۔ اور ایتھنز ہی میں مشارکت کی ریاستوں کے مقدمات بڑی مالیت کے فیصل ہوتے تھے۔

سائمون کے مرتے ہی سب نے مشورہ کرکے ایران سے لڑائیاں بند کردیں۔ اب نہ خود پیری کلیز کو اور نہ اُس کے مخالفوں کو ایران سے لڑائی شروع کرنیکا خیال پیدا ہوا۔ لیکن ایتھنز کی برّی و بحری سپاہ کے لوگ سائمون کو حسرت سے یاد کیا کرتے تھے کہ کس طرح وہ اُنکو لڑائیوں پر بھیجتا تھا اور فتحیابی سے سرخرو کرتا تھا۔ فوجوں کے سپاہی اور جنگی جہازوں کے ملاح اب حکومت کا بڑا عنصر تھے۔ پیری کلیز جانتا تھا کہ اُن کو خوش رکھنا ضروریات سے ہے۔ ابتک یہ لوگ باوجود اِسکے کہ پیری کلیز کا انتظام عمومی طریقے کا تھا اسی فریق میں شریک ہوتے تھے جسکا سردار سائمون رہ چکا تھا۔ لیکن اب وہ زندہ نہ تھا۔ اس لئے اِن لوگوں کو کسی فریق میں شریک ہونیکا وہ جوش نہ تھا جو ایک فوجی کو اپنے فوجی سردار کا ساتھ دینے میں ہوتا ہے۔ یہ جوش وہ ہوتا ہے کہ اگر کسی سیاسی فریق کا سردار اُس کو روکنا بھی چاہے تو نہیں روک سکتا۔ غرض اِن لوگوں میں کسی خاص فریق کی شرکت پر جو اصرار پہلے تھا وہ اب باقی نہ تھا۔ اور تھوڑے سے اشارے کی ضرورت تھی کہ وہ اس فریق میں شریک ہوجاویں جس نے فی الحقیقت اُن کو ملک میں ایک زبردست طاقت بنا دیا تھا۔ پیری کلیز اس کام کے لئے موقع کا منتظر رہا اور جب موقع آیا تو اُس کو

ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ اِس کا ذکر پہلے آچکا ہے کہ پیرکلیز نے یوبیا، نیکسوس اور کرسونیس میں ایتھنزیوں کی نوآبادیاں قائم کردی تھیں۔ اِن نئی بستیوں نے ایتھنز کے باشندوں کی حالت درست کرنے میں اور سلطنت ایتھنز کو استحکام بخشنے میں بڑی مدد پہنچائی تھی۔ اب پیرکلیز نے متحدہ ریاستہائے یونان کی حدود سے باہر ایتھنزیوں کو آباد کرنیکی طرف توجہ کی۔ اور اگر زمانے کے تعین میں ہم غلطی نہیں کرتے تو کہہ سکتے ہیں کہ اسی زمانے میں اُس نے تھریس میں بریا کی نوآبادی قائم کی اور خود بحر اسود کا سفر اختیار کیا ؛

بریا کی نوآبادی کی نسبت جو کچھ علم حاصل ہوتا ہے وہ ایک سنگیں لوح کے کتبے سے ہوتا ہے جو اتفاق سے ابتک موجود ہے۔ اس لوح پر وہ حکم کندہ ہے جسکی تعمیل میں بریا کی نوآبادی قائم ہوی۔ اگر یہ لوح موجود نہ ہوتی تو کتب تواریخ سے صرف اتنا ہی معلوم ہوتا کہ ایتھنز کے لوگوں نے اپنے شہر والوں کو بریا میں آباد ہونیکے لیئے بھیجا۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اِس زمانے کے حالات کتابوں میں زیادہ مذکور نہیں ہیں اور جو ہیں اُن کی صحت مشکوک ہے۔ کتبے کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ دس حاکم جیونومی (تقسیم کنندگان اراضی) کے لقب سے نوآباد لوگوں میں زمین تقسیم کرنے کی غرض سے مقرر کئے گئے تھے ڈیموکلائیڈیز جس نے یہ قواعد مرتب کئے تھے بریا کی نوآبادی کا بانی سمجھا گیا اور جملہ اختیارات کے ساتھ وہ اس بستی کا حاکم مقرر ہوا۔ آبادی کے موقع پر جو پُرانے بُت خانے یا متبرک مقامات تھے اُنکی حفاظت کی سخت تاکید کی گئی۔ اور کسی نئے بُت خانے یا مذہبی عمارت کے بنانے کا حکم نہیں دیا گیا۔ نوآباد لوگوں کو ہدایت تھی کہ ایک بیل اور دو بھیڑیں پین ایتھنیا میں اور ایک نشان ڈائیونی سس کے تہوار میں چڑھایا کریں ؛

پونٹس (بحر اسود) میں پیرکلیز کے سفر کی کیفیت یہ ہے کہ ایتھنز کے سوداگر مدت دراز سے بحر اسود کے بندرگاہوں میں غلے کی تجارت کیا کرتے تھے۔ ریاست ملیٹس کی اکثر نوآبادیاں سمندر کے کنارے آباد تھیں۔ اور اُنکے لوگ ملحقہ ملکوں کی پیداوار جہازوں میں بھر کر یونان کے شہروں میں پہنچایا کرتے تھے۔ اگر یہ خبر صحیح ہے کہ ایرسٹائیڈیز کا انتقال بحر اسود میں ہوا تھا تو پونٹس میں پیرکلیز کی مہم پہلی مہم نہ تھی جو اہل ایتھنز نے اِن اطراف میں بھیجی۔ لیکن اسمیں شبہ نہیں کہ یہ پہلا ہی موقع تھا کہ آبنائے بوسفورس سے آگے ایتھنز کا کوئی فوجی سردار لشکر لیکر گیا ہو۔ اس مہم کی سب سے بڑی وجہ یہ دریافت ہوی ہے کہ شہر سینوپی کے لوگوں نے

اپنے حاکم جابر ٹائی مے سی لاس کے جور وظلم سے نجات حاصل کرنے کے لیئے ایتھنز سے مدد چاہی۔ اسمیں شبہ نہیں کہ یہ حاکم سلطنت ایران کی طرف سے سینوپی میں مامور تھا۔ اُسپر حملہ کرنے کے معنی یہ تھے کہ "ملک اعظم ایران" پر حملہ کیا جاتا ہے۔ لیکن پیرکلیز کو اسکا خوف نہوا اور اُس نے اتحادیوں کے بیڑے کو بحر اسود میں لیجاکر سینوپی کے لوگوں کو مدد پہنچانے میں مطلق تامل نہیں کیا۔ سینوپی پہنچکر سردار مے کس کو تیرہ جہاز اس غرض سے دیئے کہ جسوقت ضرورت ہو وہاں کے باشندوں کو مدد پہنچاے۔ چنانچہ سردار مے کس نے اِن جہازوں کی مدد سے سینوپی کے حاکم ٹائی مے سی لاس کو شہر سے نکال دیا۔ اِس کے بعد چھ سو آدمی ایتھنز کے سینوپی میں بلائے گئے۔ کہ معزول حاکم اور اُس کے ساتھیوں کی زمین اور جائداد پر قبضہ کریں۔ اس مہم کا یہ ہی ایک بڑا کام تھا جسکا تاریخوں میں ذکر ہے لیکن پلوٹارک نے کسیقدر مبہم طریقے سے لکھا ہے کہ پیرکلیز نے پونٹس میں پہنچکر ان تمام عرائض پر حکم لکھے جو پونٹس کے یونانی شہروں سے اُس کے سامنے پیش ہوئیں۔ اور غیر یونانی بادشاہوں اور شہزادوں کو جنکی عملداریاں قرب وجوار میں تھیں اپنی قوت وسطوت کی شان دکھلائی اور اُن پر روشن کردیا کہ یونانی اپنے بیڑے کو جہاں لیجانا چاہیں لیجا سکتے ہیں اور جس سمندر کو چاہیں اُس کو اپنا زیر فرمان بنا سکتے ہیں۔ اِن غیر یونانی بادشاہوں میں اوڈریسیا کا بادشاہ ٹیریز تھا جس کی عملداری دریائے ہیبرس سے دریائے ڈینیوب تک وسیع تھی۔ اور اسی بادشاہ کا داماد ملک سیتھیا کا بادشاہ ایریاپی تھیز تھا جسکی سلطنت دریائے ڈینیوب کے اُسپار تھی۔ یہ دونوں بادشاہ بہت قابل اور زبردست تھے۔ بحر اسود کے مغربی کنارے پر جو شہر آباد تھے وہ بادشاہ ٹیریز کو خراج ادا کرتے تھے۔ شمالی کنارے کے شہروں میں جو لوگ آباد تھے وہ باشندگان سیتھیا کے ہمسایہ تھے۔ اِن غیر یونانی بادشاہوں کو یونانیوں سے دوستانہ تعلقات رکھنے ضروری تھے۔ یونانی بھی موقع پاکر اپنی طاقت اُنکو دکھاتے رہتے تھے تاکہ ان کو معلوم رہے کہ پونٹس میں ایتھنز کی جو نوآبادیاں قائم ہیں اُن کی حمایت اور پشتی کے لیئے ایک بڑی طاقت ہر وقت موجود و مستعد ہے۔ پونٹس کے یونانی شہروں میں بھی بعض جگہ بادشاہی تھی۔ چنانچہ پینٹی کیپی ام میں جو بحر اسود کا بڑا تجارتی شہر تھا ایک یونانی خاندان حکومت کرتا تھا جو لیس بوس کے ایک قدیم تاجدار آرکی نیکس سے اپنا سلسلۂ نسب قائم کرتا تھا۔ ممکن ہے کہ پیرکلیز نے اس شاہی خاندان سے دوستانہ مراسم پیدا کرلیئے ہوں۔ کیونکہ پینٹی کیپی ام کے شہر سے

جسقدر غلہ باہر کے ملکوں کو جاتا تھا پونٹس کے کسی اور شہر سے نہ جاتا تھا۔ اور زمانہ بھی ایسا تھا کہ مصر سے غلّے کی برآمد پر ایرانی قابض ہو چکے تھے۔ اِس لیئے اس شہر سے تعلقات پیدا کرنے اور بھی مناسب تھے۔ بہرکیف تعلقات قائم ہوئے ہوں یا نہ ہوئے ہوں چوتھی صدی قبل مسیح میں دریافت ہوتا ہے کہ سسی مری بوسفورس کے شہزادے ایتھنز کو تحائف میں غلہ بھیجتے ہیں۔ اور دولت ایتھنز کی نہایت درجہ تعظیم و تکریم کا اظہار کرتے ہیں؀

پونٹس میں پیرکلیز کی مہم کا سب سے بڑا فائدہ یہ نکلا کہ غیر یونانی بادشاہوں پر یونان کا رعب چھا گیا۔ اور اُن کے علاقوں سے یونان کے شہروں میں غلہ آنے لگا۔ ایتھنز والوں کی مدد سے کچھ دنوں سینوپی کا شہر مصیبت سے بچا رہا مگر پھر وہ جلد ایران کے تسلط میں آگیا۔ اسکی شہادت مطلق نہیں ملتی کہ اسوقت سینوپی کے سوا پونٹس کے کسی اور شہر پر ایتھنزیوں کے قدم جمے ہوں۔ البتہ سینوپی کے واقعے کے بعد ممفی ام کے ساحلی شہر پر جو بیزنٹی کپی ام سے کسیقدر جنوب میں تھا اُنکا قبضہ ہو گیا۔ اور پیرکلیز کی مہم کے بیس برس بعد کراسوپوس میں بھی ایک مقام پر وہ قابض ہو گئے۔ اور اسی مقام سے غلّے کے جہازوں پر جو بحر اسود سے آرہے تھے اُنھوں نے محصول وصول کیا۔ اِن واقعات کو پیرکلیز کی مہم سے متعلق سمجھنے کے لیئے کوئی وجہ موجود نہیں ہے؀

باوجودیکہ ایتھنز اور اسپارٹا میں صلح ہو گئی تھی لیکن اس زمانے میں ایسے واقعات پیش آئے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ دونوں ریاستیں کل یونان پر اپنی سرگروہی قائم کرنیکے درپے ہیں ۴۴۸ء ق۔م میں فوسس کے لوگوں نے کوشش کی کہ ڈیلفائی کے بُت خانے پر تصرف کرلیں۔ یہ بڑا معبد اُن کے علاقے میں تھا اور مدت سے یہ خیال اُن کے ذہن میں جما ہوا تھا کہ ناواجب طریقوں سے اس معبد سے اُنکا قبضہ اُٹھا دیا گیا ہے۔ چنانچہ اسبات پر بھروسا کرکے کہ شمالی یونان میں ایتھنز کو اقتدار حاصل ہو گیا ہے اور ضرورت کے وقت اُس سے مدد پہنچیگی اُنھوں نے ڈیلفائی پر قبضہ کرلیا۔ ڈیلفائی والوں نے اسپارٹا سے فریاد کی۔ اسپارٹا فوراً کمک پہنچانے پر تیار ہو گیا۔ اور ایک مرتبہ پھر اسپارٹا کی فوجیں خلیج کورنتھ کو عبور کرنے کے لئے روانہ کی گئیں۔ اور موقع پر پہنچکر ڈیلفائی کا قبضہ ڈیلفائی والوں کو دلا دیا۔ اس کمک کے عوض میں اہل ڈیلفائی نے لاکے ڈیمون (اسپارٹا) والونکو اسبات کا حق دیا۔ یا کہ ڈیلفائی کی کاہنہ سے تفاؤل کرنے میں بمقابلہ دیگر سایلوں کے وہ مقدم

سمجھے جائینگے ۔ اِن کا نام بھی معبد کی خاص قربان گاہ کے قریب جو بھیڑیئے کا ایک اونچا بُت پیتل کا بنا ہوا رکھا تھا اُس کے رو کار پر کندہ کیا گیا ۔ جب اسپارٹا والے ڈیلفائی سے چلے گئے تو پیرکلیز فوج لیکر وہاں پہنچا ۔ اور فوسس والوں کو پھر ڈیلفائی پر قبضہ دلادیا ۔ اب ایتھنز والونکو پہلے تفاول کا حق حاصل ہوگیا اور اُن کا نام بھیڑیئے کے داہنے پہلو پر کندہ کیا گیا ۔ اسطرح ایتھنز اور اسپارٹا کے نام یونان کے سب سے زیادہ مرکزی اور واجب التعظیم عبادت گاہ میں بہ طور حریفان مقابل کے درج ہو گئے ۔ یہ واقعہ "جنگ مقدس" کے نام سے مشہور ہے ۔ اسوقت اِن واقعات سے کوئی بڑا نتیجہ نہ نکلا ۔ البتہ شمالی یونان کی ریاستیں اِس بات کو خوب سمجھ گئیں کہ اگر ایتھنز سے باغی و منحرف ہونگی ضرورت پیش آوے تو اسپارٹا سے مدد ملنے پر پورا بھروسا ہو سکتا ہے ؛

بغاوت کے پیش آنے میں بھی زیادہ دیر نہ لگی ۔ یہ واقعہ کہ ایتھنز نے دور دراز مقامات پر اپنی فوجیں روانہ کیں اور وطن سے فاصلۂ دراز پر جگہ جگہ ایتھنزیوں کی نئی بستیاں بسائیں تمام کتب تواریخ میں پڑھتے ہیں لیکن اسکا ذکر کہیں نہیں دیکھنے میں آتا کہ وہ خاص تدبیریں جن کی وجہ سے صوبۂ بیوشیا میں ایتھنز کو اختیارات حاصل ہو گئے کیا تھیں ۔ اِن اختیارات کا دار و مدار اسپر تھا کہ بہت سی ریاستوں میں عمومی طرز حکومت کا دور دورہ ہو گیا تھا اور عمومی حکومت کو اسپر اصرار تھا کہ بیوشیا چاہیے ایتھنز کی ماتحتی میں آجاوے لیکن تھیبس کی ماتحتی میں اُس کو ہرگز نہ آنا چاہیئے ۔ چنانچہ اسی نیت سے ایتھنز نے ریشہ دوانیاں شروع کیں ۔ بیوشیا کے امرائے با اختیار کو نکالکر جمہور کو قوت پہنچائی ۔ مگر اِس کا انتظام نہ ہو سکا کہ جن صاحب حکومت امراء یعنی اولیگارک کو نکلوایا تھا اُن کو شرارتوں سے بھی روکا جاتا ۔ یہ امیر رفتہ رفتہ بیوشیا کو واپس آنے لگے ۔ اور شمالی بیوشیا میں جہاں کبھی پہلے کیرونیا اور کومی لنس کے شہروں نے ایتھنز کا مقابلہ کیا تھا ایک نہایت زبردست فریق قائم کیا ۔ اب ایتھنز کیلیئے پھر نازک وقت آگیا ۔ اِس فریق مخالف کا تدارک ضروری تھا ۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ اگر تھوڑی فوج سے مقابلہ کیا جاتا تھا تو شکست کا خوف تھا اور اگر زیادہ فوج بھیجنے کا قصد ہوتا تھا تو اُسکے لیئے وقت زیادہ درکار تھا ۔ ٹالمایڈیز نے جو ایتھنز کے امرائے لشکر میں کسی سے کم درجہ نہ رکھتا تھا یہ رائے دی کہ دشمن کے مقابلے کے لیئے فوجیں فوراً روانہ ہونی چاہئیں ۔ پیرکلیز کو یہ فکر لاحق تھی کہ اگر کمی فوج کی وجہ سے شکست ہوگئی تو نتیجہ سخت مضر ہو گا ۔ مگر پیرکلیز کے خوف کی پرواہ کسی کو

نہ ہوی اور ٹالمایڈیز کی رائے کہ فوجیں فوراً روانہ کیجاویں منظور ہوگئی ۔ مددگار ریاستوں کی چند فوجیں اور ایک ہزار ایتھنزیوں کو لیکر جن میں اکثر بڑے خاندانوں کے شریف زادے اپنی خوشی سے لڑائی میں شرکت کے لئے آمادہ ہوے تھے ٹالمایڈیز شہر کیرونیا میں پہنچا ۔ بڑی جوانمردی وغیرہ دستی سے شہر تو فوراً لے لیا لیکن اس سے آگے ترقی مسدود ہوگئی ۔ اور اب حقیقت کھلی کہ دشمن کی فوجوں کے مقابلے میں جو چاروں طرف سے اُمنڈ آئی ہیں اپنی فوج بہت ہی کم ہے ۔ پس موقعۂ جنگ سے ہٹنا لازمی ہوا ۔ گو اِسوقت ہٹنے کے معنی یہ تھے کہ دشمن تعاقب کرکے نہایت شدت سے حملہ کریگا ۔ چنانچہ جب ہٹکر کورونیا کے شہر سے ایتھنز کی فوجیں گزرنے لگیں تو باغیوں کی فوجیں اُن پر ٹوٹ پڑیں ۔ اور ٹالمایڈیز کو کامل شکست دیدی ۔ ایتھنز کے بہت لوگ تہ تیغ ہوے اور اُن ہی میں ٹالمایڈیز بھی تھا ۔ بہت سے لوگوں کو گرفتار کرکے دشمن نے بطور یرغمال کے اُن کو اپنے قبضے میں کرلیا ۔ اسطرح بیوشیا والے اپنے کل علاقے کے مالک ومختار ہوگئے ۔ اور صرف ایک لڑائی ہارنے سے ایتھنز کا اقتدار بیوشیا سے قطعی جاتا رہا ۔ ایتھنز نے اپنے قیدیان جنگ کی واپسی چاہی تو بیوشیا والوں نے یہ شرط پیش کی پہلے ایتھنز کے لوگ بیوشیا کے کل علاقے کو خالی کردیں پھر اُن کے قیدی اُن کو واپس کردیئے جائیں گے ۔ ایتھنز نے اس شرط کو قبول کرلیا ۔ بیوشیا کے امرائے ملت (عیدی) جو علاقے سے نکال دیئے گئے تھے سب وطن کو واپس آئے ۔ نگر جلا وطنوں کا طیش وغضب ضرب المثل ہے ۔ یہ لوگ اِسوقت غصے سے آگ اور ایتھنزیوں کی جان کے دشمن ہو رہے تھے ۔ اب ایتھنز اور بیوشیا میں صلح کا ہونا یا اِن دونوں کا ملکر کوئی کام کرنا قطعی ناممکن تھا ۔ فوسس اور لوکرس کے لوگوں نے بھی یہ دیکھکر کہ بیوشیا اُن کے اور ایتھنز کے علاقوں میں حائل ہے اور اسوجہ سے اُن کا تعلق ایتھنز سے منقطع ہوتا ہے اعلان کردیا کہ اُن کے سیاسی امور میں کسی دوسرے کو دست اندازی کا حق نہیں ۔ وہ خود ہر امر میں مالک ومختار ہیں ۔ غرض بغیر اسکے کہ ایتھنز کی کل فوجیں میدان میں اترکر تیغ آزمائی کریں ایتھنز کو دیکھنا پڑا کہ شمالی یونان سے اُسکا اقتدار قطعی زائل ہوگیا ہے ۔ اور ایک ہی دن میں اُسکی شمالی سرحد تھرموپولی سے سمٹ کر سیتھرون میں آگئی ۔

کورونیا کی لڑائی غالباً ۴۴۷ء ق۔م کے موسم بہار میں ہوئی تھی ۔ جب گرمی کی فصل آئی تو اور بھی متوحش خبریں آنی شروع ہوئیں ۔ یوبیا کا جزیرہ لیگ میں شروع ہی سے شریک

تھا۔ تیس برس سے زیادہ وہ سچا دوست ایتھنز کا رہا تھا۔ اور دو پشتوں سے ایتھنز کے لوگ اُس کی زمین پر نو آبادیاں قائم کرکے آباد چلے آتے تھے۔ بیوشیا کے عدیدیوں نے یہاں کے امراء کو ایتھنز سے اختلاف کرنے کی ترغیب دی۔ یہ امیر اُن بڑے بڑے زمینداروں کی یادگار سے کچھ باقی رہ گئے تھے جن کو ایتھنز کے ہاتھ سے سخت نقصان اُٹھانے پڑے تھے۔ غرض یوبیا کے امیروں میں بھی وہی ارادے پیدا ہوئے جو بیوشیا والوں میں ہوئے تھے۔ اب سوال یہ تھا کہ اگر یوبیا نے بھی ایتھنز کے جوے کو اپنی گردن سے اُتار پھینکا تو پھر کیا انجام ہوگا۔ یوبیا کو اِس کے لئے اِسوقت موقع بھی اچھا ملتا تھا۔ کیونکہ تمام شمالی یونانی ایتھنز کی حکومت سے آزاد ہوچکا تھا۔ اور اسپارٹا بھی کمک پہنچانے کو تیار تھا۔ ممکن ہے کہ اسپارٹا نے پہلے ہی سے یوبیا والوں کو مدد پہنچانے کا وعدہ کرلیا ہو۔ کیونکہ ایتھنز و اسپارٹا میں جو پانچ برس کے لئے صلح ہوی تھی اُس کے ختم ہونے کا زمانہ اب قریب تھا۔ اگر دیر بھی ہوتی تو کیا تھا۔ اسپارٹا والے اپنے عہد و پیمان کی پابندی میں زیادہ محتاط نہ تھے بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ دشمن پر حملہ کرکے کامیابی کی امید بخوبی ہوتی ہو۔ غرض یوبیا نے بھی ایتھنز کے خلاف عَلَم بغاوت اُٹھایا۔ اور یہ بغاوت درحقیقت ایک بہت بڑے منصوبے کے سلسلے میں تھی۔ پیرکلیز فوراً اُس کو فرو کرنیکے لئے یوبیا پہنچا۔ یہاں قدم رکھا ہی تھا کہ میگارا والوں نے بھی بغاوت کردی۔ ایتھنزی فوجیں جو وہاں تعینات تھیں اُن کے بہت سے لوگ قتل ہوگئے اور باقی نے نی سیا کے بندرگاہ میں بھاگ کر پناہ لی میگارا کی بغاوت سے اسپارٹا والوں کے لئے خاکناے کورنتھ کا راستہ کھل گیا۔ اور انھوں نے جلد اس راستہ سے کام نکالنا چاہا۔ چنانچہ لیسی ڈیمونیا (اسپارٹا) کے نوجوان بادشاہ پلسٹا اینکس نے پیلوپونے سس کی فوجیں لیکر ایتھنز کے علاقے ایٹیکا پر اسی راستے سے لشکر کشی کردی۔ اِسوقت ایتھنز کا علاقہ چاروں طرف سے گھر گیا اور یقین ہوگیا کہ دشمن ملک ہر طرف سے شہر پر حملہ کریگا۔

اِسوقت ایتھنز کے پاس ایسی کوئی فوج نہ تھی کہ اگر دشمنوں نے متفق ہوکر حملہ کردیا تو مقابلے میں تھوڑی دیر بھی جم سکتی۔ اب پیرکلیز نے غور کیا کہ خطرہ دراصل کس چیز میں ہے اور اُس کے رفع کرنیکی کیا سبیل ہوسکتی ہے۔ اِسوقت جنگی جہاز اُس کے پاس اسقدر موجود تھے کہ اس اعتبار سے یوبیا اُس کے چنگل میں تھا۔ پس یوبیا کی طرف سے مطمئن ہوکر پیرکلیز فوراً ایٹیکا میں آیا۔

اِسوقت پیلوپونےسس کا لشکر ایلیوسس کے قریب تھریاسس کے میدان میں آپہنچا تھا۔اور ہر طرف تاخت وتاراج شروع کر دیا تھا۔ گر دفعتہً بلا کسی قسم کا سبب ظاہر کئے اور بلا اسکے کہ ایتھنز کی فوجوں کا مقابلہ کرے۔ پیلوپونےسس کا کل لشکر وطن کو واپس چلا گیا۔ اس حیرت انگیز واقعے کی وجہ سمجھنی مشکل تھی مگر اسپارٹا والوں نے فوراً یہ وجہ نکالی کہ اُن کے بادشاہ اور بادشاہ کے مشیر خاص کلی اینڈریڈاس کو اس معاملے میں ایتھنز والوں سے رشوت پہنچ گئی ہے۔ اور رشوت لیتے ہی لشکر کو ہٹا دیا گیا ہے۔ یہ وجہ غالباً صحیح تھی۔ کیونکہ پیرکلیز نے اُس روپے کا حساب دینے سے جو بحیثیت سالار لشکر اُس کے ہاتھوں سے صرف ہوا تھا ایتھنز میں برسر مجلس انکار کیا۔ البتہ اتنا ظاہر کر دیا کہ ایک "ضروری کام" میں اُس کو ایک رقم کثیر صرف کرنی پڑی تھی۔ اسی "ضروری کام" کی نسبت سمجھا گیا کہ وہ دشمن کے لشکر کو ایٹیکا سے ہٹانے کا تھا۔ اسپارٹا کا بادشاہ جب لشکر لیکر وطن کو واپس آیا تو اسپارٹا کے لوگوں نے اُسپر جرمانہ کیا اور جب بادشاہ جرمانے کی رقم ادا نہ کرسکا تو جان کے خوف سے بھاگ کر آرکیڈیا میں زی اس، لائیسی اس کے معبد میں پناہ لی۔ اور یہاں ایک ایسا مکان بنوا کر جب چاہے وہاں سے اٹھکر بلا تکلف معبد میں چلا آوے انیس برس تک زندگی کے دن وہیں گزارے۔ اسپارٹا کا تختِ حکومت اب اُسکے فرزند پاسے نیاس کو دیا گیا جو اسوقت شیر خوار تھا۔ بادشاہ پلسٹا انیکس کے مشیر کلی اینڈریڈاس کو اسپارٹا میں آنیکی ہمت تک نہ ہوی۔ اُسکی عدم موجودگی ہی میں اُسپر مقدمہ قائم کیا گیا اور جرم ثابت کر کے سزائے موت تجویز کی گئی اور کل جائداد ضبط کئے جانیکا حکم بھی دیا گیا۔ اِس کے بعد اِس شخص کا ذکر شہر تھوری آئی کے بیان میں آتا ہے اور اِس کے لڑکے گلی پس کا ذکر بھی آیا ہے جس نے سائراکیوز کے شہر کو دشمن سے بچایا تھا ؎

پیرکلیز اب ایٹیکا سے یوبیا کو واپس آیا۔ پچاس جہاز اور پانچ ہزار ایتھنز کی زرہ پوش سپاہ بھی ساتھ لیتا گیا اور اُنکی مدد سے بہت جلد یوبیا کو مغلوب کر لیا۔ بیوشیا والے جن کے اسیروں نے بغاوت پر اغوا کیا تھا یوبیا کی مدد کو نہ آئے۔ اور بغیر اُن کے ایتھنز کا مقابلہ یوبیا کے لئے ناممکن تھا۔ یوبیا کے شمال میں صرف ایک مقام ہسٹی آیا پر سخت لڑائی ہوی لیکن یہاں بھی ایتھنز کو باغیوں پر جلد غلبہ حاصل ہو گیا۔ اس فتح کے بعد اہل یوبیا کو سخت سزائیں دی گئیں۔ ہسٹی آیا کے لوگ جلاوطن کئے گئے۔ اور اُن کا کل علاقہ دس ہزار ایتھنیوں میں تقسیم کر کے ایتھنزیوں کو وہاں آباد کر دیا۔ جزیرے کے جنوبی حصے میں کالسس کے شہر کا

انتظام ازسرِ نو کیا گیا۔ اور اس انتظام کے متعلق بھی ایک سنگین لوح اُسی قسم کی دستیاب ہوئی ہے جیسے ایریتھری کے شہر کے متعلق ہوئی تھی جسکا ذکر اوپر آچکا ہے۔ اس لوح پر پیریکلیز یا اُسکے نائب کے اُن الفاظ کو پڑھ سکتے ہیں جن میں ماتحت و محکوم ریاستوں کے تعلقات بیان کئے گئے ہیں۔ کالسس کے لوگوں سے جبراً اسبات پر حلف لیا گیا کہ وہ قولاً یا فعلاً کبھی بھی ایتھنز سے بے وفائی نہ کریں گے۔ اور اگر کوئی دوسرا سرکشی پر آمادہ ہوگا تو فوراً اُسکی مخبری کریں گے۔ کالسس پر تحقیقات کے بعد ایک رقم خراج کی مقرر کی گئی۔ اور یہ شرط لگائی گئی کہ تا مقدور وہ اپنی فوجیں خدمت کے لئے ایتھنز کو دیتے رہینگے۔ اور ہر طرح سے ایتھنز کے خیرخواہ اور مددگار دوست رہیں گے۔ ان شرائط پر کالسس کا شہر شہر والوں کو واپس کر دیا گیا۔ کچھ حقوق اہل کالسس والوں کو بھی دیئے گئے اور وہ یہ تھے کہ بلا مقدمہ قائم ہوئے اور مقدمہ کی تحقیقات کئے کسی کالسس کے آدمی کو اُس کے بلدی حقوق سے محروم نہ کیا جائے گا۔ اور نہ اُسے جلا وطنی یا قید کی سزا یا سزائے موت یا کوئی سزا جسکا اثر ملزم کی جائداد پر ہو نہ دیجاویگی۔ ہر مقدمہ میں ملزم کو حسب ضابطہ طلب کیا جائیگا اور بغیر ایسی طلبی کے کوئی حکم اُس کے خلاف نہ سنایا جائیگا۔ کالسس سے اگر کوئی سفارت ایتھنز میں آئے گی تو حکام پرائی ٹینی کا فرض ہوگا کہ تاریخ ورود سے دس یوم کے اندر ایتھنز کی مجلس عامہ کے سامنے وہ ایسی سفارت کو پیش کریں۔

اسی قسم کا انتظام یوبیا کے باقی شہروں سے کیا گیا۔ ہسٹیایا میں جو نوآبادی ایتھنز والوں کی قائم کی گئی تھی اُس سے اور ایتھنز سے تجارت کے متعلق کچھ قواعد جاری ہوئے۔ مقامی نرخ مقرر کرکے خفیف مقدمات کے تصفیے کے بارے میں بھی انتظام کیا گیا۔ یہ تمام قواعد اور انتظامات پتھر کی لوحوں پر کندہ کئے گئے جو ابتک محفوظ ہیں۔ ان تمام کتبوں کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایتھنز کے تعلقات اب یوبیا سے اُس قسم کے نہیں رہے تھے جیسے کہ بالعموم اتحادی ریاستوں (ارکانِ مشارکت) سے تھے۔ بلکہ وہ ایک مفتوحہ اور ایتھنز کا مطیع جزیرہ سمجھا گیا تھا۔ اور پابند کیا گیا تھا کہ بلا کسی دوسرے کے نفع کے خیال کے محض ایتھنز کے نفع کا خیال رکھنا اسکا ضروری فرض ہوگا۔ غرض یوبیا کے معاملے میں یہ بات صاف ظاہر ہوگئی جو پہلے کبھی اسقدر صاف طور پر ظاہر نہوئی تھی کہ جنگ مائیکیلی کے بعد جو محالفہ قائم ہوا تھا اور ایتھنز اس محالفے کا صدر انجمن تھا اب وہ انجمن ایک حاکم جابر کی صورت اختیار کرکے پیلوپونیسس کی لڑائیوں میں شرکت کے لئے تلوار سنبھالتی ہے۔

یوبیا کو جلد اور قطعی طور پر مغلوب کر لینے سے حکومت ایتھنز کے حق میں ایک بڑی خدمت ادا ہوگئی - لیکن باوجود اس کامیابی کے اُسکی حالت زبوں تھی - سائمون کو مرے ہوے صرف چار برس ہوے تھے - فوجی کارناموں کے لحاظ سے جو عروج اُسکی زندگی میں ایتھنز کو حاصل ہوا تھا اب اُس سے کہیں نیچے درجے پر وہ پہنچ گیا تھا - ایران سے لڑنے کی تیاریاں تو چیز دیگر تھیں اسوقت دولت عجم سے مقابلے کا خیال تک کسی کے ذہن میں نہ تھا - خشکی پر جو کچھ حکومت حاصل ہوی تھی وہ مٹ چکی تھی - پیلوپونے سس والوں کو ایٹیکا پہنچنے کے لئے خشکی کے راستے پھر کھل گئے تھے - آرگوس اور تھسلی کی ریاستیں جن سے اتحاد ہوا تھا اب اُن سے مغائرت ہو چلی تھی - یوبیا کا جزیرہ جو ایتھنز کا بڑا رفیق تھا حال میں بغاوت کر ہی چکا تھا - صرف یہ ہی مشکلات نہ تھیں بلکہ جب اُن لوحوں کو پڑھتے ہیں جن پر متحدہ ریاستوں کے چندوں کی فہرستیں کندہ ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ۴۴۶ء ق م کی بابت چندے کی رقم بہت کم وصول ہوی تھی - بہت سے شہر یا تو اتحاد سے علٰحدہ ہو گئے ہیں یا اُنھوں نے اپنا چندہ ادا نہیں کیا ہے - ۴۵۰ء لغایت ۴۴۷ء ق م میں چندہ دینے والے شہروں کی تعداد (۱۹۰ یا ۲۰۰) سمجھنی چاہئے - ۴۴۶ء لغایت ۴۴۰ء ق م میں اوسط تعداد ایسے شہروں کی ۱۷۰ رہ گئی ہے اور مجموعی رقم چندے کی جہاں ۴۳۴ ٹیلنٹ تھی اُسمیں سے صرف ۴۰۰ ٹیلنٹ وصول ہوے ہیں - کاریا اور لائی سیا میں خاصکر بہت سے شہروں نے اپنا خراج ادا نہیں کیا - یہ شہر سائپرس کی لڑائیوں کے بعد جب یونانی فوجیں وطن کو چلی آئیں تو سب ایرانی مرزبانوں کے تحت میں چلے گئے ؟

اسطرح دفعۃً اقبالمندی کی رفعت سے پستی میں گر جانا فی الحقیقت ایتھنز کی سخت مایوسی اور پریشانی کا باعث ہوا ہوگا - یہ ظاہر ہو چلا تھا کہ ایتھنز کو اب اتحادی ریاستوں یعنی اپنے حلیفوں پر قدرت نہیں رہ سکتی اور کل یونان کی طرف سے لڑنے کے اخراجات بھی وہ نہیں اُٹھا سکتا - بہرکیف اب ضرور ہوا کہ اسپارٹا اور اسپارٹا کی رفیق ریاستوں سے مصالحت کر لی جاوے - چنانچہ ۴۴۶ء - ۴۴۵ء ق م میں ایتھنز سے دس سفیر اسپارٹا کو روانہ کئے گئے - اور انکی وساطت سے ۳۰ برس کے لئے فریقین میں صلح ہوگئی - ایتھنز والوں نے اپنے تمام مقبوضات جو پیلوپونے سس میں تھے چھوڑ دئے - نائی سیا - پیگی - ٹری زن اور اکائیا سے قبضے سے دست بردار ہوے - باقی مقامات کی نسبت یہ طے پایا کہ جس ریاست کے

پاس وہ پہلے تھے پھر اُسیکے قبضے میں چلے جائیں - ایتھنز کو اجازت نہ تھی کہ وہ لیسی ڈیمونیا کے حلیف شہروں کو اور لیسی ڈیمونیا کو اجازت نہ تھی کہ وہ ایتھنز کے اتحادی شہروں کو اپنے لیگ میں بلا اجازت فریق ثانی شریک کرے - لیکن اگر کوئی شہر ان دونوں مجموعوں میں سے کسی میں بھی پہلے سے شریک نہ ہو تو اُسکو اختیار تھا کہ چاہے ایتھنز کا رفیق بنے چاہے اسپارٹا کا - جزیرۂ ایجائینا کے لوگ با اختیار کر دئے گئے - لیکن ایتھنز کی انجمن اتحاد میں چندہ دینے پر مجبور کئے گئے - یعنی یہ کہ یوبیا والوں کی طرح وہ ایتھنز کے قطعی محکوم نہیں بنائے گئے - اس صلح میں آرگوس خارج از بحث تھا کیونکہ وہ پہلے ہی سے لیسی ڈیمونیا سے صلح کر چکا تھا - اُسکو اختیار تھا کہ اگر چاہے تو ایتھنز سے بھی علحدہ صلح کرے - اگر ان ریاستوں میں کوئی نزاع اُٹھے تو اُس کا فیصلہ پنچایت سے ہوناطے پایا - یہ تمام شرائط صلح پتھر کی سلوں پر کندہ کی گئیں - ایک پتھر ایتھنز میں نصب کیا گیا اور ایک پتھر ایمائیکی میں اپولو کے مندر میں رکھا گیا اور کتبے کی ایک نقل پیتل کی تختی پر اولمپیا میں رکھی گئی ہ

دسواں باب

صلح سی سالہ - تھوری آئی - سیموس

اسپارٹا سے صلح سی سالہ ہونیکے بعد ایتھنز والوں کے غور وعمل کے لئے بجز دول متفقہ کے معاملات یا اندرونی انتظام سیاست کے اور کوئی مضمون نہیں رہا - ایران سے جنگ کرنے یا اسپارٹا سے امن قائم رکھنے کے متعلق اب اختلاف رائے کچھ نہ رہا تھا - البتہ جمہوری طرز حکومت کی ترقی یا پیرکلیز کے شخصی عروج یا دول متحدہ سے برتاؤ کی نسبت ایسے مسائل پیدا ہو سکتے تھے جن کو معرض بحث میں لانا ممکن تھا ؛

سائمون کے مرنے کے بعد ایتھنز میں امرای فریق کا سردار تھوسی ڈائڈیز پسر میلی سی اس مقرر ہوا - یہ نہایت نیک طبیعت اور عمدہ خصلتوں کا آدمی تھا اور سائمون سے قرابت بھی رکھتا تھا - سائمون کے بعد اُسکے فریق والوں کو طرح طرح کے نقصان اُٹھانے پڑے تھے - عدیدی جماعت کا شیرازہ بکھر چلا تھا - اِس لئے اُن میں پھر اتفاق و یک جہتی پیدا کرنے کی ضرورت تھی - اسوقت تک ایتھنز کی مجلس عامہ میں ممبروں کو جہاں جگہ ملتی تھی بیٹھ جایا کرتے تھے - تھوسی ڈائڈیز نے اپنی جماعت کا امتیاز قائم کرنیکی غرض سے اُسکی نشست کے لئے ایک خاص جگہ مقرر کرائی جہاں جلسوں کے وقت وہ ملکر بیٹھا کرے ؛

پیرکلیز اِسوقت تمام سیاسی امور پر حاوی ہوتا جاتا تھا - اور ظاہر تھا کہ امراء کے فریق یعنی عدیدیوں کو اگر اُس کے مقابلے پر آنا ہے تو پہلے آپسمیں اتفاق و اتحاد پیدا کریں - چند سال سے پیرکلیز نے تنگدست اہل ایتھنز کی وجہ معاش کے لئے بہت سے ذریعے پیدا کر دئے تھے - ۴۵۳ء اور ۴۴۷ء ق-م کے درمیان کم از کم پانچہزار باشندگان ایتھنز کو زرعی نو آبادیوں میں بسا دیا تھا - یہ لوگ یہاں بہت خوشحال ہو گئے تھے - محکمہ اریوپیگس کی موقوفی پر جب عدالتہائے جیوری قائم ہوئیں تو پیرکلیز نے ممبران جیوری کو حق المحنت روپے کی صورت میں ادا کئے جانے کا انتظام کر دیا - مفلسوں کے لئے یہ ایک اور ذریعہ آمدنی کا نکل آیا - اور اب سائمون کی شخصی فیاضیوں کو جنکی خیر و خوبی میں کلام نہ تھا اُن وسائل معاش سے کوئی نسبت نہ رہی جو پیرکلیز نے اپنے حسن انتظام سے پیدا کر دئے - سائمون کے بعد ایتھنز کے نجیبوں میں سے کوئی شخص ایسا پیدا نہ ہوا جو اپنے فریق کے فائدے کے لئے

تھیلی کا منہ کھولدیتا ؛

اِنکے علاوہ اور وسائل بھی پیرکلیز نے ایتھنز والوں کی خوشحالی و آسودگی کے پیدا کئے۔ ایران کی لڑائیاں ختم ہوتے ہی سلطنت کے مصارف میں بہت تخفیف ہوگئی تھی۔ دول متفقہ سے جو روپیہ چندے کا آتا تھا اُسکی ایک بڑی رقم فاضل نکلنے لگی تھی۔ کوئی محتاط شخص ہوتا تو اس رقم کو حلیفوں کا مال تصور کرتا۔ نہ اُنکی بلا اجازت اُسپر تصرف کا قصد کرتا اور نہ اُس کو ایسے کاموں میں لگادیتا جن کو حلفاء کی حفاظت وحصانت سے کوئی تعلق نہ تھا۔ لیکن پیرکلیز نے اِس روپے کو ایک دوسرے ہی پہلو سے دیکھا۔ اور ایتھنز کے لوگوں سے صاف صاف کہدیا کہ جسوقت تک ایتھنز حلیف ریاستوں سے اپنے معاہدے کا ایفا کررہا ہے اور ان ریاستوں کے سواحل کو ایرانی بیڑے کی دست بُرد سے بچائے ہوے ہے اُسوقت تک ایتھنز اس روپے کا مالک ومختار ہے۔ اس اصول کو مستند قرار دیکر اُس نے اس رقم کے ایک حصے کو اپنے شہر کی زیب وزینت پر صرف کردیا۔ فیڈیاس بُت تراش اور ایکٹی نس معمار کی مدد سے ایتھنیا دیبی کے لئے ایک عالیشان مندر ایکروپولس پر بنوانا شروع کیا۔ اس عمارت کا نام پارتھی نون یعنی ”کنواری کا محل“ تھا۔ حُسنِ تعمیر کے اعتبار سے یہ عمارت دنیا میں بے مثل تھی۔ اس کا مفصل حال ہم آئندہ کسی باب میں لکھینگے۔ اس زمانے میں اور بڑی بڑی عمارتیں بھی تیار ہونے لگیں۔ اور ایتھنز کا شہر ایک عظیم الشان کارخانہ ہوگیا جہاں ایتھنز کے مزدوروں اور کاریگروں کے لئے کام اور مزدوری کی کسی وقت میں کمی نہ تھی۔ پیرکلیز نے تعمیرات ہی کی طرف توجہ نہ کی بلکہ بحری قوت میں ضعف نہ آجاوے اس کا بھی بہت خیال رکھا۔ گو لڑائی کا خیال اب اُس کے ذہن میں نہ تھا لیکن ایتھنز کے بیڑے کی قدروقیمت کو خوب جانتا تھا اور اِس خیال سے کہ اُسکی قابلیت ودرستی میں کوئی فرق نہ آئے حکم دیا کہ سال میں آٹھ مہینے تک ساٹھ جنگی جہاز ہروقت سمندر میں تیار کھڑے رہیں۔ سربازان بحری اور ملاح ہروقت اُن پر موجود رہیں تاکہ ضرورت کے وقت مشاق و آزمودہ کار جہازرانوں کی کمی نہ رہجاوے۔ یہ ملاح اور جہازراں ایتھنز کے مفلس طبقے سے ہوتے تھے اور وہ اپنی خدمات کے صلے میں تنخواہیں اور مزدوری [illegible] سے بہت آسودہ اور خوش رہتے تھے۔ غرض اِن طرح طرح کی ترکیبوں سے پیرکلیز [illegible] ایتھنز کو [illegible] مایا کا بخششی اور اسامی بنادیا اور حکومت سے [illegible] رکھی پس جو لوگ تنخواہیں [illegible] پاتے تھے وہ ہر حال میں پیرکلیز کے ہوا خواہ [illegible] کے میلوں اور [illegible] کی تعداد بھی بڑھادی۔ اور اب اُن کی [illegible] سے کہیں زیادہ ہوتی۔

بے شمار جلوس۔ صدہا اکھاڑے اور طرح طرح کے تماشے ایتھنز والوں کو خوش رکھنے کے لئے آئے دن ہوا کرتے تھے۔ سرکاری تماشا گاہ کرایہ پر دئے جاتے تھے۔ تماشے کے وقت کرایہ دار روپیہ لیکر تماشائیوں کو اندر جانے دیتے تھے۔ اس خیال سے کہ شہر کے سب لوگ تماشا دیکھ سکیں پیریکلیز نے سرکاری خزانے سے ہر شخص کو ایک رقم ملنے کا حکم جو اس کام کے لئے کافی ہو جاری کر رکھا تھا۔

پیریکلیز کی ان باتوں کو یا تو یہ سمجھا جاوے کہ وہ محض ایک ایسے جاہ پرست کی چالیں تھیں جو مرجع خلائق بننے کے لئے سرکاری خزانہ لٹا رہا تھا۔ یا یہ کہ وہ ایسے علوم و فنون۔ صنعت و کاریگری کا شائق تھا جس سے انسان کی ہر چیز میں ایک خوبصورتی پیدا و ظاہر ہوتی ہو۔ اور اس شوق کی تکمیل میں وہ دول متحدہ (حلیفوں) کے روپے کو بے دریغ صرف کرتا تھا۔ ان دونوں باتوں میں سے ایک بھی ایسی نہیں ہے جس سے قطعی انکار ہو سکے لیکن یہ بھی نہیں ہے کہ اُن میں سے کسی میں بھی پوری سچی بات کہی گئی ہو۔ اس میں مطلق کلام نہیں کہ پیریکلیز ہر ایک ذریعے سے جہانتک امکان میں تھا ایتھنز میں اس درجہ قوت و قدرت حاصل کرنی چاہتا تھا کہ کسی کو اُسکے خلاف دراندازی کی مجال نہ رہے۔ اس کے ساتھ ہی اُس کا ذوق علم و فن بھی بے انتہا بڑھا ہوا تھا پس اگر چاہیں تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ پیریکلیز اپنے ہم وطنوں کے حق میں ایک معلم خردمند ہی نہ تھا بلکہ ہر خوبی کا مبصر اور ہر کمال کا قدرشناس بھی تھا۔ یا یہ کہ اُس کا پایۂ نظر اس سے بھی بالاتر تھا۔ جس وقت چشم انصاف سے کل واقعات پر نظر کرتے ہیں تو ہرگز انکار نہیں ہو سکتا کہ پیریکلیز اپنے ملک اور اپنی قوم کے لئے جن ارادوں اور مقاصد کو بر لانا چاہتا تھا وہ حقیقت میں ایک روشن ضمیر عالی ہمت مدبر و ماہر سیاست کے ارادے اور مقاصد تھے۔ اُسکی دلی تمنا تھی کہ ایتھنز کے ہر متنفس کو اپنے ہی شہر میں ہر شعبۂ علم و ہنر سے جو حسین و جمیل ہو حصہ ملے۔ اور ایسی تعلیم و تربیت ہو کہ دنیا میں خوش رہکر مفید زندگی بسر کرنیکے موقعے اُس کو ہمیشہ حاصل رہیں۔ اور ان تمام برکتوں کے لئے وہ اپنے ہی وطن کا ممنون احسان رہے۔ حکیم سولن نے ایتھنز کے نوعمروں کی تعلیم و تربیت کے لئے ایسے قواعد منضبط کئے تھے جو صراحت کے ساتھ عمدگی میں بھی بے مثل تھے۔ لیکن پیریکلیز نے سولن سے بھی بڑھکر ایک درجہ حاصل کرنا چاہا۔ یعنی اُس نے پختہ عمر لوگوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا۔ نوعمری کی توقعات ہمیشہ دلکش اور حسین ہوتی ہیں۔ اور یہ توقعات ایتھنز سے زیادہ کہیں حسن و خوبی نہ رکھتی تھیں۔ لیکن اگر حقیقت پر نظر کیجئے تو کم سنی کی میعاد میں نہیں بلکہ

پختہ عمری کی کارگزاریاں وہ چیزیں ہیں جن سے زندگی پر اسکی اصلی قیمت کی فرد لگائی جاتی ہے۔ پیرکلیز نے پختہ عمر لوگوں کے کاموں پر مفید اثر ڈالکر اُن کو ایک بلند سطح پر پہنچانا چاہا۔ اور کوشش کی کہ لوگ مخصوص و واضح مقاصد کو ذہن میں رکھکر اُن کی تعمیل و تکمیل کے لئے ذوق و انہماک پیدا کرلیں۔ یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ پیرکلیز کی یہ خواہشیں اولاً اِس قابل بھی تھیں کہ پوری ہوجاتیں۔ دوسرے یہ کہ جن طریقوں سے وہ اپنی مراد کو پہنچنا چاہتا تھا وہ طریقے بھی ایسے تھے جن سے اُسکی تمنائیں بر آئیں۔ شاید دنیا کا تجربہ اسباب کے کہنے پر مجبور کرے کہ گو قابل طبیعتوں کی ترقی کے لئے آسائش و سکون کی ضرورت ہوتی ہو لیکن خدا کی زیادہ تر مخلوق کو تباہی سے محفوظ رکھنا اسیطرح ممکن ہے کہ اُس کو ہمیشہ سخت و مسلسل محنت کشی میں مصروف رکھا جاوے۔ اور کوئی وجہ شبہ کرنے کی نہیں ہے کہ پیرکلیز کی خواہشیں اور قصد اِسی نہج کے تھے ؛

تھوسی ڈائیڈیز امراء کی جماعت کو مستحکم کرکے عدیدی حکومت (اولیگارکی) کی جڑ مضبوط ڈالنا چاہتا تھا۔ اور پیرکلیز کے مساعی تمام تر عمومی حکومت کی پرداخت و ترقی میں صرف ہوتے تھے۔ اِن دونوں متضاد تحریکوں نے فریقین میں مقابلت کے مادے کو پہلے سے کہیں زیادہ قوت دیدی۔ پلوٹارک لکھتا ہے کہ اسی زمانے میں سب سے پہلے "اولیگارک" "عدیدی" اور "ڈیموس" "عموم" کے الفاظ ایتھنز میں لوگوں کی زبان سے سننے جانے لگے۔ اِن الفاظ سے کوئی اچھی خبر نہ نکلتی تھی۔ یہ ایک مخالفت کی طرف اشارہ کرتے تھے گو فریقین کو ابھی تک اِسکا علم نہ تھا کہ اِس مخالفت کا کیا انجام ہونے والا ہے۔ ایک دولتمند ملک کی عمومی حکومت اور ایک مفلس ملک کی عمومی حکومت میں بڑا فرق ہوتا ہے اور ایسا ہی فرق امراء کی ایسی حکومت (عدیدیت) میں جہاں محض حفظ اختیارات مدنظر ہو اور امراء کی ایسی حکومت میں جہاں ایک دوسرے کو محض حفظ دولت کا خیال ہو فرق رکھتی ہیں۔ نتیجہ اِسکا چاہے جلد نکلے یا دیر میں مگر ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ امرائے چند اور عموم کثیر کی مخالفت دولتمندوں اور مفلسوں کی مخالفت ہوجاتی ہے جو کسی قوم کے لئے بھی اچھا شگون نہیں ہوتی ؛

عدیدیوں یعنی امراء نے چاہا کہ پیرکلیز کو کسی طرح بلندی سے پستی میں کھینچ لائیں۔ اور سب سے بڑھکر کوشش اِس میں صرف کرنے لگے کہ جس چشمے کی آبیاری سے اُس کی تدبیریں سرسبز ہوتی تھیں اُسی کو خشک کردیں۔ چنانچہ اُنھوں نے اُن شکایتوں کا چرچا شروع کیا جو

ریاستہائے متفقہ یعنی حلیفوں کو ایتھنز سے پیدا ہو گئی تھیں اور اسبات پر زور دیا کہ ان ریاستوں کے روپے کو جو محض لیگ کی ترقی کے لئے صرف ہونا چاہئے تھا ایتھنز کی زیب وزینت پر خرچ کرنا کسی طرح سے جائز نہ تھا۔ بحث یہ تھی کہ روپیہ جس کام کے لئے دیا گیا تھا اُس میں اب اُس کے صرف کی ضرورت ہے یا نہیں۔ اگر ضرورت نہیں ہے تو چندے یا خراج کی مقررہ رقم میں کم سے کم کچھ تخفیف ہونی چاہئے۔ کیا ایتھنز کو یہ زیب دیتا ہے کہ ایک مسرف و مغرور عورت کی طرح غیروں کے روپے سے بناؤ سنگھار کر کے سب کو اپنا جلوہ دکھائے؟ یہی اسباب ناراضی ہیں کہ بعض ریاستوں نے لیگ سے اپنا تعلق قطع کر لیا ہے۔ بعض نے خراج کی مقررہ رقم میں خود کمی کر دی ہے۔ یوبیا جو تیس برس تک ایتھنز کا سچا رفیق و ہمدست رہا تھا اُس کے پنجۂ غضب سے نکلنے کی کوشش کر ہی چکا ہے۔ اور ریاستوں سے بھی ایسی ہی کوشش کا متوقع ہونا پڑیگا۔ جب شرکت کے روپے میں اس قسم کی بد دیانتی کیجاویگی تو ظاہر ہے کہ ریاستوں کا اتحاد و اتفاق قائم نہیں رہ سکتا۔

اس قسم کے سوالات و مباحث کا جواب پیرکلیز ہمیشہ اصرار کے ساتھ یہی دیتا رہا کہ حلیفوں کے حق میں ایتھنز کا جو کچھ فرض ہے اُس کو وہ ادا کر رہا ہے۔ ریاستیں جو روپیہ دیتی ہیں وہ اِس خدمت کا معاوضہ ہے کہ بحر ایجین پر بلا دخل غیرے وہ مسلط رہیں۔ ایتھنز کی کوشش و انتظام سے یہ بات اُن کو حاصل ہے۔ اگر کسی معاہدے کی شرائط انجام دینے کے بعد ایتھنز کو روپے کا منافع ہو تو ریاستوں کو اُس سے کیا بحث ہو سکتی ہے۔ اب رہا اُس منافع کا صرف تو ایتھنز کی رونق و زیبایش کو بڑھانا نہ صرف حلیفوں کا بلکہ جملہ بلاد یونان کا فرض اولیٰ ہے۔ اسبات کی بھی ضرورت ہے کہ اُس کے تہوار اور میلے نہایت بارونق ہوں۔ اور یہ کہ وہ ہر قسم کے علوم و فنون حکمت و ادبیات کا معدن اور ہر قسم کی تہذیب و شایستگی حُریت و آزادی کا سرچشمہ رہے۔ یعنی یونان یونان ہو اور یونان سے مراد ایتھنز ہو۔ یہ جوابات بظاہر معقول تھے لیکن حلیفوں یا اُن کے رفقاء کو اُن میں کوئی معقول وجہ نظر نہ آسکتی تھی۔ اور وہ جواب الجواب میں یہ کہہ سکتے تھے کہ محض ایتھنز کو اسبات کے فیصلے کا حق نہیں ہے کہ بحر ایجین کو دشمن سے پاک رکھنے میں کسقدر صرف کی ضرورت ہے۔ اس کا فیصلہ صرف ڈیلوسی لیگ کے محکمۂ انتظامیہ کے ہاتھ میں ہے جس کو ایتھنز نے شکست کر دیا ہے۔ پیرکلیز نے اپنے جواب میں بلا وجہ تسلیم کر لیا ہے کہ معاہدین میں صرف ایک ہی فریق کو معاہدہ جاری رکھنے کا اختیار ہے۔

مگر اسکی کیا شہادت ہے کہ لیگ کے محکمۂ انتظامیہ اور ایتھنز کے درمیان کبھی کوئی معاہدہ ایسی شرائط کے ساتھ ہوا تھا جن پر پیرکلیز نے اپنی جوابی دلائل کو قائم کیا ہے ڈیلوسی لیگ ایک پیمانِ اتحاد مساوی الدرجہ ریاستوں میں تھا۔ ایتھنز کو بھی وہ ہی درجہ حاصل تھا جو دوسروں کو تھا۔ مگر جو پہلو ایتھنز نے اسوقت اختیار کیا ہے وہ درحقیقت ایک ناحق وناواجب دست درازی یونان کے آزاد شہروں کے حقوق پر ہے ؛

امرائے ایتھنز جو ان خیالات کا چرچا کرتے تھے اس غلط فہمی میں رہے کہ ایتھنز کا ایک بڑا فریق اُن کا ہم خیال ہے۔ اور جو استحکام حال میں اُنھوں نے اپنی جماعت کو دیا ہے اُسکی وجہ سے عوام الناس کو اُن پر بہت بھروسا ہو چلا ہے۔ علاوہ اس کے ۴۴۶ ق۔م کے واقعات نے بھی جنکی وجہ سے مجبور ہو کر اسپارٹا سے صلح کرنی پڑی تھی لوگوں پر اثر کیا ہے۔ سائمون زندہ ہوتا تو لڑائی کی نوبت نہ آتی اور اسپارٹا سے شرائط صلح بھی کچھ اور ہوتیں۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ اِن تمام خرابیوں کا الزام پیرکلیز کے سر تھوپا جاوے کیونکہ حکومت کی باگ اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ غرض اس امید میں کہ شاید پیرکلیز کے خلاف کوئی بات ظہور میں آئے امراء نے ۴۴۴ ق۔م کے موسم بہار میں قانون جلاوطنی کی کارروائی عمل میں لائے جانیکی تحریک کی۔ اہل شہر نے اس تحریک کو منظور کیا۔ رائے لینے کے لیے حسب ضابطہ انتظام کیا گیا۔ لیکن جب ۴۴۴ ق۔م میں نتیجہ نکلنے کا دن آیا تو کثرت رائے یہ ظاہر ہوئی کہ (پیرکلیز نہیں بلکہ) تھوسی ڈائڈیز جلاوطن کر دیا جاوے ؛

اِس تجویز جلاوطنی سے عام خلائق کی رائے کا اظہار ہی نہیں ہوا بلکہ وہ تجویز بھی قطعی سمجھی گئی۔ اور تھوسی ڈائڈیز ایتھنز سے فوراً نکل گیا۔ اُس کے جانیکے بعد پندرہ برس تک پیرکلیز حکومت ایتھنز پر مطلقاً قادر رہا۔ حقیقت یہ ہے کہ امرائے ایتھنز نے جلاوطنی کی کارروائی کی تحریک نہایت بے محل کی تھی۔ ۴۴۷ و ۴۴۶ ق۔م میں (یعنی جنگ کرونیا کے موقع پر) جو آفات ایتھنز پر آئی تھیں وہ بلا استثناء اِن ہی امرائے ملت (عدیدیوں) کی کارگزاریاں تھیں جو عمومی طرز حکومت کے ہمیشہ سے دشمن تھے۔ اِس زمانے میں ایتھنز چاروں طرف سے دشمنوں کی ریاستوں سے گھرا ہوا تھا جن کا طریقۂ حکومت عدیدی (اولیگارکی) تھا۔ اِسوقت ایتھنز کا کوئی ہوشمند آدمی خواہ عمومی طریقۂ حکومت کا دشمن ہی کیوں نہو تاہم ہرگز منظور نہ کر سکتا تھا کہ نظم حکومت امراء کے سپرد کیا جاوے۔ علاوہ اِس کے جن تدبیروں سے ایتھنز کو آفات سے بچایا گیا تھا یعنی یوبیا کو مغلوب کر لینا اور اسپارٹا کے بادشاہ پلسٹانے نیکس کو علاقۂ ایٹیکا سے واپس کرا دینا یہ تمام تدبیریں

پیریکلیز کے پرفن دماغ اور سیاسی لیاقت کا نتیجہ تھیں۔ اِس خطرناک اور نازک وقت میں عدیدیوں نے اپنے ملک کے واسطے کچھ بھی نہیں کیا تھا۔ بلکہ یہ اِن ہی کی سوء تدبیر تھی کہ کرونیا پر فوراً فوج کشی کی تحریک جو ٹالمایڈیز نے کوتاہ اندیشی سے کی تھی اُسکی تائید کردی۔ اور ملک پر ایک بلا لے آے۔ اگر اُس وقت پیریکلیز کی بات مان لیتے تو یہ مصیبتیں نہ پڑتیں۔ پس یہ وقت وہ نہ تھا کہ حلیفوں کی شکایتیں عموم کے سامنے پیش کیجاتیں اور اِن میں کسی قسم کی تحریک یا جنبش پیدا ہوتی۔ کیونکہ حال ہی میں جزیرہ یوبیا پر اِن کو فتح ہوی تھی اور یہ جزیرہ ایک حلیف و مددگار ریاست کے درجے سے گرکر ایتھنز کا محکوم و زیردست ہوگیا تھا۔ ایتھنز کے لوگ اب اسقدر دور نکل گئے تھے کہ اُن کو لوٹنا مشکل تھا۔ دول متحدہ اپنی رہبری کے لئے بھی ایک ایسی ریاست کا منھ تکتے رہتے تھے جو پیریکلیز کے نزدیک ایک جابرانہ حکومت رکھتی تھی اور اُس کے جس قدر کام تھے اُن کو پیریکلیز اور اُس کے ہم خیال ہمیشہ مخالفت کی نظر سے دیکھا کرتے تھے؛

اِسوقت پیریکلیز کو ایتھنز کے نظم حکومت پر پوری قدرت تھی۔ اور ایتھنز کی تاریخ میں ایک واقعہ ایسا بھی ملتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُسکو پوری قدرت ہی حاصل نہ تھی بلکہ اسبات کا علم بھی تھا کہ مجھ سے بڑھکر کسی کو اقتدار حاصل نہیں ہے۔ ۴۴۵ء و ۴۴۴ء ق.م میں مصر سے بہت سا غلہ بطور تحفے کے ایتھنز میں اس غرض سے آیا کہ عوام میں تقسیم کردیا جاوے۔ اِس تحفے کی غرض شاید یہ ہو کہ ایتھنز کے لوگ اہل مصر کی مدد کریں۔ دہانۂ نیل کے اضلاع زیریں میں امرٹی اس مصر کی حکومت ابھی تک قائم تھی گو ایناروس سابق حاکم مصر کی بغاوت ایرانیوں کے ہاتھوں فرو ہو چکی تھی۔ ایران میں واقعات کی صورت کچھ ایسی رہی کہ ایران کا بادشاہ حاکم مصر امرٹی اس کو مغلوب کرنے کی طرف متوجہ نہ ہوسکا۔ ایران کا مشہور سپہ سالار میگابیزس جس نے مصر کی بغاوت فرو کی تھی۔ اس زمانے میں اپنے بادشاہ سے منحرف ہوگیا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ وہ ایناروس کی جان بخشی کا وعدہ کرچکا تھا۔ لیکن جب بادشاہ ایران ارتازرکسیز نے اپنے باپ کی بیوہ ملکہ ؤیمی ٹرس کی انتقام کشی اور اصرار پر ایناروس کو مصلوب کردیا تو میگابیزس کو سخت ناگوار ہوا اور وہ اپنے بادشاہ سے باغی ہوگیا۔ جب بادشاہ اور اُس کے امیر لشکر میں اِس نفاق کی خبر گرم ہوی تو مصر اور لیبیا کے ہزیمت خوردہ بادشاہوں کی امیدیں پھر سرسبز ہو چلیں۔ اور حقیقت میں ایران کو زک دینے کے لئے یہ موقع

اچھا تھا کہ یونان سے جہازوں کا ایک بیڑا مشرقی بحر روم میں جا پہنچتا؟

لیکن پیریکلیز نے جو کچھ اس معاملے میں سوچا تھا اُس سے کوئی چیز اُسکو ہٹا نہ سکی۔ اور یہی بہتر بھی ہوا کیونکہ میگابیزس اور ارتازرکسیز میں جلد مصالحت ہوگئی۔ پیریکلیز نے بادشاہ مصر سیمی ٹیکس کا غلہ جو بلا کسی شرط کے نظر کیا گیا تھا قبول کر لیا اگرچہ کسی قسم کی کمک مصر کو نہ پہنچائی۔ ایتھنز کے لوگوں میں غلہ تقسیم کیا گیا۔ اسی تقسیم کے ذکر میں بیان ہوا ہے کہ پیریکلیز نے اسی زمانے میں کسی پُرانے قانون کی تجدید کی یا خود کوئی قانون اس مضمون کا جاری کیا کہ شہریوں کی فہرست سے تمام ایسے لوگ خارج سمجھے جاویں جن کے ماں باپ خالص ایتھنزی نہ ہوں۔ اس قانون کے عمل سے شہریوں کی فہرست سے ۴،۷۶۰ ایتھنزیوں کا نام کٹ گیا۔ اور شہریوں کی مجموعی تعداد کم ہو کر ۱۴۲۴۰ رہ گئی۔ لیکن واقعہ دراصل اسطرح نہ تھا جسطرح بیان ہوا ہے۔ یہ امر کہ خود پیریکلیز جسکی ماں ایتھنز کی رہنے والی نہ تھی ایسا قانون جاری کرے۔ بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے بالخصوص ایسی حالت میں کہ ملی ٹس کی ایک عورت سے کچھ زمانے سے اُسکا تعلق بھی ہو گیا تھا۔ اور نہ اس مضمون کے قانون کو وہ شخص اچھا سمجھ سکتا تھا جس نے ہزارہا ایتھنزیوں کو غیر ملکوں اور غیر لوگوں میں آباد کرا دیا ہو۔ اس قانون کے عمل سے اگر کسی ایتھنزی نے نیکسوس یا یوبیا کی عورت سے شادی کر لی اور ایسی شادیاں ہونی بالکل قرین قیاس تھیں تو پھر اُسکی اولاد ایتھنز کے شہری حقوق سے قطعی محروم ہو سکتی تھی۔ پیریکلیز جس نے ہزارہا ایتھنزیوں کو باہر آباد کرایا ہو کب ایسے قانون کو خود وضع کر سکتا تھا۔ یہ خیال بھی صحیح نہیں ہے کہ کوئی پُرانا قانون اس مضمون کا موجود تھا اُس کو پیریکلیز نے جاری کر دیا۔ پُرانا قانون کوئی ایسا نہ تھا کیونکہ ساتویں صدی قبل مسیح سے اسطرف بہت زمانے تک ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ ایتھنز کے لوگوں نے باہر کے لوگوں میں شادی بیاہ کئے اور اُن کی اولاد ایتھنز کے شہری حقوق سے محروم نہیں ہوئی۔ میگاکلیز نے جو الکمیونائڈی کے خاندان سے تھا سسیون کے بادشاہ کلاس تھینز کی بیٹی سے عقد کیا تھا۔ اُسی کا لڑکا کلاس تھینز تھا جو ایتھنز میں مشہور مصلح قوانین مانا گیا ہے۔ سائمون اور تھمی مس ٹوکلیز کی مائیں باہر کی رہنے والیاں تھیں۔ یہ دونوں شخص ایتھنز میں بڑے پایہ کے سپہ سالار تھے۔ اس کے علاوہ یہ ناممکن ہے کہ شہریوں کی تعداد ۴۴۹ سنہ ق۔ م میں ۱۴۰۰۰ ہو درانحالیکہ ۴۳۲ سنہ ق۔ م میں صرف ایسے مردوں کی تعداد جو مسلح ہو سکتے تھے ۲۶۰۰۰ تھی۔ اس تعداد میں طبقہ ادنے کے لوگ شامل نہ تھے۔ یہ اعداد

تھوسی ڈائیڈیز نے بیان کئے ہیں جن میں سے ہم نے ۳۰۰۰ میٹی لوگوں اغیر ملکیوں کی تعداد کم کر دی ہے ۔ یہ باور نہیں ہو سکتا کہ پیرکلیز نے باشندگان ایتھنز کے شہری حقوق میں کسی قسم کا فرق پیدا کیا ہو لیکن غلے کے تقسیم کرنے میں اُس نے سختی ضرور کی ۔ پانچہزار آدمیوں کو جو اپنا حصہ طلب کرتے تھے حصہ نہیں دیا ۔ صرف ۱۴۰۰۰ آدمیوں میں غلہ بانٹا گیا ۔ یہ گمان بھی ہو سکتا ہے کہ پہلے ہی کچھ سوچکر غلہ اس طریقے سے تقسیم کیا گیا کہ لوگ ناراض ہو جاویں ۔ کیونکہ پیرکلیز یہ نہیں چاہتا تھا کہ مصر کو فوجی کمک بھیجی جاوے ۔ تحفے کو واپس کرنے کی رائے تو نہیں دی لیکن اُسکی تقسیم کو عوام الناس میں موجب رشک وحسد بنا دیا تاکہ تحفہ بھیجنے والے کی طرف لوگ احسان مندی کے ساتھ رجوع نہ ہوں ۔ اِس موقع پر پیرکلیز کے طرز عمل سے ثابت ہو گیا کہ پورے اختیارات حاصل کرنے کے بعد اُسکی طبیعت وہ نہ رہی جو پہلے تھی ۔ اب وہ جمہور ایتھنز کا خادم نہ رہا بلکہ اُنکا مخدوم اور مالک ہو گیا کہ جمہور کی خواہشوں کے خلاف جسطرح چاہے عمل کرے ؛

ایران سے پھر لڑنے کی خواہش اگر یونانیوں کو ہوئی بھی تو پیرکلیز نے اُس کو چلنے نہ دیا ۔ لیکن اِسکی طرف وہ ہمیشہ متوجہ رہا کہ ایتھنز کی بری اور بحری طاقت کو جس قدر ترقی اور وسعت دینی ممکن ہو وہ دیجاوے ۔ اُس کا ذکر اوپر آچکا ہے کہ ایتھنز کو جس زمانے سے اقتدار حاصل ہوا تھا اُسی وقت سے پیرکلیز برابر اِس کوشش میں تھا کہ خلیج کورنتھ میں ایتھنز والوں کو استحکام کلی ہو جاوے ۔ اِس خلیج کے کنارے سب سے مضبوط مقامات پے جی اور ایکیا تھے صلح کے بعد اِن کو واگزاشت کرنا پڑا تھا ۔ اب مغربی اطراف میں آمدورفت کے لئے یا تو خشکی خاکنائے کورنتھ سے گزرنا پڑتا تھا جو غیروں کے قبضے میں تھا ۔ یا بحری راستے سے راس مالیا کے سخت سمندر کو عبور کرنا ہوتا تھا ۔ پیرکلیز کی نظر سے پوشیدہ نہ تھا کہ مغرب کے دور و دراز ملکوں میں آباد ہونے یا کاروبار کرنے کے لئے عمدہ مقامات موجود تھے اٹلی کے جنوبی حصے میں نہ تو کوئی ایران کا بادشاہ موجود تھا جسکو یونانیوں سے موروثی عداوت ہو ۔ اور جس کے پاس بے شمار لاؤ لشکر موجود ہو اور نہ اُس عداوت ومخالفت کا نام ونشان تھا جو ایتھنز اور پیلوپونے سس میں چلی آتی تھی ۔ اِس لئے ممکن تھا کہ اٹلی کے جنوبی حصے میں کسی مقام پر ایسا شہر بسایا جاوے جہاں یونان کی ہر ایک ریاست کے لوگ مل جل کر اِسطرح آباد ہوں کہ اُن میں نہ کوئی قومی منافرت ہو اور نہ کوئی بلدی مخالفت ؛

ایتھنز والے اٹلی کے خواب مدت سے دیکھا کرتے تھے جسوقت جنگ سلےمس کے

موقع پر پیلوپونے سس کے افسران فوجی نے تھی مس ٹوکلیز کو بالکل تنگ و مجبور کر دیا تو اُسوقت اُس نے کہا تھا کہ یاد رکھو اٹلی میں سیرس کے شہر کی بابت ڈیلفای کے ہیکل سے خبر بالکل نکل چکی ہے کہ وہ ایتھنز والوں کو سونپ دیا گیا ہے۔ اگر پیلوپونے سس کے سپہ سالار سلے مس سے دست بردار ہوتے ہیں تو وہ بھی اپنے دو سو جہاز موقع جنگ سے ہٹا کر اٹلی لیجائے گا۔ اور وہاں ایک نیا شہر آباد کریگا۔ تھی مس ٹوکلیز اٹلی پر کچھ ایسا فریفتہ تھا کہ اُس نے اپنی دو لڑکیوں کے نام بھی اٹالیہ اور سای بیرس رکھے تھے۔ یہ رجحان خاطر کچھ بے معنی نہ تھا۔ کیونکہ اکثر صاحب عزیمت لوگوں کے لئے بلاد مغرب منزل مقصود کا حکم رکھتے تھے۔ جزیرۂ سسلی اور ملک اٹلی کے یونانی شہروں کی دولتمندی کا اندازہ کرنا وہم و گمان کی حد سے خارج تھا۔ سسلی کے یونانی فرمانروا دنیا میں سب سے افضل و معزز مانے جاتے تھے۔ شہر سای بیرس کے تکلفات و تجملات اسقدر بڑھے ہوئے تھے کہ مشرق کے کسی شہر کو اُن سے نسبت نہ تھی ٹارسی سس اور سارڈنیا کی دولتمندی کے قصے جو یونانی سنا کرتے تھے گو اُن میں مبالغہ تھا لیکن یہ ایک معمولی بات تھی کہ مغرب کے شہروں سے قدرتی پیداوار اور عمدہ صنعت کی نہایت قیمتی اشیاء۔ کایہ رتھج کے قالین۔ ایٹروریا کے لوہے پیتل کے برتن مشرق کے شہروں میں تجارت کی غرض سے لائے جاتے تھے۔ یہ عجیب بات ہے کہ جہاں یونان کے اور حصوں سے لوگوں نے اٹلی میں شہر بسائے تھے ایتھنز کے لوگ اس نعمت سے محروم رہے تھے۔ اسکی وجہ غالباً یہ ہو کہ اہل ایتھنز کے پاس تجارت کا کاروبار کم تھا یا یہ کہ ایرانی لڑائیوں سے پہلے اُن کے پاس جہاز کم تھے اور لڑائیوں کے بعد ایک پشت تک اُنکو ڈیلوسی ایگ کے معاملات اور دول مشرق کے جھگڑوں سے مہلت نہ ملی۔ مغرب کے ملکوں میں ایتھنز والوں کا کوئی شہر البتہ آباد نہ تھا لیکن پانچویں صدی قبل مسیح کے شروع میں ایٹروریاہ کمپانیا، سسلی، لمبارڈی کے ملکوں میں ایتھنز کے مٹی کے ظروف فروخت ہوا کرتے تھے۔ اُس کا ثبوت یہی ہے کہ اُسی صدی کے وسط میں سسلی کے شہر سیگیسٹا اور ایتھنز کے لوگوں میں آمدورفت تھی۔

جس قوم کی قوتیں ہیجان میں آچکی ہوں اسکے لئے اُس سے زیادہ کوئی خوش آئند چیز نہیں کہ ایک غیر قوم معذور و مجبور ہو کر اُس سے امداد کی خواستگار ہو اور وہ اسکی مدد پر تیار ہو جاوے۔

چنانچہ جب قدیم شہر سائی بیرس کے لوگوں نے اپنے برباد وطن سے برسوں باہر رہنے کے بعد پھر اُس کو بسانا چاہا اور ایتھنز سے اس کام میں مدد مانگی تو ایتھنز والوں نے خوشی سے امداد کا وعدہ کر لیا۔ جب ۵۱۰ ق۔م میں شہر کروٹون کے لوگوں نے سائی بیرس کے شہر کو تباہ و مسمار کر دیا تو سائی بیرس والے اسکدروس اور لاوس کے شہروں میں آباد ہو گئے اور مسلح بن بڑا دشمنوں سے مقابلہ کر کے اپنا گزر کرتے رہے۔ ۴۵۲ ق۔م کے قریب انھوں نے اپنی سکونت بدلی اور تھسلی والوں کی مدد سے ایک شہر آباد کیا جس کا نام پرانے شہر کے نام پر انھوں نے نیا سائی بیرس رکھا۔ کروٹون کے لوگوں کو اس نئے شہر کا آباد ہونا سخت ناگوار ہوا اور انھوں نے اس پر حملہ کر دیا۔ اور اس نئے شہر کو ابھی آباد ہوئے پانچ برس بھی نہ گزرے تھے کہ سائی بیرسیوں کو پھر بے وطن ہونا پڑا۔ یہ موقع تھا کہ انھوں نے یونان والوں کی مدد سے اپنی ایک نئی آبادی اور ریاست سب سے علیحدہ قائم کرنی چاہی چنانچہ سفیر بھیجکر لیسی ڈیمون اور ایتھنز کے شہروں سے مدد طلب کی۔ اور اسکے صلے میں نئی ریاست سے حصہ دینے کا وعدہ کیا۔ لیسی ڈیمون والوں نے تو کچھ نہ کیا۔ ایتھنز کے لوگ البتہ بخوشی اس تحریک میں شریک ہو گئے۔ اور نیا شہر بنانے اور بسانے کے لئے بہت لوگوں نے اپنے نام لکھوا دئے بلکہ پیلو پونےسس میں اپنی طرف سے ایلچی اس پیغام سے روانہ کئے کہ جس شخص کو شریک ہونا منظور ہو وہ شریک ہو اور یہ نیا شہر اور اُس کی ریاست یونان کی کسی خاص ریاست کی شاخ یا ملک نہ سمجھی جاویگی بلکہ ایسا شہر سمجھا جاویگا جسکو گویا یونان کی تمام ریاستوں نے ملکر قائم کیا ہے۔ اس سے ریاستہائے یونان کے باہمی سلوک اور اتفاق کا بھی پورا ثبوت ملیگا۔ غرضیکہ ۴۴۵ ق۔م میں یونان کے مختلف شہروں سے ایک بڑا قافلہ دس جہازوں پر سوار ہو کر اٹلی کو روانہ ہوا۔ اس قافلہ کا سردار ایک شخص لیمپون نامی تھا۔ یونانیوں کے مفہوم میں اس شخص کو بانی شہر تو کہنا مشکل تھا لیکن چونکہ غیب دانی میں کمال رکھتا تھا اس لئے شہر کے حق میں وہ بڑا صاحب اثر مانا جاتا تھا۔ اور شہر کو جو کچھ ترقی ہوی تھی یا آئندہ ہونے والی تھی وہ سب اُسی کی کرامات تصور کی جاتی تھی۔ نئے شہر کی بنیاد ڈالنے سے پہلے ڈیلفای کی کاہنہ سے تفاول کر لیا گیا تھا۔ اور جواب یہ آیا تھا کہ "بستی ایسی جگہ بساؤ جہاں پانی تو تولا جاوے اور روٹی بے تول ملے" چنانچہ جب چلتے چلتے اُس موقع کے قریب پہنچے جہاں کبھی سائی بیرس کا پرانا شہر آباد تھا تو

ایک چشمہ ملا جسکا پانی ایک آہنی نل سے گزر کر ابلتا تھا۔ اس نل کو یہاں کے لوگ "بُشل" کہتے تھے۔ یہ سمجھکر کہ بُشل یانل سے پانی کا گزرنا گویا پانی کی مقدار کا اندازہ کرنا ہے اور قرب وجوار کی زمین بھی ایسی شاداب ہے جس سے غلہ بکثرت پیدا ہوسکتا ہے گویا روٹی کی کمی نہ ہوگی انھوں نے فیصلہ کرلیا کہ یہی مقام وہ ہے جہاں تفادل کے بموجب شہر بسانا چاہیئے۔ چشمے کے نام پر انھوں نے شہر کا نام بھی تھوری آی (تیز رو) رکھا۔ یہ مقام ایک ہموار و مسطح میدان میں دریاے کراتھس کے قریب تھا؛

غرض اس ہموار قطع پر یونانی نوواردوں نے شہر بنانا شروع کیا۔ ان میں ایک شخص ہپوڈیمس معمار بھی تھا جس نے ایتھنز کے ساحلی شہر پای ری اس کو ایک مستطیل قطعۂ زمین پر بنایا تھا اور عرض وطول میں بڑی بڑی سڑکیں نکالی تھیں۔ تھوری آی کا نیا شہر بھی اسی وضع پر بنایا گیا۔ ایک مستطیل زمین پر شہر کی عمارتیں بنائیں۔ طول میں چار سڑکیں اور اسیطرح عرض میں تین سڑکیں شہر کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک نکالیں۔ طول میں جو سڑکیں تھیں اُن کے نام ہیریکلی اس، ایفروڈائٹی، اولمپیا، ڈایونی سس تھے۔ عرض والی سڑکوں کے نام ہیروس، تھورین اور تھورینا تھا۔ یونانی ریاستوں میں بجز پای ری اس کے اس وضع پر کہیں شہر تعمیر نہ ہوے تھے۔ تھوری آی کی وضع ایسی عمدہ تھی کہ اُس کو ایک نمونہ آیندہ شہر بنانیکے لئے سمجھنا چاہیئے تھا؛

تھوری آی میں لوگوں کو آباد ہوے بہت مدت نہ ہوی تھی کہ آپسمیں جھگڑے شروع ہوگئے۔ سای بیرسیوں کو یہ دعوے ہوا کہ شہر میں اُن کو سب پر فضیلت ہے۔ وہ دوسروں کے برابر نہیں بلکہ اُن سے برتر ہیں۔ بڑے بڑے عہدے اُن ہی کے لئے مخصوص ہیں۔ قربان گاہوں میں سب سے پہلے اُن ہی کی عورتوں کو قربانی کرنیکا حق ہے۔ شہر کے اردگرد جو شاداب زمینیں ہیں اور پیداوار کے لحاظ سے سب سے بڑھکر قیمت رکھتی ہیں اُن ہی کی ملک ہیں۔ اس قسم کے دعاوی یونانی اُسی وقت تسلیم کرسکتے تھے جبکہ وہ مان لیتے کہ تھوری آی ایک یونانی آبادی نہیں ہے بلکہ محض پرانا سای بیرس کا شہر ہے جسکو دوبارہ آباد کیا گیا ہے اور جس کی محض حفاظت نوواردوں کے سر پڑی ہے۔ یونانی اس بات کو کسی حال میں تسلیم نہ کرسکتے تھے۔ القصہ نتیجہ اس نزاع کا یہ ہوا کہ ایک سخت لڑائی ہوی جسمیں سای بیرسیوں کو قطعی شکست ہوگئی۔ بہت سے لوگ قتل ہوگئے۔ بقیۃ السیف جلاوطن کردیئے گئے؛

اس فتح سے نہایت وسیع رقبوں کی زمینیں یونانیوں کے قبضے میں آگئیں۔ اور انھوں نے اپنے ملک سے اور بہت سے لوگوں کو اس وعدے پر بلایا کہ برابر کی شرائط پر اُن کو ان اراضیات پر قبضہ دیدیا جاویگا۔ ان شرائط کو قبول کر کے بہت سے لوگ یونان سے تھوری آی میں چلے آئے۔ اور ریاست کو اور زیادہ استحکام ہوگیا۔ کروٹون کے باشندوں نے بھی جب کا ای بیرسی شہر سے نکال دیئے گئے یونانیوں سے کچھ زمانے تک دوستانہ مراسم رکھے۔ اب تھوری آی کی ریاست میں عمومی حکومت قائم ہوی اور ہر ایک باشندے کو حکومت سے حصہ ملا۔ ایتھنز کی طرح یہاں بھی دس قبیلے قائم کیئے گئے۔ تین قبیلے پیلوپونے سس کے لوگوں پر مشتمل ہوے اور تین قبیلوں میں بیوشیا اور وسطی یونان کے لوگ شامل سمجھے گئے۔ باقی چار میں۔ ایتھنز۔ یوبیا اور دیگر ای اونی شہروں اور جزیروں کے لوگ شامل رہے۔ یہ واقعات سنہ ۴۴۳ ق م میں پیش آئے ؛

تھوری آی کی نوآبادی اور ریاست کے حالات چند در چند اعتبار سے نہایت دلچسپ ہیں یہ نوآبادی ایک ایسا شہر بنانے اور آباد کرنے کی کوشش و مثال تھی جس کو یونان کا کوئی ایک شہر منفرداً اپنی ذریت سے نہ کہہ سکتا تھا۔ اُسکی آبادی سے ثابت ہوتا تھا کہ ایسے حالات مجتمع ہو سکتے ہیں جن میں قومی و بلدی اختلافات رفع ہوکر اقوام آی اونی اور ڈوریانی کے لوگ اور بیوشیا و ایتھنز کے باشندے بہ صلح و آشتی ایک جگہ رہ سکیں۔ یہ نوآبادی شروع ہی سے بعض اکابر و مشاہیر یونان کا مسکن ہوگئی۔ لیمپون اور ہیوڈیمس کا ذکر تو اوپر آچکا ہے۔ یہ دونوں بزرگ پیرکلیز کے حلقۂ احباب سے تھے اور ایتھنز کے سیاسی معاملات میں اس کے مددگار رہ چکے تھے۔ ہیروڈوٹس مورخ مشہور نے بھی اسی شہر کو اپنا وطن قرار دیا۔ اور اپنی زندگی کے پندرہ یا بیس برس بہ استثناء ایسے زمانے کے جو سیر و سفر میں گزرا اسی شہر میں صرف کیئے۔ سفالس پیرانہ سال کا لائق فرزند لیسیاس جسکے حالات سے حکیم افلاطون کی کتاب ری پبلک (الجمہوریہ) کے پڑھنے والے بخوبی واقف ہیں اسی شہر میں آباد ہوا تھا۔ اسی شہر میں ٹی سی اس فن بلاغت کا مشہور استاد سسلی سے آکر آباد ہوا۔ اور لای سی اس پسر سفالس نے اسی اوستاد سے مکالمات کی تحریر میں ید طولیٰ حاصل کیا۔ تھوری آی کے شہر میں ایک وصف یہ بھی تھا جسکی طرف ہم پہلے بھی اشارہ کر چکے ہیں کہ اُسکی تعمیر ایک بڑے مہندس و معمار کے تیار کردہ نقشے کے مطابق ہوی تھی۔ یہ شہر محض عمارتوں کا ایک مجموعۂ پریشاں مثل یونان کے شہروں کے نہ تھا

جن میں نئی اور پرانی عمارتیں کنندھے سے کندھا ملائے ایک بے ترتیب مگر نظر فریب صورت میں کھڑی تھیں۔ بلکہ وہ ایک شہر تھا جسکی تعمیرات میں آسائش و تندرستی اور ہر قسم کی حفاظت کا خیال رکھا گیا تھا۔ اس اعتبار سے تھوری آی عہد پیرکلیز کا ایک بہترین نمونہ نو آبادی کا تھا۔ اور بہت سی نو آبادیاں بھی پیرکلیز کے اہتمام سے آباد ہوی تھیں اور ایتھنزیوں کے حق میں وہ بہ نسبت تھوری آی کے زیادہ مفید تھیں۔ کوئی وسائل معاش کے اعتبار سے اور کوئی اس وجہ سے کہ حربی لحاظ سے عمدہ موقع رکھتی تھیں۔ لیکن پیرکلیز کی اصلی طبیعت کا اندازہ جیسے کہ تھس کے کنارے تھوری آی کے شہر سے ہوتا ہے اور کسی نو آبادی سے نہیں ہوتا۔ وہ محض ایتھنز والوں کا شہر نہ تھا بلکہ کُل یونان کا شہر تھا جہاں موخوں میں کُل یونان کا ہمدرد و بیدار مغز مورخ ہیروڈوٹس اپنے افکار علمیہ میں مصروف رہتا تھا۔

ڈیوڈورس نے اپنی کتاب میں جہاں تھوری آی کا ذکر کیا ہے وہاں مقنن کیرونداس کے قوانین کا خلاصہ بھی دیا ہے۔ شہر کے حالات ہم نے اسی کتاب سے اخذ کئے ہیں۔ قوانین کے بارے میں لکھتا ہے کہ کیروناس نے جو مجموعۂ آئین و قوانین تیار کیا تھا وہ باشندگانِ تھوری آی کے استفادے کے لئے اولاً تیار ہوا تھا۔ لیکن یہ ایک غلطی ہے اور تعجب ہے کہ ڈیوڈورس سے ایسی غلطی ہوی ہو۔ کیونکہ کیروناس جو جزیرۂ سسلی میں رہتا تھا تھوری آی کے آباد ہونے سے دوسو برس پہلے گزر چکا تھا۔ اس غلطی سے سخت دقتیں پیدا ہوجاتی ہیں کیونکہ نہ تو یہ اطمینان ہوتا ہے کہ جن قوانین کا ذکر ڈیوڈورس نے اپنی کتاب میں کیا ہے وہ فی الحقیقت تھوری آی میں جاری تھے اور نہ اسکا یقین ہوتا ہے کہ جو قوانین جاری تھے وہ فی الواقع کیروناس مقنن کے وضع کردہ تھے۔ لیکن چونکہ ڈیوڈورس نے اِن قوانین کو ایفورس سے نقل کیا ہے جو چوتھی صدی پیشین مسیح کا مورخ تھا اور جو اسباب کا عالم ہوسکتا تھا کہ تھوری آی میں کون سے قوانین کیروناس کی تصنیف سے مشہور و جاری تھے اس لیئے یہ ہی سمجھنا چاہیئے کہ وہ کوئی فرضی چیز نہیں ہیں بلکہ دراصل وہ تھوری آی اور میگنا گریشیا (مغربی مقبوضات یونان) کے شہروں میں جاری تھے۔ اور لوگ اُن کے پابند تھے۔ اس لحاظ سے یہ مجموعۂ قوانین ایک صحیح مرقع اُس وقت کے طرز معاشرت کا دکھاتا ہے جو اٹلی کی نو آبادیوں میں اسوقت مروج تھا۔ تاریخی اعتبار سے اُس کی قدر و قیمت جو کچھ ہو لیکن پڑھنے میں وہ خالی از لطف نہیں۔

اِس مجموعۂ قوانین کی رُو سے کوئی صاحب اولاد مرد جو دوسری شادی اس غرض سے کرے کہ

اُس کے بچوں پر سوتیلی ماں کی حکومت ہوجاوے اسبات کا مجاز نہ رہتا تھا کہ شہر کی مجلس مشورۃ میں کرسی پاسکے۔ کیونکہ جو شخص امور خانہ داری میں بدسلیقہ ہو اُس سے توقع نہیں ہوسکتی تھی کہ امور سیاست میں وہ کوئی اچھا مشورہ دے سکیگا۔ علاوہ برایں جو لوگ شادی کرنے کے بعد خوش رہتے تھے اُن کو اپنے مقسوم پر شکر کرنا چاہیئے تھا اور جو لوگ ایسے نہ تھے اُنکا دوبارہ شادی کرنا محض ایک حماقت مکرر کا حکم رکھتا تھا۔ قانونی کاروبار میں جو لوگ بددیانت ثابت ہوتے تھے اُن کو جھاڑ کی پتیوں کا ہار پہناکر شہر میں گشت کرایا جاتا تھا تاکہ سب پر روشن ہوجاوے کہ بدکرداری کا سہرا اُن کے سر بندھ گیا ہے۔ بددیانت قانون پیشہ لوگ یونان کے شہروں میں وبا کی طرح پھیلے ہوئے تھے۔ اِس قانون نے اکثر بلکہ شہروں کی آب و ہوا کو اُن سے پاک کردیا۔ ایک قانون ایسا تھا کہ جسکے بموجب مجرموں اور بدنام و مشتبہ چال چلن کے آدمیوں سے لوگوں کو ملنے جلنے کی قطعی ممانعت کردی تھی۔ ایک قانون کی رو سے تعلیم سب کیلیئے لازمی کردی گئی تھی۔ ہر ایک لڑکے کو پڑھانا لکھانا ماں باپ کے لیئے لازمی تھا۔ معلموں کی تنخواہیں حکومت کے ذمے تھیں۔ یتیموں کے بارے میں کیرونداس کا قانون یہ تھا کہ اُن کی جائداد کا انتظام تو باپ کے رشتہ دار کریں اور اُن کی ذات کی حفاظت ماں کے عزیزوں کے سپرد ہو۔ اس انتظام سے یتیموں کی جان کو کوئی خطرہ نہ رہتا تھا۔ کیونکہ باپ کے عزیزوں کی اُن تک رسائی نہ تھی اور اُن کی ماں کے رشتہ داروں کا کوئی حصہ اُن کی جائداد میں نہ ہوتا تھا کہ اُن کو کوئی صدمہ پہنچایا جاوے۔ اگر کسی شخص سے کوئی حرکت نامردی و بزدلی کی ہوتی تھی تو اُس کو قتل نہ کیا جاتا تھا جیسا کہ دوسرے شہروں میں دستور تھا بلکہ اُس کو عورتوں کا لباس پہن کر شہر کے چوک میں تین دن تک بیٹھا رہنا پڑتا تھا۔ کیرونداس اپنے قانون کی لفظی پابندی میں نہایت سخت گیر تھا۔ قانون چاہے اچھا ہو یا بُرا لیکن جب تک وہ قانون کا حکم رکھتا تھا اُسکی پابندی سب پر لازم تھی۔ اگر قانون میں کوئی خرابی رہ گئی ہو تو اُسکی صحت ہوسکتی تھی لیکن قانون جیسا تھا ہر حال میں اُسکا پابند رہنا لازمی تھا۔

کیرونداس نے جو طریقہ قانون کی تصحیح کے واسطے بیان کیا تھا اُس کا ذکر لوکرس کے واضع قوانین زیلیوکس کے حالات میں ایک جگہ آیا ہے۔ یہ طریقہ ایسا سخت تھا کہ تصحیح قانون کی طرف لوگوں کو توجہ کرنیکی ہمت شاذ و نادر ہی ہوتی تھی۔ یہ اختیار عام تھا کہ

جو شخص چاہے کسی قانون کے برخلاف شہر کی مجلس انتظامیہ کے روبرو بحث کرے۔ لیکن اس کام کے لیئے رسّی کا پھندا گلے میں ڈالکر کھڑا ہونا پڑتا تھا۔ اگر شاکی کی دلائل سے اہل مجلس قائل و معقول ہوگئے تو قانون کی اصلاح کر دی جاتی تھی اور اگر ایسا نہ ہوا تو معترض جان سے جاتا تھا۔ باوجود اس سختی کے بعض موقعوں پر تصحیح کی نوبت بھی آئی۔ یہ علم قاعدہ تھا کہ ضرر جسمانی کے جرائم میں سزا اسطرح دی جاتی تھی کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت۔ یہ قانون مدت سے چلا آتا تھا حتیٰ کہ ایک بدنفس و شریر آدمی نے ایک شخص کو جسکی ایک ہی آنکھ تھی اسبات کی دھمکی دی کہ تیری ایک آنکھ پھوڑ دونگا۔ قانون اس سے زیادہ کیا کر سکتا ہے کہ میری بھی ایک آنکھ پھوڑ دے۔ اس میں میری ایک آنکھ تو پھر بھی بچ جائیگی مگر تو بالکل ہی اندھا ہو جاوے گا۔ چونکہ یہاں نقص انصاف بالکل ظاہر تھا۔ اس لئے یک چشم کی فریاد پر قانون میں اسطرح ترمیم کر دی گئی کہ جو آدمی کسی کانے کی آنکھ پھوڑیگا اُس کی دونوں آنکھیں پھوڑ دیجاوینگی۔ اسیطرح قانون طلاق کی بھی ترمیم کی گئی۔ قانوناً ایسے مرد یا عورت کو جس نے پہلی بیوی یا شوہر کو چھوڑ دیا ہو دوبارہ شادی کرنیکا اختیار تھا۔ لیکن ایک مقدمہ یہ پیش ہوا کہ ایک بڈھے کو اُس کی جوان جورو نے چھوڑ کر جوان شوہر کر لیا۔ اسپر بڈھا فریادی ہوا۔ شہر والوں نے اُسکی شکایت کو تسلیم کرکے قانون میں اسطرح ترمیم کی کہ نہ کوئی عورت کسی ایسے مرد سے اور نہ کوئی مرد کسی ایسی عورت سے شادی کر سکتا ہے جو اُس عورت کے پہلے شوہر یا اُس مرد کی پہلی بیوی سے جس کو چھوڑ دیا ہے عمر میں کم ہو۔ یہ قصے گو بظاہر لطیفے ہیں لیکن ممکن ہے کہ وہ صحیح واقعات ہوں۔ بہر کیف یونانی قوانین کے پڑھنے میں جو عقل و ذہانت کے نمونے ملتے ہیں اُن کا لطیف و مضحک پہلو ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہ واقعہ صحیح ہے کہ پٹیاکس نے ہر جرم کی سزا جسکا ارتکاب حالت مخموری میں ہو دوچند رکھی تھی۔ سولن نے ایسی نابالغہ عورتوں کے لیئے جو کثرت سے مال و دولت کی وارث ہو جاتی تھیں خاص قوانین اس غرض سے وضع کیئے کہ مردوں کی حرص و ہوا سے وہ محفوظ رہیں۔ لیکن یہ قوانین نفس امارہ پر جسقدر قیدیں لگاتے ہیں انسان کی اخلاقی فطرت کی تہذیب نہیں کرتے تھے۔

شہر تھوری آی کی تعمیر کے بعد چند سال کے اندر ہی پیرکلیز کو علاداری ایتھنز کی شرقی سرحد کی طرف توجہ کرنی پڑی اور اب ایک ایسی کشمکش میں مبتلا ہونا پڑا جس نے پیرکلیز کے قوائے عقل اور ہر طرح کے وسائل سے بحد غایت کام لیا۔ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ ۴۵۵ ق م میں

ملی ٹس کے شہر میں فساد برپا ہوئے تھے ایتھنز نے فوراً دست اندازی کر کے یہاں کی اُمرائی حکومت (عدیدیت) کو منسوخ کر کے اُسکی جگہ عمومی انتظام کردیا تھا اور ایتھنزی سپاہ کا ایک دستہ حفاظت کے لیئے شہر میں مقیم کردیا تھا۔ اس انتظام سے ملی ٹس کے تعلقات ایتھنز سے اور بھی قریب کے ہوگئے اور ملی ٹس کی عمومی حکومت کو جب کبھی اپنے اُمراء سے شکایت ہوئی تو اُس نے ایتھنز سے امداد کی توقع کی۔ غالباً اسی بھروسے پر کہ ایتھنز کی حکومت ہر وقت پشتی پر ہے ملی ٹس کے لوگوں نے شہر پیرینی کے قبضے کی بابت ریاست سیموس سے جھگڑا پیدا کیا۔ گو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ جس حالت میں ملی ٹس۔ سیموس اور پیرینی تینوں ریاستیں ڈیلوسی اتحاد میں بحقوق مساوی شرکت رکھتی تھیں تو پھر دو اتحادی ریاستوں نے ایک تیسری اتحادی ریاست پر قبضہ پانے کے لیئے کیوں جھگڑا پیدا کیا۔ ممکن ہے کہ زیادتی سیموس والوں کی طرف سے ہوئی ہو کیونکہ یہ لوگ ملک گیری کے معاملات میں محتاط نہ تھے۔ پہلے بھی کسی زمانے میں علاقہ پیرینی کے بعض مقامات پر جو ملک کے اندرونی حصے پر تھے قبضہ پانیکے لیئے فساد برپا کر چکے تھے۔ لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ خود ریاست پیرینی میں دو فریق ہوں جن میں ایک فریق اپنے شہر کو سیموس کے حوالے کرنا چاہتا ہو اور دوسرا فریق ملی ٹس کی حکومت کا پابند اور ماتحت بننا چاہتا ہو۔ غرض وجہ کچھ بھی ہو مگر واقعہ یہ ہے کہ ملی ٹس اور سیموس میں جنگ ہوئی جسمیں ملی ٹس کو شکست ہوگئی۔ ملی ٹس نے ایتھنز سے شکایت کی۔ ایتھنز متوجہ ہوا جس کی خاص وجہ یہ تھی کہ سیموس کا وہ فریق بھی اس شکایت میں شریک تھا جو سیموس کے طرز حکومت کو بدلنا چاہتا تھا۔ سیموس پر اسوقت چند امراء حکومت کرتے تھے۔ یہ امراء بڑے دولتمند زمیندار تھے اور دولتمند زمینداروں کی جماعت وہ تھی جسکی قوت کو خاص اہتمام کے ساتھ پیرکلیز نے نیست و نابود کیا تھا۔ پلوٹارک لکھتا ہے کہ ایتھنز نے ملی ٹس کی شکایت سنتے ہی سیموس کو پیغام دیا کہ لڑائی بند کیجائے اور معاملہ ثالثی سے طے ہو۔ لیکن تھوسی ڈائڈیز اس قسم کی کوئی خبر نہیں دیتا۔ اُس کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ ملی ٹس کی فریاد پہنچتے ہی ایتھنز نے سیموس کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جو ایک سلطنت اپنی کسی باغی ریاست سے کرتی ہے۔ چنانچہ ۴۴۰ق م کی فصل بہار میں پیرکلیز ۴۰ جہاز لیکر سیموس کی طرف روانہ ہوگیا۔ سیموس والوں نے مطلق مقابلہ نہیں کیا اور پیرکلیز نے شہر میں پہنچتے ہی وہاں کے معاملات کا فیصلہ کرنا شروع کردیا۔ پچاس مرد اور پچاس لڑکے بڑے بڑے خاندانوں کے بطور یرغمال کے اپنی حراست میں کر کے لیمنوس کے ایتھنزی باشندوں کے

پاس روانہ کردیئے اور سیموس کے لوگوں پر ۸۰ ٹیلنٹ جرمانہ کیا۔ امراء جو صاحب حکومت تھے یکلخت معزول کیئے گئے اور طرز حکومت عمومی کر دیا گیا۔ اور ایک ایتھنزی فوج شہر میں بٹھادی تاکہ امن قائم رکھے۔ یہ کل انتظام پورے غور و فکر کے بعد بعجلت عمل میں آیا۔ اسطرح چند ہفتے میں ریاست سیموس جو ایتھنز کی زبردست مددگار ریاستوں میں سے تھی ذلیل و خوار ہوکر ایتھنز کی ایک حلقہ بگوش ریاست بن گئی جس کے شہر پر جرمانے کی سزا کے علاوہ ایتھنز کی فوج کا قبضہ بھی کرادیا گیا۔ یوبیا کی طرح یہاں بھی پیرکلیز کی حکمت عملی چل گئی۔ اور ڈیلوسی اتحاد محض ایک قصئہ پارینہ رہ گیا ؛

لیکن سیموس اس ذلت وخواری میں رہنا گوارا نہ کرسکتا تھا۔ اُس کے امراء اُسوقت کو کیسے بھول جاتے کہ تمام مشرقی بحر ایجین اُن کے زیر نگیں تھا۔ اُن کا بیڑا اب بھی نہایت طاقتور تھا۔ شہر کی فصیلیں مضبوط تھیں۔ ایران سے مدد ملنے کی توقع ہوسکتی تھی۔ سیموس کے بعض لوگ جو اِس ذلت سے پیچ وتاب میں تھے وطن سے نکلکر سارڈس کے ایرانی مرزبان پیسُتھ نیز سے اس معاملے میں گفت وشنید کرنے لگے۔ اور آخر الامر اسی مرزبان کی مدد سے ایک ایسی جمعیت لیکر سیموس میں داخل ہوے جس نے چند رفقاء سے مدد پاکر شہر میں جو ایتھنزی فوج موجود تھی یا تو اُسکو گرفتار کرکے یا شہر سے نکالکر شہر پر قبضہ کرلیا۔ پرانا طریقۂ حکومت پھر اختیار کیا گیا اور پیشتر اس سے کہ لیمنوس کے ایتھنزی کچھ ہاتھ پاؤں ہلائیں سیموس والوں نے اپنے مردوں اور لڑکوں کو جو اُن کے قبضے میں دے دیئے گئے تھے رہا کرلیا۔ غرضیکہ پیرکلیز نے جتنے عرصے میں سیموس پر قبضہ کیا تھا اُس سے کم وقت میں سیموس والے پھر اپنے شہر پر قابض ہوگئے ؛

اب ایتھنز والوں کو معلوم ہوا کہ ایک پرانا طاقتور دوست دشمن بنکر مقابلے پر آیا ہے۔ حالت سخت خطرے کی ہوگئی۔ اور یوبیا کی بغاوت سے بھی کہیں زیادہ اندیشہ پیدا ہوگیا۔ خوف اسکا تھا کہ کہیں ایران سے پھر لڑائی نہ ہوجاوے۔ اسپارٹا ایسی حالت میں کبھی ساتھ نہ دیگا۔ اور نہ کوئی یہ کہہ سکتا تھا کہ جو ریاستیں اسوقت دوست ہیں وہ آئندہ بھی رفاقت کریگی۔ سیموس اپنے استحکام کے لئے ہر طرح کی تدبیروں میں مصروف تھا۔ عمومیت کے بڑے بڑے رکن شہر سے نکالدیئے گئے تھے۔ اور ایتھنزی سپاہ گرفتار ہوکر مرزبان ایران پیسُتھ نیز کی حراست میں دیدی گئی تھی۔ اسپارٹا کی اتحادی ریاستوں سے بھی مدد کی درخواست کیگئی تھی۔ اِس خیال سے کہ ایتھنز کو ملی ٹس سے کمک نہ پہنچنے پائے سیموس والوں نے ملی ٹس پر حملے

کے لیئے ایک مہم روانہ کردی۔ وہ سوچتے تھے کہ اگر ایتھنز والوں کے پہنچنے سے پہلے ملی ٹس کو فتح کرلیا تو اس فتح کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایشیائے کوچک کے تمام یونانی شہر ایتھنز سے بغاوت کردیں گے۔ بای زین ٹی ام کی ریاست نے سیموس کا ساتھ دیا۔ کاریا کے شہر البتہ ابتک تذبذب کی حالت میں تھے کہ کس کی طرفداری اختیار کریں ؛

یہ وقت وہ تھا کہ پیرکلیز کا اصول سیاست مدت کا سوچا اور سمجھا ہوا معرض خطر میں تھا۔ ضرورت اسکی تھی کہ جو کچھ کارروائی کرنی ہے اس میں دیر نہ کیجاوے ورنہ اگر سیموس پر ایتھنز کو شکست ہوگئی تو برسوں کی کوششیں ایک دن میں بگڑجائینگی چنانچہ فوراً ساٹھ جہاز ایتھنز سے سیموس کو روانہ کئے گئے۔ دسوں سپہ سالار ساتھ گئے۔ پیرکلیز سب کا افسر ہوا۔ اس بڑے کے چند جہاز جنوب کی طرف اس غرض سے روانہ کیئے گئے کہ فینیشیا کے جہازوں کو دیکھتے رہیں جنکی آمد کی خبر گرم ہورہی تھی۔ چند جہاز کی اوس اور لسبوس کو بھیجے کہ وہاں سے کمک حاصل کریں۔ باقی بیڑے کو لیکر پیرکلیز جزیرۂ سیموس اور ملی ٹس کے درمیان حائل ہوگیا تاکہ سیموسی جو اسوقت ملی ٹس پر لڑ رہے تھے اپنے وطن سے کمک نہ پاسکیں۔ اور اب پیرکلیز اور سیموس کی فوجوں میں سخت معرکہ ہوا۔ نتیجہ اس قسم کا ہوا کہ فریقین میں سے ہر ایک کو فتح کا دعوے ہوگیا۔ ادھر سیموس والے پیرکلیز کے جہازوں میں سے رستہ نکالکر اپنے جزیرے کو پہنچ گئے۔ اُدھر پیرکلیز نے بندرگاہ سیموس کا محاصرہ کرلیا۔ اب کمک کے انتظار میں پیرکلیز نے لڑائی بند کردی ؛

کمک پر ۲۵ جہاز کی اوس اور لسبوس سے آگئے۔ اِن جہازوں کا افسر غالباً یونان کا شاعر مشہور سوفوکلیز تھا۔ کی اوس کے حالات میں بھی اور اس لڑائی کے ذکر میں بھی اس شاعر کا سپہ سالار ہونا بیان ہوا ہے۔ ایتھنز سے چالیس جہاز اور موقعہ جنگ پر پہنچ گئے۔ جب اسقدر جمعیت ہوگئی تو پیرکلیز نے جزیرہ سیموس پر اپنی فوجیں اُتارنی شروع کیں خشکی میں شہر کی دیواروں کے نیچے نیچے فوج کا حلقہ ڈالدیا۔ اور سمندر کی طرف سے بھی شہر کا حصار کرلیا۔ پیرکلیز اس انتظام میں مصروف تھا کہ یکایک فینیشیا کے جہازوں کے قریب پہنچنے کی خبر آئی۔ پیرکلیز فوراً انکی روک تھام کے لیئے ساٹھ جہاز لیکر آگے بڑھا۔ یہ بڑی خوش تدبیری تھی کہ پیرکلیز اپنے نصف بیڑے کو لیکر سیموس سے آگے بڑھ گیا۔ اگر ایسا نہ کرتا تو فینیشیا کے جہاز جب سیموس کے قریب پہنچ جاتے تو سیموس والے بھی اُن کے ساتھ ہوکر پیرکلیز سے مقابلے پر آتے۔

لیکن فنیشیا کا بیڑا نہیں آیا ۔ اور سیموس والوں نے ایتھنز کے ۶۵ جہازوں میں سے جنکو پیری کلیز پیچھے چھوڑ گیا تھا بزور شمشیر اپنا رستہ نکال لیا اور چودہ دن تک سمندر کے مالک بنے رہے ۔ جسقدر سامان رسد چاہا اپنے شہر میں پہنچایا ۔ پیری کلیز جب لوٹنے کو ہوا تو سیموسیوں نے رستہ روکنا چاہا مگر پیری کلیز جزیرے تک پہنچ گیا ۔ اور اب لڑائی سخت ہوی جسمیں سیموس والوں کو شکست ہوگئی ۔ پیری کلیز نے پھر خشکی اور سمندر کی طرف سے اُن کے شہر کا محاصرہ کرلیا ۔ اب ۴۴۰ سنہ ق.م کا موسم گرما آگیا تھا ۔ ایتھنز میں سپہ سالاروں کا انتخاب ہونے لگا ۔ پیری کلیز اپنی جگہ پھر منتخب ہوکر بیڑے کی افسری پر بدستور مامور رہا ۔ باقی سپہ سالاروں کی جگہ جو اسوقت سیموس میں تھے دوسرے لوگ منتخب ہوکر معہ بہت سی فوج کے آئے ۔ پہلے چالیس جہاز اور پھر ۲۰ جہاز اور ایتھنز سے مدد کیلئے پہنچے ۔ کی اوس اور لسبوس کی ریاستوں نے بھی علاوہ ۲۵ جہازوں کے جو پہلے بھیجے تھے ۳۰ جہاز اور بھیجدیئے ۔ اور اب کل جہازوں کی تعداد دوسو سے اوپر ہوگئی ۔ بظاہر ایتھنزیوں کا بیڑا نہایت زبردست تھا ۔ لیکن سیموس والوں نے اسکی مطلق پروا نہ کی ۔ اُنکی شہر پناہ مضبوط تھی ۔ اور شہر میں سامان رسد بھی بخوبی موجود تھا ۔ ابتک انکو اسکی امید تھی کہ ایران سے یا پیلوپونےسس سے مدد پہنچیگی ۔ مہینوں تک اسی امید سے اپنے شہر میں محصور پڑے رہے ۔ لیکن مدد کسی طرف سے نہ آئی ۔ ایرانیوں نے اس موقع کو ہاتھ سے جانے دیا ۔ اور پیلوپونےسس کے لوگوں نے کورنتھ والوں کی تحریک سے یہ فیصلہ کیا کہ وہ ایسی ریاست کی مدد کو نہ اوٹھینگے جس نے اپنے ہی سردار سے بغاوت کی ہو ۔ ایسی مدد سے ایک خراب نظیر قائم ہوگی ۔ کیونکہ اگر میگارا والوں نے پیلوپونےسس سے کبھی بغاوت کی تو پھر ایتھنز، میگارا والوں کی مدد کو تیار ہوجاویگا ۔ اور کورنتھ پھر ان مشکلات میں پڑجائے گا جو ۴۴۵ سنہ ق.م کی صلح سے پیشتر اُس کو پیش ہوی تھیں ۔ اب سیموس کی حالت ردی ہونے لگی ۔ جب نو مہینے حالت حصار میں گزر گئے اور رسد بھی ختم ہونے لگی تو مجبور ہوکر صلح کی درخواست کی ۔ پیری کلیز نے شرائط صلح نہایت سخت پیش کیں ۔ یعنی سیموس اپنے کُل جہاز ایتھنز کو دیدے ۔ شہر کی فصیلیں منہدم کیجاویں ۔ خرچہ جنگ سیموس والے ادا کریں اور اپنے چند آدمیوں کو بطور یرغمال کے ایتھنز کی حراست میں دیں ۔ امرائے سیموس جو اس فساد کی جڑ تھے شہر بدر کیئے جاویں اور سیموس میں عمومی حکومت قائم کیجاوے ۔ محصورین نے ان شرائط کو منظور کرکے صلح کرلی ۔ امرائے سیموس البتہ جلا وطن ہونیکے کچھ عرصے بعد جزیرے کے سامنے سمندر پار آئنیا کے علاقے میں نظر آنے لگے ۔ ڈیورس جو ان واقعات کے بعد کا ایک مورخ

گزرا ہے اور جو زیادہ معتبر مصنف نہیں ہے پیرکلیز کے جور و ظلم کے نہایت ہولناک قصے لکھتا ہے جن میں سیموس کے سپاہیوں اور ملاحوں کو پیرکلیز کے ہاتھوں سخت اذیتیں پہنچیں۔ یہ قصے بالعموم غلط ہیں۔ یہ سچ ہے کہ یونانی اپنے قیدیوں پر رحم کرنا نہیں جانتے تھے لیکن وہ انکو صرف قتل کر دیتے تھے قتل سے پہلے ایذائیں نہیں پہنچاتے تھے ؛

اس جنگ کا خرچہ نہایت کثیر تھا۔ اگر محاصرے سے پہلے کے معرکوں سے قطع نظر کیجاوے اور جہازوں پر ایک آدمی کے کرایے اور کھانے کا خرچ ایک درہم فی یوم رکھیں تو آٹھ مہینے تک دوسو جہازوں کا خرچ ۱۶۰۰ ٹیلنٹ ہوتا ہے۔ ایک کتبے سے جسکی عبارت کچھ کٹی مٹی ہے ظاہر ہوتا ہے کہ علاوہ لیگ کی معمولی آمدنی کے جو صرف کی گئی خاص ایتھنز کے سرکاری خزانے سے ۱۲۷۶ ٹیلنٹ اس لڑائی کے لئے دیئے گئے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کل خرچہ ۲۰۰۰ ٹیلنٹ سے زیادہ ہی ہوا ہوگا۔ اگر اس رقم کا نصف حصہ بھی سیموس والوں کے ذمے رکھا ہوگا تو اس کے یہ معنی ہوے ہوں گے کہ سالہا سال کیلئے نہایت سخت بار محصولوں کا اُن کے سر پڑ گیا ؛

غرض اسطرح پھر ایک فتح پاکر پیرکلیز کو سرخروئی ہوی۔ اور ۴۳۹ ق۔م میں جب وہ ایتھنز میں واپس آیا تو ضرور سمجھتا ہوگا کہ اُس کی حکمت علمی اور طریقۂ سیاست کو اب کامل طور پر استحکام و دوام حاصل ہوگیا۔ سیموس کے معاملات میں از اول تا آخر اس قسم کا برتاؤ رکھا گیا تھا جس سے سب پر روشن ہوگیا تھا کہ ایتھنز اب ایک شہنشاہی حکومت رکھتا ہے۔ کیونکہ اس طرز حکومت کا ثبوت اس سے ظاہر تھا کہ جب ملی ٹس کو شکایات پیدا ہوئیں تو وہ ایتھنز ہی کے سامنے فریادی ہوکر حاضر ہوا۔ اسیطرح سیموس کے داخلی امور سیاسی میں ایتھنز نے شاہانہ حیثیت سے دست اندازی کی۔ کی اوس اور لسبوس کے بیڑوں سے اور دیگر اتحادی ریاستوں کے روپے سے سیموس کو زیر کیا حالانکہ سیموس بھی ایک اتحادی ریاست تھی ان تمام باتوں سے جن لوگوں کے منھ پر آنکھیں تھیں وہ صاف دیکھ رہے تھے کہ ایتھنز کو اب دول متفقہ پر شہنشاہی حقوق حاصل ہونے کا پورا دعوے ہے۔ اور یہ ارادہ ہے کہ ان حقوق کو اپنے فائدے اور نفع کے لئے ہمیشہ کام میں لاتا رہے ؛

بغاوت سیموس کی خبر پاتے ہی جو تدبیریں کی گئیں وہ پیرکلیز کی ہوشمندی و چابکدستی کا پورا ثبوت دیتی ہیں۔ سیموسی جسوقت ملی ٹس پر لڑائی میں مصروف تھے اُسوقت

اُن کے اور اُن کے جزیرے کے بیچ میں جہاز ڈالکر جزیرے سے اُن کا تعلق قطع کر دینا اور فنیشیا والوں سے قبل اِسکے کہ وہ سیموس کے قریب پہنچیں آگے بڑھکر مقابلے کا قصد کرنا پیرکلیز کے وہ کام تھے جو مکاید حرب میں اعلےٰ درجے کی مہارت و دستگاہ پر دلالت کرتے تھے۔ لیکن باوجود اِس حوصلے اور تدبیر کے یہ خیال ضرور ہوتا ہے کہ اور بڑے بڑے معرکوں کے علاوہ اِس لڑائی میں بھی متحصن شہروں کی دیواروں کو توڑ کر قبضہ کر لینے میں یونانی بالکل بے دست و پا تھے۔ تھےسوس، ایجانیا اور سیموس کی سنگین شہر پناہوں کے سامنے ایتھنز کے بڑے بڑے مہندسوں اور انجنیروں کی چیرہ دستی کچھ بھی نہ چلی۔ رسد کی کمی سے فاقہ کشی کے سوا یا محصوروں میں سے کسی کی نمک حرامی کے سوا کسی چیز نے بھی ان شہروں کو دشمن کے حوالے نہ ہونے دیا۔ جنگ سیموس میں پیرکلیز کی محض خوش قسمتی تھی کہ کامیابی ہوگئی۔ اگر ایرانی سیموس کی حمایت کا بیڑا اُٹھا لیتے یا کی اوس اور لسبوس کی ریاستیں بغاوت میں شریک ہو جاتیں یا اگر شریک نہ بھی ہوتیں صرف جہاز دینے سے یہ کہکر انکار کر دیتیں کہ اتحادیوں کے لئے ایک اتحادی ریاست کو مغلوب کرنا جائز نہیں ہے۔ یا کورنتھ کے لوگ زیادہ دُور بینی سے کام لیکر اسپارٹا کو اِس معرکے سے علیحدہ رہنے کا مشورہ نہ دیتے تو اِس لڑائی کا انجام کچھ اور ہی ہوتا۔ یہ خبر بھی خالی از لطف نہیں ہے کہ سیموسی افواج کا افسر اعلیٰ جس نے شہر کو دشمن سے بچانے میں نہایت کوشش کی تھی محض ارباب رزم ہی سے نہ تھا بلکہ ایک دوسرے طبقے میں بھی بڑے پایے کا شخص تھا۔ یعنی ملی سس جس نے پیرکلیز کو اِس معرکے میں ایک موقع پر شکست بھی دیدی تھی اور جس نے اُس کی فوجوں کا حالت حصار میں مدت تک مقابلہ کیا تھا ایک فلسفی و حکیم حکمتِ ایلیاتی کا پیرو تھا جسطرح پیرکلیز فرصت کے اوقات میں کائنات کی ترکیب جسمانی کے متعلق حکیم اناکساغورث کے افکار پر غور کیا کرتا تھا۔ اسیطرح ملی سس وحدت و کثرت کے مسائل پر فکر کر کے اِس کوشش میں رہتا تھا کہ اشیاے ظاہری میں جو تغیر و فنا ہے اس پردے کے پیچھے یا اُس سے ماوراء کوئی حقیقت ایسی ملجائے جسکی شانِ ظہور ہمیشہ اور ہر جگہ ایک ہی ہو۔

سیموس کے زوال پر بای زین ٹی ام نے بھی ایتھنز کی محکومی قبول کی۔ مگر علاقہ کاریا کے بہت سے شہروں نے دول متفقہ (مشارکت) کے زمرے سے اپنی گلوخلاصی اس طرح کر لی کہ ایتھنز کو پھر کبھی اُن پر قابو حاصل نہ ہوا۔ تھریس میں بھی مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔

بہرکیف پیریکلیز جسوقت ایتھنز میں واپس آیا تو فن سپہگری میں اُسکی شہرت کا آفتاب نصف النہار پر تھا - ایتھنز کو دو مرتبہ نہایت سخت خطروں سے بچایا تھا - پہلی مرتبہ کی کامیابی گو کچھ کم نہ تھی لیکن اسپارٹا سے جو صلح ضرورتاً کرنی پڑی تھی اُس نے اس فتح کی شان کو کم کر دیا تھا - دوسری کامیابی یعنی سیموس کی فتح اس سے جو فائدہ ایتھنز کو پہنچا اُس میں کسی بات کی کسر نہ تھی - لیکن باوجود اس فائدے اور کامیابی کے یہ جسقدر فتوحات حاصل ہوئیں وہ ایسی یونانی قوموں کی تباہی و نقصان کے ساتھ ہوئیں جو کبھی آزاد اور خود حکمراں تھیں - جس دن ایتھنز کے دستور کے مطابق اُن کشتگانِ جنگ کے حق میں آخری رسوم ادا کی گئیں جنہوں نے اپنے ملک کے فائدے کے لیئے اپنی جانیں دی تھیں تو پیریکلیز خطبۂ موت پڑھنے کے لیئے نامزد کیا گیا تھا - اُس نے اپنی پُر اثر تقریر میں بیان کیا کہ جو لوگ ایسے بڑے کاموں میں اپنی جان دیتے ہیں وہ ہرگز نہیں مرتے بلکہ حیات جاوید اِن ہی کا حصہ ہوتی ہے - نوجوان کشتوں کا اور اُن امیدوں کا جو اُن کی زندگی سے وابستہ تھیں ذکر کرتے ہوے کہا کہ شہر کے لیئے اِن جوانمرگوں کی موت ایسی ہے جیسے سال کے لیئے موسم بہار کا رخصت ہونا - اِن سب نے ایک شریف کام میں اپنی جانیں دیکر ایک بے مثل فتح حاصل کی ہے - جسوقت اس تقریر کو ختم کر کے پیریکلیز دیوان سے اترا تو بیواؤں اور یتیموں کا انبوہ پھولوں کے ہار اور طرّے لیئے اُس کے گرد جمع ہوگیا - لیکن اسی گروہ سے ایک باعصمت خاتون سردار سائمون کی بہن ایلپی نیسی جسکا اب ضعیفی کا زمانہ تھا مجمع سے منہ پھیر کر یہ کہتی ہوی چلی کہ ان پھولوں اور پھولوں کے سہروں سے کیا ہوتا ہے - میرے بھائی کی طرح ایران اور فنیشیا سے لڑکر فتح پائی ہوتی تو ایک بات بھی تھی - پیریکلیز سے اس کے سوا کیا بن پڑا کہ ایک بے یار و مددگار شہر سے لڑا اور اپنوں سے لڑکر اپنوں ہی کو موت کے گھاٹ اتروادیا "

گیارھواں باب

ایفی پولس ۔ زمانۂ جنگ کا قریب پہنچنا۔

شہر ایفی پولس کی تعمیر ۔ ایتھنز کی شان وشوکت ۔ پیرکلیز کی تدابیر کہ کل یونان متفق ہو کر تن واحد بن جاوے اور ایتھنز کل یونان کا قیصر ہو ۔ پیرکلیز کا شہنشاہی مسلک سیاسی۔ پیرکلیز سے عوام الناس کی مخالفت کا روز بروز ترقی پکڑنا۔

ایتھنز والوں کو سیموس کی بغاوت فرو کرنے میں البتہ پوری کامیابی ہوی لیکن اس بغاوت سے ڈیلوسی اتحاد میں جہاں جہاں رخنے پڑ گئے تھے وہ بند نہ ہو سکے۔ حلیف ریاستیں جو چندہ دیا کرتی تھیں اُنکی سالانہ فہرستوں سے اس کا حال بخوبی کھلتا ہے ۔ بغاوت سے پہلے کی فہرستوں کا مقابلہ جب ۴۳۶ء بغایت ۴۳۵ء ق ۔ م کی فہرستوں سے کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اِن اخیر فہرستوں سے علاقۂ کاریا کے بائیس شہروں کا نام غائب ہے ۔ اور یہ کہ اِن شہروں کا کوئی علیحدہ ضلع نہیں رہا ہے بلکہ آی اونیا کے شہروں میں وہ خلط ملط ہیں۔ صوبۂ تھریس کے انتظام میں بھی خلل پایا جاتا ہے ۔ پےلینی کے شہروں میں بعض پر چندے کا بقایا نکلتا ہے اور بعض نے چندہ دینے سے انکار کیا ہے ۔ اِس علاقے کے شہروں کو ایتھنز نے پھر درست کر لیا ۔ اور جنہوں نے چندہ نہیں دیا تھا اُن سے بطور جرمانے کے زیادہ رقم وصول کی ۔ مثلاً سکیونی سے ۴۳۴ء ق ۔ م کی بابت بجائے ۹ ٹیلنٹ کے ۱۵ ٹیلنٹ چندہ وصول کیا گیا ۔ بہت سے قصبات جو پہلے قریب کے بڑے شہروں کی معرفت اتحاد میں شرکت رکھتے تھے اب اِس پابندی سے آزاد ہو کر بحیثیت خود لیگ کے ارکان مقرر ہوے ۔ بای زین تی اَم کی بغاوت اور بلاد کیلسی ڈیسی کی مذبذب حالت کو دیکھکر پیرکلیز نے مصمم ارادہ کر لیا کہ ایتھنز کی توسیع حکومت کے لئے اِن نواح میں بھی کچھ نہ کچھ انتظام کرنا ضروری ہے بحر اسود کا سفر اختیار کرنے اور جا بجا نئے شہر بسانے سے پیرکلیز نے اسبات کا ثبوت دیدیا تھا کہ ایتھنز اور اُس کے شمالی اطراف میں وہ ایتھنزی نو آبادیوں کا ایک پورا سلسلہ قائم کرنا چاہتا ہے ۔ جزیرۂ نیکسوس کے سوا جہاں جہاں نئی بستیاں بسائی تھیں وہ ایتھنز اور بای زین تی اَم کے درمیان قریب قریب ایک ہی سمت میں تھیں ۔ کالسس کی نو آبادی سے بوری پس کے جنوبی حصے میں اور ہسٹی یا کی نو آبادی سے اِسی جزیرے کے شمالی حصے میں

ایتھنز کا اثر پیدا ہوگیا تھا۔ بریا کی نوآبادی میسی ڈونیا کے صوبۂ پی سالٹس میں موجود ہی
تھی۔ اسیطرح جزیرہ نمائے کرسونے سس کی ایتھنزی بستیاں بحریا مورہ پر قادر ہوگئی تھیں
ان تمام موقعوں پر ایتھنزیوں کے جسقدر شہر آباد ہوے تھے وہ اپنے وطن کے اس درجہ
خیرخواہ تھے کہ اُن کی خیرخواہی میں شبہ کرنیکی مطلق گنجائش نہ تھی ؛

میسی ڈونیا کے جنوب مشرق میں ایک موقع نوآبادی قائم کرنے کے لئے نہایت عمدہ
باقی رہ گیا تھا۔ یہاں پہلے بھی ایک مرتبہ ایتھنز کے لوگوں نے آباد ہونا چاہا تھا مگر اس قصد سے
جسقدر لوگ وہاں پہنچے تھے سب کے سب ہلاک ہو گئے تھے۔ یہ موقع وہ ہے جہاں اسٹرائمون
کا دریا سرسی نیٹس کی جھیل سے نکلتا ہے۔ اسی جگہ وہ مشہور مقام ہے جس کو "نورا ہا"
کہتے ہیں۔ یہاں ہر چار سمت سے بہت سے راستے آکر ملجاتے ہیں اور پھر وہاں سے ایک
راستہ اسٹرائمون کے پل کو جاتا ہے۔ اسی مقام پر ۴۶۵ ق۔م میں لیگروس ایتھنزی دس ہزار
ایتھنزیوں کو لیکر شہر بسانے آیا تھا۔ لیکن ڈرے بس کس کے مقام پر یہاں کی جنگ آور
قوموں سے لڑائی ہوی اور جسقدر ایتھنزی آئے تھے سب کے سب مارے گئے۔ یہ ایک
سخت تباہی پیش آئی تھی۔ لیکن یہ موقع اسقدر عمدہ تھا کہ اس واقعہ کے ۲۸ برس بعد ایکمرتبہ
پھر وہاں شہر بنانے کی کوشش کی گئی۔ یہ جگہ نہ صرف اس خیال سے اچھی تھی کہ جہاز بنانے کا
کل سامان وہاں سے بکثرت دستیاب ہوسکتا تھا بلکہ پین جی ام کی کانیں بھی وہاں سے قریب
تھیں اور اس سے بھی بڑھکر بات یہ تھی کہ شمالی ملکوں کو جو راستہ جاتا تھا وہ قریب سے گزرا تھا اور
ایسے راستے پر قابو پالینا بھی ایک بڑی مصلحت ملکی تھی۔ غرض ۴۳۷ ق۔م میں ہیگنون پسر
نای سی اس جو ایتھنز کے سپہ سالاروں سے تھا اور پیریکلیز کے ساتھ جنگ سیموس میں بھی شریک
رہا تھا ایتھنز سے ایک بڑا قافلہ لیکر اس جگہ کے قصد سے روانہ ہوا۔ دریائے اسٹرائمون کے
دہانے کے قریب آی اون کے مقام پر اترا جہاں ایتھنزیوں کا قبضہ مدت سے چلا آتا تھا۔
آی اون سے دریا کے کنارے کنارے راستہ نکالکر منزل مقصود تک پہنچا۔ اور موقع پر
قبضہ کرلیا۔ پل سے اترتے ہی ایک بلندی پر جسکے نیچے دریا بہتا تھا شہر کی بنیاد ڈالی۔ اور موقع کے
لحاظ سے اُسکا نام "ایمفی پولس" رکھا۔ شہر کے دو طرف دریا تھا اور تیسری طرف حفاظت کی
غرض سے ایک دیوار ایسی کھینچ دی تھی کہ جس کے دونوں سرے دریا پر ختم ہوتے تھے
علاقۂ کیلسی ڈیسی کے شہروں سے جو قریب پڑتے تھے بہت سے لوگ آکر اس شہر میں آباد ہوگئے

اِس لئے نئے شہر کو اور بھی استحکام ہوگیا۔ اِس مرتبہ بھی ملک کے اصلی باشندوں نے نوواردوں سے مزاحمت کی ہوگی مگر اِسکا کچھ ذکر پڑھنے میں نہیں آتا۔ ہیگنون کو سب نے بانی شہر تسلیم کیا اور اسی اعتبار سے شہر والے خاص خاص موقعوں پر اُسکی رسم تعظیم ادا کرتے تھے۔ جب سے سائمون نے آئی اون کو فتح کیا تھا اور لیگروس ائتھنزی مقام ڈُرے بس کس پر ہلاک ہوا تھا اِس ملک میں بڑے بڑے انقلاب ہو چکے تھے۔ اور شاید یہی سبب تھا کہ یہاں کے اصلی باشندوں نے اس مرتبہ نوواردوں سے کافی طور پر زور آزمائی نہیں کی۔ فتح آئی اون کے زمانے میں یعنی سنہ ۴۶۴ ق۔م تک بادشاہ ایلگزانڈر تخت میسی ڈون پر متمکن چلا آتا تھا۔ یہ جوانی میں بڑا بہادر تھا۔ جب اِسکے باپ امین ٹاس کے زمانے میں ایرانی ملک میں گھس آئے اور بادشاہ سے اطاعت قبول کرانی چاہی تو ایلگزانڈر نے جو اسوقت ایک نوعمر شہزادہ تھا بڑی دلیری وجسارت سے ایرانیوں کو اپنے ملک سے نکال دیا۔ جب وہ خود بادشاہ ہوا تو اپنا مسلک ایسا رکھا کہ نہ تو ایران کے فوجکشوں سے اپنے ملک کو مغلوب ہونے دیا اور نہ یونان سے کسی قسم کی علانیہ خصومت پیدا کی۔ اور ایک سلسلہ فتوحات کا ایسا شروع کیا کہ کوہ بلی ام سے لیکر اُس زمین تک جسکو دریائے اسٹرائمون کا وسطی حصہ سیراب کرتا ہے اپنی حکومت کو وسیع کرلیا۔ پراسیاس کی جھیل کے قریب جو کانیں تھیں اُن پر اسی بادشاہ کا قبضہ تھا۔ اور اُن کانوں سے چاندی کا ایک ٹیلنٹ اُسکو روزانہ ملا کرتا تھا۔ ایلگزانڈر نے سنہ ۴۵۴ ق۔م میں انتقال کیا تو اُس کی سلطنت اُس کے دو لڑکوں پرڈیکس اور فلپ میں تقسیم ہوگئی۔ مشرقی حصہ سلطنت کا یعنی دریائے ایکسی اس اور اسٹرائمون کے مابین جسقدر علاقہ تھا وہ فلپ کے حصے میں آیا۔ یہ تقسیم فی نفسہ ضعف حکومت کا باعث ہوگئی اور اس ضعف میں ترقی اسوجہ سے اور ہوئی کہ دونوں بھائیوں میں نزاع شروع ہوا معلوم ہوتا ہے کہ پرڈیکس نے اس زمانے میں ائتھنزیوں سے اتحاد کرلیا تھا۔ اسکو مطلق افسوس نہ تھا کہ ان غیر ملک والوں کی ایک بڑی جماعت اُس کے بھائی فلپ کی عملداری اور سمندر کے مابین آباد ہوگئی ہے۔ کیونکہ اگر بھائی کے خلاف مدد کی ضرورت ہوئی تو ائتھنز والے جن سے اتحاد ہوگیا ہے عین موقع پر موجود ملیں گے۔ ائتھنز والوں کے لئے اسوقت یہ اتحاد فائدے سے خالی نہ تھا۔ اسی اتحاد (مخالفہ) کی وجہ سے فلپ کو ہمت نہ ہوئی کہ ایمفی پولس پر حملہ کرنیکا مصمم ارادہ کرلے مگر کچھ عرصے بعد ائتھنزیوں کو اسمیں زیادہ فائدہ نظر آیا کہ پرڈیکس کے مقابلے میں فلپ کی مدد کریں۔

اسیطرح جب ۳۵۹ ق۔م میں اوڈریسیا کا بادشاہ ٹیریز مرگیا تو اسکی عملداری بھی اُس کے دولڑکوں سی ٹالسیز اور ایسپرےڈوکس میں تقسیم ہوی۔ اِن دونوں بھائیوں میں بھی جلد فساد ہوگیا۔ اور جب تک یہ فساد رہا ایتھنز یوں کی تقدیر سامنے رہی۔ چند سال کے بعد سی ٹالسیز نے اپنے بھائی پر غلبہ پاکر اُسکو ملک سے نکالدیا۔ اسوقت ایتھنز والے اُس کا لاو لشکر دیکھکر بہت پریشان ہوے اور جہانتک بن پڑا ہمیشہ اُسکی خوشامد کرتے رہے۔ یہ ایتھنز والوں کی خوش قسمتی تھی کہ اوڈریسیا والے کبھی آپسمیں اتفاق نہ پیدا کرسکے اور ابھی اُسوقت کے آنے میں بھی جبکہ شمالی سلطنتوں کو یونان کی موت اور زندگی پر قابو ہو جاوے بہت عرصہ باقی تھا ؁

ایتھنز جس زمانے میں سخت جدوجہد میں کہیں اپنی اتحادی ریاستوں کی درستی و انتظام میں اور کہیں شمالی ملکوں تک رسائی کے وسائل بہم پہنچانے میں مصروف تھا پیلوپونےسس کے لوگ بالکل غفلت اور بےحسی میں تضیع اوقات کررہے تھے۔ آخرکار اِس غفلت سے چونکے اور اپنی حالت کو پہچانا۔ اسوقت تک یہ سب پر بخوبی روشن ہوگیا تھا کہ ایتھنز نے ایران سے لڑنے کا قصد بالکل چھوڑدیا ہے اور ڈیلوسی اتحاد سے مراد اب صرف حکومتِ ایتھنز رہ گئی ہے۔ اور اِس حکومت کی جسقدر فوجیں اور بیڑے ہیں اُن کا مالک و مختار ایتھنز کا شہر ہے۔ اسوقت یہ شہر عظمت و بزرگی میں یونان کے تمام شہروں پر فضیلت رکھتا تھا۔ اُسکی شہر پناہ یونان کے قلمرو میں اپنا مثل نہ رکھتی تھی۔ اُس کے بندرگاہ اور سمندر کے کنارے جہازوں کے قیام گاہ قلعوں اور مورچوں سے مستحکم ایسے وسیع تھے کہ جہازوں کے بڑے بڑے بیڑے اُسمیں قیام کرسکتے تھے۔ ایکروپولس کی بلندی پر عالیشان بُت خانے تعمیر ہورہے تھے جنکی خوبصورتی و خوشنمائی کا یہ عالم تھا کہ معمار اور بُت تراش کے ہنرمند ہاتھوں نے کبھی پہلے ایسا سحر نہ دکھلایا تھا۔ اور اِن تمام خوبیوں کے ساتھ حکومت کا منتظم اور افسر اعلےٰ پیرکلیز ہے جسکی رہبری اور ناخدائی میں ایتھنز خطروں کے گرداب میں بار بار آجاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اب نہ اُبھر لگا۔ مگر پھر موجوں سے نکلکر پہلے سی بھی زیادہ اپنی شانیں دکھاتا ہے۔ اِس حالت کو دیکھکر سب کے دل میں ایک بےچینی رہنے لگی کہ آخر اسطرح ڈوبنے اور اُبھرنے کا انجام کیا ہوگا۔ کون بتاسکتا ہے کہ اِس جمہوری نظم حکومت سے آگے آگے کیا باتیں ظاہر ہونگی۔ اور کس کی مجال ہے کہ پیرکلیز جیسے خاموش و خودشناس مُدبّر کے دل کا حال معلوم کرسے جسکو سوائے اپنی عقل کے

کسی چیز پر تکیہ نہیں اور جس کے اختیارات بھی انتہا سے گزر چکے ہیں۔ لوگوں کی اِس بے اطمینانی کو پیرکلیز سمجھ گیا۔ اور یہ بھی سمجھ گیا کہ اِس بے اطمینانی سے آئندہ کے لیئے کیا خبر نکلتی ہے۔ اسپارٹا سے لڑنے کا خیال ہر وقت اُسکے ذہن میں تھا۔ صلح سی سالہ کی تکمیل ہونے پر بھی یہ خیال دل سے نہ گیا تھا۔ اگر حقیقت میں اِس کشمکش کے لیئے کوئی دن آنا ضروری ہے تو پھر ایتھنز کو چاہئے کہ جسقدر ساتھ دینے والے زیادہ سے زیادہ پیدا کرنے ممکن ہوں اُن کو ابھی سے پیدا کرلے۔ اور پوری دانائی اور ہوشمندی سے ایسا طرزِ عمل اختیار کرے کہ یہ عالمگیر بدگمانی کسیطرح سے رفع ہوجاوے کہ ایتھنز جو کچھ کرتا ہے اپنے ہی نفع کے خیال سے کرتا ہے اور اتحاد کے فرائض کی طرف سے بالکل غافل ہے۔ اتحاد کے متعلق پیرکلیز یہ کہنے کو تیار تھا کہ اگر کل یونان پھر متحد ہوکر ایران سے لڑنے پر کمر باندھے تو ایتھنز بھی اپنا فرض ادا کرنے کے لیئے مستعد ہے۔ اگر دول یونان کو اتنی ہمت نہیں ہے تو پھر ایتھنز کو عدمِ حب الوطنی کا الزام کوئی کس منہ سے دے سکتا ہے۔ پیرکلیز اِس فکر میں رہتا تھا کہ اگر کسی ترکیب سے تمام یونان تن واحد بنکر ایتھنز کے حلقۂ ارادت میں آجاوے تو پھر ایتھنز کی ترقی کا کیا پوچھنا ہے۔ اگر اِس قسم کا اتفاق یونان کی کل ریاستوں میں ہوجاوے اور ایتھنز کی پیشوائی کو سب اختیار کرلیں تو پھر یونان میں ایتھنز کا درجہ سب سے اول ہوا اور اسپارٹا کا دوسرا۔ پلوٹارک لکھتا ہے کہ جب ایتھنز کی ترقی سے لیسی ڈیمونیا والوں کو سخت کوفت ہونے لگی تو پیرکلیز نے ایتھنز والوں سے کہا کہ اب پہلے سے بھی زیادہ ترقی میں اِس مراد سے کوشش کرو کہ کل یونان کسیطرح متفق ہوکر ایتھنز کے گرد جمع ہوجاوے اور ایتھنز کی سرداری و پیشوائی قبول کرلے۔ چنانچہ اُس نے ایک حکم اِس مضمون کا عموم سے منظور کرایا کہ جملہ ریاستہائے یونان سے خواہ وہ ایشیا میں ہوں خواہ یورپ میں درخواست کیجاوے کہ وہ اپنے سفیر ایتھنز میں بھیجیں جہاں یونان کے اہم قومی معاملات پر غور کرنے کے لئے ایک مجلس عام منعقد کیجاوے گی اِس قسم کے معاملات بہت سے جمع ہوگئے ہیں۔ صدہا بت خانے اور معابد جن کو ایرانی لڑائیوں کے زمانے میں صدمہ پہنچا ہے ابتک برباد و ویران پڑے ہیں۔ بہت سی نذر و نیاز جو مصیبت کے وقت مانی گئی تھی ابتک ادا نہیں ہوی ہے اور نہ سمندر پر قبضہ اور امن قائم رکھنے کے لئے ابھی تک کوئی خاص انتظام درستی کے ساتھ ہوا ہے۔ یہ معاملات ایسے ہیں کہ یونان کے ہر متنفس کا نفع یا نقصان اُنسے وابستہ ہے۔

ان معاملات پر اگر غور و بحث ہو سکتی ہے تو ایسی ہی مجلس میں ہو سکتی ہے جو "ہمہ یونانی" ہو۔ اس حکم کی تعمیل کے لیئے ایتھنز کے بیس معززین جنکی عمریں ۵۰ برس سے زائد تھیں سفارت پر مامور ہوئے۔ اُن میں سے پانچ آدمی تو ایشیا میں آئی اونی اور ڈوریائی قوموں میں اور جزیروں میں لسبوس اور روڈس کی حدود تک گئے۔ اور پانچ آدمی بحر ماموره اور تھریس کے یونانی شہروں میں بائی زین تی ام تک جانے کے لیئے نامزد ہوئے۔ پانچ شخص بیوشیا، فوسس اور پیلوپونےسس میں دورہ کرنے کے بعد لوکرس سے گزر کر ایکرنانیہ اور امبراسیا میں گشت کرنے پر مقرر ہوئے۔ باقی پانچ آدمی ایٹولیہ اور خلیج مالیس کے ساحلی شہروں اور فی تھیوائیٹس میں اکایا کے لوگوں اور تھسلی میں تھسلی کے باشندوں کو سمجھانے کے لیئے روانہ کیئے گئے۔ لیکن یہ تحریک مطلق سر سبز نہ ہوی۔ کسی قوم یا حکومت نے اس دعوت کو قبول نہیں کیا اور ایک متنفس بھی وہاں سے ایتھنز میں نہ آیا۔ پس یہ کوشش کہ تمام دول یونان متفق ہو کر تن واحد ہو جاویں اور اس حالت میں ایتھنز کو اپنا صدر تصور کریں بالکل رائیگاں گئی ۔

لیکن پیرکلیز اس ناکامیابی پر ہمت ہارنے والا نہ تھا۔ وہ اسپر بالکل قانع رہا کہ ایتھنز اکیلا ہی اپنی بات پر ثابت قدم رہے۔ جسدن سے بای زین تی ام کے مقام سے پیلوپونےسس نے دول متفقہ کے بیڑوں سے اپنی جمعیت علیحدہ کی تھی اُسدن سے ایتھنز اور اسپارٹا میں تفریق بڑھتی ہی چلی گئی۔ پیرکلیز نے سوچا کہ اچھا ہے یہ نفاق کسیطرح بڑھتا ہی چلا جاوے حتیٰ کہ اسپارٹا اور ایتھنز جو اپنے اپنے فریق کے سردار ہیں اس نوبت کو پہنچیں کہ دونوں میں سے کسی ایک کو دوسرے کی اطاعت قبول کرنی پڑے اور خود اسبات کا مصمم ارادہ کر لیا کہ کمزوری کی علامتیں ایتھنز کی طرف سے پہلے ظاہر نہ ہونے پاویں۔ جو کچھ بھی صرف ہو مگر جس راہ ترقی پر ایتھنز پچاس برس سے قدم اٹھائے جا رہا ہے اُسی پر منزلیں طے کرتا رہے۔ اگر یونان کی ریاستوں کو ایتھنز کی موجودہ ترقی سے ہمدردی نہیں ہے اور اپنے پُرانے ہادی کے ساتھ پہلی ہی سی ارادت چلی جاتی ہے تو یہ اور بھی مضبوط دلیل ہے کہ ایتھنز کو اپنے حصول مقاصد اور استحکام قوت میں مزید کوشش کرنی چاہیئے۔ اسیوقت سے پیرکلیز نے اہل ایتھنز کی طبیعت کو اسپارٹا سے لڑائی پر ابھارنا شروع کیا اور اُن مقاصد کی اہمیت کو سمجھانے لگا جنکے لیئے اسپارٹا سے دست بگریباں ہونا ایک دن ضروری تھا۔

ایتھنز کے لوگوں سے کہتا تھا کہ ذرا اپنے اِس عالیشان شہر کو دیکھو جسکی مثل اسوقت یونان میں دوسرا شہر نہیں ہے۔ اس شہر نے کیسی کیسی نعمتیں تم کو دے رکھی ہیں۔ کیسی خوشی سے تم اُس میں زندگی بسر کرتے ہو۔ تمہاری تفریح کے لیئے کیسے کیسے سامان اسمیں میسر ہیں۔ اور پھر یہ شہر وہ ہے جو ایک وسیع سلطنت کی باگ اپنے قبضے میں لیئے ہے۔ مگر سمجھلو کہ اس سلطنت کے پُرزے اُڑ جائیں گے اگر کبھی ایتھنز اسپارٹا کا محکوم ہو گیا۔ مال و دولت کا ذکر کر کے کہنے لگا کہ ایتھنز کے سرکاری خزانے روپے سے پٹے پڑے ہیں۔ روپیہ ہی وہ چیز ہے جسکی مدد سے کامیابی کے ساتھ لڑ سکتے ہیں اسپارٹا کا اقرار ہے کہ اسپارٹا کے اتحادی شہروں کے پاس جسقدر فوجیں مقابلے کے وقت میدان میں اتارنے کے لیئے موجود ہیں ایتھنز کے پاس نہیں ہیں۔ لیکن مقابلہ کرنا ضروری ہے اور ایک دن مقابلہ کرنا پڑیگا۔ علاقۂ ایٹیکا میں مالدار ایتھنزیوں کے پاس جائداد میں مکانات و باغات نہایت دلکش و پرفضا موجود ہیں لیکن اُن سے مراد اپنا شہر یا اپنی حکومت نہیں ہے۔ یہ چیزیں محض دولت کی زیبائش ہیں۔ گھر نہیں ہیں گھر کا باغ ہیں۔ اگر ضرورت پڑے تو گھر بچانے کے لیئے گھر کی ان چیزوں کو علیحدہ کر سکتے ہو اور میں خود اسکی مثال سب سے پہلے پیش کرنے کو موجود ہوں۔ فصیلیں اور بندرگاہ۔ روپے اور جہاز یہ ہی اصلی نگہبان و محافظ ایتھنز کے ہیں۔ جب تک یہ چیزیں قائم و میسر ہیں تو دشمن اگر شہر کی دیواروں کے نیچے تک بھی آجائیگا تو بھی شہر کو کوئی اندیشہ نہوگا۔ غرض اس قسم کی نصیحتیں نہایت فصیح و بلیغ تقریریں جسکی آواز سننے کے بعد کانوں میں گونجا کرتی تھی، لوگوں کو سنایا کرتا تھا اور اُسکی یہ کوشش رائیگاں نہ گئی۔ جمہور ایتھنز کے تذبذب و تلون کی جو کچھ حالت ہو لیکن حکومت ایتھنز نہایت وثوق سے اِس بات پر جم گئی کہ اسپارٹا سے لڑنا ضروری ہے ؛

پیرکلیز کی یہ حکمت عملی ایسی نہ تھی جسکے مخالف موجود نہوں۔ ایتھنز میں بہت سے لوگ ایسے تھے جن پر پیرکلیز کی سحر بیانی کا افسوں بالکل نہ چلتا تھا۔ پیرکلیز کی ذات اور پیرکلیز کی تدابیر کی پر نہایت ترشی بلکہ ذاتی خصومت سے معترض ہوا کرتے تھے۔ تھوسی ڈائیڈیز کی جلاوطنی کے زمانے سے عدیدی فریق گو سیاسی اختیارات کے لحاظ سے بالکل بے دست و پا ہو گیا تھا لیکن اور طرح پر اُسمیں بہت جان باقی تھی۔ گو مجلس عامہ میں وہ ہیچ تھا لیکن شہر کی ہر بزم و انجمن میں مخالفوں کے جتھے پیدا کر دیتے یا ہجو گوئی کی محفلیں گرم کر کے ایک منتظم و مستقل طریقے پر پیرکلیز

اور پیرکلیز کے دوستوں پر ذاتی حملے کرنے اُسکو مطلق دشوار نہ تھے۔ یہ بھی نہ سمجھنا چاہئے کہ حکومت اور اختیارات کے اعتبار سے پیرکلیز کی حالت ایک مستثنٰے حالت تھی اس لیئے اس کو زیادہ مشکلیں پیش نہ آتی ہوں گی۔ حقیقت میں ایسا نہ تھا۔ اُسکی مشکلات دوسروں سے کہیں زیادہ تھیں۔ ایتھنز میں ہر سال دس سپہ سالار جمہور کی رائے سے منتخب ہوا کرتے تھے۔ یہ ایک مستثنٰے صورت تھی کہ پیرکلیز کا انتخاب ہر سال ہوئے چلا جاتا تھا۔ اِس متواتر انتخاب کی وجہ سے سپہ سالاروں کی مجلس میں اُسکی رائے کو ایک خاص وقعت حاصل ہو گئی تھی۔ ضابطے سے شاید ایسا نہ ہو لیکن حقیقت میں مجلس سپہ سالاروں کا صدر پیرکلیز ہی سمجھا جاتا تھا۔ گویا سلطنت کے انتظامی صیغے میں سب کا افسر اعلےٰ وہ ہی تھا۔ لوگ سمجھتے تھے کہ ہر انتظام کا بانی پیرکلیز ہی ہے اس لیئے ہر ایک بات کی پرسش اُسی سے ہونی چاہئے۔ اگر کوئی تحریک عمل میں ٹھیک نہ اُترتی تو اُس کا الزام پیرکلیز کو دیا جاتا تھا۔ بات بات پر متہم کرنیکا اہتمام شہر کے کمیڈی نویس شاعروں نے اپنے ذمے لے لیا تھا۔ ان میں ہجوگو شاعروں کو اُس جمہور کے ساتھ کچھ ہمدردی نہ تھی جسکو اپنا کلام سناکر وہ محظوظ کرنا چاہتے تھے۔ البتہ سائمون کے زمانے کے لوگوں سے یعنی "مردان مے ریتھون" سے اُن کو الفت تھی۔ یہ شاعر اگلے وقتوں کی ہر چیز کی تعریف اور موجودہ زمانے کی ہر چیز کی مذمت کیا کرتے تھے۔ اُن کے سامعین کی بھی یہ حالت تھی کہ ہر چیز سے ناخوش رہنے پر وہ بخوشی رضامند تھے۔ سچ یہ ہے کہ امن وعافیت کے زمانے میں دماغ کی مصروفیت کے لئے کوئی مشکل فکر یا خیال موجود نہیں ہوتا اور جو امن مدت تک رہے اُس کا زمانہ کارکنان حکومت کے لیئے خواہ وہ کیسے ہی قابل ہوں سخت آزمایشوں کا ہوتا ہے۔ جب کوئی بوجھ جس سے کندھا ٹوٹے اُٹھانے کو اور کوئی فکر جسمیں دماغ کا تیل نکلے غور کرنیکے لیئے نہیں ہوتا تو مذمت اور اعتراض میں لوگ اپنی مجموعی قابلیتیں صرف کرنے لگتے ہیں۔ علاوہ کمیڈی نویس شاعروں کے ایسے لوگ بھی تھے جو حق یا ناحق پیرکلیز کے چال چلن سے بہت ناراض تھے۔ ڈریکن ٹائیڈیز کو شبہ تھا کہ پیرکلیز سرکاری روپے کا حساب کتاب درست نہیں رکھتا۔ ڈایوپے تھیز کو کامل یقین تھا کہ حکیم اناغورث کی فلسفہ سچے مذہب کو غارت کر کے چھوڑے گی۔ اور کوئی دن جاتا ہے کہ دیوتاؤں کا غضب شہر پر نازل ہونے والا ہے۔ بعض لوگ ملی ٹس والی ایس پے سیا کی حالت دیکھکر جسپر پیرکلیز نہایت فریفتہ تھا خوف کرتے تھے کہ وہ تھوڑی بہت آسائش بھی خاک میں ملنے والی ہے جو

شہر والوں کو اپنے بیوی بچوں میں نصیب ہے ۔ غرض ان تمام مختلف قسم کے معترضوں اور مخالفوں کی جماعتیں ملکر اب ایک بڑی جماعت مخالفت کے لیئے تیار کر رہی تھیں ۔ اگرچہ ایسے لوگوں کی رسائی پیرکلیز تک نہ تھی کہ دُو بدُو اُس سے مقابلہ کرتے لیکن بُرا وقت آتے ہی وہ پہلے پیرکلیز کے دوستوں پر حملہ کرکے پھر پیرکلیز پر حملہ کر سکتے تھے ۔ فی الحال وہ صرف مذمت کر کے اپنا دل ٹھنڈا کر لیا کرتے تھے ۔ ایس پے سیا کی نسبت کوئی کہتا تھا کہ یہ دوسری ملکہ اومفیلی پیدا ہوئی ہے جس نے رستم وقت ہرکیولیز کو غلام بنا کر اپنا لباس اس کو پہنایا تھا اور اُسکا لباس جسمیں سوائے ایک عصاء اور چیتے کی کھال کے اور کچھ نہ تھا خود پہنا تھا ۔ کوئی کہتا تھا کہ وہ کوہ اولمپس کی خوبصورت دیبی ہیرا ہے ۔ کوئی کہتا تھا کہ ایک بے شرم و بدکار اور ولد الحرام عورت ہے ۔ پیرکلیز کو کہا جاتا تھا کہ وہ نیم آدم و نیم گوسپند دیوتاؤں کا سردار ہے جن کو نفسانی لذتوں کے سوا کسی دوسری چیز سے بحث نہیں ۔ اُسکا گھر ایک دفتر ہے جہاں عورتوں کی آبرو ریزی ہوتی ہے ۔ اُس کا دوست فیڈیاس چور اور اُس کا استاد اناکساغورث منکر خدا ہے ۔

گھر میں تو یہ طوفان اُٹھ رہے تھے اور گھر سے باہر پیرکلیز اطراف مغرب و شمال میں ایتھنز کی حکومت اور اثر کو ترقی دینے میں مصروف تھا ۔ ۵۴۴ ق ۔ م کی صلح سے پہلے اُسکو سخت فکر تھی کہ خلیج کورنتھ کے دہانے کے قریب کسیطرح ایتھنز کے قدم جم جاویں ۔ اِس کے بعد تھوری ای کی نو آبادی قائم کرنے سے بھی ثابت ہوا کہ نو آبادیاں بسانے اور سمندر کے کنارے عمدہ موقعوں پر ایتھنز کا اثر پیدا کرنے کا خیال اُس کے ذہن سے رفع نہیں ہوا ہے ۔ چنانچہ اس خیال کو از سر نو اختیار کرنے کا پھر ایک موقع پیش آیا ۔ خلیج امبراسیا کے ساحل سے قریب ارگوس ایمفی لوکیکم کا شہر آباد تھا ۔ اُسکا نام بانی شہر ایمفی لوکس کے نام پر رکھا گیا تھا ۔ تھوسی ڈائیڈیز کا بیان ہے ایمفی لوکس نے شہر ٹرائے سے واپس آکر اس شہر کو بسایا تھا ۔ آس نواح میں وہ سب سے بڑا شہر تھا ۔ کسی زمانے میں جس کا تعین نہیں ہو سکتا جب ایمفی لوکیکم کے باشندوں کو کچھ تکلیف پہنچی تو اُنھوں نے امبراسیا کے لوگوں سے کہا کہ ہمارے شہر میں آکر بس جاؤ ۔ امبراسیا والے شہر میں آبسے لیکن تھوڑے دن کے بعد ایسی قوت حاصل کر لی کہ جنہوں نے بلایا تھا اُن ہی کو نکالکر شہر پر خود قبضہ کر لیا ۔ ایمفی لوکیکم کے لوگوں نے اس حالت میں علاقہ ایکرنانیہ کے لوگوں سے مدد مانگی ۔

اور پھر رفتہ رفتہ نوبت یہ آئی کہ دونوں نے ملکر ایتھنز سے امبراسیا والوں کی شکایت کی۔ ایتھنز کے لوگ فوراً متوجہ ہوئے اور تیس جہازوں کا ایک بیڑا فورمیو کی سرکردگی میں جو جنگ سیموس میں بھی شریک ہوا تھا روانہ کر دیا۔ فورمیو نے پہنچتے ہی ارگوس ایمفی لوکیلم پر قبضہ کر لیا۔ اور اب آرگوسی اور ایکرنانی شہر میں امن و امان کے ساتھ آباد ہو گئے۔ اور یہ ہی ابتدا ایتھنز اور ایکرنانیہ کے اتحاد کی ہوئی جو جنگ پیلوپونیسس کے زمانے میں قائم رہا۔

خلیج امبراسیا کے ساحل سے قریب ایک شہر سے اتحاد ہو جانا ایتھنز کے حق میں اس نہج سے مفید تھا کہ بلاد مغرب سے آمد و رفت میں اُس کو بہت آسانی ہو گی۔ اٹلی میں مساپیا کے لوگوں سے ایتھنز والوں کا اتحاد اور نے پلز میں ایتھنز کے امیر البحر ڈایوٹی مس کے وارد ہونے کا حال اکثر تاریخوں میں بیان ہوا ہے۔ گو ان واقعات کا زمانہ نہیں بتایا جا سکتا لیکن قیاس ہوتا ہے کہ جب اٹلی کی قوموں نے جنوب اور مغرب کے ملکوں پر خروج کیا ہے اسوقت یہ واقعات پیش آئے تھے۔ اِن قوموں کے نقل مکان سے میگنا گریشیا کے شہروں میں ایک خوف پیدا ہو چلا تھا۔ اٹلی اور سسلی کے یونانی شہروں میں معاملات نے ایسی صورت اختیار کی کہ ایتھنز کو خاص طور پر توجہ کرنی پڑی۔ اٹلی کے شہر ٹارنٹم میں ڈوریانی قوم کے یونانی یعنی اسپارٹا والوں کے ہم نسل آباد تھے۔ تھوری آئی کو جب ایتھنز والوں نے اپنی کوشش سے آباد کیا تو ٹارنٹم کے لوگوں کو شروع ہی سے رشک پیدا ہو گیا۔ اور انھوں نے موقع پاکر تھوری آئی پر چڑھائی کر دی۔ لڑائی ہوئی مگر کوئی بڑا نتیجہ نہ نکلا گو بعد کو اتنا ضرور ہوا کہ شہر سیرس کے قریب جس کو تھمس ٹوکلیز کے زمانے میں ایتھنز کے لوگ اپنا سمجھتے تھے ایک نو آبادی میں ٹارنٹم والوں کو برابر کا حصہ مل گیا۔ اسمیں ڈوریانی قوموں نے جو اٹلی میں آباد تھیں اپنا بڑا نفع سمجھا۔ گویا قوم آئی اونیا کے مقابلے میں یہ بڑی جیت تھی۔ گو یہ سچ ہے کہ تھوری آئی پر ٹارنٹم والوں کا مقابلہ ڈوریانی قوم کے ایک رئیس کلی اینڈرائڈیز پسر گلی پس نے کیا تھا جو اسپارٹا سے مفرور ہو کر اٹلی چلا آیا تھا۔ اور اس موقع پر تھوری آئی کی فوجی سرداری قبول کی تھی۔ جزیرۂ سسلی میں ڈوریانی قوم کے بسائے ہوئے شہر سایراکیوز اور ایگری گنٹم نے حال میں اسقدر ترقی کی تھی کہ اٹلی کے ای اونیائی شہروں کو اُن پر بہت رشک تھا۔ ممکن ہے کہ اس موقع پر پیریکلیز کو خیال ہوا ہو کہ ایتھنز کو کل یونان کی افسری میسر نہ ہو سکی تو نہ سہی اب کسیطرح آی اونیائی قوموں ہی کی سرداری ملجا دے تو اچھا ہے۔ اگر کسی دن ایتھنز اور اسپارٹا میں

لڑائی چھڑ گئی تو وہ آئی اونیائی اور ڈوریانی قوموں کی لڑائی سمجھی جاویگی اور لڑائی میں کمک کے لیئے مشرق کے ائی اونیائی اور ڈوریانی اپنی اپنی قوم والوں سے جو مغرب میں آباد ہیں جہاز منگوائینگے اور ایسی صورت میں بہتر ہوگا کہ سسلی کے شہر سائراکیوز سے جو بحری راستہ کورنتھ کو آتا ہے اُسپر پہلے ہی سے ایتھنز کا تصرف ہو جاوے ؛

ان حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایتھنز اتحادی ریاستوں کی باگیں کھینچکر اور اُن پر سختیاں کر کے اپنے اِن نقصانات کی تلافی میں کیسا سرگرم تھا جو اُس کو صلح سی سالہ سے پہنچے تھے۔ اور ایک صورت تلافی کی یہ بھی نکالی تھی کہ شمال اور مغرب کے شہروں سے تعلقات گہرے کر لیئے جاویں۔ چنانچہ ہم آگے دیکھیں گے کہ اِن ہی اطراف کے شہروں سے لڑائی کا طوفان سب سے پہلے اٹھا ؛

بارھواں باب

جنگ پیلوپونے سس کے اسباب

جنگ کورنتھ - ایتھنز اور جزیرۂ کورسایرا کا اتحاد - جنگ کای میری ام - ایس پے سیا -

تھیوسی ڈائیڈیز لکھتا ہے کہ جنگ پیلوپونے سس کا اصلی سبب تو یہ تھا کہ ایتھنز کی روز افزوں طاقت کو دیکھکر ہر طرف رشک و خوف پیدا ہوتا جاتا تھا - اور ظاہری سبب یہ تھا کہ ایتھنز نے ایجی ڈنیس اور پوٹیڈیا کے معاملات میں زیادتی کی تھی - ایتھنز کے کمیڈی نویس شاعروں نے اس لڑائی کے جو اسباب بیان کیئے ہیں وہ کچھ اور ہی ہیں - کسی نے لکھا ہے کہ پیرکلیز اور اس کے دوست فیڈیاس نے ملکی سرکاری روپیہ خورد برد کر دیا تھا اور اس خیال سے کہ افشائے راز نہ ہو یہ لڑائی کروادی - کسی نے بیان کیا ہے کہ ایتھنز کے لوگوں نے پیرکلیز کی محبوبہ ایس پے سیا کی سخت توہین کی تھی پیرکلیز نے برا مانکر بدلا لینا چاہا اور اس انتقام کشی میں ایتھنز اور اسپارٹا کو لڑوا دیا - ایفوریس نے جو چوتھی صدی قبل مسیح کا مورخ ہے لڑائی کا کل الزام پیرکلیز کو دیا ہے - وہ لکھتا ہے کہ سرکاری روپیہ غبن کرنیکی وجہ سے پیرکلیز سخت مشکلات میں پڑنے والا تھا - لوگ مصر تھے کہ معاملے کی تحقیقات ہو - پیرکلیز نے لڑائی کروادی تاکہ لڑائی کی تشویش میں تحقیقات بالائے طاق ہو جاوے اور لوگ صلاح اور مشورے کے لیئے اور بھی زیادہ اُس کے محتاج رہنے لگیں - ماسوا اِن اسباب کے ایک فوری سبب بھی جسمیں تمام مورخ یکزبان ہیں یہ بیان ہوا ہے کہ ایتھنز کے لوگوں نے پیرکلیز کے ایماء سے ایک حکم اِس مضمون کا جاری کر دیا کہ میگارا کے لوگ ایتھنز کے بازاروں اور اُسکے اتحادی شہروں میں تجارت نہ کرنے پاویں - میگارا نے اس حکم کی منسوخی چاہی مگر پیرکلیز نے حکم منسوخ نہ ہونے دیا - اور یہ ہی فوری سبب لڑائی کا ہو گیا ؛

اس آخری سبب میں منسوخی حکم سے انکار کا معاملہ ایسا خفیف تھا کہ اگر کوئی اور معقول وجہ لڑائی کی نہ ہوتی تو وہ کسی صورت میں ایسی دو زبردست قوموں میں جو باہمی صلاح رکھتی تھیں جنگ و پیکار کا باعث نہیں ہو سکتا تھا - اور پیرکلیز بھی اگر کسی اور وجہ سے لڑائی کو قرین مصلحت نہ سمجھتا تو ایسی خفیف رعایت کے منظور کرا دینے میں دریغ نہ کرتا ؛

غرض لڑائی کا سبب جو کچھ بھی ہوا ہو سب سے پہلے اسپارٹا کی اتحادی ریاستوں یعنی مشارکت

کے سامنے جنگ کرنے یا صلح رکھنے کا مسئلہ پیش ہوا اور کورنتھ نے اُس کے پیش کرنے میں تقدیم کی۔ ایرانی لڑائیوں کے زمانے سے کورنتھ اسباب کو دیکھ رہا تھا کہ ایتھنز کا بیڑا اُسکے بیڑے سے کہیں زیادہ مضبوط ہوتا جاتا ہے اور برسوں سے وہ اِس خوف میں تھا کہ کہیں مغربی ملکوں سے تجارت کرنے میں ایتھنز اُس کا ایک خطرناک حریف مقابل نہ بن جاوے۔ پیرکلیز نے بھی صلح سی سالہ سے پہلے خلیج کورنتھ پر ایتھنز کا تسلط قائم کرنے کے لیئے پوری کوشش کی تھی۔ اسی قصد سے میسینیا کے لوگوں کو نوپیکٹس کے مقام پر آباد کرا دیا تھا اور اینی ایڈی اور سسیون کے شہروں پر فوج کشی کی تھی۔ اور اسی ارادے سے میگارا کے بندرگاہ پےجی پر قبضہ اور علاقہ اکایا کے لوگوں سے اتحاد قائم کیا تھا۔ جب صلح سی سالہ کی وجہ سے نوپیکٹس اور پےجی کے مقامات کو چھوڑنا پڑا تو اٹلی میں تھوری آئی کی نوآبادی قائم کرنے میں شریک غالب ہوگیا۔ اور اس کے بعد اٹلی کی قوم میساپلی سے اور مغربی یونان کی قوم ایکرنانی سے دوستی پیدا کرلی۔ کورنتھ کی ریاست جو اپنی قوت کے مضمحل ہونے کو پہلے ہی سے محسوس کر رہی تھی ایتھنز کے اِس اہتمام کو دیکھکر نہایت خائف ہوئی اور اب ایک واقعہ بھی ایسا پیش آیا جس نے ایتھنز کے ارادوں کو پہلے سے بھی زیادہ آشکارا کر دیا۔

آٹھویں صدی قبل مسیح میں کورنتھ کے لوگوں نے کورسایرا کا جزیرہ آباد کیا تھا۔ گویا کورنتھ اور کورسایرا کے شہروں میں باپ اور بیٹے کا سا تعلق تھا۔ اِس جزیرے نے جسکو آج کل کورفیو کہتے ہیں حالاتِ وقت کے اعتبار سے نہایت عمدہ موقع پایا تھا۔ جزیرہ نمائے یونان سے وہ اِس قدر فاصلے پر تھا کہ سیاسی انقلابات کی موجیں جو اِس ملک میں طوفان برپا رکھتی تھیں اُس تک نہ پہنچ سکتی تھیں۔ اِسکے علاوہ مغربی ملکوں کو جہاز لیجانے کے لیئے وہ بیچ میں قیام کرنیکے واسطے بہت اچھا مقام تھا۔ کورسایرا کے آباد ہونے سے ایک پشت تک اُس میں اور کورنتھ میں پدر و پسر کا سا واسطہ رہا۔ لیکن جب کورسایرا کو زیادہ قوت ہوگئی تو دونوں میں نزاع شروع ہوئی۔ اور ساتویں صدی قبل مسیح کے وسط سے کچھ پہلے کورسایرا نے اطاعت سے گردن پھیر کر ایک سخت بحری معرکے میں کورنتھ کو شکست فاش دیدی۔ کورنتھ کے سب سے پہلے بادشاہ سائیپسیلس نے اِس جزیرے کو پھر مطیع کرنے میں بہت کوشش کی مگر اِس سے زیادہ کچھ نہ ہوسکا کہ علاقہ ایکرنانیہ کے ساحل پر نوآبادیاں قائم کرکے کورسایرا کی بڑھتی تجارت کو کسی قدر روک دے۔ سائیپسیلس کے لڑکے پیری اینڈر کو اِس معاملے میں باپ سے

زیادہ کامیابی ہوی اور اُس نے کسیطرح لڑبھڑ کر کورسایرا پر غلبہ حاصل کرلیا۔ لیکن اُس کے مرتے ہی کورسایرا پھر آزاد ہوگیا۔ متواتر لڑائیوں سے ایسے صدمے پہنچے تھے کہ وہ فریقین کے دل سے نہ نکل سکے اور نتیجہ یہ ہوا کہ ایک مستقل عداوت دونوں میں رہنے لگی۔ بعض مذہبی تہوار ایسے تھے جن میں دونوں کو ایک ہی وقت میں شریک ہونا پڑتا تھا۔ کورنتھ والوں نے کورسایرا کو بسایا تھا۔ ہرحالت میں کورسایرا والوں پر اُن کو بزرگی حاصل تھی۔ مگر کورسایرا کے لوگ اس بزرگی کو نہیں مانتے تھے۔ قربانی کے موقعوں پر بانیِ شہر ہونیکی وجہ سے کورنتھ والوں کو حق حاصل تھا کہ قربانی کے سر سے بالوں کی لٹ کاٹکر سب سے پہلے اُن کو دیجاوے۔ مگر کورسایرا کے لوگ اِس میں مزاحم ہوتے تھے۔ اِس قسم کے برتاؤ کے معنی یہ ہی تھے کہ کورسایرا کے لوگ کورنتھ کی بزرگی اور اپنی خُردی کو نہیں مانتے اور کورنتھ سے اپنے تئیں بالکل آزاد سمجھتے ہیں؛

ایران کی فوجکشی کے وقت کورسایرا کے پاس ساٹھ جہاز تھے اور کورنتھ صرف چالیس جہاز رکھتا تھا۔ اِس کے بعد پچاس برس کے عرصے میں کورسایرا نے اپنے جہاز ساٹھ سے ایکسوبیس کر لیئے۔ یہ تعداد وہ تھی کہ ایتھنز کے بیڑے کے سوا یونان کے کسی اور بیڑے کو حاصل نہ تھی۔ جسوقت یونان کو ایرانیوں کے حملے سے بچانے کے لئے کورسایرا کے لوگوں سے بھی مدد مانگی گئی تو اُنھوں نے حیلے حوالے کیئے۔ مدد دینے کا وعدہ تو کرلیا لیکن نتیجے کے منتظر ہوکر مدد بھیجنے میں دیر کرتے رہے۔ ایرانی لڑائیوں کے بعد جب اسپارٹا اور ایتھنز میں اختلاف شروع ہوا تو اُنھوں نے نہ کسیطرف حصہ لیا اور نہ کسی سے اتحاد قائم کیا۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہماری حالت ہرطرح پر ایسی مضبوط ہے کہ سب سے علیحدہ رہکر بھی آسائش سے زندگی بسر کرسکتے ہیں۔ کسی فریق کی زیادہ یا کسی فریق کی کم طرفداری کرنے میں اُن کا کوئی نفع نہیں؛

سنہ ۶۲۵ ق.م میں کورسایرا سے ایک بڑا قافلہ ایلیریا کے ساحل پر ایپی ڈیمنس کے مقام پر آباد ہونے کے لیئے روانہ کیا گیا۔ یہ عام دستور تھا کہ جب کوئی نوآبادی کسی دوسرے مقام پر اپنی شاخ کھولنے کے لیئے قافلہ بھیجتی تھی تو سردار ایسے قافلے کا اُس قدیم شہر کا باشندہ ہوتا تھا جس نے اِس نوآبادی کو قائم کیا تھا۔ غرض اِس اہتمام سے یہ تھی کہ نوآبادی کی شاخ میں اور نوآبادی کے قدیم شہر میں جس نے اُس کو بسایا تھا ایک واسطہ قائم رہے۔ چنانچہ

اسی دستور کے مطابق کورسایرا کے قافلے کا سردار فی بی اس مقرر ہوا جو خاندان ہیرکلاپڈی سے کورنتھ کا باشندہ تھا۔ کورسایرا کے لوگوں کو جو ایپی ڈیمنس میں آکر آباد ہوے تھے بہت فائدہ ہوا کیونکہ ایلیریا اور ایپی رس کے شہروں میں اُن کی تجارت کو ترقی ہوگئی اور ایپی ڈیمنس بہت جلد ایک نہایت آباد اور مالدار شہر ہوگیا۔ حکومت کا انتظام چند امراء (یعنی عدیدیوں) کے سپرد رہا۔ اور جس قدر قبیلے اِس نئے شہر میں آباد ہوے اُن کے سرداروں سے ایک مجلس انتظامیہ قائم کی گئی جس کا صدر بھی اُن ہی میں سے ایک سردار منتخب کر دیا گیا ؛

مجلس ایپی ڈیمنس کی اِس ترکیب میں کچھ عرصے کے بعد رد و بدل کیا گیا۔ اور ۴۳۵ ق۔ م میں ایک مجلس ایسی مرتب کی گئی جسمیں ارکان کی تعداد میں پہلے سے بہت اضافہ ہوگیا۔ گویا اس ترمیم سے شہر کے انتظام میں جمہور کو بھی پورا دخل ہوگیا۔ اُنھوں نے امراء کو جو برسر حکومت تھے شہر سے نکال لیا۔ اور ایک مطلقاً جمہوری حکومت قائم کرلی۔ جلا وطن امراء فوراً قرب و جوار کی غیر یونانی قوموں سے جا ملے اور مخالفوں کی جائداد پر ڈاکے ڈالنے لگے اور ایسا سخت نقصان پہنچایا کہ ایپی ڈیمنس کے باشندوں نے مجبور ہوکر کورسایرا سے مدد چاہی۔ کورسایرا نے مدد سے انکار کیا۔ ایپی ڈیمنس والوں نے پریشان ہوکر ڈیلفائی سے تفاول کیا کہ کورسایرا نے جس مدد کے دینے سے انکار کیا ہے وہ ہم اپنے سردار فی بی اس کے وطن یعنی کورنتھ کے شہر سے طلب کر سکتے ہیں یا نہیں؟ ڈیلفائی نے جواب دیا کہ مدد طلب کر سکتے ہو۔ پس ایپی ڈیمنس کے چند لوگ کورنتھ گئے اور وہاں ڈیلفائی کا حکم سنا کر درخواست کی کہ کورنتھ کی حکومت ایپی ڈیمنس کو اپنی نگرانی میں لے لے۔ کورنتھ والوں نے اس درخواست کو اس لیئے فوراً منظور کر لیا کہ اولاً تو وہ ایسا حق اِس بات کا کہ ایپی ڈیمنس انکی نوآبادی کورسایرا کی ایک شاخ ہے چھوڑنا نہیں چاہتے تھے دوسرے یہ کہ کورسایرا کے لوگوں سے پُرانی خصومت چلی آتی تھی اِس سئے اور بھی ضرورت تھی کہ اُس کے بسائے ہوے شہر پر اپنا سکہ بٹھایا جاوے۔ کورسایرا سے اس معاملے میں اُنھوں نے مطلق گفتگو نہ کی۔ اور کورنتھ میں اذنِ عام کر دیا کہ جس کا جی چاہے ایپی ڈیمنس میں جاکر آباد ہو جاوے۔ جب باشندگانِ کورنتھ کی ایک کافی تعداد وہاں جا بسی تو کورنتھ نے اپنی ایک فوج بھی انکی حفاظت کے لیئے ایپی ڈیمنس میں مقیم کر دی ؛

اب جلا وطن امراء (یعنی عدیدیوں) کی لوٹ مار کا جب اِسطرح تدارک ہوگیا تو وہ فریادی بنکر کورسایرا میں پہنچے اور وہاں کے لوگوں سے درخواست کی کہ ایپی ڈیمنس کی حکومت ہمکو پھر دلوا دیجائے۔ یہ فریاد تیر بہدف ہوی۔ کورسایرا کے لوگوں کو یہ معلوم ہوتے ہی کہ ہمارا بسایا ہوا شہر کورنتھ سے

جا ملا ہے اور کورنتھ کے لوگوں کو بلا بلا کر آباد کرتا ہے اور کورنتھ کی ایک فوج بھی اپنے اوپر لا ٹھہائی ہے تو اُن کو سخت برہمی ہوی اور فوراً جلاوطن امراء کو ساتھ لے جہازوں پر سوار ہو ایپی ڈیمنس میں پہنچے۔ اور آتے ہی حکم جاری کیا کہ امراء سابق شہر کے انتظام پر پھر مامور کیئے جاتے ہیں۔ ایپی ڈیمنس کے لوگوں نے اس حکم کی تعمیل سے قطعی انکار کیا۔ اسپر کورسایرا کے لوگوں نے جلاوطن امراء اور ایلیریا والوں کی مدد سے ایپی ڈیمنس کا محاصرہ کرلیا۔

کورنتھ والوں نے بھی ہوشیاری میں کمی نہیں کی۔ یہ سنتے ہی کہ کورسایرا کی فوج نے ایپی ڈیمنس کا محاصرہ کرلیا ہے فوراً اپنے شہر کے لیئے ایک دوسری نو آبادی کھولنے کا اعلان کردیا۔ اور حکم دیا کہ جس کورنتھی کا جی چاہے اُس میں جاکر آباد ہو۔ اس نئے شہر میں سب لوگوں کو برابر کے حقوق حاصل رہیں گے۔ اگر کوئی شخص فوراً روانہ نہ ہوسکے تو کورنتھ میں روپیہ داخل کرنے سے اِس نئے شہر میں اُس کو زمین ملجاویگی۔ جن شہروں سے اتحاد تھا اُن سے بھی روپے اور جہازوں کے واسطے درخواست کی گئی۔ اور جب اس نئے شہر کو قافلے جانے لگے تو اُن کی حفاظت کے لیئے کچھ فوج اور جہازوں کا ایک بیڑا بھی ساتھ کردیا گیا۔ یہ حال سنکر کورسایرا کے کچھ لوگ کورنتھ میں آئے اور بڑا غل مچایا کہ ہمارے ساتھ سخت بے انصافی کی گئی ہے۔ کورنتھ کو ایپی ڈیمنس سے کچھ واسطہ نہیں ہے وہ ہمارا بسایا ہوا شہر ہے۔ اگر اس بات کو وہ نہیں مانتے تو پیلوپونےسس کی کسی ریاست کو حکم مقرر کرکے اس معاملے کو طے کرلیا جاوے۔ یا ڈیلفائی سے اِس امر کو تحقیق کرلیا جاوے۔ کورنتھ والوں نے کچھ اور بات نہیں کی صرف اتنا کہا کہ ایپی ڈیمنس سے اپنی فوج ہٹالو۔ کورسایرا والوں نے کرا بکلہ جواب دیا کہ پہلے اپنی فوج ہٹاو۔ اِس معاملے میں زیادہ گفتگو بیکار تھی کیونکہ کورنتھ کے لوگ لڑنے کا قصد کر چکے تھے اور اِس قصد سے اُنھوں نے اپنا بیڑا بھی سمندر پر ڈالدیا تھا چنانچہ خلیج امبراسیہ کے دہانے کے قریب سخت لڑائی ہوی۔ کورنتھ کے ۷۵ اور کورسایرا کے ۸۰ جہاز مقابلے پر آئے۔ لیکن کورنتھ کو ۲۵ جہازوں کے نقصان کے ساتھ شکست ہوگئی۔ اُسی دن کورسایرا کی فوج نے جو ایپی ڈیمنس کا محاصرہ کیئے تھی شہر والوں کو اطاعت قبول کرنے پر مجبور کیا۔ اِس لڑائی میں کورنتھ کو سخت نقصان پہنچا تھا۔ ۴۳۵ سنہ ق۔م کا پورا سال لڑنے بھڑنے میں گزرا تھا۔ کورنتھ میں اب اتنی جان نہ تھی کہ کورسایرا سے پھر جلد لڑائی کرنے پر تیار ہوجاتا۔

اِن دونوں حریفوں میں پہلے بھی بہت کشت و خون ہوچکا تھا لیکن یہ فساد اب

نیا اٹھا تھا کہ ایک خُرد نے اپنے بزرگ کو یعنی ایک نوآبادی نے اپنے قدیم شہر کو جو
اُس کو عدم سے وجود میں لایا تھا شکست دیدی۔ اِس میں کورنتھ کی سخت آبروریزی ہوی تھی
اور وہ انتقام لینے کے لیئے سخت مضطرب تھا۔ چنانچہ ۴۳۴ ق۔م کا پورا برس اور ۴۳۳ کا
کچھ حصہ جہازوں کے بنانے اور جنگ کی تیاریوں میں صرف کیا۔ جب اِن تیاریوں کی خبر کورسایرا
کو پہنچی تو اب ایک قسم کا خوف اُس پر طاری ہوا۔ اور سوچا کہ وہ بالکل تنہا بے یار و مددگار ہے اور
کورنتھ۔ اسپارٹا کے اتحاد میں شامل اور اِس اتحاد کا بڑا زبردست رکن ہے۔ اب بجز اِس کے
چارہ نہیں کہ پیلوپونے سس سے قطع نظر کر کے جسکے اتحاد میں کورنتھ شامل ہے دوسری
مقابل کی طاقت سے مدد کی درخواست کیجاوے۔ چنانچہ ۴۳۳ ق۔م میں اس نے اپنے
سفیر ایتھنز کو روانہ کیئے اور درخواست کی کہ جزیرہ کورسایرا بھی ایتھنزی اتحاد میں شامل
کیا جاوے۔ ایتھنز میں اِس درخواست پر دو سخت اعتراض کیئے گئے۔ اوّل یہ کہ ایسی ریاست
جس نے پہلے کسی اتحاد میں شامل ہونے کی خواہش نہ کی ہو بلکہ ایک طرح پر اُس سے انکار کیا ہو
وہ کسی اتحاد میں شرکت کا حق کیسے رکھ سکتی ہے۔ دوسرے یہ کہ ایک ریاست کے لیئے
یہ بڑی احسان فراموشی ہے کہ وہ کسی ایسی ریاست سے جو اُسکی ہستی کا باعث ہوی ہو لڑائی کرے۔
کورسایرا کی سفارت کو اِن اعتراضوں کا جواب دینے میں بڑی مشکل پڑی مگر اُنھوں نے بہرحال
یہ عذرات پیش کیئے کہ کسی اتحاد میں شریک نہ ہونا البتہ اُنکی غلطی تھی۔ لیکن اگر نیت میں
کوئی فساد نہ ہو تو غلطی قابل درگزر ہے۔ اِسوقت جبکہ پیلوپونے سس کی کل اتحادی ریاستوں کو
کورنتھ ہمارے مقابلے پر لا سکتا ہے تو پھر ہمارے لیئے ناممکن ہے کہ اپنی پُرانی وضع پر قائم
رہیں اور کسی اتحاد میں شریک ہونے کی کوشش نہ کریں۔ کورنتھ سے ہم نے شروع ہی میں
درخواست کی تھی کہ حَکَم مقرر کر کے جو کچھ نزاع ہے اُسکو طے کرے۔ مگر اُس کو یہ بات منظور نہوی۔
اور ہم کو فی الحقیقت جب لڑائی پر بالکل مجبور کر دیا تو ہم لڑے۔ بے شک ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ہر ایک
نوآبادی کا فرض ہے کہ جس شہر نے اُس کو قائم کیا ہو اُسکی ہمیشہ دل سے عزت کرے۔ لیکن
جب وہ ہی شہر اپنی بزرگی کا خیال نہ رکھے اور بے انصافیوں پر کمر باندھے تو پھر کیا علاج ہے۔
کورنتھ کا فرض تھا کہ جب ہم اپنے قدیم شہر سے نکلکر اُسکی نوآبادی میں بسنے چلے گئے تھے تو
قاعدے کے مطابق ہمارے حقوق کو اپنے باشندوں کے حقوق کے برابر سمجھتا۔ مگر اُس نے
ایسا نہیں کیا۔ اسقدر عذر بیان کرنے کے بعد اُنھوں نے ثابت کرنا چاہا کہ اگر ایتھنز والوں نے

اُن کو اپنے اتحاد میں شامل کر لیا تو لیسی ڈیمونیا کو نقضِ عہد کی کوئی شکایت ایتھنز سے نہیں ہو سکتی۔ لفظی رعایت سے اُن کا یہ کہنا بالکل درست تھا۔ کیونکہ عہد نامے کی رو سے فریقین کو اختیار تھا کہ جو ریاستیں کسی اتحاد میں ابتک شریک نہیں ہوی ہیں اُن کو جو فریق چاہے اُنکی مرضی سے اپنے اتحاد میں شریک کرلے۔ لیکن تھوڑے سے غور سے معلوم ہوسکتا ہے کہ کورسایرا کا منشاء دراصل محض شرکت اتحاد سے نہ تھا بلکہ وہ چاہتے تھے کہ کورنتھ سے لڑائی میں ایتھنز اُنکی مدد کرے جو بلا تیغ آزمائی ممکن نہ تھی۔ اور اگر نوبت تلوار تک پہنچی تو نقضِ عہد ظاہر تھا۔ لیکن ایتھنز کے لوگ اِن تمام مُوشگافیوں کو اُسوقت بھول گئے جب کورسایرا کے سفیروں نے کہنا شروع کیا کہ اس یا رتا سے ایک دن آپ کو لڑنا ضرور ہے۔ آپکے بیڑے کو چھوڑکر یونان کے تمام بیڑوں میں کورسایرا کا بیڑا اسوقت اول درجہ رکھتا ہے۔ پس یہ بات آپکے دیکھنے کی ہے کہ لڑائی کے دن آپ ہمارے بیڑے کے دوست رہنا چاہتے ہیں یا دشمن۔ اور یہ بات بھی آپکے خیال کرنے کی ہے کہ سسلی کا بحری راستہ جیسا ہمارے علاقے سے آسان ہے دوسرے علاقے سے نہیں ہے۔ اگر آپ کو ضرورت ہوی کہ اپنے جہاز سسلی روانہ کریں یا سسلی سے جو جہاز یونان کو آتے ہوں اُنکو روکیں تو اس بحری راستے پر قادر ہو جانا آپ کے حق میں کیسا مفید ہوگا ؛

کورنتھ نے بھی کورسایرا کی درخواست کے مقابلے میں کارروائی کے لیئے ایک سفارت ایتھنز میں بھیج رکھی تھی۔ اس سفارت نے اپنے حریف کے عذرات و دلائل کا یہ جواب دیا کہ کورسایرا نے اپنے اصلی شہر کے ساتھ جسکی وجہ سے آج اُسکا وجود ہے نہ صرف عام برتاؤ میں زیادتیاں کی ہیں بلکہ ہمیشہ خصوصیت کے ساتھ بے ادبی و بدسلوکی کا برتاؤ رکھا ہے۔ کورنتھ کے سفیروں نے بڑی ہوشیاری کے ساتھ ثالثی کے معاملے پر سے پردہ نہ اُٹھایا اور یہ نہ بتایا کہ کیوں حَکم مقرر کرکے معاملے کے تصفیے سے انکار کردیا تھا۔ بلکہ اس کے بجائے اِس بات کو زور دیکر ثابت کرتے رہے کہ اگر ایتھنز نے کورسایرا سے اتحاد کرلیا تو صلح کی شرائط جو ایتھنز اور کورنتھ کے درمیان اِسوقت موجود ہیں ٹوٹ جائینگی۔ وہ اِس بات کے مقر تھے کہ کورسایرا کا بیڑا جب ایتھنز کے بیڑے کا ساتھ دیگا تو لڑائی کے وقت ایتھنز کی طاقت بہت بڑھ جائیگی۔ لیکن جس لڑائی میں اِن بیڑوں کی ضرورت سمجھی جاتی ہے وہ ایک آئندہ کی بات ہے۔ کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ یہ لڑائی جلد وقوع میں آئے بلکہ ممکن ہے کہ وہ کبھی پیش ہی

نہ آسئے ۔ کورنتھ کے سفیروں نے ایتھنز کو وہ وقت بھی یاد دلایا جبکہ سیموس والوں کو مدد پہنچانے سے کورنتھ نے پیلوپونےسس کو روکا تھا۔ جس اصول پر انھوں نے پیلوپونےسس کو ایتھنز کے خلاف مدد پہنچانے سے روکا تھا اسی اصول کا اب ایتھنز کو بھی لحاظ رکھنا واجب ہے ۔ اِسوقت کے فائدے کا خیال نہ کرنا چاہئے۔ بلکہ نیت کو درست رکھنا ضروری چیز ہے۔ کیونکہ امور سیاست میں جو مسلک نیک نیتی سے اختیار کیا جاتا ہے وہ انجام کار میں ہمیشہ سب سے بہتر ثابت ہوتا ہے ؏

ایتھنز والے شروع میں تو کسی قدر کورنتھ کی طرف مائل معلوم ہوتے تھے کیونکہ کورسایرا کے ساتھ اِنکا برتاؤ خواہ کیسا ہی رہا ہو مگر اتحاد میں اُس کو شریک کرنے کے خلاف جو بحث اُنھوں نے پیش کی تھی وہ قرین انصاف معلوم ہوتی تھی۔ بہرکیف زیادہ غور و تعمق کے بعد ایتھنز نے کورسایرا سے اتحاد صرف اِس کام کے لیئے کرلیا کہ اگر کورسایرا پر کسی نے حملہ کیا تو ایتھنز کا فرض ہوگا کہ ایسے حملے سے کورسایرا کو بچاوے ۔ ایتھنز کے لوگوں کو اِس کا یقین تھا کہ اسپارٹا سے ایک دن تلوار چلنی ضروری ہے ۔ اور جب یہ مرحلہ پیش آنے والا ہے تو پھر بہتر ہے کہ کورسایرا کو پہلے ہی سے اپنی طرف کرلیا جاوے ۔ اس کو بھی وہ بخوبی سمجھتے تھے کہ اٹلی اور سسلی کے سفر میں بیچ میں منزل کرنے کے لیئے کورسایرا بہت عمدہ مقام ہے۔ اور ایسا مقام نہیں ہے جس کو دشمن کے قبضے میں دیکھنا گوارا ہو سکے ۔ پس غور آمنظوری دیگئی کہ دس جہازوں کا ایک بیڑا اِس ہدایت سے کورسایرا کو روانہ کیا جاوے کہ کورنتھ والوں پر خود حملہ کرنے سے قطعی پرہیز کرے لیکن اگر کورنتھ کی فوجیں کورسایرا کے جزیرے پر یا اُس کے کسی اور علاقہ مقبوضہ پر اترنا چاہیں تو کورسایرا کا شریک بنکر کام کرے ۔ کیونکہ اس صورت میں کورسایرا کا شمار حملہ کرنے والوں میں ہوگا اور ایتھنز محض کورسایرا کا ایک ہمدست اُس کی حفاظت کے لیئے متصور ہوگا ۔ اور عہدنامے میں کوئی امر مانع نہیں ہے کہ کورسایرا کو ایتھنزی اتحاد میں شامل کرکے اس قسم کی ہمدستی و حفاظت کا قول دیا جاوے ۔ اِس واقعے کے چند روز بعد خیال پیدا ہوا کہ دس جہاز جو روانہ کیئے گئے ہیں وہ حقیقت میں کم ہیں ۔ اِس لیئے بیس جہاز اور بھیجے گئے ۔ پہلا بیڑا اسردار سائمون کے لڑکے لیسی ڈیمونس کی سرکردگی میں تھا اور دو افسراں بحری اور اُسکے ساتھ تھے ؏

اِس کل قصے سے جو تفصیوسی ڈایڈیز نے بیان کیا ہے صریحاً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کورسایرا کی درخواست کے متعلق ایتھنز میں اختلاف رائے تھا ۔ پیرکلیز اِس درخواست کا برابر حامی رہا

اور نہایت فصیح و بلیغ تقریروں سے ایسی دلائل پیش کیں جن کو سنکر بالآخر ایتھنز کے لوگوں نے اسپارٹے میں اپنی رائے اُسکی رائے کے مطابق قائم کرلی ۔ لیکن مخالف بھی کچھ کم اور کمزور نہ تھے ۔ ایک بڑا فریق تو ایسا تھا جسکو اسکا یقین ہی نہ تھا کہ اسپارٹا سے لڑائی کا دن قریب آرہا ہے یا لڑائی کا ہونا ناگزیر ہے ۔ اور بنا اس فریق کی یہ خواہش تھی کہ ایتھنز سے کوئی بات ایسی ظہور میں آوے جس سے لڑائی کا پیش آنا لازمی ہوجاوے ۔ وہ ابھی تک اس توقع میں تھا کہ یونان کے معاملات بین الاقوام میں بہ نسبت ضرورت کے انصاف پر زیادہ نظر رکھی جاویگی ۔ بہرکیف پیرکلیز کی رائے مانی گئی مگر یہ مخالفت کا اثر تھا کہ پیرکلیز کو صرف دس جہاز کمک پر روانہ کرنے کی منظوری دی گئی ۔ اور جہازوں کی افسری بھی اُس کے پرانے مخالف سائمون کے لڑکے کو ملی ۔ اول تو جہاز ناکافی تھے ۔ دوسرے ممکن تھا کہ لیسی ڈیمونس کوئی بات جو اسپارٹا کے خلاف پڑتی ہو نہ کرے ۔ اور پھر جہاز اس قدر کم تھے کہ نہ وہ کورنتھ کے دل میں خوف پیدا کرکے کسی بات پر اُس کو راضی کرسکتا تھا اور نہ کورسایرا ہی کی کوئی خدمت ادا کرسکتا تھا ۔ ایتھنز میں فریقین مخالف دونوں اس بات کو خوب سمجھ رہے تھے کہ جو بیڑا روانہ کیا گیا ہے وہ قطعی ناکافی ہے اور یہ وہ ادھورا انتظام ہے جسکا نتیجہ ہمیشہ مہلک ہوتا ہے ؎

اب کورسایرا اور کورنتھ لڑائی پر تل گئے ۔ کورنتھ نے نوے جہاز اور لڑائی کا بہت سا سامان خود تیار کیا اور ساٹھ جہاز اپنی مددگار ریاستوں سے مستعار لیئے ۔ اس بیڑے کو لیکر وہ جزیرہ کورسائرا کے مقابل ایپیرس کے ساحل پر اترے اور ساحل سے ملک کے اندر کچھ بڑھکر کائی میریم کی پہاڑی کے قریب خیمہ زن ہوے ۔ اور اب کورسائرا والوں نے اپنے ایکسو بیس[20] اور ایتھنز کے دس جہازوں سے کورنتھ کے بیڑے کا مقابلہ کیا ۔ لڑائی سخت ہوی ۔ اور ایسی سخت ہوی کہ آجتک یونان کے بیڑوں میں نہ ہوی تھی ۔ کورسایرا کو اپنے دست چپ پر جہاں کورنتھ کی اتحادی ریاستوں کی فوجیں کورنتھ کی طرف سے لڑرہی تھیں فتح ہوگئی ۔ اس غنیم کو کورسایرا والوں نے پسپا کرکے سمندر کے کنارے تک پہنچا دیا ۔ اور خشکی پر اتر کر کورنتھ کے خیمے بھی لوٹ لیئے ۔ لیکن کورسایرا کے دست راست پر جہاں خاص کورنتھ کی فوجیں مقابلہ کررہی تھیں کورسایرا والوں کو شکست ہوگئی ۔ بدقسمتی سے اسیطرف ایتھنز کے جہاز ٹھہرے تھے ۔ کچھ دیر تک تو اُنھوں نے لڑنے سے پرہیز کیا لیکن جب کورسایرا والے پسپا ہونے لگے اور کورنتھ نے اُنکا تعاقب نہایت سختی سے کیا تو پھر ایتھنز والے نہ رک سکے ۔ لڑنے میں کسی بات کا امتیاز نہ رہا اور جس بات کو بچانا چاہتے تھے

اُسکی نوبت آئے بغیر نہ رہی - یعنی کورنتھ اور ایتھنز میں تلوار چل پڑی ؛

کورنتھ نے کورسایرا کا تعاقب ساحل تک کیا - اِس کے بعد اپنے مقام کو لوٹے اور اپنے کُشتوں اور منتشر سامان کو اُٹھا کر ساحل سے بڑھکر ملک کے اندر ایسی جگہ پہنچے جہاں غیر یونانی قومیں اُنکی مدد کو تیار تھیں - اور یہاں اُنھوں نے دوسرے حملے کی تیاری شروع کردی - اِس دوسرے حملے کے جواب کے لئے کورسایرا والے بھی اپنے جہاز لائے - حریفین نے صف آرائی کر کے جنگ کے نعرے شروع کر دئے تھے کہ دفعتہً کورنتھ والے موقعۂ جنگ سے ہٹ گئے - وجہ یہ ہوی کہ سمندر پر بیس جہاز اور آتے نظر آئے اور معلوم ہوا کہ ایتھنز کے ہیں اور کورسایرا کے بیڑے سے ملنا چاہتے ہیں - یہ دیکھکر کورنتھ لڑائی سے ہٹ گیا ؛

دوسرے دن بھی کورنتھ کی فوجوں نے حملے کی تیاری نہیں کی اور اسی کو غنیمت سمجھا کہ کسیطرح اپنے قیدیانِ جنگ کو لیکر اس طرح نکل جاویں کہ ایتھنزی اُن کو گرفتار نہ کرسکیں - اِسوقت وہ ایتھنز والوں کو اپنا قطعی دشمن سمجھنے لگے تھے - مگر اس نیت سے کہ دشمن کی قوت کا اندازہ ہوجاوے اُنھوں نے اپنے چند آدمیوں کو کشتی پر سوار کر کے ایتھنزیوں کے پاس ٹکا بیتا بھیجا - اور اُنکی حرکت پر سخت ملامت کی اور کہا کہ اگر ہم سے لڑنے کے قصد سے آے ہو تو اس کشتی کے لوگوں کے ساتھ بھی دشمن کا سا برتاؤ کرو - ایتھنزیوں نے جواب دیا کہ ہم اپنے دوستوں کی حفاظت کرنے آئے ہیں - اگر کورنتھ والے کورسایرا پر حملہ کرنے کی غرض سے جہاز لائیں گے تو ہم اُنکو روکینگے - اِسکے سوا ہمکو کسی بات سے بحث نہیں - اِس کے بعد کورنتھ والوں نے ساحل پر اپنا نشان فتح نصب کیا اور جہازوں پر سوار ہو وطن کو واپس آئے - کورسایرا کے دوسو پچاس معززین جو بڑے بڑے خاندانوں کے لوگ تھے اُنکی حراست میں تھے - اِن قیدیوں کو بھی اپنے ساتھ کورنتھ میں لائے - مگر اُنکی بڑی خاطر و مدارات اس امید میں کرتے رہے کہ شاید اُن کے اثر سے کورسایرا پھر قابو میں آجاوے - باقی جسقدر قیدی کورسایرا سے لائے گئے تھے وہ غلام تھے - اور کورنتھ میں وہ فروخت کردیئے گئے ؛

" اِس لڑائی کا نتیجہ یہ نکلا کہ کورسایرا آخر کار فائدے میں رہا - ایتھنز کے جہاز بھی ایتھنز کو واپس آگئے اور یہ معرکۂ جنگِ پیلوپونےسس کا سبب اول قرار پایا - یعنی ایتھنز کی نسبت یہ الزام صحیح مان لیا گیا کہ کورسایرا سے وہ مل گئے اور شرائط امن کے خلاف کورنتھ پر تلوار چلائی " ؛

اپی ڈیمنس پر کورسایرا کی فتح کا انجام کیا ہوا اِس کا کچھ پتا نہیں چلتا - اور نہ یہ معلوم

ہوتا ہے کہ کورنتھ کے لوگ جن کو کورسایرا والوں نے اپنی ڈمنیس میں قید کرلیا تھا وہ کس نوبت کو پہنچے - کورنتھی اس پر پیچ وتاب کھاتے ہونگے کہ ایتھنز نے اپنے جہاز بھیجکر ہماری جیتی جتائی بازی ہاتھ سے نکلوا دی اور آخر میں جب ہمکو فتح ہونے ہی کو تھی تو فتح نہ ہونے دی - اور یہ پیچ وتاب اسوقت اور بڑھا جبکہ ایتھنز نے کورسایرا سے اتحاد کا ثبوت دینے میں سسلی اور اٹلی کے کالسیڈیسی شہروں یعنی لیون ٹینی اور ریجی ام کے ایلچیوں سے ملاقات کی اور جزیرۂ زیسن تھی اس کی ریاست کو بھی اپنے اتحاد (محالفے) میں شریک کرلیا - اور اب حالت یہ ہوگئی کہ کورنتھ کو بلاد مغرب میں جو کچھ رسوخ حاصل تھا وہ بھی معرض خطر میں آگیا ؛

اِسی سلسلے میں بہت جلد ایک فتنہ اور اُٹھا - اور اسمیں بھی کورنتھ اور ایتھنز سے ٹکر ہوگئی - جزیرہ نماے پے لینی میں پوٹیڈیا کا شہر ایتھنز کا مددگار و باجگزار تھا - گو اصل وہ کورنتھ کا بسایا ہوا شہر تھا - اور اُس کے حاکم اور عہدہ دار بھی ہر سال کورنتھ سے مقرر ہوکر آیا کرتے تھے - جب کورنتھ سے بگاڑ ہوگیا تو ایتھنز کو خوف ہوا کہ کہیں کورنتھ والے پوٹیڈیا کے لوگونکو اُس سے باغی نہ کردیں - اِس خوف کی خاص وجہ یہ اور تھی کہ علاقۂ پوٹیڈیا سے متصل میسی ڈونیا کا بادشاہ پرڈیکس جو پہلے دوستی کا دم بھرتا تھا اب ایتھنز کا دشمن ہوگیا تھا - اور اس فکر میں رہتا تھا کہ جسطرح ہو ایتھنز اور اسپارٹا میں لڑائی ہو جاوے - اِس کے ساتھ ہی یہ ڈر تھا کہ اگر پوٹیڈیا نے بغاوت کردی تو کیلسی ڈیسی کا علاقہ بھی باغی ہوجائے گا - پس پوٹیڈیا کو بغاوت سے روکنے کے لیئے پیش بندی نہایت ضروری سمجھی - چنانچہ اِسی غرض سے ایتھنز نے پوٹیڈیا والوں کو حکم دیا کہ اپنے شہر کی فصیلیں منہدم کردیں - اور اپنے چند معززین کو بطور اول کے ایتھنز کی حراست میں دیں - اس حکم کی تعمیل کے لیئے چند افسران فوج کو جو پرڈیکس کے مقابلے کے لئے ایک مہم لیئے جا رہے تھے ہدایت کی گئی کہ پوٹیڈیا میں بھی ہوتے جاویں - پوٹیڈیا والے جب اس مشکل میں پڑے تو انھوں نے اپنے چند آدمی ایتھنز بھیجے اور اِس سخت حکم میں تخفیف چاہی - ایتھنز نے کچھ نہ سنا - پوٹیڈیا کے آدمیوں نے جب یہ دیکھا کہ زیادہ بات چیت فضول ہے تو وہ سیدھے اُٹھ لیسی ڈیمونیا چلے گئے - اور یہاں اُن کی عرض معروض سنکر لیسی ڈیمونیا والوں نے اُن کو قول دیدیا کہ اگر ایتھنز نے پوٹیڈیا پر حملہ کردیا تو پیلوپونے سس کے لوگ ایتھنز کے علاقے ایٹیکا پر حملہ کردینگے - جب پوٹیڈیا کو اتنا بھروسا ہوگیا تو اُس نے فی الحقیقت ایتھنز سے بغاوت کردی - اور علاقۂ

کیلسی ڈیسی کے یونانیوں اور بیوشیا کے باشندوں نے بھی پوٹیڈیا کا ساتھ دیا۔ میسی ڈونیا کے بادشاہ پرڈیکس کے کہنے سے کیلسی ڈیسی کی یونانی رعایا سمندر کے کنارے اپنی چھوٹی چھوٹی بستیاں چھوڑ کر اولنتھس کے شہر میں آگئی۔ یہ شہر قلعے اور شہر پناہ سے خوب مستحکم کر لیا گیا تھا۔ کورنتھ نے بھی پوٹیڈیا کو اس بغاوت میں مدد دی۔ ایتھنز نے بھی جو مہم روانہ کی تھی اُس کی کمک کے لیئے مزید فوجیں روانہ کیں۔ یہ مہم دراصل بادشاہ میسی ڈونیا کے مقابلے کے لیئے بھیجی گئی تھی۔ راستے میں پوٹیڈیا کی بغاوت فرو کرنے کو ٹھیری۔ لیکن جب کامیابی سے مایوسی ہوی تو آگے بڑھکر میسی ڈونیا میں لڑنے لگی۔ کچھ دن لڑنے کے بعد پرڈیکس سے صلح ہوگئی۔ ایتھنزی فوجیں میسی ڈونیا سے لوٹنے لگیں۔ مگر جوہیں اُنکا قدم باہر ہوا۔ پرڈیکس نے اپنا پہلا وطیرہ اختیار کیا اور دوسو سواروں کا ایک رسالہ پوٹیڈیا کی کمک پر روانہ کر دیا۔ ایتھنز کی فوجیں میسی ڈونیا سے نکلکر پوٹیڈیا اتریں۔ لڑائی ہونے لگی۔ ایتھنزی فوجوں نے پوٹیڈیا اور کورنتھ کی فوجوں کو اتنا پیچھے ہٹایا کہ اُن کو شہر پناہ کے اندر جاکر پناہ لینی پڑی۔ ایتھنزی لشکر نے شہر کی آمدورفت علاقۂ کیلسی ڈیسی کی سمت سے بند کر دی۔ اور جب ایتھنز سے اور کمک آگئی تو جزیرہ نماے پیلینی کی طرف سے بھی شہر کا تعلق منقطع کر دیا۔ اور سمندر کی طرف سے بھی اپنے جہاز لگا کر اُس کا راستہ بالکل روک دیا۔ گو از روئے صلح نامہ ایتھنز اور کورنتھ میں اسوقت تک اتحاد تھا لیکن اب نوبت یہ آئی تھی کہ کورنتھ کی فوج کو کورنتھ ہی کے ایک شہر میں ایتھنز نے محصور کر لیا تھا۔

کورنتھ میں اس خبر کے پہنچتے ہی ایک تہلکہ مچ گیا۔ یونان کے امن و عافیت کیلیئے یہ بڑے خدشے کی بات تھی کہ پیلوپونےسس کی اتحادی ریاستوں میں سے کسی اور کو بھی نہیں بلکہ خاص کورنتھ کو ایتھنز سے نقصان پہنچنا شروع ہوا۔ کورنتھ کی ریاست کو ایک مدت سے اپنی ہمسایہ حکومتِ ایتھنز سے جانی دشمنی ہوگئی تھی۔ قوت و قابلیت کے اعتبار سے بھی کورنتھ کی ریاست پیلوپونےسس کی اتحادی ریاستوں میں سب سے بڑھکر مانی جاتی تھی۔ اور یہ ریاستیں ہمیشہ اُس کا کہنا سنتی تھیں ایجا ینا اور میگارا کی گردنوں پر ایتھنز کا بار ایسا سخت تھا کہ وہ پہلے ہی سے نیم جاں ہو رہی تھیں۔ اُنھوں نے کوئی عملی کارروائی اپنی مصیبتوں کو رفع کرنیکے لیئے اختیار نہ کی اور اگر کورنتھ مثال قائم نہ کرتا تو شاید اُنمیں مطلق حس و حرکت پیدا نہ ہوتی۔

اب کورنتھ نے تمام ایسی ریاستوں سے جن کو ایتھنز سے گزند پہنچا تھا سفارتیں

طلب کیں اور اُن کو اسپارٹا میں مدعو کیا۔ اور جب سب جگہ سے سفیر آ گئے تو ایتھنزیوں کے برخلاف گفتگو شروع کی اور کہا کہ ایتھنز نے کورسایرا اور پوٹیڈیا کے معاملات میں اپنے طرزِ عمل سے عہد شکنی کا صاف صاف ثبوت دیدیا ہے۔ خاص اسپارٹا کے لوگوں سے خطاب کرکے اِن سفیروں نے کہا کہ پیلوپونے سس کی اتحادی ریاستیں تمہارے بھروسے پر جیتی ہیں۔ اُن کو ایتھنز کے جبر و تعدی سے نجات دینی تمہارا ہی کام ہے۔ اسپارٹا کو یہ سب باتیں سنی پڑیں۔ اِس میں شک نہیں کہ ایتھنز سے لڑنے کے لیئے اسپارٹا والے کوئی وجہ نہ پاتے تھے کیونکہ ایتھنز نے ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ اور نہ خاص پیلوپونے سس پر فوجکشی کرنے کی کبھی کوئی نیت ظاہر کی تھی۔ لیکن یہ کیونکر ممکن تھا کہ کورنتھ کی زبردست ریاست شکایتیں لیکر آئے اور اسپارٹا والے اپنے کان بہرے کرلیں۔ اور اب اسپارٹا نے معاملے کی پوری تحقیق کے لیئے اور ریاستوں سے بھی جن کو ایتھنز سے نقصان پہنچا تھا وکیل طلب کیئے۔ اور مجلس عام کے ایک معمولی جلسے میں اِن وکلاء کو ہدایت ہوی کہ جو کچھ شکایتیں رکھتے ہوں بیان کریں۔ وکلاء نے شکایتیں شروع کیں۔ منجملہ انکے میگارا والے بھی اُٹھے اور شکایت کی کہ صلح سی سالہ کی شرائط کے برخلاف ایتھنز نے اپنے بازاروں میں ہم کو تجارت کرنے سے قطعی منع کردیا ہے۔ ایجانیا والوں کو اتنی ہمت تو نہ ہوسکی کہ ایتھنز کے خلاف کسی کارروائی میں اپنے وکیل بھیجتے۔ لیکن خفیہ طور پر شکایت کہلا بھیجی کہ ہماری آزادی کو ایتھنز نے بالکل غارت کردیا ہے۔ اِس کے بعد اور ریاستیں اپنی اپنی حق تلفیوں کے قصّے سنانے لگیں۔ اور سب سے اخیر میں کورنتھ والے یہ دیکھکر کہ شکوہ شکایت سے محفل خوب گرم ہوگئی ہے اور سننے والوں کا غصہ بھی تیز ہوگیا ہے اُٹھے۔ اِس موقع پر تھیوسی ڈایڈیز نے اپنی کتاب میں کورنتھیوں کی زبانی جو تقریر درج کی ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ کورنتھ نے کسی خاص معاملے میں نہیں بلکہ عام طور پر ایتھنز کی دراز دستیوں سے بحث کی ہے اور اسپارٹا کے لوگوں کو غیرت دلائی کہ یہ اُن ہی کی سستی و تن آسانی کا پھل ہے کہ ایتھنز نے ایک ایک کرکے یونان کی تمام قوموں کو اپنا غلام بنالیا۔ ایتھنز نے جو کچھ کیا وہ کسی کی نظر سے پوشیدہ نہ تھا لیکن اسپارٹا نے اُس کا مطلق انسداد نہ کیا اور ہمیشہ اسی پر بھروسا کیا کہ اسپارٹا کا نام بڑا ہے اِس لیئے اُس کے دوستوں کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا۔ مگر ایتھنز برابر اپنے جلب منفعت کے لیئے طرح طرح کے عمل کرتا رہا۔ "لیسی ڈیمونیا کے لوگو۔ تمام یونانیوں میں تم ہی ایسے ہو جو کبھی کچھ نہیں کرتے۔

بجائے اسکے کہ خود بڑھکر دشمن پر ہاتھ ڈالو تم اس انتظار میں رہتے ہو کہ دشمن تم پر پہلے حملہ کرے" اس کے بعد انھوں نے ایک ایتھنزی اور ایک اسپارٹی کی طبیعت کا فرق بیان کرنا شروع کیا۔ جس عبارت میں اس فرق کو بیان کیا ہے وہ تھیوسی ڈائیڈیز کی کتاب میں بڑی مشہور و معروف عبارت ہے۔ اور اس سے دو مقابل کے زبردست حریفوں کی پوری پوری کیفیت معلوم ہوتی ہے جو عنقریب ایک شدید محاربے میں مصروف ہونے والے ہیں۔ عبارت حسب ذیل ہے:-

"تم نے کبھی غور نہیں کیا کہ یہ ایتھنزی جن سے تم کو اب لڑنا ہے کس قسم کے لوگ ہیں اور تم سے کس قدر فرق رکھتے ہیں۔ وہ انقلاب پسند ہیں۔ نئی تحریکوں کے پیدا کرنے میں نہایت تیز اور اُن پر عمل کرنے میں بڑے زود دست ہیں۔ لیکن تم کو مطلق حرکت نہیں۔ جو کچھ پاس ہے اُسی کی سیوا کرنی جانتے ہو۔ پُرانے طریقوں کے مقلد ہو۔ کوئی نئی بات پیدا نہیں کرتے۔ اور تم کو اسوقت بھی جنبش نہیں ہوتی جبکہ حقیقت میں جنبش کرنے کا وقت ہوتا ہے۔ ایتھنز والے اپنی طاقت سے بڑھکر جرأت رکھتے ہیں۔ جہاں مآل اندیشی اجازت نہیں دیتی وہاں بھی خطروں میں اپنی جان ڈالنے سے دریغ نہیں کرتے۔ مصیبتوں میں بھی امید کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔ تمہاری فطرت یہ ہے کہ دل قوی مگر کام کمزور۔ تمہارے منصوبے گو بہت غور اور تامل کے بعد قائم ہوتے ہیں مگر تم کو اُنکی کامیابی پر مطلق بھروسا نہیں ہوتا۔ اور جب مشکلیں سر پر آتی ہیں تو سمجھتے ہو کہ اِن سے کبھی نجات نہ ملیگی۔ جسقدر اُن کے مزاج میں چُستی و عجلت ہے اُسی قدر تم میں کاہلی و جودی اور کام کو لیت و لعل میں ڈالنے کی عادت ہے۔ ایتھنز والے ہمیشہ گھر سے باہر ہیں اور تم گھر کے اندر ہو۔ وہ سمجھتے ہیں کہ دیس سے پردیس ہونے میں کچھ نہ کچھ مل ہی رہے گا۔ تم سمجھتے ہو کہ دیس چھوڑتے ہی جو کچھ گرہ میں ہے وہ بھی نکل جائے گا۔ وہ لڑائیاں فتح کرکے جہاں تک آگے بڑھنا ممکن ہے بڑھتے ہیں اور شکست کھا کر جسقدر کم پیچھے ہٹنا ممکن ہے پیچھے ہٹتے ہیں۔ وہ اپنا تن بدن ملک کی خدمت میں اسطرح لگا دیتے ہیں کہ گویا اپنا تن بدن نہیں۔ اُن کا اصلی جوہر اُنکی طبیعت ہے۔ اور طبیعت کا اصلی جوہر ملک کی خدمت میں ہر وقت مصروف رہنا۔ اگر وہ کوئی ارادہ کرکے اُسپر عمل کرنے سے معذور ہوتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ آج اُن کا کوئی عزیز مرگیا۔ اگر کسی مہم میں کامیابی ہوی تو (اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ) سمجھتے ہیں کہ ابھی تو زرِ اصل کی پہلی ہی قسط وصول ہوی ہے۔ اگر کسی کام میں ناکامیاب

رہے تو نئی نئی امیدیں پیدا کر کے کسی حال میں دماغ کو غور و فکر سے خالی نہیں رکھتے - یہ اِن ہی کی شان ہے کہ محض خواہش کرنے کو حاصل کرنا سمجھتے ہیں - کیونکہ کسی ارادے یا حوصلے کو پورا کرنے میں ایک آن ضائع نہیں کرتے - کام اور کام بھی ایسا جو سخت محنت کا محتاج اور شدید خطروں سے پُر ہوا اور وہ بھی دوچار دن کے لیئے نہیں بلکہ مدت العمر کے واسطے خود اپنے اوپر لازمی کر لیتے ہیں - کوئی اپنی خوبیوں سے اسقدر کم خوش نہیں رہتا جس قدر کہ وہ کیونکہ ہروقت خوب سے خوب تر کی تلاش میں سرگرم ہیں - اپنے فرائض کو محنت سے ادا کرنا گویا اُن کے آرام کا دن ہے اور حالت بیکاری کا آرام اُن کے نزدیک مشقت کی خستگی سے زیادہ موجب آزار ہے - غرض مختصر لفظوں میں اگر کوئی یہ کہے کہ ایتھنزی دنیا میں اِس لیئے آئے ہیں کہ نہ خود چین سے بیٹھیں نہ دوسرے کو چین سے بیٹھنے دیں تو بالکل بجا ہوگا" ؎

اسپارٹا والوں کو سمجھ لینا چاہیئے کہ ایسے دشمن صعب کے مقابلے میں تاخیر کرنی موجب ہلاکت ہے - اُن کو چاہیئے کہ اپنی کاہلی فوراً دور کریں - اور جس رخ ندی بہ رہی ہے اُسی رخ اپنی ناؤ بھی ڈالدیں - ایٹیکا پر لشکرکشی کریں اور حسب وعدہ پوٹیڈیا کو مدد پہنچائیں - اور سمجھ لیں کہ دوستوں سے دوستی کی توقع اُسیوقت ہوسکتی ہے جبکہ مصیبت میں خود اُن کی دستگیری کی ہو ؎

اتفاق سے اِسوقت ایتھنز کے چند سفیر بھی ایک دوسرے معاملے کے متعلق اسپارٹا میں آئے ہوے تھے - اُن لوگوں کو بھی اجازت ہوی کہ کورنتھ کے الزاموں سے اپنی صفائی میں اگر کچھ کہنا چاہیں تو کہیں - ایتھنز والے فوراً تیار ہوے اور جواب دیا کہ ہماری سلطنت کو محض چند مجموعی حالات و اتفاقات نے پیدا کیا ہے - اُس کے انتظام میں نہایت ہوشیاری و دانائی سے کام کرنا پڑتا ہے - اگر یونان کو اِس میں شبہ ہو تو جس حالت میں ایتھنز کے لوگ اِسوقت ہیں اُسی حالت میں لیسی ڈیمونیا والوں کو لاکر دیکھ لے - یہ عام بات ہے کہ جس جماعت کے ہاتھ میں عنانِ حکومت ہوتی ہے خواہ وہ کسی طرز طبیعت کی ہو اُس کو بالعموم ناپسند کیا جاتا ہے - اِسوقت یونان کو بحیثیت مجموعی لیسی ڈیمونیا پر اعتبار کلی ہے لیکن یہ اعتبار اُسی دن کافور ہوجائے گا جسدن لیسی ڈیمونیا والے ایتھنز کی سلطنت کے مالک ہوے - بہتر ہے کہ اِس نزاع کا فیصلہ ثالثی سے ہو جاوے - لڑائی ایک بلا ہے

؎ تھیوسی ڈائڈیز ۱ : ۷۰ - جویٹ

جس کا انجام پہلے سے کسی کو نہیں معلوم ہوتا - اور تمام ریاستوں کا فرض ہے کہ اِس بلا سے یونان کو محفوظ رکھیں - غرض جب کُل ریاستیں اپنی حجتیں پیش کر چکیں تو اُن کو مجلس سے رخصت کیا گیا اور اب اسپارٹا والے تنہا مجلس میں بیٹھکر معاملات پر غور کرنے لگے - حاضرین میں اختلاف رائے پیدا ہوا - بادشاہ اسپارٹا ارکیڈیمس نے فوراً لڑائی کرنے سے قطعی اختلاف کیا - اور اپنا خیال ظاہر کیا کہ اسپارٹا کی اتحادی ریاستیں اپنی موجودہ حالت میں ہرگز اس قابل نہیں ہیں کہ ایتھنز سے مقابلہ کریں - پچاس برس ہوئے کہ اسپارٹا جس حالت میں تھا اُسی حالت میں ابتک چلا آتا ہے - ایتھنز ترقی کے میدان میں کہیں کا کہیں پہنچ چکا ہے اور اسپارٹا میں کوئی تحریک جس سے حالت کی بہتری ہو نہیں ہوی ہے - دونوں کی حالت میں اسوقت بڑا فرق ہے اور اس فرق کو دُور کرنے کے لئے مہلت کی ضرورت ہے - اِسوقت اسپارٹا کو چاہئیے کہ اپنے سفیر ایتھنز میں بھیجے تاکہ وہ معاملات پر گفتگو شروع کریں اور اِس گفت و شنید کو طول دیکر اتنا وقت حاصل کرلیں کہ لڑائی کی پوری تیاری ہو سکے - یہ صلاح نہایت ہوشمندی کی اسپارٹا کے مناسب حال تھی - لیکن حکام ایفور سے استھینی لیڈاس اخیر میں اُٹھا اور کہنے لگا کہ نہیں لڑائی ابھی شروع کردینی چاہئیے - دوستوں کو دوست رکھنا ضروری ہے - اور ظالم کا علاج تقریر سے نہیں بلکہ تلوار سے ہونا چاہئیے - اسپارٹا کی نیک نامی اسی میں ہے کہ اب اُٹھے اور اپنے دست بازو کو کام میں لائے - اِس تقریر کے بعد مجلس نے حاضرین سے اس سوال کا جواب مانگا کہ آیا ایتھنز نے عہد شکنی کی ہے یا نہیں ؟ لیسی ڈیمونیا میں دستور تھا کہ رائے کا شمار ہر شخص کی رائے علیحدہ علیحدہ لیکر نہیں کیا جاتا تھا - بلکہ موافق یا مخالف جس بات پر حاضرین کی طرف سے زیادہ شور سنا وہ ہی اختیار کرلی جاتی تھی - اِس موقع پر استھینی لیڈاس نے یہ حیلہ کرکے کہ دو مرتبہ شور سننے میں آیا تھا اور معلوم نہیں کہ کونسا شور زیادہ تر لوگوں کا تھا حاضرین سے کہا کہ جن صاحبوں کو " ہاں " کہنا منظور ہو وہ ایک طرف کے کمرے میں چلے جاویں اور جو " نہیں " کہنا چاہتے ہوں وہ دوسری طرف کے کمرے میں چلے جاویں - حاضرین نے ایسا ہی کیا - اور اب ہر ایک کمرے کے لوگوں کا شمار کرکے موافق و مخالف رایوں کا صحیح نتیجہ معلوم ہوگیا - اور کثرت رائے اسطرف نکلی کہ ایتھنز والوں نے درحقیقت عہد شکنی کی ہے - یہ فیصلہ فوراً اتحادیوں کو سنا دیا گیا - اِس رائے پر جو اسپارٹا والوں نے تنہا بیٹھکر مجلس میں قائم کی تھی کوئی بندوبست لڑائی کیلئے

نہیں کیا گیا بلکہ رائے سننے کے بعد تجویز ہوا کہ تمام اتحادی ریاستوں کا ایک عام جلسہ اسپارٹا میں کیا جاوے اور اِس جلسے میں ہر ایک اتحادی ریاست سے لڑائی کرنے یا صلح رکھنے کے لیئے خاص طور پر علیحدہ علیحدہ رائے لی جاوے ؛

اِسی زمانے میں ایتھنز کے لوگوں کو پیرکلیز سے مخالفت بڑھتی گئی۔ یوں تو کوئی زمانہ بھی اس صاحب تدبیر کا بغیر مخالفوں کے نہ گزرا تھا مگر اب تک مخالفوں کا بس اِس وجہ سے کچھ نہ چلا تھا کہ جمہور ایتھنز اپنے سردار کا ہر وقت حامی و مددگار تھا۔ لیکن اِس حمایت نے اُسوقت تک ساتھ دیا جب تک کہ پیرکلیز نے جمہور کو ہر بات میں خوش اور راضی رکھنا چاہا۔ جسدن سے حکیمانہ برتاؤ کر کے عامۂ خلائق کی مرضی کے خلاف چلنا چاہا اُسی دن سے جمہور کے تیور بھی بدلنے شروع ہوگئے۔ اور اب پیرکلیز وہ مہاتما نہ رہا جسکی سب پوجا کیا کرتے تھے۔ اب اُس کو چھوڑ کر دوسرے رہبر اور پیشوا کی تلاش ہوی جو ایسے طریقوں کا پابند ہو جن کو پیرکلیز ترک کر چکا ہے۔ پیرکلیز کی تعلیم سے جمہور میں وہ بے باکی اور جسارت پیدا ہوگئی تھی جو بلاتشدد اُس کے دبائے بھی اب نہ دب سکتی تھی۔ ڈیموس (جمہور یا عموم) پر جس کے وسیلے سے پیرکلیز کو قوت حاصل ہوی تھی اب ہر وقت مطالبات سمجھنے کا جنون سوار تھا۔ اگر انکار کیا جاتا تھا تو پلٹ کر اُسی پر چوٹ کیجاتی تھی جو حکومت کا منتظم اور عموم کا سردار تھا۔ عموم کے علاوہ مخالفوں کا دوسرا گروہ وہ تھا جسکا تعلق قدیم شرفا یعنی اشراف کے فریق سے تھا۔ یہ لوگ وہ تھے جنہوں نے پہلے سائمون کے زمانے میں اور پھر تھیوسی ڈائڈیز کے وقت میں پیرکلیز کے مسلک سیاسی کی مخالفت جہانتک مخالفت ممکن تھی کی تھی۔ شرفاء اور عموم کے فریقوں میں پہلے کبھی ہمدردی نہ تھی۔ لیکن چونکہ اب دونوں کو پیرکلیز سے اختلاف ہوگیا تھا اسلیئے وہ پیرکلیز کے مقابلے کیلیئے متفق ہوگئے۔ بغیر عموم کے اشراف کا فریق ایک جسم بے جان تھا۔ البتہ عموم کی مدد سے وہ ایک ایسے شخص کو منصبِ حکومت سے برطرف کر سکتا تھا جس نے مدت سے اِن کو پیس رکھا تھا۔ مخالفوں کی اِس جماعت میں وہ لوگ اور شریک ہوگئے جو ایتھنز میں حکیم اناشغورس اور ایس پے سیا کے قیام سے سخت برہم تھے۔ پس اِن ترکیبوں سے فریق سازی کر کے ایک ایسی قوت پیدا کر دی جس سے پیرکلیز کے مرتبے کو پہلا سا استحکام نہ رہا۔ اِس فریق مخالف نے پہلے اُس کے دوستوں پر ہاتھ صاف کیا اور پھر خود اُسکی ذات پر حملے اور وار کرنے شروع کر دیئے۔ اور اب مجلس عامہ کے جلسوں میں پیرکلیز سے عموم کا اختلاف رائے ظاہر کرنا کثیر الوقوع ہوگیا ؛

مخالفوں کا پہلا وار فیدیاس پر ہوا۔ یہ وہ مشہور بُت تراش تھا جو ایتھنز کی عمارت عالیشان کی تعمیر میں پیرکلیز کا ہمیشہ مشیر و صلاح کار رہا تھا۔ اِس تعلق کی وجہ سے وہ اُن لوگوں کی نظروں میں کھٹکنے لگا جو عمارات پر سرکاری روپیہ خرچ کرنا نہیں چاہتے تھے۔ اگر کسیطرح جمہور فیدیاس پر مقدمہ قائم کرنے کے لیئے راضی ہوگیا تو اُس کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ اُس فریق کا ہمدرد ہوگیا جو عمارت پر روپیہ صرف کرنے کے خلاف تھا۔ اور ہوا بھی یہی کہ فیدیاس پر جمہور نے مقدمہ قائم کردیا۔ اور پہلا الزام یہ عاید کیا کہ اُس نے سرکاری روپے میں غبن کیا ہے۔ چند سال ہوئے تھے کہ فیدیاس نے ایتھینا دیبی کا مشہور و معروف بُت سونے اور ہاتھی دانت کے کام کا تیار کیا تھا۔ استغاثے میں بیان ہوا کہ جسقدر ہاتھی دانت اور سونا اس کام کے لیئے دیا گیا تھا اُس میں سے کچھ بچا کر فیدیاس اپنے تصرف میں لے آیا ہے۔ مگر اس الزام کی صفائی فیدیاس نے نہایت قابل اطمینان کردی۔ اِس مشہور بُت کے بنانے میں پیرکلیز کی فرمایش سے یہ صنعت رکھی گئی تھی کہ جب چاہو سونا اور ہاتھی دانت اُس سے علیٰحدہ کرلو اور مورت کی ساخت میں کوئی فرق پیدا نہ ہو۔ چنانچہ یہ دونوں چیزیں علیٰحدہ کرلی گئیں اور جب اُن کو وزن کیا گیا تو ٹھیک اُسی وزن کے مطابق نکلیں جس میں کہ وہ فیدیاس کو دی گئی تھیں۔ صفائی کا یہ ثبوت ملزم کی بریت کے لیئے بالکل کافی ہوا۔ اور فیدیاس غبن کے الزام سے بالکل بری کردیا گیا۔ الزام دینے والے گو بہت شرمندہ ہوے مگر خاموش نہ بیٹھے۔ ڈائیوپے تھیز نے مدت سے مذہب کے متعلق عام لوگوں کے خیالات میں ایک ہیجان پیدا کر رکھا تھا۔ دشمنوں نے سوچا کہ غبن تو بے شک ثابت نہ ہوسکا اب تخریبِ مذہب کا الزام لگا کر دیکھنا چاہیئے کہ کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ فیدیاس نے ایتھینا دیبی کی ڈھال پر جو تصویریں کندہ کی ہیں اُن میں پیرکلیز کی اور اپنی تصویر بھی بنا دی ہے اور یہ ایتھینا معبودۂ ایتھنز کی شان میں حد درجے کی بے ادبی ہوی ہے۔ غرض اِس الزام کے عاید ہوتے ہی فیدیاس فوراً قیدخانے بھیج دیا گیا۔ پیرکلیز نے بہت کوشش کی کہ فیصلے سے قبل وہ قیدخانے میں نہ رہے مگر کامیابی نہ ہوی۔ اور مقدمے کی پیشی کا دن بھی نہ آنے پایا تھا کہ فیدیاس قیدخانے ہی میں مرگیا۔ اکثر لوگوں نے خیال کیا کہ اُس کو زہر دیا گیا تھا لیکن کوئی بات صحیح نہیں دریافت ہوسکی۔ بعض لوگوں نے یہاں تک بدگمانی کی کہ خود پیرکلیز نے اپنے دوست کو زہر دلوا کر ہلاک کرادیا کیونکہ اُسی کے ذریعے سے پیرکلیز نے سرکاری روپے میں تصرف بیجا کیا تھا۔ غرض واقعہ

جو کچھ بھی ہو نتیجہ یہ ہوا کہ اِن فریقی عداوتوں نے ایک ایسے صاحب کمال کو جسکی ہنرمندی اور حسن صناعت نے ایتھنز کو ایک شہر عجائبات روزگار سے بنا دیا تھا آخرکار اِس انجام کو پہنچایا کہ وہ قید ہوکر زندان میں مرا[1]!

دوسرا مشہور آدمی جو عداوت کا نشانہ بنا حکیم اناثیغورس تھا۔ پیرکلیز کے جس قدر ملنے والے تھے اِن میں اِس فلسفی کا اثر اُس کی طبیعت پر سب سے زیادہ تھا۔ اناثیغورس جزیرۂ کلیزومنی کا رہنے والا تھا اور آئی اونی فرقۂ حکماء کے فلسفہ کا پیرو تھا۔ ملی ٹُس کے حکیم تھیلز اور ایفی سس کے فلسفی ہیرکلائی ٹُس کی طرح اُس نے بھی مظاہر و حوادث طبعی کی علت و غائیت دریافت کرنے میں اپنا دماغ صرف کیا تھا۔ لیکن ان حکماء کی طرح عناصر اربعہ سے کسی عنصر کو اُس نے حوادث کی علت نہیں قرار دیا تھا۔ بلکہ علت العلل ایک ایسی قوت کو مانا تھا جو اجزاء میں انتظام اور اتصال قائم کرنے کی قابلیت رکھتی تھی۔ اِس قوت کو اُس نے طبیعت یا عقل سے موسوم کیا تھا۔ اُس کا مشہور مقولہ تھا کہ "پہلے تمام اشیاء عالم یکجا تھیں مگر اُن میں کوئی ترتیب نہ تھی۔ عقل نے اُن کو منتظم کیا۔" سبب و مسبب کا وجوب مانکر بخت و اتفاق کو حوادث سے خارج کیا اور فوق العادت سے انکار کرکے عادت کے مطابق مظاہر کائنات کو علت و معلول کے سلسلے میں جکڑ دیا۔ پلوٹارک نے اناثیغورس حکیم اور لیمپون غیب داں کا ایک قصہ اِسی مسئلہ علت و معلول کے سلسلے میں لکھا ہے اور بتایا ہے ایک عجیب الخلقت جانور کو دیکھکر دونوں نے اپنا اپنا خیال کس قدر مختلف طریقے پر ظاہر کیا۔ ایک دن ایک شخص ایک مینڈھا جس کا ایک ہی سینگ تھا پیرکلیز کے سامنے لایا۔ لیمپون غیب داں نے اِس عجیب خلقت کے معنی یہ بیان کئے کہ جسطرح دو سینگوں کی جگہ اِس جانور کا ایک ہی سینگ ظاہر ہوا ہے اسیطرح ایتھنز کے دونوں فریق جن میں اِسوقت حکومت منقسم ہے فنا ہوکر کل اختیارات ایک ہی شخص یعنی پیرکلیز کے قبضے میں آجائیں گے۔ مگر جب مینڈھا حکیم اناثیغورس کے سامنے پیش ہوا تو اُس نے حکم دیا کہ مینڈھے کی کھوپری توڑی جاوے۔ جب کھوپری توڑکر پیش کی گئی تو حکیم نے تمام ایسے طبی نکات و اسباب بیان کئے جسکی وجہ سے بجائے دو کے ایک ہی سینگ

---

[1] پلوٹارک نے یہ قصہ اسی طرح دہرایا ہے۔ ایک دوسرے بیان کے مطابق ہمکو اطلاع ملتی ہے کہ فیدیاس رہا کردیا گیا تھا اور رہائی پر وہ اپنے وطن ایلس کو چلا گیا۔

ظاہر ہوا تھا۔ اُسوقت تو ضرور یہ فلسفی غیب داں سے بازی لے گیا۔ لیکن جب تھیوسی ڈائیڈیز جو فریق ثانی کا سردار تھا جلاوطن ہوگیا اور پیرکلیز تنہا کل اختیارات پر حاوی ہوگیا تو لیمپون کی پیشین گوئی کے سب قائل ہوگئے۔ ظاہر ہے کہ ایسا صاحب فکر جو ہر وقت تحقیق اسباب و علل کی دُھن میں رہے اُس کے دل و دماغ میں توہمات یا خلاف عادت حوادث کو ماننے کی جو ہر وقت انسان کو خوف زدہ رکھتے ہیں گنجایش نکلنی مشکل تھی۔ یونان میں صدہا غیب داں و پیشین گو موجود تھے مگر یہ شان ایک حکیم اور فلسفی ہی کی ہوسکتی تھی کہ چپ چاپ اپنے سیدھے طریقے پر چلا جاوے۔ کہتے ہیں کہ اسی حکیم سے پیرکلیز نے وہ خودداری و کم آمیزی سیکھی تھی جو اُس کی طبیعت کی خصوصیات سے ہوگئی تھیں۔ اسی حکیم کی تعلیم سے اُس نے یہ بھی سیکھا تھا کہ عوام کی شوقیانہ رائے سے ہمیشہ اختلاف کرنا چاہئیے۔ کیونکہ یہ لوگ واردات عجیبہ کے ہمیشہ منتظر رہتے ہیں اور زندگی کے بڑے بڑے کاموں میں بھی پرندوں کی پرواز اور ناقص الخلقت جانوروں کی پیدائش سے آئندہ کی خبریں نکالنے پر اعتقاد رکھتے ہیں۔

اِس قسم کی فلسفہ کے لئے ضرور تھا کہ وہ یونانیوں کے مذہبی معتقدات سے جن کو وہ دل سے مانتے تھے ٹکر کھاجاوے۔ اِس فلسفہ میں اُن خوبصورت اور نوع بنوع دیوتاؤں اور دیبیوں کی گنجائش نہ تھی جن سے انسان کی رنگین خیالی نے تمام خشک و تر کو آباد کر رکھا تھا۔ عام یونانیوں کے نزدیک آفتاب ایک مجسم اور زندہ خدا تھا جو روز بلاناغہ اپنے رتھ پر سوار ہوکر آسمان کے مشرقی گوشے سے مغربی گوشے کو جایا کرتا تھا۔ انا ثیغورس کی تعلیم یہ تھی کہ سورج اور ستارے پتھر کے نہایت جسیم ٹکڑے ہیں جو شدت حرارت سے سرخ نظر آتے ہیں۔ پُرانے لوگوں کے نزدیک جو پُرانی باتوں کے قائل اور اپنے قدیم معبودوں کی پرستش میں خوش اعتقادی سے شریک ہوا کرتے تھے اس قسم کی تعلیم دیوتاؤں کی سخت بے ادبی تھی اور ایسی تعلیم کا دینے والا خطرناک آدمی تھا۔

نی سیاس جسکے حالات سے تھیوسی ڈائیڈیز کے پڑھنے والے خوب واقف ہیں پرانے عقائد کا بڑا پابند تھا۔ اور ڈایو پے تھیز اُس کا بڑا دوست تھا۔ غالباً اسی تعلق سے ڈایو پے تھیز نے مجلس عامۂ ایتھنز کے اجلاس پر ایک عام تحریک منظوری کے لئے اِس مضمون کی پیش کی کہ جو لوگ ایتھنز کے قدیم معبودوں پر ایمان نہیں رکھتے اور اجرام فلکی کی خلقت و خصایص دریافت کرنے میں تضییع اوقات کیا کرتے ہیں اُن پر مجلس کے سامنے الزامی تقریریں کی جاویں اور اُن کی حرکتوں پر اُن کو مطعون کیا جاوے۔ لیکن یہ امر تحقیق نہیں ہوتا کہ ڈایو پے تھیز نے

خود کوئی استغاثہ حکیم اناشغورس پر دائر کیا ہو۔ ایک مورخ نے جو اِس زمانے سے بعد کا ہے
لکھا ہے کہ کلیون اِس حکیم پر لامذہبی کا استغاثہ دائر کیا۔ استغاثے میں جو کچھ الزام درج ہوں اور مقدمہ
جس طور پر کیا گیا ہو بہر کیف نتیجہ یہ ہوا کہ حکیم اناشغورس پر لامذہبی کا جرم ثابت کر دیا گیا اور اُس کی
سزا میں وہ قید خانے بھیج دیا گیا۔ کچھ عرصے کے بعد وہ یا تو خود قید خانے سے نکل گیا یا لوگوں نے
اُس کو نکل جانے کی اجازت دیدی بہرحال اس واقعے کے چند سال بعد وہ لیمپ سیکس کے
شہر میں فوت ہو گیا۔ اُسکی بڑی عمر ہوئی تھی

فریقی عداوتیں پیرکلیز کے دو دوستوں کو کھا کر بھی خاتمے کو نہ پہنچیں۔ اب بڑے زور شور
سے پیرکلیز کی محبوبہ ایس پے سیا پر ایک استغاثہ دائر کیا گیا۔ پیرکلیز کو گھر کا چین و آرام جو کچھ تھا
وہ اسی خوبصورت اور خوش لیاقت عورت کی ذات سے میسر تھا۔ ایس پے سیا شہر ملی ٹس کی
رہنے والی تھی۔ اور عورتوں کے اُس فرقے سے تعلق رکھتی تھی جسکو یونانی ہیٹیری (یعنی مصاحبیا ہمنشین)
کہا کرتے تھے۔ اِس فرقے کی نسبت یہ ہی کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایک آوارہ مزاج عورتوں کا گروہ تھا
جو ہر جگہ اپنی قسمت آزمائی کرتی پھرتی تھیں اور کسی مرد کے ساتھ جو اُن پر اپنی دولت صرف کرنی چاہے رہنا
قبول کر لیتی تھیں۔ یونان کے اکثر مرد ایسی عورتوں سے تعلق کر لیا کرتے تھے۔ اِسکی بڑی وجہ یہ تھی کہ
یونان کی صحبتوں میں مرد ہی مرد ہوا کرتے تھے۔ شریف زادیاں اُن میں شریک نہ ہوتی تھیں۔
لیکن ہیٹیری عورتوں سے تعلق پیدا کرنا عام طور پر ہرگز پسندیدہ نہ تھا۔ اور بغیر بدنامی
اُٹھائے اُن سے دوستی کرنی ممکن نہ تھی۔ ایتھنز کا کوئی ہوشمند ایسی عورت کے درجے کو منکوحہ کے
درجے کے برابر نہ سمجھتا تھا۔ اور اِس سے زیادہ کوئی بیہودہ حرکت نہ سمجھی جاتی تھی کہ کوئی مرد اپنے
اہل و عیال کو ان آزاد عورتوں کی صحبت میں شریک کرے۔ مگر اِن عورتوں کے ساتھ اِسقدر رعایت
ضرور کیجاتی تھی کہ وہ اِن ذلتوں اور مصیبتوں میں مبتلا نہ ہونے پاویں جو آجکل اُن کی ہم پیشہ عورتوں کو
اُٹھانی پڑتی ہیں۔ اُن کی زندگی خراب ضرور تھی لیکن آج کل کی طرح یہ نہ ہوتا تھا کہ کسی کے
خوف سے وہ دربدر مُنہ چھپاتی پھریں یا تنگدستی سے فاقے کھینچیں اور پھر مجبور ہو کر خودکشی کر لیں۔
اُن کو کسی طرح کا گزند بھی نہ پہنچایا جاتا تھا کیونکہ اُن میں اکثر زر خرید ہوتی تھیں اور ایسی حالت میں اُنکو
آزار پہنچانا یا مار ڈالنا گویا مال کو ضایع یا تلف کرنا تھا جسکا مرتکب کوئی شخص بلا خوف سزا یا تاوان ہو سکتا
تھا۔ ایسی عورتوں کے لئے یہ ضرور تھا کہ وہ صورت شکل کی اچھی ہوں اِس لئے وہ خود آرائی کے
پُر فن طریقوں سے جو عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں خوب واقف ہوتی تھیں۔ اور اُن میں سے

بعض حسنِ صورت کے ساتھ علم کا شوق اور مذاق سخن پیدا کر کے بھی بہت شائستہ ہوجاتی تھیں۔ اِس خاص صفت میں وہ یونان کی شریف زادیوں پر فضیلت رکھتی تھیں۔ یہ شریف زادیاں غیر مردوں کی صحبتوں میں شریک ہونا مطلق نہ جانتی تھیں اور بجز خانہ داری کی باتوں کے اُنکو اور کچھ نہ آتا تھا۔

غرض ایس پے سیا مردوں کی ایک مصاحب اور ہم جلیس عورت تھی اور اپنے گروہ میں سب سے بلند پایہ تھی۔ پرانے مصنف اُسکی خوبصورتی اور حسنِ طبیعت کے بالعموم معترف ہیں۔ یہ دریافت نہیں ہوتا کہ پیریکلیز کو کس زمانے اور کن حالات میں اُسپر فریفتگی ہوئی۔ یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ اپنی شریف بی بی سے شادی کے تھوڑے ہی عرصے بعد قطع تعلق کا باعث بھی یہ ہی عورت تھی۔ اور نہ یہ تحقیق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ بیوی سے قطع تعلق ہونے کے بعد اُس سے دل بستگی ہوی۔ بہرکیف یہ یقینی ہے کہ ایس پے سیا سے پیریکلیز کو بہت الفت تھی جو ابتدائے تعلق سے تا دمِ واپسیں قائم رہی۔ بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ پیریکلیز نے ایس پے سیا سے عقد کر لیا تھا۔ لیکن کسی مستند تاریخ میں اِسکا ذکر نہیں ہے۔ پیریکلیز کا لڑکا جو ایس پے سیا کے بطن سے تھا ولد الحلال نہیں سمجھا گیا۔ پیریکلیز کے مخالفوں نے اِس امر میں شبہ ظاہر کیا ہے کہ ایس پے سیا پیریکلیز کی منکوحہ تھی یا محض حرم کے طور پر تھی۔ حقیقت حال جو کچھ بھی ہو مگر اس میں شبہ نہیں کہ جس رشتۂ محبت میں اِس عورت نے پیریکلیز کو باندھ رکھا تھا وہ نہایت مضبوط تھا۔ دونوں بہت سلوک سے رہتے تھے۔ دونوں کا مذاق و مزاج ایک سا تھا۔ اور یہ ہی ایک شائستہ عورت تھی جسکی صحبت میں اِس زبردست عالی دماغ مدبّر کو وہ راحت اور آسودگی میسر ہوتی تھی جسکو کسی اور صحبت میں تلاش کرنے کا اُس کو خیال تک نہ آتا تھا۔ پلوٹارک لکھتا ہے کہ پیریکلیز کی تمام عمر میں صرف ایک شب ایسی تھی جسمیں وہ گھر سے باہر کسی جلسے میں شریک ہوا۔ مگر اِسپر بھی جلسہ برخاست ہونے سے پہلے اُٹھکر گھر چلا آیا۔ مگر ایس پے سیا کے ساتھ اُس کی یہ حالت تھی کہ جب گھر سے باہر کسی کام کو نکلتا تھا تو پہلے اِس محبوبہ سے رخصت ہولیتا تھا۔

کمیڈی یونس شاعروں نے ایس پے سیا کے حالات اور چال چلن کو عوام کے تفنن کے لیئے ایک مضمون بنا رکھا تھا۔ نہایت معیوب باتیں اُس سے منسوب کرتے تھے کہتے تھے بیاہی شریف زادیاں بھی اُس کے گھر جانے لگی ہیں۔ ابھی تک تو مردوں ہی پر ہاتھ صاف ہوتا تھا اب گھروں کی شریف عورتوں کو بھی بگاڑنا شروع کیا ہے۔ حکیم سقراط اور اناٹیغورس کو اُس کے گھر آتے جاتے دیکھا تو مشہور کر دیا کہ ایس پے سیا کو ملحدوں اور منکر مذاہب سوفسطائیوں نے بھی

خوش اعتقادی ہے۔ لوگوں میں سوال ہوتے تھے کہ کیا یہ فتنہ پرداز عورت وہی نہیں ہے جو جنگ سیموس کا باعث ہوئی تھی۔ کیا ملی ٹس کے شہر کو جو اُس کا وطن ہے پیرکلیز نے اُسکے کہنے سے مدد دینے کا وعدہ نہیں کیا تھا؟ کیا یہ ہی وہ مفسد عورت نہیں ہے جس نے میگارا والوں کی تجارت اِس لئے بند کرادی کہ اِس علاقے میں اُسکی دو بے شرم سہیلیاں غائب کردی گئی تھیں؟ ہری اس شاعر مدت سے ایس پے سیا کی مذمت میں مصروف تھا۔ اِسکا بڑا کمال یہ تھا کہ ہجو میں نہایت بازاری باتیں لکھا کرتا تھا۔ جب مدت تک ہجوگوئی کے بعد یقین ہوگیا کہ لوگوں میں خوب برہمی پیدا ہوگئی ہے تو ایس پے سیا پر ایک مقدمہ چلایا گیا۔ استغاثہ میں لامذہبی کے الزام کے علاوہ ایک بیہودہ الزام اور بھی قائم کیا۔ اور اسطرح ایس پے سیا کا نام عدالت میں ایک ملحدہ اور دلّالہ کی حیثیت سے پیش ہوا چونکہ وہ باہر کی عورت تھی اِس لئے قاعدے کے مطابق حاضر عدالت ہوکر کچھ عرض و معروض نہ کرسکتی تھی۔ اِس مجبوری سے اپنے مقدمے کی پیروی پیرکلیز کے سپرد کی۔ پیرکلیز خود اُسکی صفائی کے لئے عدالت میں حاضر ہوا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ ایتھنز کے لوگوں نے اپنے اِس نہایت ضابط و پر تمکین مُدبّر کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے دیکھے اور دیکھا کہ جیسے کوئی خونی مجرم عدالت کے سامنے رو رو کر اپنی جاں بخشی کے لئے منت کرے۔ پیرکلیز، ایس پے سیا کی بریت کے لئے آہ وزاری کرتا ہے۔ ایتھنز کی عدالتوں میں گریہ وزاری کرنے کا طریقہ جائز تھا۔ حکام عدالت اِس حالت کو دیکھکر بہت متاثر ہوئے اور ایس پے سیا کو تمام الزاموں سے بری کردیا۔

گو یہ حملہ محض ایک فریق کی جانب سے ہوا تھا لیکن اِس فریق سے باہر بھی بہت سے شہر کے شریف اور متقی ایسے موجود تھے جو اس فضیحت کو اصلاح معاشرت کے حق میں بہتر سمجھتے تھے۔ ایس پے سیا کے طور طریقے ایسے تھے جو یونان کی شریف صحبتوں میں گوارا نہ ہوسکتے تھے۔ اور اُن کی بدنمائی اِسوجہ سے اور بڑھ گئی تھی کہ پیرکلیز سے اُسکا تعلق محض آشنائی کا نہ رہا تھا بلکہ ایک منکوحہ کا درجہ حاصل ہوتا جاتا تھا جس طریقے سے وہ پیرکلیز کے گھر میں آئی تھی اور جس قسم کی زندگی بسر کرنیکی تعلیم اُس کو مل چکی تھی وہ ایسی باتیں نہ تھیں کہ ایتھنز میں اُسکی سکونت لوگوں کو گوارا ہوسکتی۔ ایتھنز کی صحبتوں میں ایسی عورت کی گنجایش اُسیوقت نکل سکتی تھی جبکہ ایتھنز کی موجودہ سوسائٹی کی روش بالکل بدلدی جاتی۔ یونان کی سوسایٹی خصوصیت کے ساتھ مردانی تھی۔ عام جلسوں میں صرف مرد ہی شریک ہوتے۔ کوچے اور بازاروں میں صرف مرد ہی چلتے پھرتے

نظر آتے تھے۔ گھڑ دوڑوں میں صرف وہی شریک ہوتے تھے۔ جس قدر ہنسنے بولنے کے جلسے اور لڑنے مرنے کے مجمعے تھے وہ مردوں ہی مردوں کے تھے۔ غرض اُن کی صحبتوں میں عورتوں کا نام ونشان نہ تھا۔ عورتوں کی یہ علیحدگی یونانی سوسایٹی کے نقصان کا باعث تھی۔ اگر عورتوں کی تعلیم وتربیت کا بھی خیال کیا جاتا تو یونانی طبیعت اور بھی بلند پایہ نظر آتی۔ بعض مصنفوں نے لکھا ہے کہ پیرکلیز نے ایس پے سیا کے ذریعے سے چاہا تھا کہ یونان کی شریف زادیوں کو اپنی اصلی قدر ومنزلت کا اندازہ ہو۔ لیکن ہم اسکا یقین نہیں کرسکتے کہ پیرکلیز نے فی الحقیقت ایسا قصد کیا ہو البتہ ایتھنزیوں کی زندگی میں اِس کمی کا علم اُسکو ضرور تھا۔ مگر کسی کمی یا نقص کا محض علم حاصل کرنا اُس کو رفع کرنے سے ہمیشہ آسان ہے۔ لائی کرگس نے جسوقت اسپارٹا کی عورتوں کی حالت کو بہتر کرنا چاہا تو اُسکی جان ضیق میں آگئی ؛

ایس پے سیا کی بریت پیرکلیز کے محض ذاتی اثر سے ہوگئی۔ مخالفوں کو اِس بارے میں پوری زک بھی ہوی لیکن اِس مقدمے میں کامیابی سے خود پیرکلیز کی حالت میں کوئی بہتری نہیں ہوی۔ دشمنوں نے اُسکو خفیف کرنے میں کوئی کسر نہ رکھی تھی۔ سرِ عدالت اُس کو حاضر ہونا پڑا اور ایک ایسی عورت کی صفائی میں لجاجت کرنی پڑی جو اُس کے گھر میں رہتی تھی اور جسپر ایسے الزام لگائے گئے تھے کہ کسی شریف گھروالی کی نسبت اُن کا گمان وو ہم تک نہ ہوسکتا تھا۔ چونکہ مقدمے کے وقت پیرکلیز کے بشرے سے ظاہر ہوتا تھا کہ جو اعتراض پیدا کئے جاتے ہیں اُن کی چوٹ اُس کے دل پر لگتی ہے اِس لئیے اعتراضوں کے تیر اور بھی تیزی سے برسانے شروع کئے۔ اس رسوائی کے بعد مخالفوں نے سوچا کہ اب خود پیرکلیز کی ذات پر کوئی الزام عاید کرنا چاہئے۔ چنانچہ ڈارکونایڈیز نے مجلس میں تحریک کی کہ پچاس حکام پرائے ٹینی کے سامنے پیرکلیز سرکاری روپے کا حساب وکتاب سمجھادے۔ اور جب یہ مقدمہ پیش ہو تو حکام عدالت کو چاہئیے کہ قربان گاہ کے سامنے کھڑے ہوکر مقدمے کے بارے میں از روئے ایمان اپنی رائے ظاہر کریں۔ یہ تحریک بعد کو اِس ترمیم کے ساتھ منظور ہوی کہ بجائے حکام پرائے ٹینی کے پندرہ سو ایتھنزیوں کی ایک جیوری قائم کرکے حساب فہمی کی جاوے۔ اور رائے دینے کا طریقہ معمولی رہے یعنی ایک ظرف میں کنکریاں ڈالکر رائے دی جاوے ؛

حساب فہمی کا یہ مقدمہ غالباً ان چند غیر معمولی رقوم سے متعلق تھا جن کو پیرکلیز نے اپنے ہاتھ سے صرف کیا تھا۔ بہرکیف یہ سمجھنا دشوار ہے کہ پیرکلیز ایسی رقوم کی بابت کیوں ماخوذ کیا جاتا تھا۔

جن کو افسرانِ خزانہ نے پوری جانچ کے بعد منظور کر لیا تھا۔ یہ غیر معمولی رقمیں بعض وقت ایسے کاموں میں صرف ہوئی تھیں جنکا ذکر سب کے سامنے نہیں ہو سکتا تھا۔ انکا تعلق فی الحقیقت صیغۂ راز سے تھا۔ ۴۴۵ق۔م میں پیرکلیز نے ایک رقم دس ٹیلنٹ کی خرچ کی تھی اور اُسی زمانے میں جب اُس کے بارے میں عموم نے کیفیت طلب کی تھی تو پیرکلیز نے صرف اسقدر جواب دیا تھا کہ "ایک ضروری کام میں اُس کو صرف کیا گیا ہے"۔ اُس وقت تو اِس جواب سے عموم کو تشفی ہو گئی تھی کیونکہ پیرکلیز کا سب کو اعتبار تھا۔ لیکن اب حالت دوسری تھی۔ اِسوقت یہ سوال پیدا کیا گیا کہ وہ "ضروری کام" کوئی سرکاری کام تھا یا کچھ اور۔ غرض پیرکلیز کے لئے یہ ثابت کرنا کہ رقم مذکور جائز طور پر سرکاری کام میں صرف ہوئی تھی نہایت دشوار تھا۔ خفیہ رقمیں ہمیشہ خفیہ طور پر ادا کی جاتی ہیں اور اُن کی کوئی رسید بھی نہیں لی جاتی۔ اِس قسم کی رقمیں خرچ کرنے والے کے ایمان پر بھروسا کر کے خرچ کی جاتی ہیں۔ اور اُن کی تفصیل پوچھنے اور ظاہر کرنے سے اُن شرائط میں خلل پڑتا ہے جن کے ساتھ وہ ادا کی گئی تھیں۔ لیکن مخالفوں کو ان باتوں پر غور کرنیکی اب پروا نہ تھی۔ اور عموم کی حالت بھی ایسی نہ تھی کہ پیرکلیز کسی طرح اُن کو سمجھا بجھا کر خاموش کر دیتا۔ اب موقع یہ تھا کہ یا تو مقدمے میں اِس الزام سے اپنی صفائی کرے یا کوئی بات ایسی زبردست کھڑی کر دے کہ لوگوں کے ذہن سے یہ قصہ ہی نکل جاوے۔ پلوٹارک نے ایک لطیفہ لکھا ہے گویا موقع کی زندہ تصویر دکھا دی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایک دن پیرکلیز۔ ایلسی بائڈیز کے پاس نہایت فکرمند بیٹھا تھا۔ ایلسی بائڈیز نے پوچھا کہ کس بات سے اِس قدر فکرمند ہو۔ پیرکلیز نے جواب دیا کہ اِس شش و پنج میں ہوں کہ ایتھنز کے لوگوں کو حساب کیونکر سمجھاؤں گا۔ اِسپر ایلسی بائڈیز بولا کہ "تمہارے نزدیک ایسی تدبیر نکالنی کیا مشکل ہے کہ حساب فہمی کی نوبت ہی نہ آسے"۔

۴۳۵ سنہ لغایت ۴۳۱ سنہ قبل مسیح میں ایتھنز کے داخلی و خارجی معاملات سیاست کی حالت یہ تھی جو اوپر بیان ہوی۔ ایتھنز کے لوگوں کو اُن کی اتحادی ریاستیں ناپسند کرتی تھیں۔ بعض ریاستیں بالکل باغی ہو گئی تھیں۔ پیلوپونے سس کے لوگ جن کو معاملہ پڑتا تھا ایتھنزیوں سے نفرت کرتے تھے۔ کورنتھ والے خاصکر اِس بات پر آمادہ تھے کہ انجام جو کچھ ہو کسیطرح اسپارٹا اور ایتھنز میں لڑائی چھڑ جائے۔ اِس کے ساتھ ہی پیرکلیز کا رسوخ اب انحطاط پر تھا۔ اِس وقت اُس کے لئے یہ ہی مفید تھا کہ ایتھنز والے جس خیال کے درپے ہو گئے ہیں اُسکا

رخ بدل دے۔ اگر اسپارٹا سے لڑائی شروع ہوگئی تو دونوں باتیں حاصل ہوجاویں گی۔ یعنی لڑائی بھی ہوجاوے گی جس کو قرین مصلحت سمجھتا تھا اور لوگ لڑائی کی دھن میں اُن باتوں سے بھی ہاتھ کھینچ لینگے جن کے پیچھے اسوقت پڑے ہیں۔ اور امراء یعنی عدیدیوں کی جماعت، جو اسپارٹا سے ارادت رکھتی ہے عوم کے اُس حصے سے علٰحدہ ہوجاوے گی جو پیرکلیز سے ناراض ہوگیا ہے۔ آگے کے باب میں ہم دیکھیں گے کہ پیلوپونےسس کے لوگوں نے اخیر وقت تک خود لڑائی شروع کرنے میں کس قدر پس وپیش کیا بلکہ کوشش کی کہ لڑائی نہ ہو۔ پس لڑائی شروع کرنے کا جو کچھ گناہ ہے وہ پیرکلیز کے سر ہے۔ اگر ایتھنز کے لوگ اِس وقت پیرکلیز کی ہدایت وپیشروی کو ترک کردیتے تو لڑائی کا ارادہ اگر بالکل فسخ نہ کردیا جاتا تو اُس میں التواء تو ضرور ہوجاتا ۔

تیرھواں باب

آغاز جنگ

جنگ کے متعلق اسپارٹا کی آخری مجلس - ایتھنز کا قصور ثابت کرنے کی کوشش - ایتھنز اور اسپارٹا میں نامہ و پیام - پیرکلیز لڑائی کے ارادے پر ثابت قدم رہتا ہے - پلاٹیا پر تھیبس والوں کا شب خون - لڑائی کی تیاریاں - آخری کوشش کہ نزاع بطور جنگ کے طے ہو جاوے - ایٹیکا پر فوجکشی - مقابلے کے جواب کے لئے پیرکلیز کی تدابیر۔

لیسی ڈیمونیا والوں نے اپنی مجلس عام میں یہ رائے تو قطعی قائم کرلی تھی کہ ایتھنز عہد شکنی کا مرتکب ہوا ہے - لیکن اس بنیاد پر لڑنے کے لئے کسی عملی کارروائی کے اختیار کرنے میں ابھی اُن کو تامل تھا - ڈیلفائی کے دیوتا سے بھی انھوں نے اس بارے میں مشورہ چاہا - وہاں سے جواب ملا کہ " اگر جنگ میں تا حد امکان کوشش کی تو اُن کی فتح ہو جاوے گی اور ڈیلفائی کا دیوتا خود اُن کی مدد کو لڑائی میں آئے گا خواہ وہ اُس کو مدعو کریں یا نہ کریں " اس جواب باصواب پر بھی اسپارٹا والے فوراً لڑائی کرنے پر آمادہ نہ ہوئے - اور بنظر احتیاط کہ اُن کی کوئی اتحادی ریاست اس معاملے سے باہر نہ سمجھی جاوے انھوں نے ایک بار پھر ان ریاستوں کے وکلاء کو اسپارٹا میں طلب کیا - اور جب وہ آ گئے تو اُن سے رائے لی کہ ایتھنز سے لڑائی چاہتے ہو یا صلح - کورنتھ والوں نے حسب عادت اس موقع پر بھی ریاستوں کو ایتھنز کے خلاف برانگیختہ کیا - اور جب وکلاء اپنی اپنی شکایتیں بیان کر چکے تو یہ بھی اُٹھکر بولے کہ ایتھنز کی بڑھتی قوت کو فوراً روکنے کی سخت ضرورت ہے - اور اگر اس میں کوشش کی گئی تو کامیابی کی پوری امید ہے - یہ درست ہے کہ خشکی پر پیلوپونے سس کی فوجیں بہت زیادہ ہیں - اُن کو لڑنے میں بہت مہارت ہے اور اُن کا انتظام بھی بہت اچھا ہے - یہ بھی درست ہے کہ ایتھنز کے پاس روپیہ بہت ہے اور جہاز بھی کثرت سے ہیں - اور پیلوپونے سس کی اتحادی ریاستوں کے پاس یہ چیزیں نسبتاً کم ہیں - لیکن اگر کوشش کی جاوے تو ہم اپنے چندے سے یا اولمپیا اور ڈیلفائی سے قرضہ لیکر اتنا روپیہ فراہم کر سکتے ہیں کہ بہت سے جہاز تیار کرلیں اور ایتھنز کے بیڑوں میں جو غیر ملک کے لوگ جہازرانی کے کام پر مقرر ہیں اُن کو توڑ کر اپنی ملازمت

میں شریک کر لیں یا یہ کہ ایتھنز کی اتحادی ریاستوں کو ایتھنز سے باغی بنا دیں۔ بہرکیف جو کچھ بھی ہو اب پانسہ پھینکنے کا وقت آگیا ہے۔ کیونکہ اب ایتھنز کی اطاعت کرنے کے معنی ایتھنز کی غلامی کرنے کے ہیں۔" اس جابر اور ستم پیشہ شہر نے یونان میں بہت سر اُٹھایا ہے۔ اور وہ سب کے لیئے یکساں خطرہ وخوف کا باعث ہوگیا ہے۔ تمام ریاستہائے متحدہ کا فرض ہے کہ سر جوڑ کر اُسپر یورش کریں تاکہ اُسکو مغلوب کر کے اپنی آسودگی کی طرف سے خاطر جمع ہوں۔ اور جن یونانیوں کو اُس نے اپنا حلقہ بگوش بنایا ہے اُن کو بھی آزادی نصیب ہو۔ زیادتی سراسر اُسکی طرف سے ہے اور انصاف ہماری طرف ہے۔ ڈیلفائی کے دیوتا نے بھی امداد کا وعدہ کیا ہے [1] جب کُل تقریریں ختم ہوئیں تو لیسی ڈیمونیا والوں نے تمام حاضر وقت بڑی اور چھوٹی ریاستوں کے وکلاء میں سے ہر ایک کی رائے لی۔ کثرت اِسطرف ظاہر ہوی کہ جنگ کرنی چاہیئے۔ لیکن اسپارٹا کی مجلس مشارکت ایسی بے سروسامان اور کاہل وجود تھی اور خود اسپارٹا کے لوگ اس خیال سے کہ ایتھنز نے کوئی بدسلوکی اُن کے ساتھ نہیں کی ہے ایسے پس وپیش میں تھے کہ ایک سال اِسی تردد میں گزار دیا اور لڑائی شروع نہ کی۔ سفیر اور ایلچی کبھی اسپارٹا میں اور کبھی ایتھنز میں ادھر سے ادھر دوڑتے پھرتے تھے کہ شاید کسی تدبیر سے صلح بدستور قائم رہے۔ یا اگر صلح کا برقرار رہنا ممکن نہ ہو تو کم از کم لڑائی کے لیئے کوئی معقول حیلہ تو نکل آئے۔ یونانیوں کا قاعدہ تھا کہ چاہے گھر کا جھگڑا ہو چاہے سلطنت کا مگر سب سے پہلے دلیل اور حجت سے یہ ضرور ثابت کر لیتے تھے کہ فساد کی ابتداء فریق ثانی سے ہوی ہے۔

اسپارٹا والے ہر وقت اِس فکر میں رہتے تھے کہ پہلے ایتھنز کی کوئی زیادتی یا قصور نکال لیں تو پھر اُس سے لڑیں۔ چنانچہ اِسی نیت سے اُنھوں نے ایتھنز والوں سے کہا کہ اپنے شہر کے اُن لوگوں کو جلاوطن کر دیں جو مدت سے "ایتھنیا دیبی کے غضب" میں مبتلا ہیں۔ اِس سے اُن کی مراد یہ تھی کہ خاندان الکمیونایڈی کے لوگ شہر بدر کر دیئے جاویں۔ اِسی خاندان سے پیرکلیز بھی تھا۔ اگر ایتھنز کے لوگ اِس بات کو منظور کر لیتے تو پیرکلیز کو بھی جلاوطن ہونا پڑتا اور اِس طرح اسپارٹا کا مخالف اور صلح کا دشمن اِس کُل قصے ہی سے خارج ہو جاتا۔ لیکن منظور کرنا تو درکنار ایتھنز والوں نے اولٹ کر اسپارٹا سے فرمائش کی کہ پہلے وہ اپنے لوگوں کو جن پر ٹیناریس اور برنجی گھر والی دیبی ایتھنیا کا غضب نازل ہو چکا ہے اسپارٹا سے نکال دیں تو

[1] ملاحظہ ہو باب ۴ و ۵۔

اسپارٹاکی دوسری فرمائش یہ ہوی کہ ایتھنزی پوٹیڈیا سے اپنا محاصرہ اُٹھالیں۔ اور ایجاینا کی آزادی بحال کردیں۔ ایتھنز کے لوگوں نے اِسکا یہ جواب دیا کہ اسپارٹا کی متحدہ ریاستوں نے صلح نامے میں پہلے ہی اِس اصول کو تسلیم کرلیا ہے کہ ہر ایک مشارکت کی انجمن جسطرح چاہیگی اپنے اتحادیوں سے برتاؤ کریگی۔ اسلئے اِس قسم کی فرمایشوں کا اُنکو کوئی حق نہیں ہے۔ علاوہ اسکے ایجاینا کا تعلق ایتھنز سے جسطور کا ہے وہ اُسی حال پر قائم ہے جو صلح نامے کی تکمیل کے وقت تھا۔ تیسری فرمایش اسپارٹا کی جانب سے یہ ہوی کہ ایتھنز نے جو حکم میگارا والوں کی بابت جاری کیا ہے کہ وہ ایتھنز کے بازاروں اور ایتھنز کی سلطنت میں کہیں تجارت نہ کرنے پاویں وہ منسوخ کیا جاوے۔ منسوخی کی یہ درخواست اِسوقت دوبارہ کی گئی تھی۔ اِس کا جواب ایتھنز نے یہ دیا کہ میگارا کے لوگوں نے اپنے اور ہمارے علاقے کی سرحدی زمینوں میں بغیر دریافت کیئے کاشت کرلی ہے اور ایتھنزی غلاموں سے بھی بیگار لیتے رہے ہیں۔ علاوہ برایں شرائط صلح میں کہیں مذکور نہیں ہے کہ میگارا کے لوگ ایتھنز سے عقد تجارت رکھیں۔ اور یہ کہ خود اسپارٹا والے اپنے شہر سے غیر ملک والوں کو نکالتے رہتے ہیں۔ اِن تمام قصوں کے بعد اب ایک آخری سفارت لیسی ڈیمونیا سے ایتھنز میں آئی اور اُس نے ایک مطالبہ ایسے وسیع المعنی الفاظ میں پیش کیا جو تمام چھوٹے چھوٹے مناقشوں پر حاوی ہوجاتا تھا۔ یہ سفارت پیغام لائی کہ لیسی ڈیمونیا والے صلح ضرور قائم رکھنی چاہتے ہیں" اور بلاشبہ صلح اُسی طرح قائم رہے گی جسطرح کہ اب ہے بشرطیکہ ایتھنز تمام یونانیوں کی آزادی کو بحال کردے۔ ورنہ لڑائی ہونی لازمی ہے"۔

یہ مطالبہ اِس نیت سے کیا گیا تھا کہ کُل یونان اسپارٹا کو اپنا ہمدرد و غمخوار سمجھنے لگے۔ اسی مطالبے کی بنیاد پر اسپارٹا کو جرأت ہوی کہ اپنے اتحادیوں سے مدد کا خواستگار ہواور اگر ایتھنز یونانیوں کی آزادی بحال کرنے سے انکار کرے تو اتحادیوں کے نزدیک لڑائی کی ایک معقول وجہ بھی سب کے لیئے نکل آئے۔ اِسوقت تک اسپارٹا کے اتحادی یہ سوال کرسکتے تھے کہ میگارا اور ایجاینا کی سودمندی کے لیئے ہمکو لڑائی پر جانے کی کیا ضرورت ہے یا پوٹیڈیا کا محاصرہ قائم رہنے نہ رہنے سے ہمکو کیا مطلب ہے۔ لیکن اب جو مطالبہ کیا گیا تھا اُس میں سب کی غرض اٹکی تھی۔ اِسوقت اگر ایتھنز نے اسپارٹا کی بات نہ مانی اور یونانیوں کی آزادی بحال نہ کی تو پھر ایتھنز کی سلطنت سب کے لیئے موجب عداوت اور قابل نفرین ہوجاوے گی اور تمام ریاستیں اُس کو اپنے حق میں خطرناک تصور کرنے لگینگی۔ لیکن اِس مطالبے کا

ایک اُلٹا اثر بھی تھا۔ وہ یہ کہ ایتھنز میں پیرکلیز کا پہلو قوی ہو جاتا تھا۔ اب وہ شہر کے لوگوں سے پوچھ سکتا تھا کہ اسپارٹا کی چال سمجھے بھی۔ بے شک اگر ہم میگارا کے تاجروں کو ایتھنز سے خارج رکھنے پر اِس لڑائی کا قصد کرتے تو بڑی حماقت تھی۔ لیکن اب تو ایتھنز کی سلطنت ہی معرض خطر میں ہے۔ مطالبے کے الفاظ اُن کے معنی سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ الفاظ سے صاف تحکم نکلتا ہے حالانکہ اسپارٹا والوں کو کوئی حق نہیں کہ وہ ایتھنز کو کسی بات کا حکم دیں۔ ایتھنز ایسے حکموں کو اسوقت تک نہیں مان سکتا جب تک کہ وہ اِس بات کو تسلیم نہ کرے کہ اسپارٹا سب پر بادشاہی اختیارات رکھتا ہے۔ غرض نتیجہ اِس مطالبے کا یہ ہوا کہ اسپارٹا کی طرف سے جو بدظنی اور خصومت پیرکلیز اپنے شہر والوں میں برسوں سے پیدا کر رہا تھا وہ تیزی کے ساتھ بھڑک اُٹھی اور ایتھنز کے لوگ اسپارٹا سے دست و گریباں ہونے پر بالکل آمادہ ہو گئے ؎

اب پیرکلیز کو موقع ملا کہ اپنی سحر بیانی سے کام لے اور جو آمادگی پیدا ہو گئی ہے اُس پر ثابت قدم رہنے کے لیے لوگوں سے اصرار کرتا رہے۔ اور اُن کو بتائے کہ اسپارٹا والے جو کچھ طلب کرتے ہیں وہ تلوار کی دھمکی دیکر طلب کرتے ہیں۔ ثالث یا حَکَم مقرر کر کے معاملات کو طے کرنے کا کہیں کچھ ذکر نہیں کراتے حالانکہ صلح نامے میں لکھا ہے کہ اگر کسی امر میں اختلاف ہو تو ثالثی سے فیصلہ کیا جاوے اور تصفیئے کے زمانے میں جو چیز جس حال پر ہو اسی حال پر بدستور قائم رہے۔ میگارا کی تجارت کے متعلق حکم کی منسوخی محض ایک حیلہ ہے جس نے اور بہت سے دعووں پر پردہ ڈال رکھا ہے۔ اگر یہ خیال صحیح نہ بھی ہو تو بھی یہ موقع اسپارٹا کے ساتھ رعایت کرنے کا نہیں ہے۔ امر تصفیہ طلب گو کیسا ہی خفیف ہو لیکن جو اصول اِسوقت بحث میں شامل ہو گیا ہے اُسپر ایتھنز کی آزادی کا قطعی دارومدار ہے "کیونکہ کوئی دعوے خواہ بڑا ہو یا چھوٹا جب کسی ہمسایہ شخص یا برابر والے کے مقابلے میں کیا جاوے اور کوئی قانونی تجویز اُس کے متعلق نہ ہو سکتی ہو تو پھر ایسے دعوے کو تسلیم کر لینے کے معنی محض غلامی کے ہیں"۔ اس قسم کی دلائل کا اثر سننے والوں پر البتہ بہت ہوتا تھا لیکن اگر صلح کو غیر ممکن کر دینا پیرکلیز کا منشاء اصلی نہ ہوتا تو شاید وہ خود ایسی دلیلوں کو قابل وقعت نہ سمجھتا۔ اسپارٹا والے کہہ چکے تھے کہ اگر میگارا کی تجارت کے بارے میں امتناعی حکم منسوخ کر دیا گیا تو لڑائی نہیں ہوگی۔ اس رعایت میں کہ حکم منسوخ کر دیا جاوے بظاہر کوئی قباحت نہ تھی۔ کل قصہ دم میں طے ہو جاتا۔ مراعات کا دینا کوئی نئی بات نہ تھی۔

چودہ برس ہوئے تھے کہ خود پیرکلیز نے صلح کرنے کے لیئے بڑی بڑی رعایتیں اسپارٹا کے ساتھ
کی تھیں اور باوجود اس کے ڈیلوسی اتحاد میں ایتھنز کے اونچے درجے کو مطلق نقصان نہ پہنچنے
دیا تھا۔ لیکن اب ایسی خفیف رعایت کرنی کیوں اپنے حق میں اسقدر مضر سمجھی جاتی تھی۔ پیرکلیز کو
یہ معلوم ہی تھا کہ اسپارٹا میں ایک بڑا فریق صلح کو پسند کرتا ہے اگر پیرکلیز بادشاہ آرکیڈیمس
کے مشورے سے جو اُسکا دوست بھی تھا اِس قضیئے کو طے کرلیتا تو ایتھنز اور اسپارٹا کے لوگوں
کا خیال ایک دوسرے کی طرف سے اچھا ہوجاتا۔ لیکن اسوقت جو کچھ نظر آرہا ہے وہ یہ ہے کہ
اپنے وقت کا سب سے بڑا مدبّر بجائے سیاسی تدبیروں کے محض معقول و منطق کی موشگافیوں سے
کام لے رہا ہے۔ اگر کوئی پوچھے کہ اسپارٹا کے ایفوروں کی طرح وحشی صفت بنکر پیرکلیز
بھی کیوں اپنے لوگوں کو جانوروں کی طرح ہانک کر لڑائی پر نہیں لیجاتا تو اِس کا جواب یہ ہے کہ
پیرکلیز ایتھنز کا رہنے والا ہے اور بہ حیثیت ایک ایتھنزی کے اُس فن تقریر میں کامل دستگاہ
حاصل کرچکا ہے جس میں ہر کلام اور ہر خیال کو کسی نہ کسی قاعدے یا اصول کے تحت میں
لانا پڑتا ہے۔

پیرکلیز ایتھنز والوں کو لڑائی میں کامیاب ہونے کی امیدیں دلاتا رہا۔ مگر اس میں بھی
پابندیِ اصول کی زیادتی نے کہ لڑائی محض دولت کے زور پر جاری رہا کرتی ہے اُسکو دھوکے میں
ڈالدیا۔ اِس میں شبہ نہیں کہ ایتھنز کی دولت اُسکو دوسروں پر فائق رکھنے کا بڑا وسیلہ تھی۔
دولت ہی نے اُس کو سمندر کا مالک بنا رکھا تھا۔ اور جب تک سمندر اُس کے تصرف میں تھا
اسپارٹا کی اتحادی ریاستیں اُس کا بال بیکا نہ کرسکتی تھیں۔ ایتھنز کی شہر پناہ بھی ناقابل تسخیر
تھی۔ ایٹیکا کے علاقے کو پیلوپونیسس والے جسطرح چاہیں لوٹیں اور خراب کریں لیکن ایتھنز
کے شہر میں داخل ہونا یا شہر کا تعلق اُس کے بندرگاہ پائی ری اس سے جدا کردینا کسی طرح
ممکن نہ تھا۔ مگر اِس دولت اور استحکام کا ایک دوسرا پہلو بھی تھا۔ وہ یہ کہ جہاز کام میں آتے آتے
بیکار ہوجائیں گے اور دولت چند روز میں صرف ہوکر ختم ہوجاوے گی۔ چنانچہ لڑائی کے چند
سال ہی خزانہ خالی کرنے کو کافی ہوگئے۔ پس انداز جسقدر تھا وہ خرچ ہوگیا اور محض سالانہ آمدنی پر
اسپارٹا اور اُس کی اتحادی حکومتوں کی طرح گزر ہونے لگی۔ یہ سچ ہے کہ محکوم ریاستوں
سے خراج برابر آتا رہا مگر اُسکی تحصیل کے لیئے بھی لاؤ لشکر رکھنے کی ضرورت تھی اور ہر وقت
اِن ریاستوں کے باغی ہوجانے کا دغدغہ لگا رہتا تھا۔ پیلوپونیسس کو یہ دقتیں پیش نہ تھیں

اُس کے سپاہی "شہری" تھے (یعنی جس شہر کے تھے اُس کے انتظام میں حصہ رکھتے تھے) اور لڑائی میں بلاتنخواہ کام کرتے تھے۔ اگر اُن سے کسی کام میں تساہل ہوتا تھا تو وہ روپے کی کمی سے نہیں بلکہ دوسرے کاموں سے مہلت نہ ملنے کی وجہ سے ہوتا تھا۔ اُن کے حربی معرکے چھوٹے پیمانے پر ہوتے تھے مگر پورا بل بُوتا دکھا دیتے تھے۔ پیری کلیز کو ایک موقع پر خود اِس بات کا اقرار کرنا پڑا تھا کہ خشکی میں ایتھنز کے لوگ پیلوپونے سس والوں کے مقابلے میں کامیابی کے ساتھ نہیں لڑ سکتے۔ اسپارٹا کے شہری سپاہی روپے کے لیئے نہیں بلکہ اپنے وطن کے لیئے جان دیا کرتے تھے۔ لڑائی میں اُن کے جوش کو نہ کوئی مغلوب کر سکتا تھا اور نہ یہ جوش ایسی چیز تھا جس کو روپیہ خرید سکتا۔ اور یہی جوش وطن کی خدمت میں اپنا خون مباح کرنے کا وہ تھا جسکے مقابلے میں پیری کلیز لڑائی پر جارہا تھا۔ کورنتھ کے بیڑے کو خاک سیاہ کر دینا پیری کلیز کے لیئے مشکل نہ تھا لیکن اسپارٹا اور بیوشیا کی پیدل فوج کو کبھی سر کر لینے کی کیا امید بندھ سکتی تھی۔ پیری کلیز خوب سمجھتا تھا کہ اِن جانباز پیدلوں کا جوش ابھی ٹھنڈا نہ ہونے پائیگا کہ ایتھنز کے خزانے خالی ہوجائیں گے۔ زیادہ تر خیال یہ ہوتا تھا کہ جس لڑائی کا اِسوقت عزم ہے وہ ہمیشہ جاری رہے گی۔ کیونکہ ہر فریق اپنی مخصوص قابلیتوں میں دوسرے پر فضیلت رکھتا تھا۔ اور کوئی فریق ایسا نہ تھا جو دوسرے کو کوئی لاعلاج گزند پہنچا سکے۔ تاوقتیکہ کسی فریق سے کوئی بالکل نئی بات ظہور میں نہ آوے یا کوئی مہلک غلطی ظاہر نہ ہو کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ لڑائی شروع ہو کر پھر ختم ہونے کا نام لیگی ؛

اہالی ایتھنز کو پیری کلیز نے اپنی مُٹھی میں رکھا اور لاکونیا کے سفیروں کو جواب دیدیا کہ اگر کوئی بات تحکمانہ طریقے پر قبول کرانا چاہوگے تو وہ قبول نہ کیجاوے گی۔ ایتھنز اِس بات پر البتہ تیار ہے کہ جسقدر نزاعی امور ہیں وہ عہد نامے کی شرائط کے مطابق ثالثوں کے سامنے ازروئے عدل و انصاف طے کر لیئے جاویں۔ اسپارٹا کے سفیر یہ جواب لیکر واپس گئے۔ اب صلحنامے پر فی الحقیقت فریقین کا عمل نہ رہا گو لڑائی ابھی تک شروع نہیں کی گئی ؛

ناگہاں ایک فساد ایسی جگہ سے اُٹھا جس کا خیال تک کسی کے ذہن میں نہ تھا۔ اسی فساد نے جانبین کا پہلا قدم لڑائی کے لیئے اُٹھوا دیا۔ جس نزاع سے فسخ عہد ہوا تھا اُس سے شہر تھیبس کے رہنے والوں کو کوئی علاقہ نہ تھا۔ لیکن وہ اسپارٹا کے دوست تھے اور تقریباً پچھتر برس سے ایتھنز کے دشمن چلے آتے تھے۔ جس زمانے میں پے سس ٹریٹس کا خاندان

ایتھنز سے جلاوطن ہوا تھایا ہونے کو تھا تو اُسوقت کوہ سیتھرون کے دامن پر پلاٹیا کے شہر والوں نے بادشاہ اسپارٹا کلیومے نیز سے درخواست کی تھی کہ اُن کو تھیبس کے لوگوں سے کسی طرح پناہ دی جاوے۔ پلاٹیا کے لوگوں کو تھیبس کے لوگوں سے ہمیشہ خوف رہتا تھا۔ تھیبس کا شہر پلاٹیا سے صرف چھ یا سات میل کے فاصلے پر شمالی سمت میں دریائے ایسوپس کے اُس پار تھا۔ اور علاقۂ بیوشیا کی مشارکت کا صدر مقام تھا۔ پلاٹیا کے لوگ چاہتے تھے کہ بیوشیا کے مشارکت سے نکل کر اسپارٹا کے اتحاد میں شامل ہو جاویں۔ لیکن بادشاہ اسپارٹا کلیومنیز نے اُن کو سمجھایا تھا کہ اسپارٹا اُن کے شہر سے بہت فاصلے پر ہے۔ اِس قدر فاصلے پر ہے کہ اسپارٹا والے مدد کو آتے ہی رہیں گے اور تھیبس والے اُن کو لوٹکر ایک چھوڑ دو دو دفعہ غلام بنالیں گے۔ ایتھنز البتہ اُن سے قریب ہے۔ بہتر ہوگا کہ اُس سے درخواست کی جاوے۔ وہ بہت آسانی سے اُن کی حفاظت کر سکیگا۔ پلاٹیا کے لوگوں نے اِس صلاح پر عمل کیا اور جب ایتھنز نے اُن کی درخواست منظور کرلی تو اُس کے زیر حفاظت وہ اپنے شہر میں رہنے لگے۔ مگر اِس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پلاٹیا والوں کا جھگڑا تھیبس سے ہوگیا۔ جھگڑے کا فیصلہ کورنتھ والونکے سپرد ہوا۔ اُنھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ پلاٹیا والوں کو اختیار تھا کہ جس اتحاد میں شامل ہونا چاہتے اُس میں شامل ہوجاتے۔ اِس میں تھیبس والوں کو بُرا ماننے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ مگر تھیبس کے لوگوں نے پلاٹیا کے اِس فعل کو کہ وہ ایتھنز کے اتحاد میں شریک ہوگیا کبھی جائز نہ سمجھا۔ یہ لوگ پلاٹیا کو علاقۂ بیوشیا کا ایک حصہ سمجھتے تھے اور اُسپر قبضہ کرنے کے لیئے موقع کے منتظر رہتے تھے ؛

اور اب وہ موقع قریب آگیا۔ ۴۳۱ ق۔م میں کہ بہار کا موسم شروع تھا ایک رات تین سو تھیبی سپاہیوں کی ایک جمعیت پلاٹیا کے شہر میں دفعتاً گھس آئی۔ اِس جمعیت کے افسر بیوشیا کی مجلس اتحاد کے دو کارکن تھے جن کو بیوتارک کہتے تھے۔ پلاٹیا کے لوگ بالکل غافل تھے۔ شہر کے دروازوں پر پہلے سے کوئی پہرا چوکی نہ بٹھایا تھا کیونکہ اس حملے کی پہلے سے خبر نہیں دی گئی تھی تھیبس والوں نے کسی قانون یا قاعدے کی پروا نہیں کی تھی اور یوہیں بغیر اعلان جنگ کے شہر پر چڑھ آئے تھے۔ پلاٹیا کے خاص شہر میں بھی جیسا کہ اکثر یونان کے شہروں میں ہوا ہے گھر کے بھیدی دغاباز موجود تھے۔ اور ایک فریق ایسا تھا کہ جو سمجھتا تھا کہ اگر کسی طرح شہر کا تعلق ایتھنز سے جاتا رہا تو شہر کی حکومت ہمکو ملجاویگی۔

اسی فریق کے لوگوں نے تھیبس کے ایک رئیس کو لکھا تھا کہ ایک فوج پلاٹیا پر بھیجدو تو شہر پر قبضہ کرا دیا جاوے۔ چنانچہ تھیبس نے اسپر عمل کیا اور جب فوج شہر کے باہر آن پہنچی تو ان لوگوں نے شہر کے دروازے کھول دیئے۔ اور کل فوج شہر میں داخل ہو گئی۔ پلاٹیا کا یہ فریق چاہتا تھا کہ ہم اس سپاہ کے ذریعے سے اپنے دشمنوں کو قتل کرا دیں تاکہ ہماری ترقی میں کوئی مخل نہ رہے۔ لیکن فوج والوں نے اس قسم کی کوئی خونریزی نہیں کی بلکہ وہ شہر کے چوک میں اپنے ہتیار رکھکر اُن لوگوں کو ڈھونڈنے لگے جو پلاٹیا کو بدستور سابق بیوشیا کے تخت میں لانا چاہتے تھے تاکہ اُن کو جمع کر کے بیوشیا کا دوست بنا لیا جاوے۔ غرض اس فوج نے پلاٹیا کے کسی خاص فریق کے نفع کے لیئے نہیں بلکہ علاقہ بیوشیا کے عام فائدے کے لیئے پلاٹیا پر قبضہ کرنا چاہا تھا۔

لیکن قبضہ کرنے میں دیر کی اور یہ دیر بہت لوگوں کی ہلاکت کا باعث ہو گئی۔ جسوقت رات کو اندھیرے میں یہ فوج شہر میں گھسی تھی تو شہر والے اُس کو دیکھکر بالکل بدحواس ہو گئے تھے۔ اُن کو سپاہیوں کی تعداد کا مطلق اندازہ نہ تھا اور سمجھتے تھے کہ وہ بہت ہیں۔ اور اسی وجہ سے فوج والے جو کچھ کہتے تھے اُس کو یہ چپ چاپ سنتے تھے۔ لیکن جب ذرا حواس درست ہوئے تو معلوم ہوا کہ جمعیت زیادہ نہیں ہے۔ چونکہ شہر کے لوگ ایتھنز سے قطع تعلق نہیں چاہتے تھے اس لیئے انھوں نے تھیبیوں کو شہر سے نکال دینا چاہا۔ اور قصد کر لیا کہ رات کے وقت اندھیرے میں اُن پر حملہ کیا جاوے۔ چونکہ یہ لوگ ہماری طرح شہر کے ہر دروازے اور گلی کوچہ سے واقف نہیں ہیں اس لیئے حملہ کرتے ہی اُن میں تہلکہ پڑ جائے گا۔ چنانچہ پلاٹیا والوں نے اندھیرا ہوتے ہی شہر کے سب دروازے سوائے اُس دروازے کے جس سے فوج والے گھسے تھے بند کر دیئے۔ اور آدھی رات کے بعد اُن پر حملہ کر دیا تھیبس والے بہت پریشان ہوئے جدھر جاتے تھے اُدھر ہی شہر والے اُن کو قتل کرتے تھے۔ عورتیں تک کوٹھوں پر چڑھکر پتھر برساتی تھیں۔ غرض اس حال میں جب دن نکلا تو وہ ہی فوج جو ایک دن پہلے بے دھڑک شہر میں گھس آئی تھی اسوقت عجب حال میں تھی۔ بہت سے سپاہی مرے پڑے تھے اور بہت سے شہر والوں کی حراست میں تھے۔ جو لوگ حراست میں تھے اُنکی تعداد ۱۸۰ تھی۔ باقی لوگوں میں زیادہ تر وہ تھے جو جان سے مارے گئے تھے۔

یہ فوج جسوقت تھیبس سے چلنے لگی تھی تو اُسوقت انتظام یہ ہوا تھا کہ پہلے صرف تین سو

سپاہی بھیجے جاویں - اور اُن کے بعد ایک بڑی فوج مدد کے لئے روانہ ہو - چنانچہ ایسا ہی ہوا بھی - لیکن رات کو مینہ بہت برسا - اور دریاے ایسوپس جو راستے میں پڑتا تھا اسقدر چڑھ آیا کہ یہ دوسری فوج وقت پر دریا سے اتر نہ سکی جب پانی کم ہوا تو دریا اتر کر پلاٹیا کی طرف بڑھی - ابھی یہ فوج رستے ہی میں تھی کہ پہلی سپاہ کی تباہی کا حال معلوم ہوا - مگر اُسوقت فوج والوں نے یہ سوچا کہ لوٹنا مناسب نہیں ہے بلکہ پلاٹیا کے جن لوگوں نے ہمارے آدمیوں کو گرفتار کر لیا ہے اُن کی گرفتاری کر کے اُن سے تاوان وصول کرنا چاہیئے - اِسوجہ سے وہ پلاٹیا ہی کی طرف بڑھے - پلاٹیا والوں نے اس خبر کو سنتے ہی کہ دوسری فوج آرہی ہے قاصد روانہ کیئے اور فوج والوں کو کہلا بھیجا کہ اگر اُنھوں نے پلاٹیا کی کسی چیز کو ہاتھ لگایا تو اُن کے جسقدر لوگ گرفتار ہیں وہ سب قتل کر دیئے جائیں گے - البتہ اگر وہ واپس چلے گئے تو جس قدر تھیبی اس وقت گرفتار ہیں وہ واپس کر دیئے جائیں گے - تھیبس کی فوج اتنی دھمکی سنتے ہی اپنے شہر کو واپس چلی گئی ؛

فوج کے واپس ہوتے ہی پلاٹیا والے شہر سے نکلے اور باہر کھیتوں اور کھلیانوں میں جو کچھ مال اسباب تھا اُس کو سمیٹ کر شہر میں لے آئے - اور جب اپنی سب چیزیں درست کریں تو اُنھوں نے تھیبس کے کُل قیدیوں کو قتل کر دیا - پلاٹیا والوں نے پہلا قاصد تو ایتھنز کو اِس خبر سے بھیجا تھا کہ تھیبس نے ہمارے شہر میں اپنی ایک فوج بھیجدی ہے اور دوسرا قاصد اِس خبر کے ساتھ روانہ کیا کہ تھیبس کی فوج گرفتار کر لی گئی ہے - ایتھنز والوں نے اِس اطلاع کے پہنچتے ہی ایٹیکا کے علاقے میں جسقدر لوگ بیوشیا کے موجود تھے اُن کو گرفتار کر لیا اور جن فوجیوں کو پلاٹیا والوں نے گرفتار کیا تھا اُن کی نسبت ہدایت بھیجی کہ اُن کو تا حکم ثانی حراست میں رکھا جاوے - یہ ہدایت اُسوقت پہنچی کہ پلاٹیا والے اپنے گرفتاروں کو قتل کر چکے تھے - اور اِس بندوبست میں تھے کہ تھیبس کی طرف سے دوسرا حملہ نہ ہونے پاوے ؛

یہ واقعہ جنگِ پیلوپونےسس کی طول طویل داستان کا دیباچہ تھا - اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یونانیوں کی جان کس قدر غیر محفوظ تھی اور اِس غیر محفوظ حالت میں جب خونی جذبات کو تحریک ہوتی ہوگی تو کیسا کشت وخوں ہوتا ہوگا - پلاٹیا میں خاص شہر والوں ہی کا ایک گروہ ایسا موجود تھا جو اپنے ہموطن مخالفوں کا گلا کٹوانے کے لیئے ہر وقت تیار رہتا تھا - تھیبس والے ایک ایسے شہر پر یلغار کرتے ہیں جو شرائط صلح کے بموجب بالکل محفوظ رکھا گیا تھا - حملے سے پہلے اعلانِ جنگ تک نہیں کرتے - پلاٹیا والے باوجود اپنے وعدے کے

جس کے بھروسے پر تھیبس کی فوج واپس گئی اُن کے ہموطن قیدیوں کو قتل کر دیتے ہیں - اِس وعدے کے بارے میں جب بحث ہوئی تو ایک فریق نے یہ کہا کہ وعدہ بہ حلف کیا گیا تھا اور پھر بھی اُسکی پابندی نہیں کی گئی - پلاٹیا والے دغا اور قتل کے جرائم سے تو انکار نہ کرسکے لیکن جب جھوٹا حلف لینے کا الزام دیا گیا تو بہت بگڑے - بڑے بڑے جرائم کی تو پروا نہ ہوا ور قسم توڑنے کے الزام پر اسقدر نازک مزاجی دکھانے سے ثابت ہوتا ہے کہ یونان کے لوگ باطل پرستی اور سوفسطائی کج بحثیوں میں کیسے ڈوبے ہوئے تھے - ابھی سو برس باقی ہیں کہ اسکندر اعظم تھیبس کے شہر کو قطعی منہدم کرکے اِن دو ہمسایوں کے نزاع دیرین کا فیصلہ کردے لیکن اِسی سو برس میں پلاٹیا کو بھی دو مرتبہ منہدم ہونیکی مصیبت اُٹھانی پڑی ؛؛

صلح سی سالہ کا عہدوپیمان اب بالکل آشکارا طریقے پر ٹوٹ گیا - اگر پلاٹیا والے اپنے قیدیوں کو زندہ رہنے دیتے تو شاید تھیبس سے صلح ہوجاتی اور غالباً اسپارٹا بھی تھیبس کا ساتھ دینے سے اِس بنیاد پر انکار کردیتا کہ انھوں نے عہد نامے کے خلاف پلاٹیا پر حملہ کیا تھا - لیکن ایک سو اسی تھیبیوں کو قتل کرڈالنا ایسا معاملہ نہ تھا جس میں تھیبس ایک قدم بھی پیچھے ہٹتا - اب ایتھنز اور پیلوپونےسس نے لڑائی کی تیاری شروع کردی - دونوں طرف جوش وخروش کی حد نہ تھی - اور اِس جوش میں ترقی اِس وجہ سے ہوئی تھی کہ دونوں فریق سمجھ رہے تھے کہ بس اب اِس لڑائی کے بعد پھر لڑائی نہ ہوگی - دونوں میں سے کسی ایک کا یا دونوں کا بالکل خاتمہ ہوجائے گا - پیلوپونےسس والوں کو سمندر پر اپنی کمزوری کا علم تھا - اِس لیئے انھوں نے سسلی میں اپنے اتحادی شہروں کو لکھا کہ اُن کے لیئے جہاز تیار کریں اور روپیہ بھی بھیجیں - پیلوپونےسس والے اپنے زعم میں اِسوقت پانچ سو جہازوں کے ایک بیڑے کا خواب دیکھ رہے تھے - ایتھنزیوں نے بھی اپنے اتحادیوں کے پاس بحر آی اونیا کے جزیروں - کورسایرا - ایکرنانیہ اور زیسن تھس کو بطلب امداد آدمی روانہ کیئے - اس امداد کے بھروسے پر وہ اس امید میں تھے کہ تمام پیلوپونےسس کا محاصرہ کرلیں گے - اور مغربی بلاد سے اُس کا تعلق بالکل جدا کردینگے - ایتھنز میں ایسے لوگ بہت تھے جو لڑائی کے شروع ہوجانے کو لڑائی کے انتظار سے کم تکلیف دہ سمجھتے تھے - اور اِن سے بھی زیادہ وہ لوگ تھے جو محض جہالت یا شوقِ انقلاب میں امن وعافیت کا زمانہ دیکھتے دیکھتے اُکتا گئے تھے - " ہزارہا نوجوان پیلوپونےسس میں اور ہزارہا نوجوان ایتھنز میں ایسے موجود تھے جنھوں نے کبھی لڑائی دیکھی نہ تھی " اب لڑائی کی سرگرمی

میں عالمِ غیب سے بات بات پر خبروں کا تانتا بندھ گیا۔ ہر شخص کی زبان پر ایک نہ ایک پیشین گوئی تھی۔ رمّال اور فال گیر اپنے اپنے فنون میں کمال دکھانے لگے۔ زمین و آسمان میں کوئی ذراسی غیر معمولی بات بھی نظر آئی تو فوراً یادداشتوں پر چڑھالی گئی۔ اور پھر اُس پر حجتیں اور دلیلیں قائم ہونے لگیں۔ ڈیلوس کے لوگوں نے فوراً سب کو خبر دی کہ انسان کی یاد میں پہلی مرتبہ اُن کے پاک جزیرے کی پوتر زمین کو ایک لرزہ محسوس ہوا ہے۔

پیلوپونےسس کی ریاستوں میں جو اتحاد تھا اُس میں خواہ کیسا ہی نقص ہو مگر یونانیوں کے نزدیک جو خوبیاں کسی اتحاد میں ہونی چاہیئے تھیں وہ سب اُس میں موجود تھیں۔ اِن ریاستوں کو حق حاصل تھا کہ جو کچھ اُن کو کہنا ہو وہ بے تکلف اسپارٹا سے کہیں۔ اسپارٹا ہر وقت اُن سے حسن طلب نہ رکھتا تھا۔ گو پیرکلیز کا بیان تھا کہ اسپارٹا اپنی اتحادی ریاستوں کا طرز حکومت ایسا رکھنا چاہتا ہے جس میں اُسی کا فائدہ نکلے لیکن ایک مثال بھی مشکل سے ایسی نہیں ملتی جس میں اسپارٹا نے کسی اتحادی ریاست کے امور سیاست میں کسی طرح کی دست اندازی کی ہو۔ اِس میں شبہ نہیں کہ اسپارٹا نے علاقۂ لاکونیا اور میسے نیا کو اپنا محکوم بنایا تھا لیکن اس واقعے کو تمام یونان نے اسی نظر سے دیکھا تھا جیسے بلاد ایٹیکا کو ایتھنز اور علاقہ جات بیوشیا کو تھیبس کی ماتحتی میں آتے دیکھا تھا۔ یہ انقلابات ایسے تھے کہ خواہ اُن میں انصاف کو ملحوظ رکھا گیا ہو یا نہ رکھا گیا ہو مگر جب وہ ایک واقعے کی صورت میں آگئے تو سب نے اُن کو مان لیا۔ ایتھنز کے اتحاد کی حالت البتہ اور تھی۔ اُس نے اپنا کام ہی یہ رکھا تھا کہ دوسری ریاستوں اور شہروں کو تسخیر کرے اور اسطرح اپنی ایک وسیع سلطنت قائم کرکے جن ریاستوں کو آزادی سے محروم کیا ہے اُن کی آنکھ کا ناسور اور اُن کے دل کا زخم بن جاوے۔ بہت سی ریاستیں اِس انتظار میں تھیں کہ اُس کی حکومت سے نکل جاویں اور بہت سی اِس خوف میں تھیں کہ کہیں اُس کی حکومت میں شامل نہ کرلی جاویں۔

ایتھنزیوں نے پلاٹیا کے مقدمے میں کوئی بڑی عملی کارروائی نہیں کی۔ اِس معاملے میں اُن پر سوائے اِس اعتراض کے کہ بیوشیا والوں کو جو اُسوقت ایٹیکا میں تھے کیوں گرفتار کرلیا اور کوئی اعتراض نہ تھا۔ یہ فعل اُنھوں نے محض بنظر احتیاط کیا تھا۔ لیکن اب تو لڑائی کا جنون سب کے سر پر سوار ہوچکا تھا۔ وہ لوگ بھی جو لڑائی کے شروع

ہونے پر اظہار افسوس کیا کرتے تھے اُسی منجھدار میں پڑ لیئے جسپر سب جا رہے تھے۔ پلاٹیا کے واقعے کے بعد ہی اسپارٹا کے حکام ایفور نے جو ریاستہائے پیلوپونے سس کی انجمن اتحاد کے منتظم تھے تمام ریاستوں سے ایسی فوجیں طلب کیں جو غیر ملکوں پر چڑھائی کر سکیں۔ چنانچہ وقت معینہ پر یعنی موسم گرما کے وسط سے پہلے یہ ریاستیں اپنی اپنی فوجوں کا دو تہائی حصہ لیکر خاکنائے کورنتھ میں ایٹیکا پر چڑھائی کرنے کے لئے جمع ہوگئیں۔ جہاں کی جو فوج تھی وہیں کے لوگ اُسپر افسر تھے۔ اور بحیثیت مجموعی کُل فوجیں آرکیڈیمس بادشاہ اسپارٹا کی ماتحتی میں تھیں۔

اِس کا ذکر اوپر آچکا ہے کہ آرکیڈیمس نے اتحادیوں کو لڑائی سے باز رکھنا چاہا تھا۔ اُسکا خیال تھا کہ شاید اِس اخیر نوبت میں بھی وہ قدم اُٹھنے سے رکا رہے جو اُٹھکر پھر نہ تھمیگا۔ اپنی سپاہ کو سمجھاتا تھا کہ دشمن سخت ہے۔ اُسپر حملہ کرنے میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ ممکن ہے کہ مرتے مرتے وہ شدید قوت کے ساتھ تمہارے حملے کا جواب کرے۔ آرکیڈیمس نے دم آخر پھر ایک قاصد اِس امید میں بھیجا کہ شاید اب بھی ایتھنز والے کسی بات میں رعایت کر جاویں۔ لیکن ایتھنز والے اپنے ارادے سے نہ ٹلے۔ قاصد کو ایتھنز کے اندر داخل نہونے دیا۔ پیریکلیز نے ایتھنز کے لوگوں کو پہلے ہی تاکید کر دی تھی کہ جسوقت تک لیسی ڈیمونیا والے لڑائی کے میدان میں موجود ہیں اُسوقت تک اُنکی کسی بات کو مطلق نہ سنا جاوے۔ چنانچہ قاصد کا پیغام نہ سنا گیا۔ اور یہ کہکر اُسکو واپس کر دیا گیا کہ غروب آفتاب سے پہلے سرحد سے باہر ہو جاوے۔ اگر لیسی ڈیمونیا والے اب بھی اِس معاملے میں گفتگو کرنی چاہتے ہیں تو پہلے اپنا لشکر برخاست کر کے اپنے اپنے گھروں کو چلے جاویں۔ جسوقت یہ قاصد سرحد پر پہنچا اور اُن ایتھنزی سپاہیوں سے رخصت ہونے لگا جو حفاظت کیلیئے ایتھنز سے ساتھ کر دیئے گئے تھے تو اُس کے دل پر ایک اثر ہوا اور یہ دیکھ کر کہ لڑائی بڑے پیمانے پر ہے اور سخت ہے اُس نے نہایت افسردہ ہوکر یہ پیشین گوئی کی کہ آج کا دن یونانیوں کے حق میں شدید مصائب و آلام کی ابتدا ہے۔ آرکیڈیمس نے قاصد سے جواب سنکر کہ ایتھنز کے لوگ کسی قسم کی رعایت نہ کریں گے اپنی فوجوں کو لڑائی کا آخری حکم دیا۔ اور دشمن کی زمین پر یعنی ایٹیکا میں داخل ہونے کی تیاری کرنے لگا۔

اس عرصے میں پیریکلیز نے اپنے شہر والوں کی حفاظت کے لئے بہت کچھ انتظام کر لیا تھا۔ یہ وہ پہلے ہی جانتا تھا کہ کھلے میدان پیلوپونے سس والوں سے مقابلہ کرنا ممکن نہیں

اور نہ ایٹیکا کی تاخت وتاراج سے اُن کو روکنے کا کوئی ذریعہ اُس کے پاس موجود ہے۔ جو کچھ بندوبست ممکن ہے وہ یہ ہے کہ ایٹیکا کے لوگوں کو ایتھنز میں لے آوے۔ اور ایتھنز میں قلعہ بند ہو کر لڑنے کے لیئے تیار کروے۔ ایٹیکا کے لوگ شہر اور بندرگاہ کی فصیلوں میں اور اُن دولمبی دیواروں کی درمیانی جگہ میں جنہوں نے شہر اور بندرگاہ کو ملا دیا تھا پناہ لے سکتے ہیں۔ دیہات اور مفصلات میں دشمن جسقدر چاہے غارتگری کرے لیکن اگر ایتھنزیوں نے اپنے جہازوں اور خزانوں اور اتحادیوں کو ہاتھ سے جانے نہ دیا تو اس غارتگری سے جو کچھ نقصان ہوگا اُسکی کوئی بڑی حقیقت نہ ہوگی ؎

پیرکلیز کا حکم سب نے مانا۔ دیہات و مفصلات کے لوگوں نے اپنے خوبصورت گھروں کھیتوں اور کھلیانوں کو خیرباد کہا۔ صرف خانہ داری کا سامان اور لکڑی کا کام جو قیمت میں اینٹ پتھر سے زیادہ تھا گھروں سے اُکھیڑ کر ساتھ لیا اور مع بال بچوں کے ایتھنز میں چلے آئے۔ اس نقل وحرکت میں بڑی مصیبتیں اور تکلیفیں اٹھائیں۔ صدہا خاندان ایسے تھے جو پشتہا پشت سے دیہات میں رہتے تھے۔ اِسوقت اُن کو گھر سے نکل کر اپنے عزیزوں کی خاک اور بزرگوں کے مقبروں اور پرستشگاہوں سے جنکی ہمیشہ زیارت و پرستش کرتے آئے تھے جدا ہونا ایک حسرتناک منظر تھا۔ جب وطن چھوڑ کر شہر میں آئے تو اُترنے کو گھر نہ تھا۔ کہیں بت خانوں میں اور کہیں پُرانے آستانوں اور فصیلوں کے برجوں میں جہاں پڑ رہنے کو جگہ ملی پڑ رہے۔ اِس کے بعد البتہ ایتھنز اور پائی ری اس کی لمبی دیواروں کے سائے اور خاص بندرگاہ میں اُن کو کسی قدر آسائش ملی۔ مگر شروع میں مطلق کوئی انتظام نہ تھا۔ اور ایسی حالت میں شہر میں یکلخت اِس قدر خلقت کے آجانے سے جسقدر بدنظمی ہوئی ہو تھوڑی ہوگی۔ حفظان صحت کا بھی کوئی بندوبست نہ تھا اس لیئے اور بھی ابتری ہوی ہوگی۔ تعجب ہے کہ پیرکلیز نے یہ فیصلہ تو کرلیا کہ دیہات کی کُل مخلوق کو شہر میں بلوالیا جاوے لیکن اِسکی کچھ فکر نہ کی کہ جسوقت یہ خلقت شہر میں آئیگی تو اُس کے قیام کا کیا بندوبست ہوگا۔ یہ فروگزاشت ایسی تھی کہ کوئی آزمودہ کار آدمی اُس کا مرتکب نہ ہوسکتا تھا۔ رات دن حوادث کائنات پر حکیم اناکسیغورس سے اور عمارات عالیشان پر فیدیاس بت تراش اور ایکٹی نس مہندس سے مباحثے اور مشورے ہوا کرتے تھے لیکن اِسکا خیال نہ آیا کہ خدا کی جو مخلوق وطن سے بے وطن ہو کر اِسوقت شہر میں آنے والی ہے اُسکی ضروریات آسائش کیا ہیں اور کیونکر اُنکو پہلے سے مہیا رکھنا ضروری ہے ؎

باوجود ان تمام مصیبتوں کے پیریکلیز فتح کی امیدوں سے لوگوں کے دل خوش کرتا رہا اور اس اصول پر قائم رہکر کہ لڑائی محض روپے سے ہوا کرتی ہے وہ ایتھنز کے کثیر سرمایہ دولت اور وافر حاصلات ملکی کی طرف توجہ دلایا کرتا تھا۔ اتحادی ریاستوں سے ۶۰۰ ٹیلنٹ (۱۲۰۰۰۰ پونڈ) سالانہ کی آمد تھی۔ ایکروپولس کے خزانے میں اسوقت ۶۰۰۰ ٹیلنٹ (۱۲۰۰۰۰۰ پونڈ) کی قیمت کا سکہ موجود تھا۔ بت کدوں میں نذر و نیاز کی اشیا اور سونے چاندی کے ظروف اور اسی قسم کی اور چیزوں کی قیمت کا تخمینہ قریب ۵۰۰ ٹیلنٹ (۱۰۰۰۰۰ پونڈ) کے کیا جاتا تھا۔ اور اگر اشد ضرورت ہوئی تو ۴۰ ٹیلنٹ وزن میں سونا ایتھینیا دیبی کے بت سے نکالا جاسکتا تھا۔ بتوں اور بتخانوں کے سامان نہایت متبرک تھے لیکن ملک کی حفاظت میں اس شرط کے ساتھ اُن کا صرف کرنا درست تھا کہ آیندہ پھر وہ مہیا کر دیئے جاویں گے۔ دولت کے ذکر کے بعد وہ ایتھنز کی فوجوں اور بیڑوں کی فہرست سناتا تھا۔ زرہ پوش سپاہ میں علاوہ ۱۶۰۰۰ آدمیوں کے جو ایتھنز اور ایٹیکا کے مختلف قلعوں میں تعینات تھے ۱۳۰۰۰ زرہ پوش پیدل اس وقت ملک کی خدمت کے لیئے موجود تھے۔ سواروں کی تعداد جسمیں اسپ سوار تیر انداز شامل تھے ۱۲۰۰ تھی۔ پیدل تیر انداز ۱۶۰۰ تھے۔ جنگی جہاز ۳۰۰ سے کم نہ تھے۔ اس تفصیل سے پیریکلیز نے یہ اطمینان تو کردیا کہ یہ لاؤ لشکر فی الحقیقت مہیب ہے۔ لیکن اس مضمون کو دوسروں کی طبع آزمائی کے لیئے چھوڑدیا کہ زرہ پوش سپاہ تو جب تک لڑائی نہ ہو ایک بے کار چیز ہے لیکن ایٹیکا میں پیلوپونے سس کی غارتگری اگر جاری رہی تو اُس قوم کا بڑا حصہ ضائع ہوجائے گا جو ایتھنز کے بیڑوں میں ملاحی کا پیشہ کرتی ہے۔ اور ایتھنز کی بحری طاقت کی جان ہے۔ اور نہ پیریکلیز نے اس مضموں کو صاف صاف بتایا کہ اگر بحری فتح حاصل کرکے پیلوپونے سس کو مغلوب بھی کرلیا تو اُسپر کے دن حکومت ہوسکیگی۔ تاوقتیکہ ایتھنز کے پاس بڑی سپاہ بکثرت اور ایسی مضبوط نہ ہوکہ وہ لاکونیا اور الیس کے قلعوں پر قبضہ رکھ سکے پیلوپونے سس پر حکومت کرنا ممکن نہ تھا۔ اگر اسپارٹا والے ہیلٹ کی بغاوت سے باوجودیکہ دو سو برس تک اس قوم کو انھوں نے اپنا محکوم رکھا تھا ہر وقت ڈرا کرتے تھے تو پھر اگر اسپارٹا نے مغلوب ہوکر بغاوت کی تو ایتھنز کے خوف کی کیا حالت ہوگی۔ یہ بھی نہ تھا کہ سلطنت کے خواب دیکھنے میں ایتھنز کی زبان سے نکلا ہو کہ وہ مے سینیا کی آزادی بحال کردیں گے۔ پس بجز اسکے کہ اسپارٹا کو فتح کرنے کے بعد اُس کی آزادی بحال کی جاوے یا اسپارٹا کے

لوگوں کو قطعاً نیست و نابود کر دیا جاوے اور کوئی صورت پیلوپونےسس پر حکومت کرنیکی نہ تھی - باوجود ان مشکلات کے ایتھنزیوں کے دلوں میں ملک گیری کا جوش موجزن تھا - چنانچہ سو جہازوں کا ایک بیڑا تیار کرنے میں مصروف ہو گئے کہ انکو لیکر پیلوپونےسس کے گرد دورہ کریں گے اور ایٹیکا میں جو کچھ نقصان ہوگا اُس کو پیلوپونےسس میں جاکر وصول کریں گے ؛

چودھواں باب

لڑائی کا پہلا سال ۔ رسم تدفین کے موقع پر تقریر

ایٹیکا پر فوجکشی ۔ قلعہ ای نوی اور ایکارنی پر آرکیڈیمس کا گزر ۔ ایتھنز کے لوگوں کا شہر کی فصیل میں پناہ لینا ۔ ایتھنزی جہازوں کا بیڑا پیلوپونےسس کے گردودرہ اور خلیج پورہیس میں گشت کرتا ہے ۔ ایتھنزی جزیرۂ ایجاینا اور علاقہ میگارا میں پہنچتے ہیں ۔ سی ٹالسینز سے ایتھنزیوں کا اتحاد ۔ ایتھنز میں کشتگانِ جنگ کی رسم تدفین ۔ پیرکلیز کی تقریر ۔

یہ زمانہ وہ ہے کہ تھیبس کی فوج کو پلاٹیا میں داخل ہوئے چند ہفتے گزرے ہیں ۔ اب لڑائی میں زیادہ التوا آرکیڈیمس سے بھی ممکن نہ ہوا ۔ خاکنائے کورنتھ سے مع لشکر کے کوچ کیا ۔ اور کوہستان جرانیا سے فوجوں کو اتار کر میگارا کے علاقے میں لے آیا ۔ یہاں سے ایتھنز پہنچنے کے دو راستے اختیار کیے جا سکتے تھے ۔ ایک راستہ تو یہ تھا کہ سیدھے ہاتھ کو مڑ کر جو سڑک سمندر کے کنارے کنارے ایلی یوسس کو جاتی تھی اس کو اختیار کرتا اور ایتھنز پہنچ جاتا ۔ دوسرا راستہ یہ تھا کہ شمال مشرقی سمت میں جسطرف پہلے سے رخ کیے تھا کوچ جاری رکھتا یہانتک کہ بوشیا کی سرحد تک پہنچکر اس سڑک کو پکڑ لیتا جو تھیبس سے سیدھی ایتھنز کو گئی تھی ۔ آرکیڈیمس نے یہ دوسرا راستہ پسند کیا ۔ اس کے بعد یہ پڑھنے میں آتا ہے کہ وہ قلعہ اِی نوئی کے حصار میں مصروف ہے ۔ غالباً یہ راستہ آرکیڈیمس نے بوشیا والوں کے مشورے سے اختیار کیا تھا ۔ اس میں یہ بہتری دیکھی تھی کہ اگر ای نوئی کے قلعے پر قبضہ ہو گیا تو ادھر تھیبس والوں کو علاقۂ ایٹیکا میں خاطرخواہ آمدورفت کا موقع ملجائے گا اور اُدھر ایتھنز والے پلاٹیا کی مدد کو نہ آسکیں گے ۔ اسکے علاوہ پیلوپونےسس کی اتحادی ریاستیں کچھ جنوب میں واقع تھیں اور کچھ شمال میں ۔ انکے ملنے کا معمولی راستہ پہلے ایگوس تھنیا اور کری یوسس سے تھا لیکن اگر ای نوئی پر قبضہ ہو گیا تو اب اُن کے ملنے کا راستہ پہلے راستے سے آسان ہو جائے گا ۔

ایٹیکا کے مختلف پہاڑی ناکوں پر جو قلعے تھے اور جو ایتھنزی فوجیں اُن میں موجود تھیں اُن کے سپاہی بہت نوعمر تھے یعنی فوجی ملازمت کے لیے جو کم سے کم عمر مقرر تھی

وہ عمدہ بن اُنکی تھیں۔ یہ دریافت نہیں ہوتا کہ قلعۂ ایٹونٹی کی دیواروں اور مورچوں کی حالت مضبوطی اور استحکام کے اعتبار سے کیا تھی۔ لیکن قدرتی موقع کے لحاظ سے قلعہ اتنا ضرور مستحکم تھا کہ جو فوجیں اُس میں موجود تھیں وہ قلعہ بند ہوکر پیلوپونیسس کی مجموعی طاقت کا مقابلہ بخوبی کرلیں۔ آرکیڈیمس اس قلعہ کو فتح کرنیکی کوشش میں اسقدر وقت ضائع کرتا رہا کہ لوگوں کو اُس کی طرف سے دیدہ و دانستہ دیر لگانے کا خیال پیدا ہونے لگا۔ بہرکیف جب قلعہ سر نہو سکا تو اُسکو پیچھے چھوڑکر آگے بڑھا۔ اور دریائے سیفی سس کے وادی میں اتر کر ایلی یوسس کے علاقے اور تھرپا کے ہموار قطع کو لوٹنا شروع کیا۔ اور یہاں سے پہاڑیوں کے اُس سلسلے پر چڑھ گیا جو ایکارنی تک گیا تھا۔ ایکارنی علاقہ ایٹیکا کا سب سے بڑا ڈیمی (ضلع) تھا۔ خاص شہر ایکارنی سے ایتھنز کا فاصلہ صرف سات میل رہ جاتا تھا۔ یہاں پہنچکر آرکیڈیمس نے قیام کیا اور قرب وجوار کے مقامات کو خراب وبرباد کرنا شروع کیا۔ ہر طرف لوٹ مار کرتا تھا لیکن ایکارنی اور ایتھنز کے بیچ میں جو بڑا میدان پڑتا تھا اُس کو خالی چھوڑدیا۔ حالانکہ اس میدان سے ایتھنز کا شہر صاف نظر آتا تھا مگر اِدھر فوج بالکل نہیں بھیجی۔ اِس میں خیال یہ تھی کہ شاید ایتھنز ولے میدان خالی دیکھکر لڑنے کے لئے شہر سے باہر نکل آئیں۔ اِس سے پہلے بھی ایک موقع پر ایلی یوسس پہنچکر آرکیڈیمس کو خیال ہوا تھا کہ ایتھنزی اپنے شہر سے باہر نکلکر لڑنے آئیں گے مگر یہ خیال اُسوقت بھی غلط نکلا تھا۔ اِسوقت ایتھنز کے بالکل قریب ایکارنی میں لشکر ڈالکر قیام کرنے میں اُس نے دو فائدے سوچے تھے اور خیال کیا تھا کہ اُن میں سے کوئی ایک فائدہ ضرور حاصل ہوجائے گا۔ یا تو ایکارنی کے ضلع کو تباہی میں دیکھکر ایتھنز والے شہر پناہ سے نکلکر لڑائی شروع کردیں گے۔ یا ایکارنی کے رہنے والے تین ہزار زرہ پوش جو اِسوقت ایتھنز میں بند ہیں جب دیکھیں گے کہ ہمارے گھر آنکھوں کے سامنے لٹ رہے ہیں اور کوئی نہیں بولتا تو اُن کا دل بُرا ہوجائے گا اور جب وقت آئے گا تو دوسروں کے مال کو بچانے کے لئے وہ بھی متوجہ نہوں گے۔ اور جب زرہ پوش فوج کو اِس قسم کی بے پروائی ہوجاوے گی تو پھر آرکیڈیمس جسطرح چاہے گا ایٹیکا کے باقی علاقے کو خراب و ویران کرے گا۔

آرکیڈیمس کی یہ تدبیر کچھ نا سمجھی کی نہ تھی مگر پیرکلیز کے ذاتی اثر نے اُسکو نہ چلنے دیا۔ جب تک پیلوپونیسس کی فوجیں ایلی یوسس میں رہیں اُسوقت تک ایتھنزیوں کو

یہ امید رہی کہ ایٹیکا کا باقی علاقہ بچ جائے گا۔ اکثر لوگوں کو یاد تھا کہ ایک زمانے میں کلیو مینز بادشاہ اسپارٹا کا لشکر بھی اسی راستے سے ایٹیکا میں آیا تھا۔ مگر ایلی یوسس پہنچکر وہ لشکر واپس چلا گیا تھا۔ اور اب سے چودہ برس پہلے جب کہ اسپارٹا کے سالار لشکر پلسٹانیکس نے ایتھنز کے قصد سے فوجکشی کی تھی تو وہ بھی تھریا کے میدان تک آکر واپس چلا گیا تھا۔ اس لیئے امید ہوتی تھی کہ شاید اب بھی پیلوپونےسس والے ایلی یوسس پہنچکر اپنا لشکر واپس لے جائیں گے۔ لیکن جب وہ ایلی یوسس سے آگے بڑھے اور اس قدر قریب پہنچ گئے کہ ایتھنز والوں کو نظر آنے لگے اور ایٹیکا میں جسطرح چاہا لوٹ مار شروع کردی تو پھر ایتھنز والوں کو بھی ضبط کرنا مشکل ہوگیا۔ ایتھنز کے تمام لوگ خاصکر نوجوان بیتاب ہوگئے کہ کسی طرح شہر سے نکلکر دشمن کا ہاتھ لوٹ سے روکیں۔ یہ وہ منظر تھا جو پہلے کسی کی نظر سے نہ گزرا تھا۔ مگر ان ایتھنزیوں کو اسکا علم نہ تھا کہ اسپارٹا کے سپاہی لڑنے میں کیسے مشاق و بے جگر ہیں۔ اب ایتھنزیوں کے بڑے بڑے انبوہ بازاروں میں جمع ہوکر پیرکلیز اور پیرکلیز کی تدابیر ملکی پر لعنت وملامت کرنے لگے۔ اور اسی حالت جوش وخروش میں طرح طرح کی بُری فالیں اور غیب کی خبریں یا تو اسوقت کی ایجاد کی ہوئی یا کبھی کی سنی سنائی زبان پر آنے لگیں۔ سب سے زیادہ برہمی ایکارنی کے لوگوں میں تھی۔ یہ لوگ بہت مضبوط مگر بڑے اکھڑ وجاہل گنوار تھے۔ لکڑی کا کوئلہ بنانا اُنکا پیشہ تھا۔ اور جیسے لکڑی کے کندے سخت و ناہموار ہوتے ہیں اسیطرح وہ خود بھی بالکل کُندہ ناتراش تھے۔ پیرکلیز نے جو باتیں سمجھائی تھیں اُنکا مطلق خیال نہ کیا اور ایک بڑے جم غفیر کے ساتھ اُسپر ہجوم کرکے آئے اور کہنے لگے کہ پیرکلیز۔ ایتھنز کے سپہ سالاروں میں ہے۔ اسوقت اُسکو چاہیئے کہ فوجی منصب اختیار کرے اور فوراً شہر سے نکلکر دشمن سے لڑائی کرے۔ یہ سوال کہ جب فوجی منصب حاصل ہے تو اُسوقت فوجی حیثیت سے کام کرنا چاہیئے حقیقت میں نہایت نازک سوال تھا۔ غرض حالت خطرناک ہو چلی۔ مگر پیرکلیز اپنے ارادے پر ثابت قدم رہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ لڑائی کی وجہ سے اسوقت اُسکو خاص اختیارات پہلے سے حاصل ہو چکے تھے۔ ان ہی اختیارات کی بنیاد پر اُس نے کوئی عام جلسہ جمہور کا اس سوال کو طے کرنے کے لیئے منعقد نہیں کیا۔ کیونکہ اگر ایسا کیا جاتا تو پھر عوام میں شہر سے باہر نکلکر جنگ کرنیکے متعلق جوش وخروش کی انتہا نہ رہتی۔ غرض مختلف تدبیروں سے لوگوں کے غصہ کو فرو کرتا رہا۔ اور چند دستے

سواروں کے شہر سے باہر بھیجے کہ دشمن کو شہر پناہ کے قریب نہ آنے دیں تھیلی والوں نے پرانی رفاقت کے خیال سے اپنے چند رسالے ایتھنز کی مدد کو بھیج دئے تھے۔ ان رسالوں کے ساتھ جب ایتھنز کے سوار بھی شامل ہو گئے تو پھر بیوشیا کے رسالونکے برابر اُنکی قوت ہوگئی جو پیلوپونےسس کے لشکر کے ساتھ تھے۔

پیرکلیز کی تدابیر کا اثر اب آرکیڈمیس پر بھی ہونا شروع ہو گیا۔ کیونکہ جب ایتھنز والے کسی طرح لڑنے کے لیئے شہر سے نہ نکلے تو آرکیڈمیس نے ایکارنی سے لشکر اُٹھا کر شمال کی طرف کوچ کیا۔ اور کوہ پارنیز سے لیکر بریلی سس تک جسقدر علاقہ ایٹیکا کا تھا اُسکو تباہ کرنے لگا۔ مگر اب یہاں اُس کے پاس رسد کی کمی ہونے لگی اور مجبور ہوکر ایٹیکا سے لشکر ہٹانا پڑا۔ شہر اوروپس کے قریب ساحل کی زمین سے گزر کر پارنیز کے شمال مشرقی گوشے سے تاخت وتاراج کرتا ہوا تناگرا کے رستے سے بیوشیا میں پہنچ گیا۔ ان تمام معرکوں میں پانچ ہفتے صرف ہوئے۔

اِی نوئی کی فوج نے قلعہ بند ہوکر جس دلیری و کامیابی سے دشمن کا مقابلہ کیا تھا اُس سے ثابت ہوتا تھا کہ پیلوپونےسس کا مجموعی لشکر بھی ایک چھوٹے سے قلعہ کو فتح نہیں کرسکتا۔ جب یہ حالت ہو تو پھر ایتھنز والے جب تک اپنے شہر کے اندر تھے دشمن سے قطعی محفوظ تھے۔ اسپارٹا کی اِس فوجکشی سے ایتھنز والوں کا سخت نقصان ہوا مگر اِسی سال پیرکلیز کو موقع مل گیا کہ اِس نقصان کی ایک حد تک تلافی کرے۔ باوجود اسکے کہ شہر والے مخالفت پر کمر باندھے تھے مگر پیرکلیز نے جو کچھ سوچ لیا تھا اُسپر قائم رہا۔ اور جو کچھ سوچا تھا فی الحقیقت وہی مفید بھی تھا۔ اِس خیال سے کہ علاقہ ایٹیکا نہیں بلکہ ایتھنز وہ مقام ہے جسپر دشمن کا دانت ہے اور جسکے ماؤف ہوجانے کا اندیشہ ہوسکتا ہے پیرکلیز نے ایک حکم جاری کیا کہ سرکاری خزانے میں ایک ہزار ٹیلنٹ خاص ایتھنز کی حفاظت کے لئے ہر وقت علیحدہ رکھے جائیں۔ اور جنگی بیڑے میں سے سو جہاز سپاہ و سامان سے بالکل تیار پای ری اس میں ہر وقت موجود رہیں تاکہ اگر بندرگاہ پر حملہ ہو تو فوراً دشمن کا جواب ہوسکے۔ ایتھنز کے لوگ اپنے شہر کے لیئے ایسی جان لڑائے ہوئے تھے کہ اس ہزار ٹیلنٹ کی رقم کو اور جہازوں کو کسی اور کام میں لگانا ایک جرم قابل سزائے موت قرار دیا تھا۔ دشمن کے ناگہانی حملوں کا تدارک یہ کیا گیا کہ سرحد پر جا بجا

نگرانی اور حفاظت کے لئے فوجیں بٹھا دیں۔

لیسی ڈیمونیا والے ابھی ایٹیکا ہی میں تھے کہ ایتھنز والوں نے اُن سے بدلا نکالنے کی فکر کی۔ اور سو جہازوں کا ایک بیڑا پیلوپونےسس کے ساحلوں پر لوٹ مار کی غرض سے روانہ کیا۔ اِس بیڑے میں کورسایرا سے بھی پچاس جہاز آکر شریک ہو گئے۔ اور دونوں نے ملکر ساحل میسی نیا پر پائی لس (نوارینو) سے کچھ جنوب میں میتھونی کے قلعہ پر حملہ کیا۔ ٹالمایڈیز کے زمانے میں اس قلعہ پر ایتھنزیوں کا قبضہ ہوگیا تھا مگر بعد کو جاتا رہا۔ اگر اسوقت میتھونی پر پھر قبضہ ہو جاتا تو ایتھنزیوں کو ابھی سے وہ بات حاصل ہو جاتی جو چھ برس بعد پائی لس پر قبضہ کرنے سے ہوئی۔ یعنی ہیلٹ کی قوم والوں کو جنھیں اسپارٹا کے لوگوں نے ملک بدر کر دیا تھا اپنے وطن میسی نیا میں پھر قدم رکھنے کی اجازت ملجاتی اور جسکا جی چاہتا اپنے وطن میں کسی جگہ پھر آباد ہو جاتا۔ اِسکے علاوہ ایک مقام ایسا بھی نکل آتا جہاں شرقی بلاد ایتھنز کے جہازوں کو مغربی بلاد ایتھنز کے جہازوں سے ملنے کا موقع حاصل ہو جاتا لیکن میتھونی پر حملہ کرنے میں کامیابی نہیں ہوئی۔ پیلوپونےسس کے ساحل پر اترتے ہی اُن کو ایک ایسے بہادر اسپارٹی سے مقابلہ کرنا پڑا جسکی دلیری اور تدبیر کا جواب ایتھنز کی پوری جنگی طاقت اور پیرکلیز کی زبردست سیاسی ذہانت سے بھی نہو سکا۔ یہ جوانمرد ہوشیار براسیڈاس پسرِ ٹیلس تھا۔ اسپارٹا نے پہلے ہی سے حالات پر نظر رکھنے کے لیئے ملک کے دُور دراز اضلاع میں اپنے افسروں کو بھیج رکھا تھا۔ ان ہی افسروں میں سے ایک براسیڈاس بھی تھا جو اِسوقت میتھونی کے آس پاس کہیں ڈیرے ڈالے پڑا تھا۔ ایتھنزیوں کی آمد کی خبر پاتے ہی یہ سوچکر کہ قلعہ میں زیادہ دم نہیں ہے سو آدمی ساتھ لے عین موقع کی طرف چل پڑا۔ اور ایتھنزیوں کی فوجوں میں سے جو شہر اور قلعے کے قریب اِدھر اُدھر پڑی تھیں رستہ نکالکر میتھونی کے شہر پر اسپارٹا کے نام سے فوراً قابض ہو گیا۔ جب ایتھنزیوں کو میتھونی پر کامیابی نہیں ہوئی تو وہ اپنا بیڑا ایلس کے ساحل پر لے گئے۔ یہاں سے فونیکٹس کے چند جہاز بیڑے میں آملے۔ دریائے ایلفی اس کے دہانے کے قریب فیا کے مقام پر ایتھنزیوں کو کسی قدر کامیابی ہوئی۔ لیکن جب ایلس کی فوجیں مقابلے کے لیئے بڑھنے لگیں تو ایتھنزیوں نے اپنا بیڑا وہاں سے بھی چلتا کیا۔ لیوکاس کے قریب کورنتھ والوں کے شہر سولی ام پر

البتہ ایتھنزیوں کو سب سے زیادہ سرخروئی ہوئی۔ سفالی نیا کے پورے جزیرے پر ایتھنزی بیڑے نے اپنے اتحادیوں کے نام سے قبضہ کرلیا۔ یہ قبضہ بغیر لڑائی کے حاصل ہوا۔ اسکے کچھ عرصے کے بعد ایتھنزی بیڑا اتنا ہی گشت لگاکر اپنے وطن پہنچ گیا۔ پیلوپونےسس والوں نے اس بات کی مطلق کوشش نہیں کی کہ سمندر پر ایتھنزیوں کی پیش آمد و رفتار کو روکا جاوے یا کوئی بحری لڑائی اُن سے لڑی جاوے۔ لیکن جب ایتھنزی اپنا بیڑا لیکر ایتھنز میں آگئے تو کورنتھ والے اپنے جہاز لیکر اکرنانیا سے الیسٹی کس تک گئے۔ الیسٹی کس کے شہر پر ایتھنزیوں نے پہلے سے قبضہ کرلیا تھا اور وہاں کے بادشاہ ایوارکس کو نکالکر شہر پر خود متصرف ہوگئے تھے۔ مگر اب کورنتھ والوں نے شہر پر اپنا قبضہ کرلیا اور ایوارکس کو بدستور وہاں کا بادشاہ بنادیا۔ جزیرۂ سفالی نیا کو بھی ایتھنزیوں کے تصرف سے نکالنے کی کوشش کی مگر مطلق کامیابی نہیں ہوئی ؟

جس زمانے میں پیلوپونےسس کے ساحلوں پر ایتھنز والے تاخت و تاراج میں مصروف تھے اُسی زمانے میں اُنھوں نے ایک مختصر سا بیڑا خلیج یوری پس میں اس غرض سے بھیج رکھا تھا کہ لوکرس کے ساحلوں کے دورے کے علاوہ جزیرۂ یوبیا کی حالت بھی نظر میں رہے۔ اس بیڑے کو بخوبی کامیابی ہوئی۔ لوکرس کے ساحلوں پر خوب لوٹ مار کی گئی تھرونی ام کے شہر پر قبضہ کرلیا گیا۔ لوکرس والوں نے مقابلہ کیا مگر شکست کھائے۔ ایتھنزیوں نے اُن کے چند بڑے آدمی اپنی حراست میں بطور ضمانت کے لے گئے تاکہ آئندہ کوئی فساد نہ اٹھائیں۔ جزیرۂ ایٹالانٹی کو جو ابھی تک آباد نہ تھا آباد کیا اور فصیل و قلعہ بناکر اُس کو مستحکم کردیا۔ ایتھنزی فوج اس میں مقیم کی۔ اس انتظام سے یہ ہوا کہ اگر لوکرس اور فوسس والے یوبیا کو لینا بھی چاہتے تو اب ایسا قصد نہ کرسکتے تھے ؟

اِن کامیابیوں کے علاوہ خاص ایتھنز کے قریب بھی ایسی صورتیں پیدا ہوئیں جن سے فی الواقع ایتھنزیوں کو معتدبہ فائدہ پہنچا۔ پیلوپونےسس والے جب ایٹیکا سے اپنا لشکر اُٹھا لے گئے تو ایتھنزی جزیرۂ ایجاینا میں پہنچے۔ اور وہاں کے لوگوں کو یہ الزام دیکر کہ تمام فساد کی بیخ و بنیاد وہ ہی ہیں سب کو جزیرے سے نکال دیا۔ یہ سزا کچھ کم نہ تھی لیکن ایتھنزیوں کی کینہ توزی نے اسی پر بس نہ کی۔ ایجاینا والے اپنے وطن سے نکلکر لیسی ڈیمونیا والوں پاس چلے گئے اور تھری ایٹس میں آباد ہوگئے۔ یہ ایک بڑا خوشنما قطعہ خلیج آرگوس کے

کنارے تھا۔ اور مدت تک آرگوس اور اسپارٹا میں وجہ مخاصمت رہ چکا تھا۔ غرض تھری ایٹس میں آباد ہوکر ایجاینا والے اکثر اپنے جہاز سمندر میں لیجاتے اور ایتھنز کے جہازوں پر دھاوے مارتے۔ آخر کار ایتھنز والوں نے ۴۲۴ ق م میں تھری ایٹس پر حملہ کر دیا اور ایجاینا کے جسقدر لوگ وہاں آباد تھے اُن کو قتل کر ڈالا۔ جزیرۂ ایجاینا سے نکلنے کے وقت جس قدر جائداد یا مال و متاع ایجاینا والوں نے جزیرے میں چھوڑا تھا اُسکو ایتھنز والوں نے پہلے ہی مال غنیمت سمجھکر اپنے ہم وطنوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ اور کل جزیرے کو ایک نوآبادی قرار دیدیا تھا کہ جس ایتھنزی کی خواہش ہو زمین حاصل کر کے وہاں آباد ہو جاوے ؛

اسکے بعد میگارا پر چڑھائی کی گئی۔ موسم گرما کے آخر میں پیرکلیز۔ ایتھنز کی فوجیں لیکر میگارا میں داخل ہوا تاکہ اس ریاست کو جہانتک امکان میں ہو خراب اور تباہ کرے۔ صرف بری فوج پر اکتفا نہ کیا بلکہ اُسکی کمک پر جہازوں کا بیڑا بھی ساحل پر طلب کر لیا۔ اس سے پہلے کبھی ایتھنز نے اس قدر بری و بحری سامان یکجا نہ کیا تھا۔ مگر یہ عظیم الشان اہتمام محض ایسے لوگوں کی زمینوں اور کھیتوں کو برباد کرنے کے لئے کیا گیا جو نہ مقابلے کی جرأت کر سکتے تھے اور نہ ایتھنزیوں کے سامنے کوئی حقیقت رکھتے تھے۔ یہ ایک ہی چڑھائی نہ تھی بلکہ آئندہ سات برس تک متواتر ہر سال دو مرتبہ ایتھنز کا لشکر میگارا کو تاخت و تاراج کرتا رہا۔ یونان میں ہمسائے اور ہمسائے کی عداوت میں ایک خاص سختی و درشتی ہوتی تھی مگر ایتھنز کی دشمنی میگارا کی ریاست سے اس عداوتِ ہمسائگی کی حد سے بھی تجاوز کر گئی تھی۔ میگارا ایک چھوٹی سی عملداری تھی لیکن پیلوپونےسس سے تعلقات میں جو تلخی اُس سے ظاہر ہو رہی تھی وہ ضرور محلِ تعجب تھی خصوصاً اسوجہ سے کہ ایک زمانے میں وہ ایتھنز کی بھی ہوا خواہ اور رفیق رہ چکی تھی۔ ایک وقت تھا کہ ایتھنز کی فوجیں اُس کے قلعوں کی حفاظت کیا کرتی تھیں۔ اُسکی طولانی دیواریں خود ایتھنزیوں نے اپنے ہاتھوں سے اُسوقت تیار کی تھیں کہ اپنے شہر کی دیواریں بھی نہ بنائی تھیں۔ جب تک میگارا۔ ایتھنز کا دوست رہا پیلوپونےسس والوں پر وہ راستہ بند رہا جس سے اب وہ ایٹیکا میں آنے جانے لگے تھے۔ پیرکلیز کے دل پر یہ بات نقش تھی کہ میگارا نے عین وقت پر دغا دیکر پلسٹوآنکس بادشاہ اسپارٹا کو فاکناٹے کورنتھ سے ایٹیکا میں اُتر آنے کا راستہ دیدیا۔ پیرکلیز کو میگارا والوں سے کوئی باضابطہ مخالفت نہ تھی بلکہ ایک ذاتی خصومت پیدا ہو گئی تھی۔ اُس نے میگارا کے لوگوں کو ایتھنز کی

بندرگاہوں میں آمد و رفت کی ممانعت ہی نہیں کی جو لڑائی کی بنیاد ہوگئی بلکہ کاری نس کی تحریک سے ایک فرمان اِس مضمون کا جاری کرا دیا کہ میگارا سے ایک دائمی جنگ ناقابل صلح رکھی جاوے۔ میگارا کا کوئی آدمی جو ایتھنز کے علاقے میں نظر آتا تھا وہ فوراً قتل کر دیا جاتا تھا۔ اور ایتھنز کے سپہ سالاروں کو حکم تھا کہ سال میں دو مرتبہ میگارا پر فوجکشی کیا کریں۔ اس تشدد کا ایک عذر مورخوں نے یہ بیان کیا ہے کہ میگارا والوں نے ایتھنز کے ایک ایلچی اَینتھی موکری ٹس کو قتل کر دیا تھا حالانکہ ایلچی ہونیکی وجہ سے اُس کو کوئی گزند نہ پہنچنا چاہیئے تھا۔ کمیڈی نویس شاعروں نے اِس تشدد کا سبب یہ قرار دے رکھا تھا کہ ایس پے سیا کی دو سہیلیاں ایٹیکا کی سرحد سے گزرتے ہی میگارا کے علاقے میں غائب ہوگئی تھیں اِسلیئے یہ جو کچھ سختی ہو رہی ہے اُسکے معنی یہ ہیں کہ ایس پے سیا میگارا والوں سے اپنا انتقام لے رہی ہے۔ میگارا میں ایتھنز کے مقابلے کی تاب نہ تھی۔ وہ اپنے جان و مال کو تلف ہوتے دیکھتا تھا اور کچھ نہ کر سکتا تھا۔ ایتھنزی جو مال لوٹ کر لیجاتے تھے وہ اس طرح کام میں لایا جاتا تھا کہ اِس لڑائی میں نقصان و تکلیف اُٹھانے سے جو غصہ قوم میں بڑھتا جاتا ہے وہ کسی طرح کم ہو جا

اِن تمام مہمات و محاربات کے خرچ کے علاوہ ایتھنز پورے ایک سال سے پوٹیڈیا کے محاصرے کا صرف کثیر برداشت کر رہا تھا۔ اِس شہر کے گرد تقریباً تین ہزار شہری سپاہی مستقل طور پر ڈیرے ڈالے پڑے تھے۔ اِن کے علاوہ اور فوج بھی موجود تھی جو سردار فورمیو کی سرکردگی میں بعد کو بھیجی گئی تھی۔ جب اسپارٹا والوں نے ایٹیکا پر چڑھائی کی تو اِن فوجوں کا ایک آدمی بھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹایا گیا۔ باوجود اس کثرت فوج کے پوٹیڈیا کے محصوروں پر کوئی اثر نہ تھا اور کالسیڈیسی کے شہروں میں سے ایک نے بھی بغاوت چھوڑ کر ایتھنز کی اطاعت قبول نہیں کی۔ اِس حالت میں ایتھنز کو ضرورت ہوئی کہ پوٹیڈیا اور کالسیڈیسی کے قرب و جوار میں غیر قوموں کے بادشاہوں سے گفتگو کیجاوے اور دریافت کیا جاوے کہ یہ بادشاہ باغیوں کی سرکوبی میں ایتھنز کی مدد پر آمادہ ہیں یا نہیں۔ اسی نیت سے اَبڈیرا کے شہر میں وہیں کے ایک رئیس نمفوڈورس کو ایتھنز نے اپنا وکیل مقرر کیا۔ نمفوڈورس کی بہن سی ٹالسیز سے منسوب تھی جو اِسوقت اوڈریسی تھریسی قوم کا بادشاہ تھا۔ اب اسی رئیس کو ایتھنز کے لوگوں نے اپنے شہر میں اِس غرض سے مدعو کیا کہ اُن میں اور

بادشاہ سی ٹالسیز میں باہم اتحاد قائم کرادے۔ نمفوڈورس نے اس امر میں کوشش شروع کی۔ اسٹالسیز کو اس بات پر رضامند ہونے کیا دیر لگتی تھی کہ ایتھنز کی مدد سے اپنی سلطنت کو وسعت و استحکام بخشے اور ایتھنز والے تو پہلے ہی سے خواہشمند تھے کہ سی ٹالسیز کی مدد سے کسیطرح کالسیڈیسی شہروں کی سرکشی فرو ہو۔ غرض انتظار کی حالت رفع ہوئی۔ اور نمفوڈورس نے نہ صرف سی ٹالسیز اور ایتھنز میں دوستی پیدا کرادی بلکہ ایتھنز اور پرڈیکس بادشاہ میسی ڈونیا میں بھی ملاپ کرادیا۔ یہ بادشاہ بڑا مکار اور خودغرض تھا۔ نہ تو دلیر و بہادر تھا اور نہ اپنی عزت کا اُسکو کچھ لحاظ تھا۔ صرف مطلب کا یار تھا۔ کچھ عرصے سے وہ کالسیڈیسیوں کا ساتھ دیکر ایتھنز والوں سے لڑ رہا تھا۔ مگر اب اُسکو کالسیڈیسیوں سے برگشتہ ہوکر ایتھنز کے سالار فوج فورمیو سے سازش کرنے میں مطلق عار نہیں ہوا۔ ایتھنز کے لوگوں نے سی ٹالسیز کے لڑکے سیسی ڈوکس کو اپنے شہر کے حقوق بلدیہ دیدیئے تاکہ سی ٹالسیز سے ایک دوامی اتحاد ہوجاوے۔ نمفوڈورس نے ایتھنز کے زمانۂ قیام میں وہاں کے لوگوں سے بڑے بڑے وعدے کئے تھے منجملہ اُن کے ایک یہ تھا کہ سی ٹالسیز اپنی فوجیں کالسیڈیسی میں بھیجکر لڑائی جلد ختم کرادیگا۔ یہ وعدے کسی قدر ضرور ایفا ہوئے ‡

غرض جس لڑائی میں پیریکلیز نے اپنی قوم کو مبتلا کیا تھا اُسکا پہلا سال اِسطرح خاتمے کو پہنچا کہ چند دور و دراز ملکوں کے بادشاہوں سے ایتھنز کا اتحاد ہوگیا۔ گو اِس اتحاد کا زیادہ مدت تک قائم رہنا یقینی امر نہ تھا۔ یوبیا کے ساحلوں پر ایتھنز والوں نے ایسا بندوبست کرلیا کہ اسپارٹا وہاں حملہ نہ کرسکے۔ قلعہ اِی نوئی میں ایتھنزی فوجوں نے ایسا مقابلہ کیا کہ اسپارٹا والوں کو حصار اُٹھانا پڑا۔ جزیرۂ سفالی نیا میں ایتھنز نے اپنے اتحادیوں کے نام سے قبضہ کرلیا۔ کسی قدر فتوحات خلیج کورنتھ کے دہانے کے قریب بھی ہوئیں۔ برعکس اِسکے پیلوپونےسس نے میتھونی پر ایتھنزیوں کے حملے کا جواب کامیابی سے دیا۔ اور سال کے آخر میں پیلوپونےسس والوں کی حالت وہی رہی جو سال کے شروع میں تھی۔ علاقے ایٹیکا کے بڑے حصے کو خوب جی کھول کر لوٹا اور غارت کیا۔ حقیقت میں ایٹیکا کے دیہات اور قصبات کے لوگ جب ایتھنز سے نکلکر وطن میں پہنچے ہوں گے تو اپنے ویران گھروں اور اُجڑے کھیتوں کو دیکھکر اُن کو کیسا صدمہ ہوا ہوگا۔ پھر یہ تکلیف ایک ہی دفعہ کی نہ تھی کہ برداشت کرلیتے بلکہ ہر سال

اور اُس میں بھی دو مرتبہ اسی مصیبت کا سامنا تھا۔ دل میں ضرور کہتے ہوں گے کہ سلطنت کا قائم رکھنا بے شک ضروری تھا لیکن اسپارٹا سے کیوں اتنی بات بڑھائی گئی کہ ہر سال خانہ ویرانی دیکھنی پڑتی ہے۔ اسپارٹا اور ایتھنز میں پہلے ملاپ تھا۔ کیا پھر رعایت و مروت جانبین میں پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب اسپارٹا نے لڑائی سے بار بار پہلوتہی کرنا چاہا تو پھر ایتھنز کو لڑائی پر اصرار کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

ایتھنز کی ایک قدیم رسم نے پیرکلیز کو موقع دیا کہ وہ اُن تمام امور کو سب کے سامنے بالتفصیل بیان کر دے جو لڑائی شروع کرنے اور جاری رکھنے کا باعث ہوئے تھے۔ مدت سے دستور چلا آتا تھا کہ جو لوگ ملک کی خدمت میں کام آجاتے تھے اُنکی ہڈیاں لڑائی کے میدان سے اُٹھا کر شہر میں لائی جاتی تھیں۔ اور سرامیکس کے گورستان میں سرکاری خرچ سے اُن کو دفن کر دیا جاتا تھا۔ سرامیکس شہر کا نہایت خوشنما حصہ تھا۔ موسم سرما میں جبکہ لڑائیاں بند ہو جاتی تھیں تو ایک دن اِن ہڈیوں کو دفن کرنے کا مقرر کیا جاتا تھا۔ اِس موقع پر ایتھنزیوں میں غیروں سے اجتناب کم ہو جاتا تھا اور جب یہ ہڈیاں اُٹھائی جاتی تھیں تو ہر کس و ناکس خواہ اپنے شہر کا ہو یا دوسرے شہر کا جلوس کے ساتھ ساتھ چل سکتا تھا۔ مدفن پر پہلے ہی سے مقتولوں کی رشتے دار عورتیں ماتم کے لئے موجود ہوتی تھیں۔ جسوقت ہڈیاں دفن کر دی جاتی تھیں تو کسی نیک نام و ذی علم شخص کو حکومت کی جانب سے مقرر کیا جاتا تھا کہ وہ اِن کشتگانِ حُبِّ وطن کے ذکر میں ایک فصیح و بلیغ تقریر کرے۔ اِس لڑائی میں پہلی مرتبہ جن لوگوں کی ہڈیاں سرامیکس میں دفن ہونے کے لئے آئیں اُن کے متعلق تقریر کرنے کے لئے پیرکلیز نامزد ہوا۔ یہ ہی موقع ہے کہ مورّخ تھیوسی ڈائڈیز نے ایتھنزیوں کے سوانح اور آئین کے متعلق نہایت سخن آرائی کے ساتھ ایک تقریر پیرکلیز کی زبان سے ادا کی ہے۔ اور جسدن سے اِس تقریر کا علم دنیا کو ہوا ہے یہ بات تسلیم کر لی گئی ہے کہ کوئی شرح اِس امر کی کہ حکومت عمومیہ کا اعلےٰ ترین نمونہ کیا ہونا چاہئیے اِس تقریر سے بہتر دنیا کے پردے پر موجود نہیں ہا

پیرکلیز نے اصل مضمون شروع کرنے سے پہلے اِس موقع پر تقریر کرنے کا جو دستور ہوگیا تھا اُسکے متعلق چند اعتراض کئے اور کہا کہ جن لوگوں نے بڑے کام کئے ہیں اُن کا صلہ بھی بڑے کاموں سے ہو سکتا ہے اور اِسوقت جو رسم ایک احسانمند و منت گزار ملک اپنے شہیدوں کی ادا کرتا ہے وہ بھی بڑا کام ہے۔ لیکن ایسے موقع پر تقریر میں خطا ہو سکتی ہے اور یہ

درست نہیں ہے کہ ان شہیدانِ وفا کی شوکت و شجاعت کے تذکرے کو محض ایک شخص کی قوتِ بیان پر چھوڑ دیا جاوے۔ ممکن ہے کہ وہ تقریر اچھی کرے یا بُری مگر بہرکیف یہ خیال ضرور پیدا ہو جاتا ہے کہ یا تو اسکا بیان ضرورت سے زیادہ تھا یا ضرورت سے کم۔ لیکن حالت مجبوری کی ہے۔ قانون کا منشاء ایسا ہی ہے اور اسیلئے اسکی پابندی لازمی ہے۔

اس کے بعد پریکلیز نے اُن بزرگوں کا ذکر کیا جو ان سے پہلے گورستان سرامیکس میں آسودہ ہو چکے تھے۔ اور بیان کیا کہ ہمارے بزرگوں کا قبضہ نہایت قدیم وقتوں سے جواب کسی کو یاد نہیں اس ملک پر چلا آتا ہے۔ یہ ملک وہ ہے جو کبھی حکومت غیر کے داغ سے بدنما نہیں ہوا۔ اور یہ وہ امانت ہے جو ایک نسل دوسری نسل کو برابر سونپتی چلی آئی۔ یہ ہی ملک اصلی وطن آزادی و حریت کا ہمیشہ سے رہا ہے۔ ممالک غیر اور خود یونان کے شمال سے یورشوں کے طوفان تند و بلاخیز بارہا اٹھے مگر ہمارے اسلاف نے بڑی بڑی جانفشانیوں سے ان بلاؤں کو دُور کیا اور اپنے اخلاف کو وہ سلطنت سپرد کر گئے جسکے آج ہم مالک و مختار ہیں۔ ہم میں سے بہت لوگ جو اس مجمع ماتم میں شریک ہیں ایسے موجود ہیں جنہوں نے اپنے باپ دادا کے متروکہ کو گھٹایا نہیں بلکہ بڑھایا ہے اور جنہوں نے اپنے جود و عطا سے شہر کی ہر ضرورت کو رفع کیا ہے جس سے وہ زمانہ صلح و جنگ میں غیر کے احسان سے بے نیاز ہو کر اپنی پوری شان و منزلت سے سب میں ممتاز و سرفراز رہے۔ اجازت چاہتا ہوں کہ وہ اصول کار اور آئین عمل بھی بیان کروں جنکی تعمیل سے آج ہم اس درجہ قوت و استحکام کو پہنچے ہیں۔ اور اُن قواعد و قوانین اور رسم و رواج کا ذکر بھی کروں جنہوں نے ہماری سلطنت کو آج اس پایۂ عروج کو پہنچایا ہے۔ اور اسمیں کلام نہیں کہ یہ بیان ایک مناسب تمہید اُن لوگوں کی تعریف و توصیف کی ہوگی جنہوں نے اس شہر پر اپنی عزیز جانیں نثار کی ہیں۔ مجھکو یقین ہے کہ اس بیان کو سنکر جملہ حاضرین خواہ وہ اپنے ہوں یا غیر ضرور متاثر و مستفید ہوں گے۔

"ہمارے آئین و قوانین۔ ہماری سیاسی مجلسیں اور انجمنیں ایسی نہیں ہیں جو

دوسروں کی نقل ہوں - وہ ہماری اپنی ہیں - اور مدبّران ایتھنز کی خاص ایجاد سے ہیں - موجودہ مصطلحات سیاست میں ہمارے طرز حکومت کو "ڈیموکریسی" (حکومت عموم یہ) کہا جاتا ہے - یہ نام صحیح بھی ہے اور غلط بھی - صحیح اس معنی کر ہے کہ ہمارے شہر اور سلطنت کا انتظام عموم کے ہاتھ میں ہے اور امیر ہو یا غریب ہمارے ہاں سب کے لیئے ایک ہی قانون ہے - غلط اس معنی سے ہے کہ تمام ریاستہائے متعلقہ پر عموم کو ایک فضیلت و سرداری کا دعوے ہے - اس معنی میں ہماری حکومت ایک "اریسٹوکریسی" (حکومت شرفا یا امراء) ہے - لیکن اس اریسٹوکریسی کے ارکان یعنی شرفا یا امراء جو کچھ اختیارات و حقوق رکھتے ہیں اس وجہ سے نہیں رکھتے کہ وہ عالی نسب ہیں کیونکہ ہم نسبی مراعات و حقوق کو جائز نہیں رکھتے اور نہ ان امراء کو اپنے اختیارات و حقوق اس وجہ سے حاصل ہیں کہ وہ بڑے دولتمند ہیں کیونکہ مفلسی ہمارے ہاں مانع حقوق و اختیارات نہیں - بلکہ وہ امراء (یا اریسٹوکریٹ) اس لیئے کہے گئے کہ اُن کی امارت محض اُنکی لیاقت پر منحصر ہے یعنی ہماری اریسٹوکریسی (حکومت الامراء) وہ ہے جسمیں عموم سے ہر شخص جو اپنی سلطنت کو فائدہ پہنچانے کی لیاقت و قابلیت رکھتا ہو مستحق ہے کہ بلا مزاحمت اپنی سلطنت کو فائدہ پہنچائے"

"اور یہ ہی اصلی آزادی و حقیقی حرّیت ہماری سیاسی زندگی کی ہے - اور اسیطرح ہم اپنی معاشرت اور سوسائیٹی میں بھی قیدوں سے آزاد ہیں - ہر شخص آزاد ہے کہ جو کام یا پیشہ چاہے اختیار کرے - اسمیں نہ اُسکی کوئی ذلت سمجھی گئی ہے اور نہ کوئی بدگمانی اُس کی جانب سے پیدا ہو سکتی ہے - ہماری عادت کے خلاف ہے کہ کسی ایک ہی طریقے کے غلام ہو جاویں - یا اپنے گرد ایک حلقہ باندھکر بیٹھ جاویں جسمیں دوسرے کو نہ آنے دیں - ہم کسی شخص کو اس وجہ سے کہ اُس کا طریقہ ہم سے جدا ہے اپنی صحبت سے علیحدہ نہیں رکھتے - لیکن اس بلا قید آزادی کے ساتھ ہم میں اپنے بزرگوں کا پاس ادب اور ہر متبرک شئے کو تعظیم کی نظر سے دیکھنے کا بے حد خیال ہے اور یہ وہ چیز ہے جو ہمارے ہر فعل و عمل میں - ہماری ہر تقریب و انجمن میں ہماری شہری زندگی کا جزو اعظم ہے - حاکم کی حکومت کے سامنے

ہماری گردن خم رہتی ہے ۔ قانون کی پابندی کو اپنے اوپر لازم سمجھتے ہیں۔ سزا کے خوف سے نہیں بلکہ اُس کو اپنی زندگی کا اصول سمجھکر۔ تمام احکام میں سب سے بڑھکر جس حکم کی وقعت ہمارے دل میں ہے وہ یہ ہے کہ ایسے زیردستوں کو پناہ دیں جو زبردستوں کا مقابلہ کرنے سے معذور ہوں ۔ ہمارے ہاں ایسے قوانین بھی موجود ہیں جو نہ کبھی ضبط تحریر میں آئے ہیں اور نہ کسی قانونی سزا یا تدارک کے ساتھ نافذ ہیں۔ مگر باوجود اسکے جو شخص اُن کے خلاف ورزی کرتا ہے وہ مستوجب ملامت و نفریں ہوتا ہے ﴿

"غرض پہلے ہم نے آزادی حاصل کرنے کی کوشش کی اور پھر خوش رہنے کی۔ ہمارے شہر میں جس کثرت سے جشن و جلوس۔ کھیل تماشے۔ جسمانی ورزشوں کے عالیشان جلسے ہوتے رہتے ہیں اور کسی شہر میں نہیں ہوتے۔ اِن سے محنت و مشقت کے بعد تفریح ہوتی ہے۔ ہمارے گھروں کو دیکھیئے تو ہر طرف نفیس و خوشنما چیزیں۔ لطافت و شایستگی کے سامان نظر آئیں گے ۔ اِن سے بڑھکر کوئی طلسم افسردہ دلی کے دور کرنے کا نہیں ہے ۔ اور یہ ہمارے شہر کی شہرت اور بزرگی کا باعث ہے کہ دنیا بھر کی پیداوار اِس میں مہیا رہتی ہے اور دُور دُور کے ملکوں کی قدرتی نعمتیں بھی ہم گھر بیٹھے اِسی طرح چکھتے ہیں جیسے کہ ایٹیکا کے میوے اور پھل ﴿

"جیسے تفریحات اور خوش بسری کے ہم شائق ہیں ویسے ہی ایک شہری کے سخت مدنی فرائض ادا کرنے میں بھی جفاکشی اور سرگرمی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے ۔ جن وسائل سے ہم اِس درجۂ ترقی کو پہنچے ہیں وہ کوئی راز سربستہ نہیں جن کو دوسروں سے ہم نے پوشیدہ رکھا ہو ۔ جسکا دل چاہے ہمارے شہر میں آئے اور جو کچھ ہم سے سیکھنا یا پوچھنا ہو وہ سیکھے اور پوچھے ۔ تعلیم و تربیت کے وقت ہماری طبیعت پر زیادہ بوجھ نہیں ڈالا جاتا لیکن باوجود اس کے ہماری تربیت ایسی ہوتی ہے کہ جب آزمائش کا وقت آتا ہے تو پھر ہماری ہمت کسی چیز میں قاصر نہیں ہوتی ۔ طبیعتیں آزاد ۔ دل خوش ۔ قانون سے مستغنی کیونکہ خود ہماری طبیعت قانون کا حکم رکھتی ہے ہم ہر کام میں اُن لوگوں کی طرح جان کھپانے کو تیار ہوجاتے ہیں

جنہوں نے خطروں کے انتظار اور اُن کے مقابلے کی فکر و تدبیر میں عمریں صرف کر دی ہیں۔ اور پھر بھی ہم ہی اُن سے زیادہ نفع میں رہے ہیں ؟

"مکرر کہتا ہوں کہ ہم لوگ ارادہ بھی رکھتے ہیں اور عمل بھی۔ ملک پر زندگی وقف کر کے جینا ہماری اصلی زندگی ہے۔ ہمارے نزدیک حُسن وخوبی ایسی چیزیں نہیں ہیں جو آسمان سے نیچے اترنا ہی نہ جانتی ہوں بلکہ وہ گھر کی معمولی چیزوں اور گھر کے انتظام سے مغائر نہیں ہیں۔ انسان پھر انسان ہے گو وہ اپنی طبیعت کو ریاضت سے عرش پر پہنچا لے۔ ہم ایک معمولی شہری کو مدبّر کے درجے سے علیحدہ نہیں سمجھتے۔ اگر کسی کو اپنے ذاتی کاروبار سے اتنی مہلت نہیں ملتی کہ وہ انتظام حکومت میں حصہ لے سکے تو ہم یہ کہکر خاموش نہیں ہو جاتے کہ اُس کو اپنے رنج کے کاموں سے فرصت نہیں ہے بلکہ اُس کو ملک کا ایک خادم بے کار تصور کرتے ہیں۔ اگر ہم کسی سیاسی تحریک کو عمل میں نہیں لا سکتے تو اتنا ضرور کرتے ہیں کہ اسکے متعلق ایک مستقل رائے قائم کریں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک کسی معاملے پر ملکر بحث کرنی اُسپر عمل کرنے کا پہلا زینہ ہے۔ ہماری دلیری وجوانمردی جہالت یا حماقت کا نتیجہ نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ ہم آنکھیں کھول کر نقصان کا دام دام گنتے ہوئے خطروں میں گھستے ہیں۔ مگر باوجود اسکے ہمارا مسلک سیاسی یہ نہیں ہے کہ ہر وقت اپنا ہی نفع سوچا کریں۔ جس قدر ہم نے سلوک اور مہربانی سے دوسروں کے قلوب کو تسخیر کیا ہے اور جسقدر ہم نے اپنے سُود وزیاں سے قطع نظر کر کے محض حُریّت کو اپنا دین وایمان جانکر دوسروں کی مدد کی ہے کسی اور قوم سے بن نہیں پڑی۔ ہمارا شہر وہ ہے جس سے کُل یونان اور یونان کی دنیا کو سبق لینا چاہئیے۔ کہیں کا آدمی لے لیجئے مگر ایتھنز کے ایک شہری کے برابر شائستگی میں کامل اور ہر فن کا شیفتہ وشایق نہ نکلے گا۔ ایتھنز میں بہت سے اوصاف نکلیں گے اور ہر وصف قابل تعریف ثابت ہوگا۔ تمام شہروں میں صرف یہ ہی شہر ایسا ہے جو اپنی شہرت سے بھی بالاتر ہے۔ کسی شاعر کی مدح سرائی کا وہ محتاج نہیں۔ تمام خشک وتر اسکی فتوح ومہام کا شاہد ہے۔ اگر دشمن کو شکست دیتا ہے تو اُسکی آبروریزی نہیں کرتا۔ جو قومیں اُسکی مطیع ومنقاد ہیں وہ بھی گواہی دے رہی ہیں کہ حکومت کرنی حقیقت میں اُسی کو زیبا ہے ؟

"ایسے ہی قابل تعریف شہر سے یہ لوگ تھے جنہوں نے اُسکی خدمت میں اپنی جانیں نثار کردیں اور جن کے دفن کے مراسم ادا کرنے کے لیئے اُسوقت ہم سب یہاں حاضر ہوے ہیں۔ شہر کی تعریف دراصل شہر والوں کی تعریف ہے جنہوں نے شہری ہونیکا حق ادا کرکے اپنے شہر کو ایسا بنا دیا جیسا کہ آج وہ سب کو نظر آرہا ہے۔ جیسی موت اِن لوگوں کی ہوی ہے اِس سے بہتر کس کی تقدیر ہوسکتی تھی۔ ایسی ہی موت وہ تقدیر ہے جو انسان کے حق میں مشیت کا بہترین اندازہ کہی جاسکتی ہے خواہ وہ کسی کے اعمال نیک کی ابتدا میں پوری ہوئی ہو اور خواہ انتہا میں۔ یہ وہ لوگ تھے جو حُبِ وطن میں جان پر بازی لگا کر دوڑ پڑے اور پھر اس دوڑ میں کوئی چیز اُن کو نہ روک سکی۔ نہ دل کی آرزوئیں نکالنے کا خیال مانع ہوا۔ نہ تلافی مافات کی خواہش سے جان عزیز ہوئی۔ نہ ترک دولت کے خیال نے اور نہ حالت مفلسی میں اپنوں کو بے کس چھوڑنے کے افسوس نے اُنکی رفتار میں فرق پیدا کیا۔ محض انتقام اور پاس ناموس پر ہمتیں باندھ لیں اور جب وقت آگیا تو گریز و فرار کی حالت خوف میں نہیں بلکہ فتح و نصرت کے نشان دیکھتے ہوے کاری زخم کھا کر زمین پر گرے "۔

"انکی مثال ہم پس ماندگاں کو ہمیشہ اپنی نظر میں رکھنی چاہیئے۔ اور دعا کرنی چاہیئے کہ وطن کی خدمت میں ہم کو زیادہ عمریں نصیب ہوں۔ میں اسوقت اُن برکتوں کو بیان کرکے جو وطن کے دشمنوں کو پامال کرکے ملا کرتی ہیں تمہاری طبیعتوں کو بے قرار کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ ابھی ملک کی خدمت گزاری کے لیئے اِس سے بھی بڑھکر کام کرنے باقی ہیں۔ ذرا اِس عالیشان شہر کو دیکھو اور اُسکی وسیع و زبردست سلطنت کا خیال کرو۔ اُسکی خوبصورتی و خوشنمائی کا عشق اپنی ہر رگ جاں میں پیدا کرلو اور یاد رکھو کہ اُسی کے باشندوں کی ہمت و استقلال۔ اداے خدمت اور کسب وقار کا نتیجہ ہے کہ آج وہ اس رفعت کو پہنچا ہے۔ اُن کی کوششیں خواہ ناکام رہی ہوں مگر وہ خود وفاداری میں مرتے دم تک ثابت قدم رہے۔ اور جب کوئی چیز پاس نہ رہی تو جان نذر کردی۔ اُنکی خدمتوں کا صلہ جسقدر ہو کم ہے۔ اُن کی شان کبھی نہ گھٹیگی۔ اُنکی لحد تو بے شک یہ ہی چار ہاتھ کی لمبی زمین رہے گی جہاں اُنکی مٹی رکھدی ہے لیکن اُن کا مزار تمام عالم ہوگا۔ اور اُن کے مزار کا کتبہ کسی پتھر پر کندہ نہ ہوگا۔ بلکہ بنی نوع انسان کے لوح دل پر نقش رہے گا اور

جہاں کہیں انسان کے بڑے بڑے کاموں کا ذکر ہوگا وہاں اُن کے نام بھی لیئے جائیں گے ؛

"جو لوگ اسطرح مرتے ہیں موت اُن کے حق میں کوئی نقصان نہیں ہوتی۔ میں اُن کے والدین سے شریک ماتم ہو کر عرض کرتا ہوں کہ ذرا زندگی کے انقلابات واتفاقات پر غور فرمائیں۔ اِس زندگی میں وہ ہی اچھا رہا جسکی زندگی گو کم ہوئی مگر راحت وعزت سے گزری۔ میں جانتا ہوں کہ ایسی باتوں سے آپکے دلوں کو صبر آنا مشکل ہے۔ اسوقت آپ دوسروں کو اُس نعمت سے متمتع دیکھ رہے ہیں جو پہلے آپ کو بھی نصیب تھی مگر آج اُس سے محروم ہیں۔ مگر میں یہ ہی کہوں گا کہ اپنا دل نہ توڑ دیجئے بلکہ اِس درد کو صبر کے ساتھ برداشت کیجئے۔ آپ میں بعض ایسے ہیں جن کے ابھی اور اولاد ہوگی۔ جو بچے اسوقت کم سن ہیں جوان ہو کر اُن کی جگہ حاصل کریں گے جنہوں نے ملک کی خدمت میں جانیں دی ہیں۔ گھر میں جو جگہ خالی ہوئی ہے وہ پھر بھر جائیگی۔ اور شہر کی جو طاقت کم ہوئی ہے وہ پوری ہو جائیگی مگر جن کو اب اولاد کی امید نہیں ہے وہ اِس خیال سے اپنے دلوں کو تسکین دے لیں کہ زندگی کا ایک حصہ بہت اچھی طرح گزر چکا ہے اور حصہ بھی وہ جسکی مدت نسبتہً زیادہ ہے مگر جو تھوڑا حصہ باقی ہے اُس میں وہ اُس تعظیم وتکریم کے مستحق رہیں گے جو پیرانہ سالی کا سب سے بڑا نور اور راحت تسلی ہے ؛

"اُن لوگوں کے واسطے جو اِن مرنے والوں کی اولاد واعزا میں ایک سخت مرحلہ باقی ہے۔ انسان جب تک زندہ رہتا ہے انسان رہتا ہے لیکن جب وہ مرجاتا ہے تو اُس کے کام انسان سے بالاتر سمجھے جاتے ہیں۔ پس نیک اور شریفانہ کاموں کے لیئے جہاد کرنا تمہارا کام ہے۔ نیکی ہی وہ چیز ہے جو کینہ اور بہتان کی دسترس سے باہر ہے ؛

"اُن شریف وعفیف بیویوں کے لیئے جو اب بیوہ ہو کر زندہ رہیں گی مجھ کو چند مختصر جملے کہنے ہیں۔ وہ ہی شریف بی بی سب سے اعلیٰ رتبہ رکھتی ہے جسمیں عورت کی صفات جو عورت کے ساتھ اتری ہیں موجود ہوں۔ اور وہ شریف بی بی نیکنامی وشہرت کی سب سے زیادہ مستحق ہے جسکا نام بھلائی یا برائی سے کبھی مردوں کی

زبان پر نہ آیا ہو۔

لہٰذا اب مجھے کچھ اور کہنا باقی نہیں کام جو کچھ باقی ہے وہ شہر کی حفاظت ہے۔ اور شہر ہی اپنی حفاظت کے صلے میں اِن مرنے والوں کے یتیموں کو پروان چڑھائیگا۔ کیونکہ یہ ہی وہ انعام اور پھولوں کا تاج ہے جو وہ اپنے شہریوں کو دیتا ہے۔ پس اے لوگو۔ جب ماتم ختم کر لو تو اپنے گھروں کو رخصت ہو" سلہ

سلہ تھیوسی ڈائیڈیز جلد ۲ صفحہ ۴۳-۴۶ (جوئٹ کا ترجمہ)

پندرھواں باب

پیرکلیز کا آخری زمانہ

ایٹیکا پر دوسری چڑھائی - پوٹیڈیا کا اطاعت قبول کرنا - پیرکلیز کی موت

سنہ ۴۳۰ ق۔م کا موسم بہار شروع ہوا تھا کہ پیلوپونےسس والے ایٹیکا پر چڑھ آئے۔ وسط کے مسطح قطعات کو خراب کرتے ہوئے سنی ام کے علاقے میں پہنچے اور اُس کے دونوں طرف ساحل کی زمینوں کو خوب تباہ کیا۔ یہاں آئے ہوئے چند ہی روز گزرے تھے کہ ایتھنز میں وبا کے پھیلنے کی خبر سنی۔ کہا جاتا ہے کہ اسی خبر سے پریشان ہو کر اُن کی یہ دوسری فوجکشی ناتمام رہی۔ پھر بھی ایٹیکا کے علاقے میں چالیس روز سے کم اُن کا قیام نہیں رہا۔ اس زمانے میں اِدھر لوٹ مار ہو رہی تھی اور اُدھر ایتھنز میں وبا کی شدت بدستور قائم تھی۔

یہ نئی بلا ایسی شدید تھی کہ اُسکی مثل یونان کی تاریخ میں کہیں پڑھنے میں نہیں آتی۔ جسطرح اور سب آفتیں مشرق سے آیا کرتی تھیں یہ بھی وہیں سے آئی تھی۔ کچھ عرصے تک خیال رہا کہ پیلوپونےسس کے لوگ پانی کے حوضوں میں زہر گھول گئے ہیں۔ لیکن جب اموات کی کثرت ہوئی تو معلوم ہوا کہ موت کا باعث ایک مرض ہے جو سخت متعدی ہے اور جسکی تشخیص و علاج سے یونان کے اطباء بالکل ناواقف ہیں۔ نہ دوا اثر کرتی ہے اور نہ دعا۔

شہر کی حالت بھی ایسی نہ تھی کہ وبا اُسمیں شروع ہو کر پھر دُور ہو سکتی۔ تمام شہر دیہات و قصبات کے لوگوں سے بھر گیا تھا جن کو لڑائی کی وجہ سے اندر بلا لیا گیا تھا۔ اور چونکہ اُن کے لئے مکان نہ تھے اِس لئے بہت سے آدمی تنگ و تاریک جھونپڑیوں میں ساتھ رہکر گزر کرتے تھے۔ اور اِن ہی میں وبا کا بہت زور تھا۔ ہر جگہ لاشوں کے ڈھیر نظر آتے تھے۔ مریض بازاروں اور سڑکوں پر بحالت زار گھسٹتے نظر آتے تھے۔ یا فواروں کے قریب زمین پر پڑے کروٹیں بدلتے تھے۔ بُت خانوں میں مُردے پڑے تھے۔ کوئی سرکاری انتظام لاشوں کے دفن کرنے یا جلانے کا نہ تھا۔

ہر شخص جسطرح ہوتا تھا اپنے مردے آپ دبا دیتا تھا یا جلا دیتا تھا۔ جب کسی کے مُردے زیادہ ہوتے تھے تو وہ دوسروں کی قبروں میں اُن کو رکھ آتا۔ یا اگر کہیں دوسروں کی ارتھیاں جلتی دیکھتا تو اُن ہی میں اپنے مُردے بھی جھونک دیتا ؛

اِن جانکاہ و شدید جسمانی مصیبتوں کے ساتھ اخلاقی خرابیاں بھی پیدا ہوگئیں جو آفات بدنی کا ضروری نتیجہ تھیں۔ ہر زمانے اور مقام کی مثل ایتھنز میں بھی ایسے لوگ موجود تھے جو اپنا ظاہر اچھا دکھاتے تھے لیکن چھپکر عیب کرنے کو روا رکھتے تھے۔ اور بہت سے لوگ ایسے بھی تھے جن کو محض سزا کا خوف ارتکاب جرائم سے باز رکھتا تھا۔ اب اِن دونوں قسم کے لوگوں کی حالت کچھ اور ہوگئی۔ جو چھپکر عیب کرتے تھے اُنھوں نے اپنے عیبوں سے پردہ اُٹھا دیا اور جو سزا کے ڈر سے عیب نہ کرتے تھے اُن کو اب خدا کا خوف باقی تھا نہ بندے کا۔ خدا کے احکام سے تو یہ سمجھکر غافل ہوئے کہ نیک و بد سب ہی ایک موت مر رہے ہیں اور انسان کے قانون کو خود اُس قہر و عذاب نے منسوخ کر دیا جو اسوقت شہر پر نازل تھا ؛

پیلوپونےسس کو البتہ وبا سے بہت کم نقصان پہنچا۔ تھیوسی ڈائیڈیز کے بیان سے وبا کا وہاں پہنچنا تو ضرور دریافت ہوتا ہے لیکن کسی بڑے شہر میں اُس کا پھیلنا نہیں پایا جاتا۔ صرف علاقۂ آرکیڈیا کے جنوب مغربی گوشے میں دُور جا کر فی گالیا کے ایک چھوٹے سے قصبے میں شکایت پیدا ہوئی۔ بُت پرستوں کے نزدیک اپولو دیوتا نے جو زخموں کو اچھا کر دیتا ہے مخلوق کی مدد کی اور فی گالیا کے لوگوں نے باسی کی گھاٹی میں جسکے گرد اونچے اونچے پہاڑ اور بعید و جسیم بلوط کے کہن سال درخت ابتک کھڑے ہیں ایک خوبصورت مندر اپولو کی شکرگزاری میں بنایا۔ یہ مندر ابتک باقی ہے اور یونان کے آثار قدیمہ میں تھی سی ام کی عمارت کے بعد یہ ہی ایک عمارت ہے جو بہت کچھ اپنی اصلی شکل و صورت میں ابتک قائم ہے ؛

اسوقت پیریکلیز کے چاروں طرف ایک عالمگیر مصیبت و ہلاکت اپنا سما دکھا رہی تھی۔ مگر یہ دل کا قوی اپنے ارادے میں اُسی طرح مضبوط تھا۔ پیلوپونےسس والوں کی پہلی چڑھائی کے زمانے میں پیشتر اِس سے کہ وہ ایکارنی اور ایتھنز کے بیچ کا میدان چھوڑ کر ساحل تک پہنچیں۔ پیریکلیز نے سو جہازوں کا ایک بیڑا جسمیں چار ہزار زرہ پوش

ایتھنزی سپاہ موجود تھی تیار کرلیا تھا۔ چند پرانے جہازوں کو باربرداری کے لیئے درست کیا اور اُن پر تین سو گھوڑے سوار کرکے بیڑے کے ساتھ رکھے۔ بحری لڑائیوں کے سامان میں یہ نئی صورت پہلی ہی مرتبہ پیدا کی گئی تھی کہ بیڑے کے ساتھ گھوڑے بھی رکھے جاتے تھے۔ بیڑے اور باربرداری کے جہازوں کے علاوہ پچاس جہاز جزائر کی اوس اور لس بوس سے بھی آگئے تھے۔ اور اِس کُل مہیب سامان کے ساتھ پیرکلیز خود امیرالبحر بنکر پیلوپونےسس کو روانہ ہوا تاکہ یہاں کے لوگوں نے جو کچھ نقصان ایٹیکا کو پہنچایا ہے اُس کا بدلا لیا جاوے۔ پیلوپونےسس والوں نے بھی جسوقت وہ اپنا لشکر ساحل سے وطن کو لیجاتے تھے ایتھنز کے اِس عظیم الشان بیڑے کو خلیج میں دیکھا تھا جو اِس بات کا ثبوت دے رہا تھا کہ گو مصیبتیں شدید آئیں مگر ایتھنز ابھی تک اُن سے مغلوب نہیں ہوا ۔

آرگوس کے ساحل پر ایتھنزی بیڑے نے اپی ڈورس کے شہر پر حملہ کرکے اُسکے نواح کو خوب لُوٹا مگر خاص شہر پر قبضہ نہ ہوسکا۔ اسیطرح ٹری زن۔ ہیلی اس اور ہرمیونی کے شہروں پر جو اسی ساحل پر اسپارٹا کے اتحادی شہر تھے چڑھائی کی گئی مگر کامیابی نہیں ہوی۔ لاکونیا کے ساحل پر پراسی ای کا ایک چھوٹا گمنام سا قصبہ تھا اُس پر البتہ ایتھنزی بیڑے کو بہت کامیابی ہوئی۔ یعنی قصبے پر تصرف کرکے اُسکو منہدم کردیا۔ مستقل طور پر قبضہ رکھنے کا یہاں بھی کوئی بندوبست نہ کیا۔ اسقدر کارگزاری کے بعد یہ بیڑا ایتھنز کو واپس چلا آیا۔ مگر واپس آتے ہی اُسکو پوٹیڈیا کے حصار پر جانا پڑا۔ اِسوقت وہ اُن افسروں کی سرکردگی میں روانہ کیا گیا جو حال میں پیرکلیز کی ماتحتی کرچکے تھے۔ اب یہ بیڑا پوٹیڈیا پہنچنے نہ پایا تھا کہ جہازوں پر جو فوجیں سوار تھیں اُن میں وبا پھیل گئی اور پھر اِن سے اُس لشکر میں پھیلی جو پہلے سے حصار میں مصروف تھا۔ جب شہر کی فتح میں تمام کوششیں بیکار ثابت ہوئیں تو یہ بیڑا کچھ مدت قیام کرنیکے بعد وطن کو واپس چلا آیا۔ مگر اس حال میں کہ چار ہزار زرہ پوشوں میں سے ایک ہزار وبا کی نذر ہوچکے تھے ۔

ایسی حالت میں اگر ایتھنز کے لوگوں کی رائے میں کوئی تبدیلی واقع ہوی تو محل تعجب نہیں۔ شہر میں وبا شدت سے تھی اور کسی کو انکار نہ تھا کہ مرض میں یہ کثرت پیرکلیز کی سوء تدبیر کا نتیجہ ہے۔ کسی کو شہر سے باہر نکلنے کا حکم نہ تھا اگر آج لوگ ایٹیکا میں پھیلے ہوے ہوتے تو کم سے کم ایک سے دوسرے کو مرض کے لگنے کا اندیشہ تو کم ہوجاتا۔ شہر پناہ سے باہر ایٹیکا کا کل علاقہ ایتھنز سے لیکر سنی ام تک اور

سنی ام سے لیکر میری تھون تک اور میری تھون سے ایلی یوسس تک بالکل ویران پڑا تھا۔ کاشتکاروں اور زمینداروں کو اپنی زمینوں سے مطلق آمدنی نہ رہی تھی۔ دولتمندوں کی حالت بھی اچھی نہ تھی۔ علاوہ جہازوں اور رسالوں کے خرچ کے جسکا بار ہمیشہ انکی گردن پر رہتا تھا پیلوپونےسس کے گشت کے لئے ایک زبردست بیڑے کی تیاری میں بھی انکو بہت کچھ روپیہ دینا پڑا تھا۔ مگر اس بیڑے نے تیار ہونیکے بعد سمندر پر تین مہینے سے بھی کم کام دیا تھا۔ اور جو کچھ کام کیا تھا وہ یہ تھا کہ ارگولس کے ساحل پر چند علاقوں کو لوٹا اور لاکونیا میں ایک قصبے کو منہدم کیا۔ اور پوٹیڈیا میں علاوہ ناکامی کے ایک تندرست لشکر میں وبا پھیلا کر گھر چلا آیا۔

غرضیکہ ایتھنز والوں کا خیال بدلا اور اسکی پہلی علامت اسطرح ظاہر ہوئی کہ انھوں نے صلح کی غرض سے اپنے ایلچی اسپارٹا کو روانہ کئے۔ اسپارٹا کے لوگوں کو ایتھنز میں وبا کے متعلق نہایت مبالغہ آمیز خبریں پہنچی تھیں اور وہ سمجھ رہے تھے کہ اب ایتھنز کا سنبھلنا ممکن نہیں۔ اُس کے خاتمے کا وقت قریب پہنچ گیا ہے۔ اسلئے انھوں نے ایلچیوں کی طرف کچھ التفات نہ کیا۔ ممکن ہے کہ انھوں نے پیغام صلح کو معتبر نہ سمجھا ہو کیونکہ اُن کو شبہ ہو گیا تھا کہ پیری کلیز کے حکم سے یہ پیغام اُن تک نہیں پہنچا ہے۔ غرض ایلچی ناکام واپس آئے۔ اور اب ایتھنز والوں کو اُس شخص پر اور بھی غصہ آیا جس نے لڑائی کی مصیبت اُن کے سر پر ڈالی تھی۔ پیری کلیز نے یہ حالت دیکھی تو سمجھا کہ واقعی اب تو بری طرح جمہور کی نفرین و ملامت کا ہدف بننا پڑا۔ اسوقت تک ملکی معاملات پر جمہور کے عام جلسے نہ ہونے دیئے تھے۔ لیکن اب حالات نے مجبور کیا کہ مجلس عام کا ایک جلسہ قرار دیکر کچھ گفتگو کرے تاکہ لوگوں کا غصہ ٹھنڈا ہو۔ اِس مجلس کے سامنے اُس کو اپنی کسی غلطی کا اعتراف کرنا نہ تھا۔ کیونکہ وہ خود کسی بات میں نہ بدلا تھا۔ جو کچھ تبدیلی ہوی تھی وہ جمہور کے قصد و ارادے میں ہوی تھی۔ بجز وبا کے واقعے کے جسکو پہلے سے دیکھ لینا قوت بشری سے باہر تھا اور کوئی بات ایسی پیش نہ آئی تھی جسکی نسبت پیری کلیز نے پہلے سے سب کو خبردار نہ کر دیا ہو۔ اگر شروع میں لڑائی کا قصد ایک درست فعل تھا تو اب لڑائی بند کرنے کی خواہش ایک نادرست فعل ہے۔ جو تبدیلی اسوقت طبیعتوں میں پیدا ہوی ہے وہ جمہور ایتھنز کی شان کے خلاف ہے۔ اور یہ خیال بھی انکو زیبا نہیں کہ جس تدبیر میں سب شریک ہوے تھے اُسکی بابت اب محض ایک شخص کو ذمہ دار قرار دیں۔ لڑائی بے شک ایک سخت مصیبت ہے جسکو کوئی شہر بھی اگر وہ ٹل سکے تو اپنے سر پر نہیں لانا چاہتا۔ لیکن

آزادی سے محروم ہو جانا لڑائی سے بھی زیادہ سخت مصیبت ہے اور جب ان دو آفتوں میں سے ایک کا آنا ضروری ہے تو پھر پس و پیش سے کیا حاصل؟

اسکے بعد پیریکلیز نے لوگوں کو سمجھایا کہ جو آفات اسوقت شہر پر نازل ہیں وہ بلاشک شہر والوں کے حق میں بڑی تباہی کا باعث ہو رہی ہیں لیکن شہر کی قوت جیسی تھی ویسی ہی ہے۔ اور جیسی اچھی امیدیں فتح کے بارے میں پہلے تھیں وہ ہی اب بھی موجود ہیں۔ ایتھنز کی بحری طاقت دنیا میں سب سے بڑھکر ہے۔ سمندر کے وہ بلا شرکت غیرے مالک ہیں۔ یہاں تک کہ اگر ایران کا بادشاہ اعظم بھی ان کے جہازوں کو جہاں وہ جانا چاہیں جانے سے روکے تو وہ روک نہیں سکتا۔ جن لوگوں کے پاس قوت و سطوت کا ایسا سامان موجود ہو اُن کے قبضے سے چند گھروں یا کھیتوں کا نکل جانا ایسا کیا بڑا نقصان ہے۔ اگر آزادی قائم ہے تو جو نقصان ہوگا وہ آگے چلکر رفع ہو جائے گا۔ لیکن اگر دوسروں کے غلام اور چاکر بن گئے تو پھر آزادی ہی نہ جائے گی بلکہ آزادی سے جو برکتیں حاصل ہوتی ہیں اُن سے بھی محروم ہونا پڑے گا۔ تمھارے اسلاف تو وہ تھے کہ ایک بڑی سلطنت پیدا کر گئے اور تم اتنے بھی نہیں کہ اُس سلطنت کو قائم رکھ سکو۔ ایسی بے عزتی اور بدنامی سے خدا سب کو محفوظ رکھے۔

اس میں شبہ نہیں کہ ایک بڑی وسیع سلطنت پر قبضہ رکھنا ہی وہ چیز تھا جس نے ایتھنزیوں کی حالت کو اسوقت نازک کر دیا تھا۔ پیریکلیز کہتا تھا کہ "یہ نہ سمجھو کہ اسوقت صرف آزادی یا غلامی کا مسئلہ بحث طلب ہے۔ نہیں۔ ایک بڑی سلطنت کو ہاتھ سے دینے نہ دینے کا سوال بھی درپیش ہے۔ اور اس سلطنت اور حکومت سے جو عداوت غیروں کو ہم سے ہو گئی ہے اُسپر غور کرنا ہے۔ ہماری سلطنت ایک جابرانہ اور مطلق العنان حکومت ہے اور دنیا کو یقین ہے کہ ہم نے انصاف کا خون کر کے اُس کو حاصل کیا ہے۔ پس اُسکو ہاتھ سے دینے میں ہماری خیر نہیں۔ اب ایک ایماندار آدمی کی طرح کام کرنے کا وقت نہیں ہے۔ اور جو ایمانداری کا مسلک اختیار کریں گے وہ اس سلطنت کو غارت کر کے چھوڑیں گے"۔

"جس راہ پر چل رہے ہو اُسکو نہ چھوڑو۔ بزرگی اور شہرت کے راستے پر قدم بڑھاؤ۔ تمھارے شہر کا نام اس لئے دنیا میں سب سے بڑا ہے کہ مشکلیں سی مشکلیں

اُسپر پڑیں مگر کبھی ہمت نہ ہارا۔ اِسی لڑائی میں جو جو مصیبتیں اُس نے اٹھائی ہیں اور کسی سے اُٹھائے نہ اٹھ سکیں۔ جتنے آدمی اُس کے کام آئے کسی دوسرے شہر کے نہیں آئے۔ پس تمھارا شہر جیسی ایک زبردست طاقت آج ہے دوسرا اُسکے برابر کوئی نظر نہیں آتا۔ اُسکی شان وشوکت ایسی ہے جو دنیا میں ہمیشہ قائم رہے گی۔ اگر ہم کو کبھی مجبور ہو کر اُس کی بزرگی وعظمت میں کمی بھی دیکھنی پڑی (کیونکہ دنیا میں ہر چیز کے لئے ایک وقت نمو و بالیدگی کا ہوتا ہے اور ایک وقت انحطاط اور موت کا) تو کیا دنیا اِس بات کو ہمیشہ یاد نہ رکھیگی کہ تمام یونانیوں میں ہم ہی ایسے تھے جنہوں نے زیادہ سے زیادہ یونانیوں پر حکومت کی تھی۔ اور یہ کہ ہم ہی وہ تھے جنہوں نے تنہا یا بشرکت رفقاء نہایت خونریز وہیبتناک معرکوں میں دشمن کا مقابلہ کیا تھا۔ اور ہم ہی ایک ایسے شہر کے شہر والے تھے جو فضیلت و دولت سے مالا مال ہو رہا تھا؟ نکمے و کاہل آدمی ضرور ان باتوں پر حرف گیری کریں گے لیکن جو کام کے لوگ ہیں وہ ضرور کوشش کر کے ہمارے درجے تک پہنچنے کے ہمیشہ آرزومند ہوں گے اور وہ جنکے مقسوم کم ہیں ہم پر رشک کریں گے۔ دوسروں کا محل عداوت قرار پانا یا باعث آزار ہو جانا ہمیشہ سے اُن لوگوں کی قسمت میں اترا ہے جنہوں نے دنیا میں سلطنتیں پیدا کی ہیں۔ لیکن وہ ہی ٹھیک فیصلہ کرتے ہیں جو بڑے کام اٹھانے میں بدنامی کی پروا نہیں کرتے اور خلقت کی نظروں میں اپنے نامقبول ہو جانیکو چپ چاپ گوارا کر لیتے ہیں۔ عداوت بہت دن قائم نہیں رہتی۔ بڑے بڑے کاموں اور معرکوں میں علاوہ اس عزت وشان کے جو عین وقت پر ظاہر ہوتی ہے ایک نامودی اور شہرت بھی پیدا ہوتی ہے جو انسان کے دل میں تاقیامت زندہ رہتی ہے۔ پس اچھی اچھی امیدیں دل میں رکھکر اور اسوقت کی بے عزتی سے بچنے کا پختہ ارادہ کر کے کوشش کرو تاکہ عزت اور شہرت دونوں حاصل رہیں۔ ہرگز کوئی سفارت لیسی ڈمونیا کے لوگوں کے پاس نہ بھیجو۔ اور اُن کو اسکا مطلق علم نہ ہونے دو کہ اِسوقت کی تکلیفوں سے تمھاری ہمتیں پست ہونے لگی ہیں۔ کیونکہ بڑی سلطنتیں اور بڑی قومیں ایسی مصیبتوں میں ہمت نہیں ہارا کرتیں بلکہ اور زیادہ مستعد و کمربستہ ہو جاتی ہیں"۔[1]

---

[1] تھیوسی ڈائڈیز ۲، ۶۴ (جوئٹ)

ایسے دلیر اور نڈر آدمی کے حق میں سوائے تعریف کے اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ باوجودیکہ شہر والے سخت مخالف ہو رہے ہیں۔ ایٹیکا میں ہر طرف قتل وغارت کی علامتیں آنکھوں کے سامنے ہیں اور حالت کرب وسکرات میں مریضوں کی آہیں کانوں میں بھری جاتی ہیں۔ مگر وہ دل کا مضبوط دشمنوں کے مقابلے کے لیئے پتھر کی دیوار بنا کھڑا ہے۔ حقیقت میں ایسے ہی خمیر سے دنیا کے حکمراں اور جہانباں بنائے جاتے ہیں۔ مگر پھر بھی یہ ہی کہنا پڑے گا کہ پیری کلیز کی تقریر انصاف ومروت سے بعید تھی اُسکے ہر لفظ سے حکومت کا وہ جنون ٹپک رہا ہے جس نے اسوقت ایتھنز کی آزادی کو ایک خطرے میں ڈال رکھا ہے۔ ایتھنز کی دیواروں سے باہر اگر ایسی تقریر کی جاتی تو بڑے غیظ وغضب سے اُس کے جواب دیئے جاتے۔ لیکن شہر کے اندر اُسکے مضامین نے اہل شہر کے دلوں میں نہایت خود غرضانہ جذبات کو ترقی دی ہوگی۔ مدت سے ایتھنز کے لوگوں کے ذہن میں یہ جما دیا گیا تھا کہ ایتھنز کی اتحادی ریاستوں کا روپیہ ایتھنز کا مال ہے۔ گویا جو ریاستیں ڈیلوسی لیگ میں شریک ہوئی تھیں وہ اپنے ہی چندوں کی بدولت جو حفظ آزادی کی غرض سے دیئے گئے تھے ایتھنز کی محکوم ہو گئیں۔ اور اب ایتھنز والوں کو یہ سبق پڑھایا جاتا تھا کہ اُنکی سلطنت ایک حکومت جابر ومطلق العنان ہے اور غیروں کو اُس سے ایسی ہی عداوت ہے جیسے کہ ایک حاکم جابر ومطلق سے انسان کو بالعموم ہوا کرتی ہے۔ اور ایسے ہی حاکم کی طرح اُسکو بھی اپنی حفاظت کے لیئے فوجی طاقت پر ہمیشہ بھروسا رکھنا چاہیئے۔ ایتھنز کے لوگوں کو بتایا کہ ایک مختار کُل حاکم کے لیئے کسی ضروری کام میں دلیل کی حاجت نہیں۔ اُس کے لیئے ضرورت خود دلیل ضرورت ہے۔ فاتح کا دین وایمان محض یہ ہی ہے کہ شان وشہرت حاصل کی جاوے۔ گویا حُب جاہ وطلب دنیا میں بازی جیتنے کے لیئے فقط اسی پانسے کو جیتنا ہے۔ مقرر نے صرف اسی طرف اشارہ نہیں کیا کہ کل یونان کا فائدہ بھی ایتھنز کے فائدے پر مقدم نہیں ہو سکتا بلکہ اِس بات پر صاف صاف زور دیا کہ ایمانداری ایک مضر مسلک سیاسی ہے۔ بس ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک خطرناک بلندی تھی جسپر پیری کلیز نے اپنی سیاسی تدابیر سے ایتھنز کو پہنچا دیا تھا۔ اور یہ ہی سیاسی تدابیر تھیں جن کی تائید میں مبالغہ آمیز مجمعوں اور گپ بازیوں سے کام لیا پڑتا تھا۔

یہ استدلال بالکل غلط تھا کہ ایتھنز کی مصیبتیں ایتھنز کے لوگوں کی مصیبتوں سے کوئی جدا چیز نہیں۔ یہ باتیں سنکر اُن لوگوں کے قلب کی کیا حالت ہوئی ہوگی جن کو شہر کے اندر تو بھیڑ بکریوں کی طرح مرجانے کا حکم تھا مگر شہر سے باہر قدم نکالکر دشمن سے لڑنے کی مطلق اجازت نہ تھی۔ لڑائی کے لئے صرف ایک بیڑا البتہ تیار کیا گیا تھا مگر ایسے مفتوح و مسخر نہ ہونے والے بیڑے کا عدم وجود برابر تھا جو ایپی ڈورس اور پوٹیڈیا کو بھی مسخر نہ کر سکے ؛

ایتھنزیوں پر پیرکلیز کی تقریر کا اتنا اثر تو ضرور ہوا کہ انھوں نے پھر کوئی سفارت اسپارٹا کو نہ بھیجی۔ اور لڑائی جاری رکھنے پر ثابت قدم رہے۔ لیکن خاص ایتھنز میں جو فریق مخالف تھا اُس کو اتنا زور ہوگیا کہ پیرکلیز کو نہ صرف سپہ سالاری کے عہدے سے معزول کرا دیا بلکہ سرکاری روپئے غبن کرنے کا جرم عدالت میں ثابت کرا کے پچاس ٹیلنٹ جرمانے کی سزا بھی اُس کو دلوا دی۔ چونکہ مستغیثوں میں اُس کے پرانے دشمن کلیون کا نام بھی دیکھنے میں آتا ہے اس لئے یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ وہ لوگ جو باوجود حکومت عمومیہ کے معتقد اور لڑائی کے حامی ہونے کے پیرکلیز کے مخالف تھے وہ امراء یعنی عدیدیوں کے فریق سے زیادہ طاقتور ثابت ہوئے جو پیرکلیز کی معزولی کے ساتھ صلح کا بھی خواہاں تھا۔ دیہات اور قصبات کے لوگ جن کو وبا اور لڑائی میں سب سے زیادہ نقصان پہنچا تھا پیرکلیز کی معزولی کے بارے میں کچھ نہ کر سکے۔ پیرکلیز کو عدالت سے سزایاب کرانا تو حقیقت میں ایک فریق کی بن آئی بات تھی کیونکہ تمام الزاموں میں غبن ہی ایک ایسا الزام تھا جو پیرکلیز کے مقابلے میں ہرگز ثابت نہ ہو سکتا تھا۔ لیکن یہ الزام اِس قسم کا تھا جو سلطنت کے عہدہ داروں کی نسبت نہایت آسانی سے باور کر لیا جاتا تھا اور یہی بات ثبوت الزام کے لئے کافی تھی ؛

پندرہ برس کی مسلسل خدمات کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ پیرکلیز کو کوئی منصب حکومت حاصل نہ رہا۔ اور اب وہ خالی بیٹھا دیکھتا تھا کہ سلطنت کا انتظام دوسروں کے ہاتھوں میں جا رہا ہے۔ معزولی کی تکلیف کے ساتھ اور صدمے بھی پے در پے پہنچنے شروع ہوئے۔ جوانی میں ہیپونکس کی بیوی سے اُسکی شادی ہوئی تھی۔ یہ بیوی کسی خاص باہمی انتظام سے

جس سے نہ کچھ بدنامی ہوئی اور نہ کوئی جھگڑا پیدا ہوا اپنے شوہر سابق کی جانب سے منتقل ہوکر پیرکلیز کو پہنچی تھی - اِس بیوی سے پیرکلیز کے دو لڑکے تھے ایک کا نام زین تھی پس تھا اور دوسرے کا نام پرالس - زین تھی پس کا برتاؤ اپنی بداطواری کی وجہ سے باپ کے ساتھ ہمیشہ بُرا رہا تھا - اِس لئے وبائی مرض میں مبتلا ہوکر اُسکا قضا کرنا شاید زیادہ موجب افسوس نہ ہوا ہو - مگر اُس کے مرنے پر باپ کو پارلس سے اور بھی زیادہ محبت ہوگئی - لیکن جب یہ لڑکا بھی وبا کی نذر ہوگیا تو پھر پیرکلیز اس صدمے میں بالکل ہی بیٹھ گیا - جسوقت مردہ فرزند کے سر پر پھولوں کا تاج رکھا تو اپنی بدقسمتی اور تباہی پر چیخیں مار مار کر رونے لگا - اِس حالت کو دیکھکر ایتھنز کے لوگ اسقدر متاسف و متاثر ہوئے کہ فوراً ایک حکم کے ذریعے سے اُس کے لڑکے کو جو ایس پے سیا کے بطن سے تھا اور جسکو پیرکلیز صغیر کہا کرتے تھے ایتھنز کا شہری مقرر کردیا - اور اس طرح پیرکلیز کی نسل کو پیرکلیز ہی پر ختم نہ ہونے دیا ؛

جولای سنہ ۴۳۰ ق - م سے جولای سنہ ۴۲۹ ق - م تک ایتھنز کی سیاسی تدابیر میں پیرکلیز کو مطلق دخل نہ تھا - لڑائی بدستور جاری رہی - زیادہ تر معرکے مغربی یونان میں پیش آئے - ایتھنز والوں نے پیلوپونے سس کے گرد جو دورہ کیا تھا اب اس کا بدلا پیلوپونے سس والوں نے نکالنا چاہا - اور جزیرہ زی سن تھس پر جو ایتھنز کا دوست تھا حملہ کرنے کے لئے سو جہاز روانہ کئے - لیسی ڈیمونی فوجوں نے اِس جزیرہ کو بہت نقصان پہنچایا - مگر جزیرے کے لوگوں کو مطیع نہ کرسکے - اِس کے بعد اسی سال امبراسیا کے لوگوں نے کےاونی اور چند اور وحشی قوموں کو اپنی کمک پر بُلایا تاکہ ایمفی لوکی آرگوس کے شہر پر حملہ کیا جاوے - اِس شہر سے امبراسیا والوں کا جھگڑا ایک مدت سے چلا آتا تھا - لیکن یہاں بھی شہر پر قبضہ نہ ہوسکا - اور لیسی ڈیمونی لشکر جو امبراسیا والوں کے ساتھ تھا اِدھر اُدھر کی زمینوں میں تاخت و تاراج کرکے واپس چلا آیا ؛

زے سن تھس اور امبراسیا کی معرکہ آرائیاں سنکر ایتھنزیوں کو بھی اسطرف توجہ کرنی پڑی - کیونکہ ایمفی لوکی آرگوس اور ایکرنانیا کے لوگ ایتھنز کے دوست تھے - چنانچہ ایتھنز سے ۲۰ جہازوں کا ایک بیڑا نوپیکٹس کو روانہ کیا گیا - اِس بیڑے کا سردار فورمیو تھا جسکا انتخاب اسی سال کے سپہ سالاروں میں ہوا تھا - فورمیو کہا قد

نہایت مفید ثابت ہوا۔ اِس زمانے سے چند سال پہلے بھی وہ ایمفی لوکی آرگوس کے لوگوں کو ایرانیوں کے دستِ تعدی سے بچا چکا تھا۔ مغرب کے شہروں میں اُسکی بڑی شہرت تھی۔ اور اب وہ زمانہ قریب تھا کہ ایتھنز کے بحری افسروں میں فورمیو کا نام سب سے بڑھ جاوے۔ شمالی اطراف میں بھی معاملات کی صورت ایتھنز کے حق میں بہتر ہوتی جاتی تھی۔ پیلوپونےسس سے چند سفیر جن کا سردار کورنتھ کا باشندہ ایرسٹی آس تھا ایشیا کو اِس غرض سے روانہ کیئے گئے کہ بادشاہ ایران سے لڑائی میں شریک ہونے کی درخواست کریں۔ ایرسٹی آس کورنتھی وہ شخص تھا جسکو ایتھنزی اپنی تمام مصیبتوں کا بانی سمجھتے تھے۔ یہ سفیر دورانِ سفر میں اوڈریسیا کے بادشاہ سی ٹالسیز کے دربار میں اِس خیال سے حاضر ہوے کہ شاید اُن کے کہنے سننے سے یہ بادشاہ ایتھنزیوں کا ساتھ چھوڑ دے۔ یا کم از کم محافظ ساتھ کرکے اُن کو آبنائے ہیلس پونٹ سے بخیر و عافیت ایشیا تک پہنچا دے۔ لیکن یہ اِن سفیروں کی بڑی غلطی ثابت ہوئی۔ سی ٹالسیز کے دربار میں اِسوقت ایتھنز کے دو آدمی موجود تھے۔ انھوں نے اِن سفیروں کا حال سنتے ہی شہزادہ سیڈوکس پسر سی ٹالسیز سے درخواست کی کہ اِن سفیروں کو جو اِسوقت ہیلسپونٹ عبور کرکے ایشیا میں پہنچنے کو تھے گرفتار کرکے اُن کو دیدیا جاوے۔ سیڈوکس نے ایسا ہی کیا۔ اور ایتھنزیوں نے گرفتار شدہ سفیروں کو فوراً ایتھنز روانہ کر دیا۔ ایتھنز میں جسدن یہ سفیر پہنچے اُسی دن قتل کر دیئے گئے۔ اور اُنکی لاشیں پہاڑ پر سے نیچے غاروں میں پھینکدی گئیں۔ اِس وحشیانہ حرکت کو جو غالباً پیرکلیز کے عہد سیاست میں نہ ہونے پاتی اِس عذر کے ساتھ کہ وہ محض ایک انتقام تھا روا رکھا گیا۔ کیونکہ لڑائی کے شروع میں لیسی ڈیمونیا والے بھی سمندر پر جس کسی کو پاتے تھے خواہ وہ ایتھنزی ہو اور خواہ کسی فریق کا بھی طرفدار نہو فوراً قتل کر دیتے تھے۔ لیکن ایک گناہ کا عذر اُس سے بھی بدتر گناہ سے کرنا کب جائز ہے۔ بہرکیف ایرسٹی اس کے قتل سے ایتھنزیوں کو بہت فائدہ ہوا۔ کیونکہ اُسکی موت سے اب اسپارٹا کے لوگ ایران کے بادشاہ سے سازش نہ کر سکتے تھے۔ غرض اِسطرح بادشاہ سی ٹالسیز سے اتحاد پیدا کرنا ایتھنز کے حق میں فضول ثابت نہیں ہوا۔ اِس سے بھی زیادہ بڑا واقعہ پوٹیڈیا کی فتح تھی جو ۴۳۰ ق۔م کے آخر میں پیش آئی۔

پوٹیڈیا کے محصوروں نے دو برس تک بڑی پامردی کے ساتھ اپنے شہر کو ایتھنزیوں کے حملوں اور حربی چالوں سے بچایا۔ لیسی ڈیمونیا والوں سے اُن کو مدد پہنچنے کی بہت امید تھی۔ لیکن اُنھوں نے باوجودیکہ ایٹیکا پر متعدد چڑھائیاں کیں لیکن پوٹیڈیا کو کبھی مدد نہ پہنچائی۔ آخرکار محصوروں کے پاس رسد کم ہونے لگی۔ اس حال میں بھی اُنھوں نے ہتھیار نہیں ڈالے لیکن جب فاقہ کشی سے مردم خواری پر نوبت آئی تو مجبور ہو کر دشمن سے صلح کی گفتگو شروع کی۔ زمانۂ حصار میں محصورین کے علاوہ محاصرین نے بھی کچھ کم مصیبتیں نہیں اُٹھائی تھیں۔ کھلے میدانوں میں پڑے پڑے اب تیسرا جاڑا اُن کو آنے والا تھا۔ اور محاصرے کا خرچ قریب چار لاکھ پونڈ کے ہو چکا تھا۔ اس لیئے جانبین چاہتے تھے کہ یہ قصہ اب جسقدر جلد ختم ہو تو بہتر ہے۔ محصورین کی طرف سے جو شرائط پیش ہوئیں اُن کو ایتھنز کے افسران فوج نے فوراً منظور کر لیا۔ اور اب پوٹیڈیا والے مع اپنے بال بچوں اور باہر کے فوجیوں کے جو اُنکے ساتھ محصور تھے شہر سے نکلے۔ مردوں کے بدن پر فقط ایک کپڑا تھا۔ اور عورتوں کے جسم پر دو دو۔ اسکے سوا کچھ پاس نتھا۔ تھوڑا تھوڑا اسفرخرچ سب کو دیا گیا اور وہ سب کالسیڈیسی کے شہروں میں جہاں کہیں ٹھکانا ملنے کی امید ہوئی چلے گئے۔ جب شہر خالی ہوا تو ایتھنز کے لوگ اُنمیں آباد ہوگئے اور پوٹیڈیا اسوقت سے ایتھنز کی ایک نوآبادی شمار ہونے لگا ؛

آئندہ سال یعنی ۴۲۹ ق۔م کے موسم بہار میں پیلوپونےسس والوں نے ایٹیکا پر چڑھائی نہیں کی۔ ممکن ہے کہ وبا کے خوف سے ہمت نہ پڑتی ہو۔ یا یہ کہ ملک میں جو کچھ تھا وہ پہلی ہی چڑھائیوں میں ختم کر چکے تھے۔ اب زیادہ مال غنیمت ملنے کی امید نہ تھی۔ اس لئے فوج کشی فضول تھی۔ بہرکیف تھیبس والوں کے کہنے سے وہ پلاٹیا کی طرف اپنی فوجیں ضرور لائے۔ اور کوشش کی کہ اُسکا تعلق ایتھنز سے قطع کر دیں۔ اور اُسکو کسی کا طرفدار نہ رہنے دیں۔ پلاٹیا نے ایتھنز سے مشورہ کیا۔ ایتھنز نے جواب دیا کہ دشمن کا مقابلہ کیئے جاؤ اور یہ کہ ہم نے نہ تمہارا ساتھ ابتک چھوڑا ہے اور نہ آئندہ چھوڑینگے۔ بلکہ جہانتک ہماری طاقت میں ہوگا تمہاری مدد کریں گے۔ اس بھروسے پر پلاٹیا والوں نے آرکیڈیمس سے معاملات پر گفتگو کرنے سے قطعی انکار کر دیا۔ اور اُس کے حملے کے جواب کے لیئے تیاریاں شروع کر دیں۔ آرکیڈیمس نے شہر میں داخل ہونیکے لیئے جسقدر ترکیبیں

ممکن تھیں سب ہی توکیں لیکن ایک نہ چلی۔ آخر کار شہر پناہ کے سامنے ایک اونچا ٹیلا مٹی کا اٹھانا شروع کیا۔ پلاٹیا والے ایک سرنگ کے رستے سے باہر نکلے اور اس ٹیلے کی مٹی ہٹا کر اسکو نیچا کر دیا۔ مگر اس سے بھی بڑھکر شہر کو بچانے کی صورت یہ نکالی کہ شہر پناہ کے اُس حصے کے سامنے جہاں دشمن نے ٹیلا بنایا تھا ایک دوسری دیوار بنا دی کہ اگر دشمن نے کوئی دیوار توڑی بھی تو یہ ہی باہر والی دیوار ہوگی اصلی شہر پناہ بدستور محفوظ رہیگی۔ محاصروں نے جب دیوار توڑنے کے آلات شہر پناہ سے لاکر لگائے تو شہر والوں نے اوپر سے بھاری بھاری شہتیر کھڑے رخ سے اسطرح نیچے گرائے کہ دیوار شکن آلوں کے سرے جن سے دیواریں ٹکر لگائی جاتی تھی ٹوٹ گئے۔ اِس کے بعد دشمن نے چاہا کہ شہر کو آگ لگا دے۔ لیکن کچھ تو ہوا کے بند رہنے سے اور پھر بارش کے آجانے سے اسمیں بھی کامیابی نہیں ہوئی۔ جب کوئی تدبیر نہ چلی تو آرکیڈیمس نے شہر کے چاروں طرف فوجیں بٹھا دیں۔ اور شہر پناہ کے گرد خود ایک دیوار بنا کر پیلوپونےسس اور بیوشیا کی فوجوں کا پڑاؤ اسمیں ڈالدیا۔

اس بندوبست میں پیلوپونےسس کے لوگ مئی کے مہینے سے اکتوبر تک مصروف رہے۔ پلاٹیا والے ایتھنز کے وعدوں پر اپنے ملک کو لٹوایا کیئے مگر ایتھنز نے پلاٹیا کے لیئے کچھ نہ کیا۔ اِن وعدوں کا ذمہ دار پیری کلیز نہ تھا۔ لیکن جو کوئی بھی ہو اس بات کو جان سکتا تھا کہ پلاٹیا کو مدد پہنچانے کی صرف ایک ہی صورت تھی اور وہ یہ کہ ایتھنز کے لوگ شہر سے نکلکر کھلے میدان میں بیوشیا کی فوجوں کا مقابلہ کرتے۔ لیکن یہ بات تو شروع ہی سے طے ہوگئی تھی کہ شہر سے باہر نکلکر لڑائی نہ کیجاویگی۔ اس کے معنی یہ تھے کہ ایتھنز والوں نے پلاٹیا کے لوگوں کو انکی قسمت پر چھوڑ دیا تھا۔ اور یہ درحقیقت نتیجہ اس حکمت عملی کا تھا جو ۴۴۵ ق۔م کی صلح کے زمانے سے پیری کلیز نے اختیار کیا تھا۔ کوئی چیز سوائے ایک واقعی لڑنے والی فوج کے پلاٹیا کو دشمن سے نہ بچا سکتی تھی۔ اور ایتھنز کی فوجیں جبکہ وہ پیری کلیز کی ماتحتی میں ہوں لاشئے محض تھیں کیونکہ اُن کو باہر نکلکر لڑنے کا حکم نہ تھا۔ پیری کلیز کے مرنے کے چند سال بعد ایتھنزیوں نے جنگ ڈیلی ام میں بیوشیا والوں سے طاقت آزمائی کی لیکن بُری طرح شکست کھانی پڑی۔

پلاٹیا والے جو ایتھنز کے سچے رفیق اور خیر خواہ تھے اُ نپر تو یہ بنی ہوئی تھی کہ ایٹیکا کی سرحد پر شہر میں بند پڑے اِس انتظار میں تھے کہ ایک نہ ایک دن دشمن

کام تمام کردے گا - اور ایتھنزیوں پر یہ گزری کہ جب اُن کا لشکر کالسیڈ لیسی میں پہنچا تو اسپارٹولس کے مقام پر اُس کو قطعی ہزیمت ہوگئی - کالسیڈیسیوں کو اس معرکے میں فتح انکے سواروں اور تیراندازوں کی مشاقی اور خصوصاً ہلکی زرہ والے سپاہیوں کی پھرتی و مستعدی سے ہوگئی - ہلکی زرہ پوش فوج کا فائدہ بھاری زرہ والی فوج کے مقابلے میں سب سے پہلے اسی لڑائی میں ثابت ہوا - ایتھنزی فوجوں کا پانچواں حصہ مع اُنکے تینوں سپہ سالاروں کے اِس لڑائی میں کام آگیا ؛

اس شکست کی خبر سنکر ایتھنزیوں کو پھر پیرکلیز کی طرف توجہ ہوئی اور جب سپہ سالار منتخب ہونے لگے تو پیرکلیز کو پھر اُسکی قدیم جگہ پر منتخب کر لیا گیا اور جملہ اختیارات اُس کے سپرد کر دیئے گئے - لیکن افسوس قوم کو یہ توجہ دیر میں ہوئی - پیرکلیز نے کام سنبھالنا چاہا مگر وہ مرض جس نے دو تین مہینے بعد زندگی کا خاتمہ کر دیا شروع ہو گیا تھا - تندرستی کی ایسی نازک حالت میں وہ کوئی بڑی بات پیدا نہ کرسکا - البتہ بڑی بڑی بحری فتوحات کی خبریں سنکر زندگی کے آخری دن کسی قدر خوشی سے گزارے ؛

اگرچہ امبراسیا والوں کو ایمفی لوکی آرگوس پر قبضہ کرنے میں اس سے پہلے سال کی گرمیوں میں کامیابی نہیں ہوئی تھی - لیکن وہ قبضہ کرنے کی فکر و تدبیر سے کبھی خالی نہ رہے - اور اِس مرتبہ لڑائی کا ایک نقشہ ایسا تیار کیا کہ جس سے تمام علاقہ ایکرنانیا اُنکے تصرف میں آجاوے اور ایتھنز سے اُسکا تعلق مطلق نہ رہے - یعنی خشکی اور تری دو جانب سے اسطرح یکلخت حملہ کیا جاوے کہ ایکرنانیا والے اپنی پوری فوجوں کو یکجا نہ کرنے پاویں - چنانچہ اِسی خیال سے امبراسیا والوں نے لیسی ڈیمونیا کے لوگوں سے درخواست کی کہ جہازوں کا ایک بیڑا جسمیں ایک ہزار وزنی زرہ پوش سپاہ ہو اُن کو دیا جاوے - وہ خود اپنا پورا لشکر میدانِ جنگ میں لائیں گے اور ایپی رس کی وحشی قوموں سے بھی مدلیں گے جس نقشے پر لڑائی اُنھوں نے سوچی ہے اگر اُس میں کامیابی ہوگئی تو جزیرۂ زی سن تھس - سفالی نیا اور شاید نو پیکٹس بھی اسپارٹا کے قبضے میں آجاوے - پھر ایتھنز والوں کے لیئے آسان نہو گا کہ پیلو پونے سس کے گرد دورہ کرتے پھریں ؛

اسپارٹا نے امبراسیا والوں کی اِس تدبیر جنگ کو نہایت شوق سے منظور کیا اور امیر البحر نی مس کو جس نے پچھلے سال زی سن تھس پر حملہ کیا تھا چند جہاز

اور ایک ہزار زرہ پوش سپاہ دیگر امبراسیا روانہ کر دیا گیا۔ سمیون اور کورنتھ نے بھی وعدہ کیا کہ جسقدر اسپارٹا نے جہاز دیئے ہیں ان سے بھی زیادہ جہازوں کا ایک بیڑا تیار ہوتے ہی مہیا کر دیا جائے گا۔ کورنتھ کو بھی اس لڑائی میں بڑی دلچسپی تھی کیونکہ امبراسیا کو وہ اپنا نوآباد ملک سمجھتا تھا۔ نی مس جسوقت جزیرۂ لیوکاس میں پہنچا تو وہاں خاص لیوکاس اور امبراسیا اور اناک ٹوری ام کے جہاز بھی آکر شریک ہو گئے۔ اور اب اس بیڑے کو لیکر نی مس خلیج امبراسیا میں داخل ہوا۔ ایتھنز کے افسر بحری فورمیو کو جو اس وقت نوپیکٹس میں تھا نی مس کے بیڑے کی خبر نہ لگی۔ امبراسیا کے کنارے اترتے ہی کے اونی اور دیگر وحشی قوموں کے لوگ نی مس کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ جو حکم ملے اسکی تعمیل کریں۔ لڑائی کا سامان کافی دیکھکر نی مس نے کورنتھ کے جہازوں کا انتظار نہیں کیا اور جہازوں سے فوجیں اتار کر خشکی پر کوچ کا حکم دیدیا۔ شہر اسٹریٹس کو منزل مقصود قرار دیکر خلیج امبراسیا کے مشرقی گوشے سے کوچ شروع کیا اور ایمفی لوکی آرگوس کے علاقے سے گزر کر اسٹریٹس پہنچنا چاہا۔ یہ شہر دریائے اکیلس کے کنارے ایکرنانیا کا سب سے بڑا شہر تھا ؛

ایکرنانیا والوں نے فوراً فورمیو سے امداد طلب کی۔ لیکن فورمیو اسوقت نوپیکٹس میں کورنتھ کے بیڑے کی تاک میں بیٹھا تھا کہ دیکھئے غنیم کورنتھ کے دہانے سے وہ کب باہر نکلتا ہے۔ اس لیئے وہ اپنی جگہ سے بالکل نہ ہٹ سکتا تھا۔ اس عرصے میں نی مس کی فوجیں شہر اسٹریٹس کے قریب پہنچ گئیں۔ ان فوجوں کے تین حصے کئے گئے تھے۔ بیچ کے حصے میں غیر یونانی وحشی قومیں تھیں۔ یونانی سپاہی جسقدر تھے وہ قواعد داں تھے اور باقاعدہ کوچ کر رہے تھے۔ بیرونی وحشی باقاعدہ لڑائی سے واقف نہ تھے۔ وہ یہ سمجھے کہ بڑا کمال یہ ہی ہے کہ سب سے آگے نکلکر شہر پر پہلا وار ہمارا ہی ہو۔ اس لیئے وہ دوڑ کر سب سے آگے نکل گئے۔ اسٹریٹس والوں نے دیکھا کہ یہ موقع اچھا ہاتھ آیا۔ اگر کسی طرح یونانیوں کے پہنچنے سے پہلے ان جنگلیوں کو مار لیا تو پھر غنیم کی طاقت بہت کچھ ٹوٹ جائے گی۔ اس لیئے انھوں نے اپنی کچھ فوج شہر کے باہر ادھر ادھر چھپا کر بٹھا دی۔ جب وحشی شہر پناہ کے قریب پہنچے تو یہ فوج اپنی کمین گاہوں سے نکلکر یکلخت ان پر ٹوٹ پڑی۔ کے اونیوں پر اس ناگہانی حملے سے سخت خوف طاری ہوا۔ بہت سے جان سے مارے گئے

اور جو بچے وہ اپنے ساتھیوں کو لیکر اُلٹے قدم بھاگے اور خود ہی یونانی فوج کو جو پیچھے آرہی تھی اپنی ہزیمت کی خبر سنائی۔ اس حال سے واقف ہوتے ہی نی مس کی فوجیں دن بھر کے لیئے وہیں مقیم ہوگئیں۔ اور جب رات ہوئی تو نی مس نے آگے بڑھنا مناسب نہ سمجھا بلکہ ای نیاڈی کی طرف اپنی فوجیں لے گیا۔ اس فوج کشی کا انجام یہ ہوا کہ ایکرنانیا کو اپنی کُل فوجیں جمع کرنے کی تکلیف بھی نہ اٹھانی پڑی اور غنیم کی آرزوئیں بھی سب خاک میں مل گئیں ؛

اب لیسی ڈیمونیا والوں کے لیئے اِس سے بھی بدتر ایک واقعہ پیش آیا۔ وہ یہ کہ جس روز اسٹریٹس پر لڑائی ہوئی اُسی دن خلیج کورنتھ کے دہانے پر فورمیو نے کورنتھ کے بیڑے کو شکست دیدی۔ یہ بیڑا وہ تھا جسکو نی مس کے بیڑے اور بری فوجوں کی کمک پر اسٹریٹس کے معرکے سے پہلے پہنچ جانا چاہیئے تھا۔ فورمیو نے نوپیکٹس سے جو اُسکا مقام تھا دیکھا کہ کورنتھ کا بیڑا پیلوپونیسس کے ساحل سے ملا ہوا جارہا ہے اِس بیڑے کا نہ تو یہ قصد تھا کہ فورمیو پر حملہ کرے کیونکہ جہاز صرف فوج لیجارہے تھے لڑائی کی تیاری سے نہیں چلے تھے اور نہ اِس بیڑے کو یہ گمان تھا کہ اُسکے ۴۷ جہازوں پر فورمیو اپنے ۲۰ جہازوں سے حملہ کر بیٹھے گا۔ کورنتھ والوں نے بھی دیکھا کہ فورمیو کے جہاز سامنے کے ساحل ایٹولیا سے ملے ہوے چل پڑے ہیں۔ کورنتھ کے بیڑے نے چاہا کہ صبح کی دھندلی روشنی میں پاٹری کے بندرگاہ سے گزرکر اکائیا کے ساحل پر پہنچ جاوے اور وہاں سے ایکرنانیا کا قصد کرے۔ لیکن جب نظر اٹھائی تو دیکھا کہ فورمیو دریائے ایوےنس کے دہانے سے اپنا بیڑا نکالکر ٹھیک اُنکی سیدھ میں تیزی سے آرہا ہے۔ اب لڑائی سے بچنا ناممکن تھا ؛

کورنتھ کے افسران بحری بخوبی جانتے تھے کہ اُن کے ملاح ایتھنز کے ملاحوں کی جوڑ نہیں ہیں۔ اول تو لڑائی پر مجبور ہوکر لڑنا ہی خطرے سے خالی نہیں۔ پھر بیچ سمندر میں جہاں دشمن کے مشاق ملاحوں کو جہازوں کو پھیرنے اور چکر دینے کے لیئے نہایت کشادہ جگہ ملتی تھی لڑائی لڑنی اور بھی اندیشے کی بات تھی۔ مگر کورنتھ والے بالکل مجبور ہوگئے اور اُنھوں نے اپنے جہازوں کو ایسی ترتیب سے رکھنا چاہا کہ دشمن کے جہاز اُنکی صف کو توڑکر عقب سے حملہ نہ کرسکیں۔ چنانچہ اُنھوں نے اپنے جہازوں کو ایک دائرے کی صورت

میں ترتیب دیا۔ جہازوں کی پیشانیاں باہر کے رُخ رکھیں۔ اور دائرے میں ایک جہاز کا فصل دوسرے جہاز سے اتنا کم رکھا کہ دشمن کا جہاز بیچ سے نکلکر اُن کے پیچھے نہ آسکے۔ چھوٹی کشتیاں اور پانچ تیز رفتار جہاز دائرے کے اندر رکھے تاکہ جسطرف سے دشمن حملہ کرے اُسیطرف یہ جہاز تیزی سے دشمن کے مقابلے پر پہنچ جاویں۔

جہازوں کا یہ دائرہ دیکھکر فورمیو نے بھی اپنا انتظام کیا اور ایک کے پیچھے ایک جہاز لگاکر ایک لمبی صف قائم کی اور حکم دیا کہ یہ پوری صف کورنتھ کے دائرے کے گرد اسطرح چکر لگائے کہ ہر چکر میں دشمن کے دائرے کے قریب ہوتی جاوے۔ اب جوں جوں فورمیو کے جہاز اس چکر کاٹنے میں قریب آتے گئے۔ کورنتھ والے اپنے جہازوں کے دائرے کو تنگ کرتے گئے اور ہر وقت اس خوف میں رہے کہ دشمن حملہ کرنے کو ہے۔ فورمیو کا بیڑا برابر اسیطرح کورنتھ کے بیڑے کے گرد چکر لگاتا رہا۔ یہانتک کہ خلیج کورنتھ سے بادِ سحر تیز اٹھی۔ فورمیو پہلے ہی سے سوچے بیٹھا تھا کہ صبح جہاں ہوا کا رنگ بدلا کورنتھ والوں کی حقیقت کھل جائے گی۔ چونکہ اب کورنتھ کے جہاز ایک تنگ دائرے میں تھے اس لیئے جہازوں میں فصل کم رہ گیا تھا۔ ہوا کی تیزی سے جہاز ایک جگہ قائم نہ رہ سکتے تھے اس لیئے نتیجہ یہ ہوا کہ جہاز سے جہاز ٹکرانے لگا۔ ملاح اس فکر میں ہوے کہ کسی طرح جہازوں کو ٹکرانے سے بچائیں مگر اس میں مشکل یہ پڑی کہ ملاحوں کو جہازوں کے کھینے میں پوری مہارت نہ تھی۔ اور سمندر طوفانی ہو چلا تھا۔ غرض پیلوپونے سس والے اس حیرانی و پریشانی میں تھے کہ فورمیو نے اپنے بیڑے کو حملہ کرنے کا حکم دیدیا۔ پیلوپونے سس والوں کا پہلا جہاز جو دشمن نے غرق کیا وہ امیر البحر کا تھا۔ اسکے بعد بدنظمی عام ہوگئی۔ ایتھنز کے جہازوں کا مقابلہ کرنا غیر ممکن ہوگیا۔ سخت بے ترتیبی و خوف کی حالت میں پیلوپونے سس کا بیڑہ اکائیا کے ساحل کی طرف بھاگا۔ فورمیو کے بیڑے نے تیزی سے پیچھا کرکے ۱۲ جہاز مع ملاحوں اور فوج والوں کے جو اُن پر سوار تھے گرفتار کر لیئے۔ باقی جہاز ایلس کے ساحل پر سائلینی کے بندرگاہ میں دوڑکر پہنچ گئے۔ اور یہاں خلیج امبراسیا سے سرداری سس اور جزیرۂ لیوکاس کے جہاز بھی اس ہزیمت خوردہ بیڑے سے آملے۔

اس شکست کی خبر سے لیسی ڈیمونیا والوں کو سخت برہمی ہوئی۔ ایسی حالت میں اگر ایتھنزی ہوتے تو اپنے بحری سردار کے حق میں موت کی سزا فوراً تجویز کر دیتے۔ مگر اُنھوں نے

ایسا نہیں کیا۔ اپنے امیر البحر کو پھر لڑنے کا حکم دیا اور تین نہایت ہوشیار مشیر روانہ کیئے جن میں ایک براسیڈاس بھی تھا کہ وہ اس شکست کی وجہ بھی معلوم کریں اور آئندہ لڑائی کے متعلق صلاح اور مشورہ بھی دیتے رہیں۔ اُنکی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ ایتھنز کے چند جہازوں نے ایسے بڑے بیڑے کو کیونکر شکست دیدی۔ اور نہ وہ اس بات کو باور کر سکتے تھے (گو لڑائی نے ثابت کر دیا تھا) کہ اُن کا بیڑا ایتھنز کے بیڑے سے کم درجے کا تھا جسوقت یہ تینوں مشیر سای لینی میں پہنچے تو نی مس نے پیلوپونے سس کی اتحادی ریاستوں سے اور جہاز طلب کئے اور لڑائی میں جن جہازوں کو نقصان پہنچا تھا اُنکی درستی شروع کی۔

دشمن کی تیاریاں سنکر فورمیو نے بھی ایتھنز سے کمک مانگی۔ کیونکہ کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ لڑائی پھر کس دن چھڑ جائے جسمیں پیلوپونے سس کے مجموعی بیڑے کا مقابلہ صرف ۲۰ جہازوں سے کرنا پڑے۔ اِس موقع پر تعجب ہوتا ہے کہ کورسایرا سے جسکا بیڑا ایتھنز کے لئے مغربی یونان کے معرکوں میں اسقدر بکار آمد سمجھا گیا تھا ایک جہاز بھی ایمفی لوکی آرگوس یا اکرنانیا یا فورمیو کی مدد کو نہ پہنچ سکا۔ اور فورمیو کو سوائے ایتھنز کے اور کسی طرف سے مدد کا بھروسا مطلق نہ رہا۔ اور اِسپر اور بھی تعجب ہوتا ہے کہ ایتھنز نے اِس کمک کے واسطے صرف ۲۰ جہازوں کی منظوری دی اور اِن ۲۰ جہازوں کو بھی یہ حکم دیا گیا کہ پہلے کریٹ کا دورہ کرلیں پھر مغرب کا رخ کریں۔ یہاں فورمیو کو مدد کے انتظار میں ایک ایک دن کاٹنا مشکل تھا اور وہاں کمک کے جہازوں کو پہلے کریٹ جانے کا حکم ملا تھا۔ معلوم نہیں اِس حکم کے جاری کرنیکا کون ذمے دار تھا۔ اسوقت ایتھنز کو اگر کریٹ میں کوئی فتح بھی ہو جاتی تو اُس میں کوئی بڑا فائدہ نہ نکلتا تھا چہ جائیکہ مغربی یونان میں ایتھنز کا اقتدار بالکل معرض خطر میں تھا حقیقت میں ایتھنز سے یہ ایک بڑی غلطی ہوئی تھی اور یہ محض فورمیو کی حیرت انگیز بحری مہارت جنگ تھی جس نے ایتھنز کو اِس وقت ایک بڑے نقصان سے بچا دیا ؛

جب سب انتظام درست ہولیا تو پیلوپونے سس کا بیڑا سای لینی سے علاقۂ اکائیا میں پےنورمس کے مقام کو روانہ ہوا۔ یہاں بری فوجیں اُس کی مدد کے لیئے تیار تھیں۔ اِس اثناء میں فورمیو نے یہ ارادہ کرلیا کہ اکائیا اور ایٹولیا کے بیچ میں جہاں سمندر بہت ہی تنگ ہے اگر پیلوپونے سس لڑنا بھی چاہے تو وہاں لڑائی کرنی مناسب نہیں۔

اس لئے نوپیکٹس سے جب اپنا بیڑا لے چلا تو تنگ سمندر سے نکلکر اینٹی ری ام کے سامنے پہنچا اور وہاں پہنچکر لنگر ڈالدیا۔ پیلوپونےسس والے چاہتے تھے کہ جہاں خلیج بہت تنگ ہے وہاں لڑائی ہو اور فورمیو چاہتا تھا کہ خلیج سے نکلکر چوڑے سمندر میں لڑائی ہو۔ آخر کار پیلوپونےسس والے اپنا بیڑا اینٹی ری ام کی سیدھ میں مقابل کے ساحل پر لے آئے۔ ان دونوں مقاموں میں سمندر صرف ایک میل کی چوڑائی رکھتا تھا۔ پیلوپونےسس کے بیڑے میں ۷۷ جہاز تھے۔ فورمیو کے پاس وہ ہی ۲۰ جہاز تھے جو پہلے سے رکھتا تھا۔ چھ یا سات دن تک دونوں بیڑے آمنے سامنے پڑے رہے۔ آخر کار نی مس اور براسیڈاس نے سوچا کہ فورمیو خود تو تنگ سمندر میں آکر لڑیگا نہیں کوئی ترکیب ایسی کرنی چاہئے کہ مجبور ہوکر وہ اُسطرف آئے۔ چنانچہ اُنھوں نے چار چار جہازوں کی ایک ایک صف ایک کے پیچھے ایک کرکے شمال مشرق یا مشرق کا رخ کیا اور الکاٹیا کے کنارے کنارے بیڑے کو بڑھاکر خلیج میں داخل ہوے۔ بیس جہاز جو اُن کے سب سے تیز رفتار جہازوں میں تھے بیڑے کے آگے آگے ہوے۔ فورمیو فوراً اس چال کو سمجھ گیا۔ نوپیکٹس کے ساحلی شہر کو بغیر کسی محافظ کے یوں ہی چھوڑکر چلا آیا تھا۔ شہر کی حفاظت کے لئے شہر میں کوئی نہ تھا۔ یہانتک کہ مےسینیا والے جو شہر میں رہتے تھے وہ بھی چلتے وقت اُس کے ساتھ شہر سے نکلکر ساحل پر جہازوں کی مدد کے لئے چلے آئے تھے۔ اگر اسوقت پیلوپونےسس کا بیڑا آگے نکل گیا تو ایتھنز والے پہنچتے ہی رہیں گے اور نوپیکٹس پر دشمن قابض ہوجائیگا۔ براسیڈاس کا حقیقت میں یہ ہی قصد بھی تھا۔ بس فورمیو فوراً بیڑے پر آیا اور میسینیا والوں کو حکم دیکر پیچھے پیچھے آؤ جہازوں کی اکہری صف باندھکر خلیج کے کنارے کنارے بڑھنے لگا۔ یہاں سمندر بہت تنگ تھا۔ براسیڈاس تو چاہتا ہی تھا کہ فورمیو تنگ پانی میں آجاوے اور واقعی اب ایتھنزی جہازوں کو اتنی جگہ نہ تھی کہ پانی میں اپنے خوفناک کرتب دکھا سکیں۔ براسیڈاس نے جوں ہی ایتھنزی بیڑے کو تنگ آبنائے کے قریب پہنچتے دیکھا دفعتاً اپنا رخ بدلا اور چار چار جہازوں کی صف بندی سے ایتھنزی بیڑے کے قلب پر چھاپہ مارا۔ یہ بڑا ہی عمدہ پیچ تھا اور بڑی صفائی سے کیا گیا تھا۔ لیکن ایتھنزی ملاح جہازوں کے کھینے میں اس بلا کے مشاق تھے کہ پیلوپونےسس والوں کا پورا وار پڑنے نہ دیا۔ پھر بھی ایک حد تک حملہ کرنے والوں کو کامیابی ہو گئی۔ فورمیو کے بیس جہازوں میں سے گیارہ جہازوں کو تو

پیلوپونےسس کے تیز رفتار سے تیز رفتار جہاز بھی نہ پا سکے۔ باقی نو جہاز خشکی پر چڑھا دئے گئے۔
ان میں سے ایک جہاز کو مع ملاحوں کے دشمن نے گرفتار کر لیا۔ لیکن میسینیا کے ملاح پانی میں
دوڑ پڑے اور سب کو دشمن کے ہاتھ سے بچا لیا۔

اِس معرکے میں ایک حد تک پیلوپونےسس والوں کی فتح رہی اور اُن کا
خوش ہونا کہ پہلی شکست کا بدلا نکال لیا کچھ بے جا نہ تھا۔ لیکن ایتھنز کے بیس جہازوں میں
ابھی نصف سے کچھ زائد باقی تھے۔ گیارہ جہازوں میں سے جو دشمن کے بیڑے سے بچکر
آگے نکل آئے تھے دس جہاز نوپیکٹس میں صحیح سلامت پہنچ گئے۔ ایک جہاز البتہ
اِس دوڑ میں ساتھ نہ دے سکا اور پیچھے رہ گیا۔ اسوقت پیلوپونےسس کے بھی
۲۰ تیز رفتار جہاز ایتھنزیوں کا پیچھا کرتے چلے آتے تھے۔ ان میں ایک جہاز آگے بڑھا ہوا
ایتھنز کے اُس جہاز کو پکڑنا چاہتا تھا جو سب سے پیچھے رہ گیا تھا۔ ان دونوں میں خوب
دوڑ ہو رہی تھی کہ نوپیکٹس کے سامنے گہرے پانی میں ایک سوداگری جہاز لنگر ڈالے کھڑا تھا۔
اب ایتھنز کے پھسڈی جہاز کو اچھا موقع ہاتھ آیا۔ فوراً اس جہاز کی آڑ لیکر جونہی
پیلوپونےسس والا جہاز زد پر آیا دوڑ کر اُس کے پہلو میں ٹکر دی۔ جہاز شق ہو کر پانی میں بیٹھ
گیا۔ پیلوپونےسس کے جہاز جو پیچھے آ رہے تھے اِس جرأت کو دیکھکر ششدر
رہ گئے۔ وہ اِسوقت خوش خوش فتح کے گیت گاتے ہوئے بے ترتیبی سے اپنے
جہاز دوڑائے لا رہے تھے مگر اِس واقعے کو دیکھکر سب کے چہرے اتر گئے اور
ایتھنزیوں کا تعاقب چھوڑ کر جہاں تک پہنچے تھے وہیں رُک گئے۔ اور اپنے باقی بیڑے
کا جو پیچھے آ رہا تھا انتظار کرنے لگے۔ اِسوقت باقی جہازوں کا دیر لگانا پیلوپونےسس والوں کے
سخت نقصان کا باعث ہو گیا۔ ایتھنزی اپنے جہاز کے بازی لے جانے پر خوش تھے۔
دشمن کے جہازوں میں بدنظمی دیکھکر آگے بڑھے اور اپنی پوری طاقت سے اِن جہازوں پر
حملہ کر دیا۔ پیلوپونےسس والوں نے اِس حملے کے جواب کے لئے کوئی بندوبست نہ کیا
تھا۔ لیوکاس کے ملاح بالکل گھبرا گئے اور ایسی بدحواسی سے جہازوں کو لے چلے کہ
وہ خشکی میں اٹک گئے۔ ادھر ایتھنزی اُن کے سر پر آ پہنچے۔ سب سمجھ رہے تھے کہ
لیوکاس والے تو یہیں ڈھیر ہوئے۔ پھر بھی پیلوپونےسس کے جہازوں نے کچھ دیر تک
مقابلہ کیا اور موقع پاتے ہی پی نورمس کی طرف بھاگے۔ یہی وہ مقام تھا جہاں سے

اِس معرکے میں اُن کا بیڑا چلا تھا۔ اور اب ایتھنزیوں نے اپنے گیارہ جہازوں سے پیلوپونےسس کے ستر جہازوں کا پیچھا کیا۔ مگر دوسرے دِن رات کے وقت پیلوپونےسس کا بیڑا آنکھ بچاکر کورنتھ کی طرف نکل گیا۔

غالبًا یہ اخیر معرکۂ جنگ تھا جسکی فتح کا مژدہ پیرکلیز نے اپنے آخری وقت میں سنا۔ یہ حقیقت میں ایک بڑی فتح تھی جو اُسکے پُرانے ساتھی فورمیو کو حاصل ہوی تھی۔ یہ وہ فتح تھی جس سے پیرکلیز کی خوش تدبیری وسیاسی حکمت کی پوری تصدیق ہوتی تھی۔ اور ثابت ہوتا تھا کہ بحری لڑائیوں میں ایتھنز کا کوئی ہمسر نہیں۔ لیکن افسوس وہ آنکھیں جو پہلے ایسے واقعات کو دیکھنے یا سننے پر روشن ہوجاتی تھیں اب اُن میں بہت کم نور باقی ہے۔ اور فصاحت کی وہ آواز جو ایسی فتوحات کے صلہ میں تعریف وتوصیف کے لئے بلند ہوا کرتی تھی اب خاموش ہے۔ شہر میں جسوقت وبا پہلی مرتبہ تیز ہوی اُسوقت تو پیرکلیز بچ گیا لیکن وبا کا اثر اُسپر ایسا ہوا کہ اُس نے اندر ہی اندر کام تمام کرنا شروع کردیا۔ یہانتک کہ ۴۲۹ ق۔م کے موسم گرما کے آخر میں لڑائی شروع ہونیکے ڈھائی برس بعد مرض الموت میں مبتلا ہوکر صاحب فراش ہوگیا۔ اسی سال جو صدمات اوسپر پیش آئے تھے اُنھوں نے بھی بہت تحلیل کردیا تھا اور اب جسوقت مرض نے شدت پکڑی تو اتنی قوت نہ تھی کہ اُسکی برداشت ہوسکتی۔ افسوس اب وہ روشن ضمیر جو سب عالی دماغوں کا اوستاد تھا معذور ومجبور اپنے بستر پر پڑا تھا۔ کبھی کبھی اِس بات کو قدرے محسوس کرکے کہ بیماری کے ساتھ انسان ضعیف الاعتقاد بھی ہوجاتا ہے دوستوں کو تعویذ اور گنڈے دکھایا کرتا تھا جو گھر کی مستورات نے دفع مرض کے لئے گلے میں ڈالدیئے تھے۔ لیکن اِس ضعف و معذوری کی حالت میں بھی کبھی کبھی پرانے پیرکلیز کی جھلک نظر آجاتی ہے۔ چنانچہ مرنے سے چند روز پہلے جب چند دوست قریب بیٹھے اُسکے بڑے بڑے کاموں کی تعریف کررہے تھے اور سمجھتے تھے کہ شاید مریض بھی اُنکی کوئی کوئی بات سنتا ہوگا تو پیرکلیز نے آنکھیں کھولیں اور بہت پست آواز سے کہا کہ تمام عمر میں اس سے بڑھکر باعث تسلی کوئی چیز نہیں ہوئی کہ میرے کسی ذاتی فعل سے کسی ہموطن کو ماتمی لباس پہننا نہ پڑا۔ پیرکلیز کا اِس بات پر فخر کرنا بالکل درست تھا۔ خود طرح طرح کی مخالفتوں اور رقابتوں کا ہر وقت ایسا ہدف بنا رہتا تھا کہ اپنے اختیارات سے کام لیکر کسی کا باعث ہلاکت نہ ہوسکا۔ اپنی عمر کے پینسٹھویں سال میں اُس نے اِس دنیا سے رحلت کی۔

سولھواں باب

پیرکلیز کے زمانے کا ایتھنز۔ نظم حکومت۔ حکومت داخلی و خارجی

ایتھنز کی حکومت جمہوریہ میں تبدیلی۔ قانونی عدالتیں۔ مجلس عام (اکلیسیہ) مجلس خاص (کونسل) سپہ سالار (جرنیل) عہدہ داران ارکن۔ سرکاری ملازموں کے کام کی جانچ۔ ڈیلوسی لیگ۔ نوآبادیاں۔ اتحادی ریاستیں ؛

حکیم سولن کے وقت سے ایتھنز کا طرز حکومت عمومی (ڈیموکریسی) تھا۔ اور جمہور ایتھنز کو اپنے اختیارات کا احساس کلائیس تھینز کے زمانے سے ہوا۔ لیکن سولن اور کلائیس تھینز کے زمانے کی جمہوری حکومتوں اور پیرکلیز کے زمانے کی ڈیموکریسی میں فرق تھا۔ یہ فرق لفظی و معنوی دونوں قسم کا تھا ؛

ایرانی لڑائیوں کے زمانے تک بلکہ اُس کے بعد بھی مدت تک ایتھنز کے لوگوں پر اپنے شہر کے معزز خاندانوں یا کم از کم ان خاندانوں سے جو بڑے لوگ ہوئے انکا بہت اثر باقی رہا۔ گو حریت و آزادیِ نطق کے سب ہی لوگ ہمیشہ سے دلدادہ تھے لیکن جو بڑے بڑے خاندان پشتہاپشت سے معاملاتِ سیاست میں سب کی رہبری کرتے آئے تھے اُن کی بات کا پاس و لحاظ ابھی تک کسی نے ترک نہ کیا تھا۔ یہ عادت وہ ہے جو کم علموں اور ناتجربہ کاروں میں مقتضائے فطرت ہوتی ہے۔ اور جب تک وہ قائم رہتی ہے جمہور حکمران حکومت کے کام میں چند بڑے آدمیوں کی مرضی اور ہدایت کا محتاج رہتا ہے۔ لیکن جب یہ عادت چھوٹ جاتی ہے تو پھر جمہور کی کثرت رائے جس بات پر ہوتی ہے تو وہی فرمان شاہی کا حکم رکھتی ہے ؛

ممکن ہے کہ معزز خاندانوں کے پاس و لحاظ میں کمی اس وجہ سے شروع ہوی ہو کہ اُن کی آپس کی نااتفاقیاں رات دن لوگوں کے پیش نظر رہنے لگی تھیں۔ گو اس سے کمی کا ہونا بالکل لازمی نہیں ہے۔ انگلستان کی تاریخ سے ثابت ہے کہ وگ اور ٹوری کے مشہور فریقوں میں سخت نزاعات رہتے تھے لیکن جو عالی خاندان ان فریقوں میں شریک ہو کر نزاعات میں حصہ لیتے تھے اُنکی بزرگی و رتبے میں مطلق فرق نہ آتا تھا۔

ممکن ہے کہ اس لحاظ اور ادب میں کمی اُسوقت سے ہوئی ہو جبکہ ایتھنز کے اِن امرائے عالی نسب نے دولت کی حرص و آز میں اپنے مرتبے اور عزت سے بھی ہاتھ دھو کر رشوت ستانی پر کمر باندھی اور ایفی ایلٹیز نے اُنکی خیانت و بددیانتی کا راز افشا کرنا شروع کیا۔ بہرکیف اس میں کلام نہیں کہ جس انقلاب خیالی نے عہدِ پیریکلیز کی حکومت عمومیہ کو پیدا کیا اُس کا اصلی سبب محکمۂ ایریوپگس کی شکست اور عدالتہائے جیوری کا استقرار تھا۔ جنمیں اہل جیوری جمہور سے نامزد ہونے لگے۔ اور رلیت ایتھنز کے اختیارات کہیں سے کہیں پہنچے۔ ایریوپگس ایک قدیم محکمہ تھا جسکی عظمت کیجاتی تھی۔ اور اُسپر حملہ کر کے اُسکو توڑنے میں جسطور پر کامیابی ہوئی اُس سے لوگوں پر روشن ہوگیا کہ تقدم سے متبرک جسیز بھی اتنا تقدس و استحکام نہیں رکھتی جسکو جمہور مٹانا چاہے اور وہ نہ مٹ سکے۔ ماسواء اسکے جب شہر کا ہرکس و ناکس جیوری میں بلکہ بیٹھنے اور معاملات پر غور کرنے لگا تو جمہور کو نہ صرف اپنی قوت کا اندازہ کرنا آگیا بلکہ خاص اپنے مقاصد میں بھی متفق اور متحد ہو کر کوشش کرنے کی ترکیبیں معلوم ہوگئیں ؏

اب جہاں حریف مقابل یعنی اسپارٹا کو جنگ و پیکار کی مشکل تربیت میں خصوصیت و ناموری حاصل تھی وہ ہی خصوصیت و ناموری پیریکلیز کے ایتھنز کو عدالتہائے جیوری کے قائم کرنے میں حاصل ہوئی۔ ایتھنز کے ہزارہا باشندے جنکی عمریں تیس برس سے زائد تھیں اب ایتھنزی اور ایتھنزی کے درمیان یا ایتھنزی و غیر ملکی کے درمیان مقدمات کے فیصلے کرنے میں مصروف رہتے تھے۔ بجز قتل اور آتش زنی یا اسی قسم کے دو ایک جرائم کے تمام جرائم جنکی سماعت پہلے ایریوپگس میں ہوا کرتی تھی اب جیوری کی عدالتوں میں سنے جانے لگے۔ اسی وجہ سے یہ عدالتیں گو سیاست سے کچھ تعلق نہ رکھتی تھیں مگر جمہور کے سیاسی خیالات اور طریقوں پر بھی موثر ہونے لگیں۔ انکے اختیار سماعت کی وسعت کا یہ حال تھا کہ اگر کبھی سپہ سالار کسی جنگی معرکے میں ناکام رہا تو وہ عدالت میں جیوری کے سامنے حاضر کیا جاتا تھا۔ جیوری کو اختیار ہوتا تھا کہ اُسکو جرمانے کی سزا دے یا موت کی۔ اگر کسی سرکاری اہلکار نے روپے کے حساب کتاب کو جو اُس کے ہاتھ سے صرف ہوا ہے صحیح نہیں رکھا تو وہ بھی عدالت جیوری کے روبرو پیش کیا جاتا تھا۔ اگر کسی شہری نے مجلس عام سے ایسے حکم کی منظوری چاہی جو قانون وقت کا منافی ہے خواہ اُسکی درخواست

کیسی ہی نیک نیتی و خیر طلبی پر مبنی ہو مگر اُسکو بھی عدالت جمہوری کے سامنے اپنی صفائی کے لئے حاضر ہونا پڑتا تھا۔ اگر کسی اتحادی ریاست نے رقم خراج کے متعلق جو ثالثوں نے اُسکے ذمہ نکالی ہے کوئی شکایت کی تو یہ شکایت بھی جمہوری ہی کے سامنے پیش ہوتی تھی۔ غرض ہر قسم کے اہم معاملات خواہ فوجداری کے ہوں خواہ دیوانی کے جو ایتھنز کی وسیع عملداری میں کہیں پیش آئے ہوں جمہور ایتھنز کے سامنے سماعت و فیصلہ کے لئے ایتھنز میں لائے جاتے تھے۔ یہ ہی قانونی عدالتیں تھیں جنکے ذریعے سے پیرکلیز کے زمانے میں ایتھنز نے اپنی حکومت کے انتظامی صیغہ اور انتظامی کارپردازوں پر پورا قابو رکھا۔ اِن ہی عدالتوں کے ذریعہ سے انتظامی افسروں کے چھوٹے سے چھوٹے قصور کی تحقیقات کرائی جاسکتی تھی۔ اور قصور کے مطابق سخت سے سخت سزا کے وہ مستوجب ہوسکتے تھے۔ اِن ہی عدالتوں کے ذریعے سے ایتھنز نے اپنی قلمرو کے تجارتی معاملات کا انتظام کیا۔ یہ عدالتیں وہ تھیں جنکے فیصلہ کی ناراضی سے کوئی مرافعہ نہ تھا۔ اِن عدالتوں کے پاس سماعت و فیصلے کے لئے مجلس عام سے مقدمات آتے رہتے تھے۔ لیکن اِس کے برعکس کوئی عمل نہ تھا یعنی یہ عدالتیں کوئی مقدمہ مجلس عام کے پاس فیصلہ کے لئے نہیں بھیجتی تھیں۔ قانونی عدالتوں کا فیصلہ نہ کبھی منسوخ ہوسکتا تھا اور نہ اُس کے حکم کی نگرانی ہوسکتی تھی۔ اہل جمہوری ہر قسم کی ذمہ داری سے بری تھے۔ اور یہ وہ رعایت تھی جو سوائے اُن کے یا مجلس عام کے اراکین کے اور کسی کو حاصل نہ تھی ؛

وضع قوانین کا اختیار بھی اِن ہی عدالتوں کو تنہا حاصل تھا۔ پیرکلیز کے زمانے میں جسطرح سے نئے قوانین جاری ہوئے اُن کے متعلق ہماری معلومات بہت ناقص ہے لیکن یہ امر یقینی ہے کہ اُن کے وضع کرنے کا اختیار اراکین مجلس عام کو نہیں بلکہ اہل جمہوری کو حاصل تھا۔ بجز شاذ و مستثنیٰ حالتوں کے مجلس عام زیادہ سے زیادہ یہ کرسکتی تھی کہ کسی معاملے میں اپنے حکم سے ایک فرمان جاری کردے۔ اگر یہ فرمان قانون مجریۂ وقت کے خلاف نہ ہوا تو صرف اُسی سال کے لئے جس میں وہ نافذ ہوا جاری رہ سکتا تھا۔ مجلس عام کو اِس بات کا اختیار ضرور تھا کہ جملہ آئینی و غیر آئینی سررشتوں کے انتظام میں جس انتظام سے وہ اِسوقت قائم ہیں تبدیلی پیدا کردے۔ وہ اِس بات کا بھی فیصلہ کرسکتی تھی کہ

سولن کے قوانین بدستور جاری رکھے جاویں یا کوئی نیا مجموعۂ قوانین جاری کیا جاوے۔ نیز عدالتہائے قانونی کو بند کردینے یا نئے قوانین کے اجرا کرنے کی اجازت دینے نہ دینے کا اختیار بھی اُسکو حاصل تھا۔ لیکن محض اپنی تجویز سے قوانین نافذالوقت میں کوئی نیا قانون اضافہ کرنے کا اختیار اُسکو مطلق نہ تھا۔

ایتھنز کی جیوریوں میں ہر اہل جیوری ثالث بھی ہوتا تھا اور حاکم مجوز بھی۔ اگرچہ ہر عدالت ایک ارکن ہوا کرتا تھا لیکن اُسکا کام صرف اسقدر تھا کہ مقدمے کے واقعات جیوری کو سنادے۔ مقدمے کے متعلق قانون کی توجیہ کرنی یا بیانات میں کسی فریق مقدمہ کو روکنے کا اختیار اُسکو نہ تھا۔ قانون کے معنی بیان کرکے اُسپر بحث کرنی جسپر فیصل مقدمات کا اسقدر دارومدار ہے اہل جیوری کا کام تھا۔ اور اس امر کے فیصلے کرنے کے بھی وہی مجاز تھے کہ قانون کی لفظی پابندی پر اصرار کیا جاوے یا ملزم کی آہ وزاری سے متاثر ہوکر اور ایسے واقعات پر غور کرکے جن سے جرم میں تخفیف ہوتی ہو مقدمہ کے متعلق رائے قائم کریں۔

جیوری کی مکمل جماعت کے لئے یونانی اصطلاح میں ہیلیا کا لفظ مستعمل تھا۔ غالب خیال یہ ہے کہ ایک ہیلیا سولن کے زمانے سے قائم چلی آتی تھی۔ اور یہ کہ حکام ارکن کے فیصلوں کی ناراضی سے اُس کے سامنے مرافعات پیش ہوا کرتے تھے۔ اُس زمانے میں ارکنوں کو عدالتی اختیارات زیادہ ملے ہوئے تھے۔ لیکن پیرکلیز کے زمانے سے پہلے ہی ہیلیا کو وہ مرتبہ و اختیار حاصل نہ رہا تھا جسکا ذکر اوپر آیا ہے۔ جب تک محکمۂ ایریوپیگس کو پوری قوت حاصل رہی اُسوقت تک ہیلیا کی حیثیت بجز ایک قانونی عدالت کے کچھ اور نہ ہوگی اور جب تک جیوری کے لوگوں کو اُن کی خدمت کا معاوضہ دیئے جانے کا انتظام نہ ہوا ہوگا اہل ہیلیا اپنے کام پر پوری توجہ بھی نہ کرتے ہوں گے۔ یہ ہم پڑھ چکے ہیں کہ ایریوپیگس کی شکست کا باعث پیرکلیز تھا۔ اور اسی نے اہل جیوری کو حق المحنت دینے کا طریقہ جاری کیا تھا۔ پس ہیلیا کو بڑا درجہ اُسی کے وقت سے حاصل ہوا۔ لیکن جن درجہ بدرجہ مرحلوں کو طے کرکے جیوری نے آخری شکل اختیار کی وہ قلت معلومات کی وجہ سے بیان نہیں ہوسکتے۔ ارسٹوفنیز شاعر کی ڈرامائی تصنیفات سے البتہ اسقدر ظاہر ہوتا ہے کہ پیرکلیز کی موت سے پہلے

ایتھنز کی جیوریاں اپنا کام پورے طور پر کر رہی تھیں۔ اِس شاعر کے ایک ڈراما "زنبور" نامی سے معلوم ہوتا ہے کہ ایتھنز کے سرکاری سررشتوں میں ہیلیا درحقیقت پیرکلیز کی ایجاد سے تھا ؎

محکمہ ایریوپگس کو توڑ کر بعد اُٹھائے جیوری کو ترقی دینے میں پیرکلیز نے فی الحقیقت ایک بڑا کام کیا تھا۔ اور وہ یہ تھا کہ قوم کے ایک قلیل حصے سے چند اہم خدمات لیکر ایتھنز کے کثیر التعداد پختہ عمر لوگوں کے سپرد اسطور پر کر دیں کہ جو لوگ ایسی خدمات کو خوبی سے انجام دینے کے لائق ہوں وہ اُن کو انجام دیں۔ اور اِس سے بھی بڑھکر کام پیرکلیز نے یہ کیا کہ تمام قلمرو میں قانون کا رعب و داب قائم کردیا۔ اور اِس کام میں کل قوم کو حامی و مددگار بنادیا۔ ہر ایک ایتھنزی کو اس بات کی ضرورت ہوگئی کہ وہ قانون سے واقفیت پیدا کرے اور اُسکو قائم رکھنے میں مدد کرے۔ ہیلیا کا عہد ایک عصر قانونی تھا۔ ایتھنز کے لوگ بہ ہیئت اجتماعی جسقدر اپنے قوانین سے واقف تھے۔ کسی ہم پلہ سلطنت کے لوگوں کو یہ بات نصیب نہ تھی۔ سخت سے سخت سیاسی انتشار اور جوش و خروش کے زمانے آئے مگر ایتھنز کے لوگ غیر معمولی طور پر اپنے قانون کے پابند رہے۔ قوانین جسقدر تھے وہ بہت سادے اور صاف تھے۔ ہر ایک آدمی اُن کو سمجھ سکتا تھا۔ ایتھنز میں کوئی خاص جماعت جسکو وکلاء کا گروہ کہا جاوے۔ یا کوئی پیشہ جسکو آج کل کے معنوں میں قانونی پیشہ کہا جاوے موجود نہ تھا۔ ایسے لوگ البتہ کچھ موجود تھے جو مقدمے والوں کو تقریریں لکھکر دیدیتے تھے تاکہ وہ عدالت میں سنادیں۔ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جن کو قانون و رواج دانی میں خاص ملکہ تھا۔ اور مشکل مقدمات میں وہ لوگوں کو مشورہ دیا کرتے تھے۔ بجز اِس کے ہر شخص اپنا خود وکیل قانونی ہوتا تھا۔ اور یہ ثابت ہے کہ جس قدر ایتھنز میں شرح قانون کا حجم کم اور اُس کے نفاذ کی حدود وسیع تھیں دنیا کے بڑے شہروں میں سے کسی شہر کو بھی یہ بات حاصل نہ تھی ؎

لیکن ایریوپگس کو توڑ کر جیوریاں قائم کرنے سے جو نتائج اِن کے علاوہ پیدا ہوئے وہ ہرگز مفید نہ تھے۔ اولاً یہ کہ پیرکلیز نے ایک ایسے پُرانے محکمے کو توڑ دیا جسکی عزت پشتہا پشت سے لوگوں کے دلوں میں نقش تھی۔ دوسرے یہ کہ ایسے محترم سررشتے کو مٹا کر اُسکی جگہ جو انتظام کیا اُس میں نہ کوئی شان نکلتی تھی اور نہ عزت۔ ایریوپگس کے

مقابلے میں وہ ایک بدنما و بے وقعت سی چیز تھی ۔ کیونکہ نظم حکومت کی ہر شاخ میں ہمیشہ ایسی چند چیزوں کی ضرورت ہوا کرتی ہے جن سے لوگوں کے دلوں میں ایک قسم کی ہیبت و بزرگی کا خیال پیدا رہے ۔ عدالتوں کی صورت سے ایسی شان کا ظاہر ہونا اور بھی ضروری ہے ۔ چنانچہ یہ سمور اور قاقم کی چوڑی چکلی ٹیچی ٹیچی عبائیں ۔ سر کے مصنوعی لمبے لمبے سفید بال اور سیاہ ٹوپیاں بالکل بے معنی چیزیں نہیں ہیں ۔ اِن سے ناظرین کے دل میں ایک کیفیت خوف و استعجاب کی پیدا ہوتی ہے اور وہ منتظر ہو جاتے ہیں کہ کوئی غیر معمولی بات پیش آنے والی ہے ۔ ایتھنز کی عدالتہائے جیوری میں اِن چیزوں کی بالکل کمی تھی ۔ اِس لیئے حکام عدالت کے رعب اور تعظیم میں بھی کمی رہتی تھی ۔ اِس کے ساتھ ہی ایک اور عیب جو اِن عدالتوں میں ہمیشہ دیکھا جاتا تھا وہ یہ تھا کہ جیوری کے لوگ شہر کے باثر اور بہترین لوگوں سے نہ ہوتے تھے ۔ دیہات و قصبات کے شریف تو اُس سے اِس وجہ سے خارج رہتے تھے کہ کثرت کار کی وجہ سے جیوری کے لوگوں کو ہر وقت شہر میں رہنا پڑتا تھا جو دیہات کے لوگوں سے ممکن نہ تھا ۔ کاروباری لوگ خواہ اُنکی آمدنی کتنی ہی کم ہو اِس بات کی پروا نہ کرتے تھے کہ چار پنس (قریب ۴) کے لیئے تمام دن عدالت میں بیٹھے رہیں ۔ فوجی ملازموں یا مجلس عام کے لوگوں یا دیگر سرکاری عہدہ داروں کو اپنے اپنے کار منصبی سے اتنی مہلت نہ تھی کہ وہ جیوری میں شریک ہوں ۔ بس دو قسم کے لوگ اِس کام کے لیئے رہ گئے تھے ۔ ایک بڈھے اور کمزور جو کسی اور کام کے لائق نہ تھے اور دوسرے بے کار یا بدکار جن کو عدالتوں میں لطف اور شغل دونوں چیزیں حاصل ہوتی تھیں ؛

اِن عدالتوں سے مقدمہ بازی کے شوق کو بھی ترقی ہوئی جو فی نفسہ ایک مذموم عادت ہے ۔ اور یہ حالت اُسوقت اور زبوں ہوگئی جبکہ لوگوں نے جیوری کی شرکت کو وجہ معاش بنالیا ۔ یہانتک نوبت پہنچنے کا حال پڑھنے میں آیا ہے کہ بعض وقت تقریر کرنے والے عدالتوں کو متنبہ کرتے تھے کہ جرمانہ اور ضبطی جائداد کی سزاؤں میں کوتاہی نہ کیجیے ورنہ اُس سرائے میں کمی ہو جاویگی جس سے جیوری کے لوگوں کو معاوضہ دیا جاتا ہے ۔ یہ خبر صحیح ہو یا غیر صحیح مگر اِس قدر ظاہر تھا کہ جن عدالتوں میں انصاف کرنے والے بھوکے اور مفلس ہوں وہ مالدار مقدمے والوں کو ضرور موٹا شکار سمجھتے ہوں گے ۔ پس ایسی عدالتوں کے

قائم ہونے سے فریقی اختلافات کو بھی ترقی ہوئی یعنی ایک فریق مالدار لوگوں کا ہو گیا اور ایک مفلسوں و تنگدستوں کا۔ گو قانون مالدار اور مفلس دونوں کے لیئے ایک ہی تھا لیکن عدل گستری جہاں پہلے دولتمندوں کے ہاتھ میں تھی اب وہ مفلسوں کے دست قدرت میں آگئی۔ مالداروں اور مفلسوں میں نفاق بڑھنے کے علاوہ ایسے لوگوں کی اخلاقی حالت میں بھی تنزل پیدا ہوا جو صبح سے شام تک قانونی پیچ و مغالطے اور جھوٹی شہادتیں ہی نہیں سنا کرتے تھے بلکہ نقدی کی امید میں دوسروں کی جان و مال کے متعلق بغیر ذمہ داری یا کسی بالادست کی نگرانی کے فیصلہ دینے کا اختیار بھی رکھتے تھے[۱]۔

کچھ زمانے تک یہ نقائص ظاہر نہ ہوئے۔ ایریوپیگس کے ٹوٹنے کے بعد گیارہ برس تک سائمون زندہ رہا اور اُسکا فریق اُس کے بعد بھی قائم رہا۔ یہ فریق وہ تھا جو پرانے طریقوں کا حامی اور پرانے زمانے کو ادب اور تعظیم کی نظر سے دیکھتا تھا۔ پیری کلیز نے گو جیوری کی عدالتیں قائم کیں لیکن اس فریق کے خیالات سے خود کچھ بحث نہ رکھی۔ سلطنت کا وقار و دبدبہ کسی قدر اپنی سنجیدہ و متین خصلتوں سے اور کسی قدر اُن عالیشان عمارات سے جو سائمون کی تقلید میں شہر کی زیبائش و آرائش کے لئے تیار کرائی تھیں قائم رکھا۔ لیکن جب پیری کلیز کا انتقال ہو گیا تو عدالتوں میں وہ لوگ پیش پیش ہو گئے جن کو تقریر کرنے میں مہارت تھی۔ اس نے سیاسی زندگی کا رنگ بدلدیا اور بد قسمتی سے یہ تبدیلی اُسوقت پیدا ہوئی جبکہ ناحق کی نکتہ چینی و عیب بینی نے قوم کے ذہنی و اخلاقی قواء کو غارت کرنا شروع کر دیا تھا۔

انتظام حکومت میں خواہ داخلی ہو یا خارجی جملہ اختیارات شاہی مجلس عام کو جسے یونانی زبان میں "اکلیسیہ" کہتے تھے حاصل تھے۔ ایتھنز کا ہر بالغ مرد جو اٹھارہ سال عمر کا ختم کر چکا ہو اکلیسیہ کا رکن سمجھا جاتا تھا۔ اور ہر ایک مسئلہ پر جو اکلیسیہ میں پیش ہو رائے دینے کا حق رکھتا تھا۔ اکلیسیہ کو خطاب کرنے اور کسی مسئلۂ زیر بحث کے متعلق مشورہ دینے کا بھی وہ مجاز تھا۔ لیکن ہمیشہ یہ توقع کیجاتی تھی کہ بڑوں کو جو کچھ کہنا ہو جب وہ کہہ لیں تو چھوٹے زبان کھولیں۔ اگر کسی نوعمر سے تقریر کرنے میں خداداد ملکہ ظاہر

---

[۱] دیکھو۔ ارسطوفانیس: "زنبور"

ہوتا تو اُسکا رسوخ اکلیسیہ میں جلد بڑھ جاتا اور اُس کے دوست اور تائید کرنے والے اُسکے کلام کی داد دینے اور شور مچا کر مخالفوں کا منہ بند کرنے کے لیئے ہر وقت اُس کے گرد جمع رہتے تھے۔ قدیم زمانے سے پیریکلیز کے وقت تک ایک سپہ سالار (جرنیل) کی حیثیت یہ تھی کہ وہ فوجی افسر بھی تھا اور سیاسی مدبّر بھی۔ اکلیسیہ کے احکام کی تعمیل کا ذمہ دار بھی تھا اور اکلیسیہ کو ہر قسم کی آگاہی اور رہنمائی کے لیئے اُسپر بھروسہ بھی تھا۔ لیکن پیریکلیز کے مرنے کے بعد مُقرِر کا لفظ مُدبّر کا ہم معنی ہو گیا۔ یہ بات خاصکر اسوقت پیدا ہوئی جبکہ سوفسطائیوں اور فن بلاغت کے مشاقوں کا شہر میں غلبہ ہو گیا اور وہ "جھوٹ کو سچ بنانے کی" تعلیم لوگوں کو دینے لگے۔ اور اُن لوگوں کو زچ کرنے کے لیئے جو کارِ سیاست میں بہت تجربہ رکھتے تھے منطق و معقول کے زور پر ایسے ٹکلے قائم کرنے لگے جن سے گویا تمام رموزِ سیاست منتج ہو جاتے تھے۔

ایتھنز کا سرکاری سال دس حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ اور ان دس حصوں میں سے ایک حصے میں اکلیسیہ کے اجلاس چار چار مرتبہ ہوا کرتے تھے۔ اگر ضرورت پڑتی تو غیر معمولی اجلاس مقرر کر کے اراکین کو طلب کر لیا جاتا۔ جس مقام پہ اجلاس ہوتا تھا وہاں صبح کے وقت ایک جھنڈی لگا دی جاتی تھی۔ اس جھنڈی کو دیکھکر سب طرف سے لوگ آنے شروع ہوتے تھے۔ نشست میں کسی قسم کا تبدیلی یا مقامی امتیاز نہ ہوتا تھا۔ یہاں سب لوگ جمع ہو کر مجلس خاص (کونسل) کے ممبروں کا انتظار کرتے تھے کہ کب وہ آکر اجلاس کا کام شروع کریں۔ جب کونسل کے ممبر آجاتے تھے تو کام شروع کرنے سے پہلے حاضرین کو پوتر کرنے کے لیئے بچۂ خنزیر کا خون سب کے سامنے لایا جاتا تھا۔ اور پھر ایسے شخص پر لعنت پڑھی جاتی تھی جو اکلیسیہ کو اپنے ذاتی فائدہ کے لیئے دھوکا دے۔ اسکے بعد مجلس خاص (کونسل) کے ممبر اُس دن کے لیئے جو کام ہوتا تھا اُس کے متعلق تحریکیں پیش کرتے تھے۔ اور پھر بحث کیجاتی تھی۔ جسوقت کونسل کی کوئی تحریک جو ہمیشہ تحریری ہوا کرتی تھی پڑھکر سنادی جاتی تھی تو نقیب بہ آواز بلند کہتا تھا کہ حاضرین میں سے کوئی شخص جسکی عمر پچاس برس سے زاید ہو اگر کچھ کہنا چاہتا ہے تو کہے۔ اسپر ایسے لوگ اگر کچھ رائے ظاہر کرنی چاہتے تھے تو ظاہر کرتے تھے۔ اِن کے بعد نوجوانوں کو تقریر کرنے کی اجازت ہوتی تھی۔ کونسل کی تحریک

نامنظور بھی ہوسکتی تھی یا اُسکی جگہ نئی تحریک قائم یا اصلی تحریک میں ترمیم بھی ہوسکتی تھی۔ یا اصلی تحریک بجنسہ منظور کرلی جاتی تھی۔ رائے دینے کا طریقہ یہ تھا کہ حاضرین اپنے ہاتھ اٹھا دیتے تھے اور کونسل کا صدر اعلان کرتا تھا کہ کثرت رائے کسطرف ہے۔ اسلیئے اکلیسیہ کا اجلاس ایسے وقت تک جاری نہ رہ سکتا تھا کہ ہاتھوں کا اٹھنا نظر نہ آسکے۔ جب دیوتاؤں کی ناخوشی کی خاص خاص علامتیں ظاہر ہوتی تھیں جیسے بادل کا گرجنا یا بجلی کا چمکنا یا بارش کا اترنا تو اجلاس فوراً برخاست کردیا جاتا تھا ؛

ایرسٹوفنیز شاعر نے اپنے ڈراما "ایکارنینی" میں اکلیسیہ کے اجلاس کی ایک تصویر دکھائی ہے جو دلچسپی سے خالی نہیں۔ ڈی کیو پولس ایک سیدھا سادا ایماندار سا کاشتکار ہے جو لڑائی کی وجہ سے گاؤں چھوڑکر شہر میں چلا آیا ہے۔ پنکس میں جہاں اکلیسیہ کا اجلاس ہوا کرتا تھا صبح کے وقت بیٹھا نظر آتا ہے اور منتظر ہے کہ کونسل کے صدور (پرائی ٹینی) کب اجلاس شروع کرتے ہیں ؛

ڈائی کیو پولس کاشتکار ۔ ہاں ۔ ہاں ۔ کونسل والے آنے کو ہیں ۔ لو وہ آن ہی پہنچے۔ واہ واہ ۔ جگہ کے لیئے کیسی کودھاند ہورہی ہے ۔

نقیب (آواز لگاتا ہے۔) آگے بڑھکر بیٹھو۔ اور آگے بڑھو۔ بس بس۔ پاک جگہ کی حد سے باہر نہ ہو ۔

امفی تھی اس ۔ کیا کسی کی تقریر ختم ہوچکی ہے ؟

نقیب (پکارتا ہے) ہے کوئی جو تقریر کرنی چاہتا ہو ؟

امفی تھی اس ۔ ہاں ۔ میں بولنا چاہتا ہوں ۔

نقیب (پوچھتا ہے) تم کون ہو اور کیا کرتے ہو ۔

امفی تھی اس ۔ میں امفی تھی اس ہوں ۔ نصف انسان اور نصف معبود ۔ علاوہ اسکے معبودوں نے مجھ کو خاصکر اس لیئے بھیجا کہ میں ایتھنز اور اسپارٹا میں صلح کرادوں ۔ لیکن اسوقت محتاج ہوگیا ہوں اور تھوڑے سے سفرخرچ کی ضرورت ہے ۔ مجسٹریٹ لوگ کچھ مدد نہیں کرتے ۔

نقیب (منہ پھیرکر پکارتا ہے) سپاہیو ۔ سپاہیو ۔

ڈائی کیوپولس کاشتکار۔ کونسل کے سردارو۔ دیکھو یہ ٹھیک نہیں ہے۔ تم اپنے اختیارات سے بڑھے جاتے ہو۔ تم اکلیسیہ کی توہین کرتے ہو۔ اور ایسے شخص کو گھسیٹ کر باہر نکلواتے ہو جو صلح کی بات لیکر آیا ہے۔ اور آپسمیں سلوک پیدا کرانا چاہتا ہے۔

نقیب (للکارتا ہے) خاموش رہو۔

ڈائی کیوپولس کاشتکار۔ کیوں خاموش رہیں۔ قسم ہے معبود کی جب تک صلح کی بات نہ سن لونگا چپ نہ بیٹھوں گا۔

نقیب (پکارتا ہے) لوگو۔ لوگو۔ نگاہیں اٹھاؤ۔ سفیران عجم بادشاہِ ایران کے دربار سے اکلیسیہ میں تشریف لاتے ہیں۔

ڈائی کیوپولس۔ کاشتکار۔ کیسے سفیر اور کسکا بادشاہ۔ ان باہر کے آدمیوں اور باہر کے جانوروں سے تو نفس تنگ ہوگیا ہے۔ بادشاہ اور سفیر۔ دُم دار طاؤس اور کلغی دار مرغے۔ ایک ہو تو کہی جاوے۔

. . . .

اسیغی تھی پولس میں معرفی کرتا ہوں دولتِ عجم کے نامور سردار شمارتاباس کی جو نام سے اور اپنے مرتبے اور کام سے بادشاہ عجم کا نوزدیدہ ہے۔

ڈائی کیوپولس کاشتکار۔ واہ خوب دیدہ ہے۔ کوئی کوا آسمان سے نہیں اترتا کہ بادشاہ کے بھی دیدے پھوڑے اور رُوکن میں اِس سفیر کے بھی۔

. . . .

نقیب۔ خاموش۔ خاموش۔ اپنی جگہ سے مت ہلو۔ سنو۔ امراء کونسل عجم کے سردار کو پرائی ٹے نی ام میں ضیافت کا نوید دیتے ہیں۔

ڈائی کیوپولس کاشتکار۔ دیکھو تو کیا پاگل بنانے کی بات ہے۔ ان باتوں پر تو گلے میں پھانسی ڈالکر مرنے کو جی چاہتا ہے۔ ہم تو یہاں کبھی کے سوکھ رہے ہیں اور کوئی نہیں پوچھتا۔ اور باہر والوں کی وہ خاطرداری ہے کہ سب اپنے گھروں کے پٹ کھولنے کو تیار ہو گئے۔

. . . .

نقیب (للکارتا ہے ۔) تھریس والو جو تھیوریس کے ہمراہ آئے ہو کونسل کے سامنے آؤ ۔

ڈائی کیوپولس کاشتکار ۔ اچھا ۔ یہ کون بد بلا ہیں ۔

تھیوریس ۔ اوڈومونٹیون کے فوج والے ہیں ۔

ڈائی کیوپولس کاشتکار ۔ اوڈومونٹی ۔ ہاں ہاں خوب سمجھا ۔ ارے نکالو ان بے ایمانوں کو یہ بڑے اُچکے اور اٹھائی گیرے ہیں ۔ ابھی ابھی میرا لہسن کا ٹوکرا لوٹ چکے ہیں ۔ مجسٹریٹوں کی نہ پوچھو ۔ سب کچھ آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے اور دم نہیں مارتے ۔ شہر والے ہوکر اپنے ہی شہر میں ان جنگلیوں کے ہاتھوں لٹ جاویں ۔ غضب ہے ! ۔ اچھا یہ کیا ۔ کچھ رُت بدلتی سی معلوم ہوتی ہے ۔ ابھی مینہ کی ایک بوند مجھ پر آئی ہے ۔ لوگو میں گواہی دیتا ہوں کہ مینہ آگیا ۔

نقیب ۔ تھریسیا والوں کو رخصت کیا جاتا ہے ۔ دوسرے مہینہ کی پہلی تاریخ پھر حاضر ہوں ۔ اکلیسیہ کا اجلاس برخاست کیا جاتا ہے ۔ (فریر کا ترجمہ)

غرض اسطرح ایتھنز کے بالاترین اختیارات ایک مجمع عام کے قبضے میں ہوتے تھے جسمیں خواہ کُل باشندگان ایتھنز شریک ہوں اور خواہ اُن کا کوئی حصہ شریک ہو ۔ اور جہاں ہر شخص تقریریں سنکر جو رائے قائم کرے اُسکا اظہار کردے ۔ انتظامی صیغے کے تمام کارکنوں کو اکلیسیہ اپنی نگرانی میں رکھتا تھا اور اُنکو نہایت سختی اور شبہ کی نظر سے دیکھا کرتا تھا ۔ عمومی حکومتوں کا بالعموم اور شہری حکومتہائے عمومی یعنی ڈیموکریسیون کا بالخصوص یہ عام قاعدہ ہے کہ وہ اپنے اہلکاروں کی نسبت ہمیشہ بدظن رہیا ۔ اور اس وجہ سے یا تو وہ اُن کو ایک قلیل مدت کے لیئے مقرر کرتی ہیں جیسا کہ فلورینس میں ازمنہ وسطیٰ میں حال تھا ۔ یا یہ اختیار حاصل رکھتی ہیں کہ جسوقت چاہیں اُن کو برطرف کردیں ۔ ایتھنز میں عمال یعنی مجسٹریٹوں کو محض ایک سال کے لیئے مقرر کیا جاتا تھا اور ہر پرائی ٹینی میں یعنی سال میں دس بار اکلیسیہ میں سوال کیا جاتا تھا کہ آیا ان عہدہ داران کو اُن کی جگہ بحال رکھا جاوے یا اُن کو برطرف کرکے دوسرے لوگ مقرر کیئے جاویں ۔ اگر ان میں کوئی شخص کسی جرم میں ماخوذ ہوتا تھا تو فوراً اُسکی جگہ کا انتظام

کر کے اسکو سپرد عدالت کر دیا جاتا تھا ۔ لڑائیوں کا اعلان مہم پر فوجوں کی روانگی ۔ مفتوحہ ریاستوں کو حلقۂ غلامی میں لانے کی کوشش ۔ یہ سب کام اکلیسیہ کے حکم سے ہوا کرتے تھے ۔ اگر کبھی کسی سپہ سالار (جرنیل) کا اس درجہ اعتبار ہوا کہ اسکو لڑائی کے متعلق ہر تفصیل میں کام کرنے کی اجازت دی گئی تو چھوٹے سے چھوٹے کام کے لیئے بھی خاص خاص ہدایتیں دی جاتی تھیں کہ اُن سے سرمو تجاوز نہ ہونے پاوے ۔ ایریوپیگس کے اختیارات میں کمی اور سولن کی تقسیم جمہور میں ایک چوتھی جماعت کا شامل کرنا بھی اکلیسیہ ہی کے حکم سے پیش آیا تھا ۔

یہ اعلےٰ اختیارات نہایت جامع و وسیع ہونے کے علاوہ تعمیل کے صیغے میں بھی ہر چھوٹے سے چھوٹے معاملے پر محیط ہوتے تھے ۔ اس لیئے چند ایسے قواعد کا ہونا لازمی تھا جو ان اختیارات کے بیجا استعمال کو روکتے رہیں ۔ اس قسم کے جو قواعد پیریکلیز کے زمانے میں جاری تھے اُن میں سے بعض ایسے تھے جو سولن کے وقت سے چلے آتے تھے اور بعض ایسے تھے جن کو خود پیریکلیز نے جاری کیا تھا یا وہ پہلے سے جاری تھے مگر اُس نے اُن میں زیادہ سختی پیدا کر دی تھی ۔ سولن نے یہ قاعدہ جاری کیا تھا کہ اکلیسیہ صرف ایسے معاملات پر بحث کر کے اُن کا فیصلہ کرے گی جن کو مجلس خاص (کونسل) اُسکے سامنے پیش کرے ۔ اکلیسیہ کو خود یہ اختیار نہ ہوگا کہ کسی معاملے کو اپنی طرف سے پیش کرے ۔ چنانچہ اکلیسیہ میں کسی شہری کو اختیار نہ تھا کہ بلا واسطہ مجلس خاص کوئی تحریک خود پیش کر سکے ۔ زیادہ سے زیادہ اجازت (اگر حقیقت میں ایسی اجازت کبھی دی گئی ہو) ایک شہری کو اس بات کی مل سکتی تھی کہ اپنی کوئی تحریک مجلس خاص (کونسل) کے سپرد کر دے اور مجلس خاص اس تحریک کو اکلیسیہ کے دوسرے اجلاس کی فرد کار میں شامل کر لے ۔ یا یہ کہ اکلیسیہ کے کسی حکم نامے یا فرمان میں ایک فقرہ اس مضمون کا اضافہ کر دیا جاوے کہ یہ معاملہ جس سے حکم متعلق ہے پھر پیش کیا جاوے یا ریاستہائے غیر سے جو سفیر آئیں ان کو تاریخ ورود سے ایک خاص مدت کے اندر اکلیسیہ کے سامنے پیش کیا جاوے ۔ چنانچہ شہر کالسس کے متعلق جو حکم نامہ تحریر ہوا تھا اُسمیں حکام پرائی میں یعنی مجلس خاص (کونسل) کے صدر کو ذمہ دار قرار دیا گیا تھا کہ کالسس سے جو سفارت ایتھنز میں آوے

وہ آنے کی تاریخ سے دس روز کے اندر اکلیسیہ کے اجلاس پر حاضر کردی جاوے۔ اور ایک دوسرے حکم میں جو ایلی یوسس کی شروع فصل کی پیداوار کے بارے میں تھا یہ درج کیا گیا تھا کہ لیمپون غیب داں سال کے نویں حصے میں کونسل کو ایک کیفیت لکھکر دے اور کونسل اکلیسیہ کے اجلاس پر اُسکو پیش کرے۔ ایسی ہدایتوں اور تاکیدوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مجلس خاص (کونسل) کے اختیار میں یہ بات پہلے سے تھی کہ اگر وہ چاہے تو کسی معاملے کو جس سے اُسکو اختلاف ہو کم سے کم اُس سال کے لئے جسکے لیئے اُسکا تقرر ہوا ہے ملتوی کردے یا اُسکا پیش کیا جانا قطعی فسخ کردے۔ کونسل کے اِس اختیار کو بیجا طور پر استعمال کرنے کا تدارک یا تو ایسے ہی ضروری احکام سے ممکن تھا جو اوپر بیان ہوے یا پھر کونسل کے ممبروں کی تعداد اور ختم سال پر اُنکے کاموں کی جانچ کرنے سے ممکن تھا؛

دوسرا قاعدہ اِس مراد سے کہ اکلیسیہ اپنے اختیارات وسیع کو بے جا طریقے سے کام میں نہ لائے یہ تھا کہ عدالتی و قانونی صیغے کو انتظامی صیغے سے علیحدہ کردیا تھا۔ اکلیسیہ کو حقیقت میں اعلےٰ اختیارات حاصل تھے۔ لیکن جیسا کہ اوپر ذکر ہوا اکلیسیہ بجز خاص غیر معمولی صورتوں کے نہ تو کوئی قانون وضع کرسکتا تھا اور نہ کوئی قانونی تجویز دے سکتا تھا۔ اور نہ کسی عدالت کے حکم کو منسوخ کرسکتا تھا۔ اپنے احاطۂ اختیارات میں مختار کُل تھا اور ایک ایسے معاملے کو بھی دوبارہ غور کے لیئے اپنے سامنے لاسکتا تھا جسپر ایک مرتبہ رائے دے چکا ہو۔ اور اپنے پہلے حکم کو بھی منسوخ کردینے کا اختیار اُسکو تھا۔ بلکہ دو ایک موقعوں پر اپنے اقوال سابقہ کی پابندی سے بھی انکار کرچکا تھا۔ لیکن اس درجے اختیارات پر اگر کسی کو اُسپر بالا دستی حاصل تھی تو وہ قانون اور قانون ہی کے سررشتے تھے۔ اکلیسیہ کے اعلےٰ اختیارات پر یہ چند قیدیں جو حقیقت میں ایتھنز کی حکومت عمومیہ کو تعریف و توصیف کا مستحق کرتی ہیں ایسی سختی سے عمل میں لائی جاتی تھیں کہ بعض موقعوں پر جبکہ اکلیسیہ کو خود ایک عدالت قانونی کی حیثیت اختیار کرنی پڑی تو اُسکے انتظام کے لیئے خاص بندوبست کرنا پڑا۔ اجلاس کا مقام پینکس نہ رہا بلکہ شہر کے چوک میں اکلیسیہ کے ارکین جمع ہوے اور رائے بلا التزام نہیں بلکہ قبیلے دار قرعے کے ذریعے سے لی گئی جو اُس تجویز

کے لیئے ضروری ہوا کہ چھ ہزار آدمیوں کی رائے تجویز کی تائید کرے ؎
ایریوپگس نے بھی غالباً قانون کی سیادت کو اکلیسیہ پر اُسوقت تک قائم رکھا جب تک خود اُس کے قدیم اختیارات قائم رہے - اور اسطرح قانون گویا اکلیسیہ کی نگرانی کرتا رہا - لیکن جب سے جیوری کی عدالتیں وجود میں آئیں تو بجائے اس قانونی نگرانی کے ایک عجیب طریقہ اکلیسیہ کی کارروائیوں پر قابو رکھنے کا نکالا گیا - اب ہر شہری کو اختیار ہو گیا کہ کسی تحریک کی نسبت جو اکلیسیہ میں پیش ہو کھڑے ہو کر کہدے کہ یہ تحریک فلاں قانون کے منافی ہے اور میں محرک کو سپرد عدالت کرا دینے کی ذمہ داری لیتا ہوں - اِس طریقے سے کسی تحریک کے متعلق اکلیسیہ میں کارروائی ملتوی کرا دینی مشکل نہ تھی - اِسکے بعد مقدمہ عدالت میں ہوتا تھا - اگر تحریک واقعی خلاف قانون ثابت ہوئی تو محرک کو مناسب سزا خفیف یا سخت دی جاتی تھی - لیکن اگر الزام مہمل ثابت ہوا تو مستغیث پر ایک ہزار (درہم تقریباً ۳۵ پونڈ) جرمانہ ہوتا تھا - پس یہ طریقہ وہ زبردست آلہ تھا جس سے انتظام حکومت مقررہ اُصولوں سے تجاوز نہ کرنے پاتا تھا - جب تک یہ طریقہ جاری رہا اُسوقت تک اکلیسیہ کے فرامین (سیفس ماٹا) قوانین (نوموآی) اور حکومت کے سررشتوں (تھس موائی) پر غالب نہ آسکے ؎
مکرر یہ کہ اکلیسیہ کے صدر کو اختیار تھا کہ اگر کسی تحریک کے مضمون کو خلاف منشاء قانونی سمجھے تو اُسپر رائے لینے سے قطعی انکار کر دے - چنانچہ یہ مشہور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ ایتھنز کے چھ سپہ سالاروں کی نسبت تحریک ہوئی کہ سب کے لیئے ایک ساتھ سزائے موت کی رائے حاصل کی جاوے - ہر ایک ملزم کے مقدمے پر جدا جدا غور کرنے کی ضرورت نہیں - لیکن سقراط نے جو اُس دن اکلیسیہ کا صدر تھا اِس طور پر رائے لینے سے انکار کر دیا - گو اُس کے اختلاف سے کچھ نہ ہوا اور تحریک منظور کر لی گئی - لیکن اس اختلاف پر غالب آنے کے لیئے ضرور قوی دلائل پیش کی گئی ہوں گی لیکن افسوس ہے کہ وہ دلائل جنکی بنیاد پر اِس تحریک کو منظور کر لیا گیا دریافت نہیں ہوئیں ؎
یہ قاعدہ بھی کہ ہر ایک محرک اپنی پیش کردہ تحریک کا خواہ وہ قانوناً

کتنی ہی صحیح ہو ذاتی طور پر ذمہ داری اکلیسیہ پر ایک قسم کی روک تھا گو یہ روک
اکلیسیہ کے اختیارات پر فی نفسہ نہ ہو لیکن ان اختیارات کے استعمال پر ضرور
اپنا عمل کرتی تھی۔ تمام حکومتوں اور عملداریوں میں خیانت و رشوت ستانی سخت سزا کے
قابل جرائم سمجھے گئے ہیں لیکن ایتھنز کے لوگ اس معاملے میں سب سے بڑھے
ہوئے تھے۔ انھوں نے ایک جرم "جمہور کو گمراہ کرنے" کے مضمون کا بھی قائم
کر رکھا تھا۔ اور جب کبھی کسی ملازم سلطنت کے مشورے سے عام اس سے کہ جمہور
اُسکی منظوری دے چکا ہے سلطنت کو کوئی نقصان پہنچتا تھا تو اُسپر اسی جرم میں مقدمہ
چلایا جاتا تھا۔ اس قاعدے سے نقصان بھی تھا اور فائدہ بھی بلکہ نقصان زیادہ تھا۔
فائدہ یہ تھا کہ اکلیسیہ میں اناپ شناپ تحریکیں پیش کرنے کا شوق ٹھنڈا رہتا تھا۔
اور نقصان یہ تھا کہ جو تحریک کثرت جمہور کی متفقہ رائے سے منظور ہونے کے بعد
نقصان دہ ثابت ہوئی تو اُسکی بابت ایک ہی متنفس یعنی اصلی محرک کو سزایاب ہونا
پڑتا تھا۔ خود پیرکلیز نے کئی مرتبہ اکلیسیہ پر سختی سے اعتراض کیا تھا کہ اس کے
کیا معنی ہیں کہ جو کام اکلیسیہ خود کرتا ہے اُسکی ذمہ داری اپنے سر لینی پسند نہیں کرتا۔
پیرکلیز کے انتقال کے بعد یہ خرابی بہت بڑھ گئی۔ بڑے بڑے بلیغ و فصیح پیدا ہونے
لگے جنہوں نے اس بات میں کمال پیدا کیا کہ اگر اکلیسیہ کی منظور کردہ تحریکوں میں
کامیابی نہ ہو تو جمہور کی آتش غضب کو بڑھا کر ایسے افسران فوج کو کیونکر مورد عتاب بنایا
جا سکتا ہے جو ان تحریکوں کی تعمیل میں قاصر رہے تھے۔

مجلس خاص (کونسل) جسکی ابتدائی کارروائی کے بغیر اکلیسیہ کوئی حکم نافذ
نہ کر سکتا تھا سولن کا ایجاد کردہ سررشتہ تھی۔ لیکن اُسمیں رد و بدل کر کے اُس کو
ترقی دینا کلائیس تھینز کا کام تھا۔ پیرکلیز کے زمانے میں اس مجلس میں پانچ سو ارکان
ہوا کرتے تھے۔ یعنی قبائل عشرہ میں سے ہر قبیلے سے پچاس پچاس آدمی لئے جاتے
تھے۔ ہر ایک آدمی تیس برس یا اس سے زیادہ عمر کا ہوتا تھا۔ اور ہر سال ہر ایک شخص
قرعے کے ذریعے سے منتخب کیا جاتا تھا۔ داخلے سے پہلے ہر ایک امیدوار کو اپنے
اطوار و کردار کے متعلق ایک امتحان دینا پڑتا تھا۔ اور اس امتحان میں ایتھنز کے
ہر ایک باشندے کو امیدوار سے سوالات پوچھنے کا اختیار تھا۔ جب اس امتحان میں

کامیابی ہوجاتی تھی تو پھر ممبران مجلس خاص رسوم ادا کرتے تھے اور اس بات پر حلف لینے کے بعد کہ ہر ایک خدمت کو نہایت ایمانداری سے ادا کریں گے اپنا کارمنصب شروع کرتے تھے۔ سال کے ختم پر کل مجلس اور اُسکا ہر ایک رکن اپنی اپنی کارگزاری کا ذمہ دار سمجھا جاتا تھا۔ اس سال بھر کے زمانۂ خدمت میں ممبران کونسل چند خدمات سے جو شہر والوں پر فرض تھیں مستثنیٰ رکھے جاتے تھے۔ منجملہ اُن کے ایک فوجی خدمت تھی جو زمانۂ ممبری میں اُن سے نہیں لیجاتی تھی۔ ان ممبروں کو ایک (درہم یعنی ۸ پنس) فی یوم کے حساب سے اُن کی خدمت کا معاوضہ بھی دیا جاتا تھا۔ یہ معاوضہ اور جیوری والوں کو فی کس (نصف درہم یعنی ۴ پنس) دینے کا طریقہ پیرکلیز نے جاری کیا تھا۔

مجلس خاص (کونسل) کا اجلاس سوائے تہواروں اور نحس دنوں کے روزانہ ہوا کرتا تھا۔ جب کوئی پریشانی یا مشکل کا وقت ہوتا تھا تو اجلاس برابر جاری رکھا جاتا تھا۔ اور اطلاع پاتے ہی تمام اراکین کام کے لیئے فوراً حاضر ہوجاتے تھے۔ شہر میں ایک عمارت تھی جسکو کونسل چیمبر یا ایوان مجلس کہتے تھے۔ اسمیں بالعموم کونسل کے اجلاس ہوا کرتے تھے۔ لیکن اس مقامی تخصیص سے یہ ضروری نہ تھا کہ کسی دوسرے موقع مناسب پر اجلاس نہ ہوسکے۔ اگر بحری معاملات غور طلب ہوتے تھے تو بندرگاہ میں کسی جگہ اجلاس کیا جاتا تھا۔ اگر معاملہ ایسی مذہبی مراسم سے جو عام نظروں سے پوشیدہ ادا کیجاتی تھیں اور جن کو مسٹیریز کہتے تھے متعلق ہوتا تھا تو ایلیوسس کے مقام میں اجلاس کیا جاتا تھا۔ بالعموم اجلاسوں پر ہر خاص و عام کو آنے کی اجازت تھی۔ اراکین مجلس اور عام خلقت میں صرف ایک رسی باندھکر حد فاصل قائم کردی جاتی تھی۔ ممبروں کی باہمی گفتگو سب لوگ سُن سکتے تھے۔ لیکن وہ لوگ جو سرکاری منصب نہ رکھتے تھے اکلیسیہ یا کونسل کا حکم حاصل کیئے بغیر ممبروں سے بات نہ کرسکتے تھے۔ اگر کونسل دروازے بند کرکے اجلاس کرتی تو شاید ایتھنز کے لوگوں میں اس سے زیادہ خوف اور بدگمانی کی کوئی دوسری چیز نہ سمجھی جاتی۔

علاوہ اس خدمت کے کہ اکلیسیہ کی پیشی اور حکم کے لیئے کُل کام تیار رکھے مجلس خاص (کونسل) کا بڑا فرض یہ بھی تھا کہ جمہور نے جو کام اکلیسیہ میں منظور کیئے ہیں

اُن کی ٹھیک ٹھیک تعمیل کرائے۔ نیز یہ کونسل عہدہ داران حکومت اور جمہور ایتھنز میں جو اکلیسیہ میں اجلاس کرتے تھے ایک واسطہ تھی۔ معاملات کے تفصیلی امور اکثر اُسی پر چھوڑ دیئے جاتے تھے۔ اور اُسکو اختیار دیا گیا تھا کہ اگر اکلیسیہ کے کسی کام میں کوئی بات رہ جاوے تو اُسکی تکمیل وہ خود کرے۔ بعض وقت اہم معاملات سرکاری میں تحقیقات کا کام اُسکے سپرد کیا جاتا تھا۔ چنانچہ جزیرہ سسلی کو مہم روانہ کرنے سے کچھ پہلے جب معلوم ہوا کہ ہرمای میں ہرمیز دیوتا کی مورتوں کو کسی نے نقصان پہنچایا ہے تو اِسکی تحقیقات کا خاص طور پر کونسل کو حکم ملا۔ بیڑے کی غور و پرداخت کی ذمہ داری بھی یہ ہی مجلس خاص (کونسل) تھی۔ اور جس مجلس نے اپنے سال بھر کی خدمت میں ایک نیا جہاز بھی تیار نہ کیا ہو وہ ختم سال پر اُس تاج کے انگینہ کی مستحق نہ تھی جو عمدہ کارگزاری کے صلے میں بطور عزت افزائی کے دیا جاتا تھا۔ ریاستہائے غیر یا انجمن اتحاد (لیگ) سے جو معاملات متعلق ہوتے تھے وہ پہلے مجلس خاص کے سامنے پیش ہوتے تھے۔ اور اِن سب سے بڑھکر یہ تھا کہ سلطنت کی آمد و خرچ کا انتظام یعنی روپے کی وصولی اور حکام خزانہ کی کارروائی کو اپنے اجلاس سے منظور کرانا یہ کُل کام بھی اُنہی کے سپرد تھے ؛

ظاہر ہے کہ پانچ سو نفوس کی یہ بڑی جماعت سرکاری خدمت پر مسلسل نہیں رکھی جاسکتی تھی۔ گو پانچ سو آدمیوں کو اسطرح تیار رکھنا کہ ضرورت کے وقت فوراً یکجا ہو جاویں بڑی مصلحت کی بات تھی۔ لیکن انتظام کے لیئے یہ ضروری ہوا کہ اُسکے کئی حصے کردیئے جاویں اور ہر حصے کو ایک معینہ مدت تک کام پر حاضر رہنا پڑے۔ چنانچہ قبائل عشرہ میں سے ہر قبیلے کے پچاس پچاس آدمیوں کی ایک جماعت قائم کی گئی اور یونانی سال جو ۳۵۴ یوم کا ہوتا تھا وہ ۳۵ یا ۳۶ دن کی دس مدتوں میں تقسیم کیا گیا۔ اِن دس مدتوں میں سے ہر مدت میں دس قبائل سے ایک قبیلے کے پچاس آدمی کام پر حاضر رہتے تھے۔ ہر مدت کا نام پرائیٹنی یا پریسیڈنسی تھا۔ اور جو قبیلہ برسرکار ہوتا تھا اُس کو قبیلۂ صدر اور اُس کے پچاس ممبروں کو "پریسیڈنٹاں" یا صدر مجلس کہا جاتا تھا۔ اور ان پریسیڈنٹوں یا صدور مجلس میں سے ایک شخص چیرمین یا صدالصدور مجلس قرعے کے ذریعے سے منتخب ہوتا تھا۔ اس چیرمین کو اپنے قبیلے کی مدت خدمت میں

صرف ایک دن اور ایک رات چیرمین یا صدر الصدور رہنا پڑتا تھا۔ چونکہ ایک آدمی دو مرتبہ چیرمین نہیں ہو سکتا تھا اس لیئے ہر قبیلے کے پچاس صدور یا پریسیڈنٹوں میں سے صرف ۳۵ یا ۳۶ آدمی چیرمینی یا صدر الصدوری حاصل کر سکتے تھے۔ چیرمینی پر مقرر ہونے کے دن چیرمین کونسل کے اجلاس میں یا اگر اکلیسیہ کا اجلاس ہوا تو اکلیسیہ کے اجلاس میں صدر الصدوری کی کرسی پر بیٹھتا تھا۔ اور سرکاری مہر اور سرکاری دفتر خانہ مسئلہ کی کنجی بھی ایک دن اور ایک رات کیلئے اُسی کے سپرد کیجاتی تھی۔ ہر ایک معاملہ جو فوراً غور کے قابل ہوتا تھا وہ ان ہی پچاس صدور یعنی پریسیڈنٹوں کے سامنے پیش ہوتا تھا۔ اور تمام اعلےٰ افسران فوج اور ایسے عہدہ دار جو رعایا میں امن قائم رکھنے کے ذمہ دار ہوتے تھے ان ہی پریسیڈنٹوں سے مراسلت رکھتے تھے۔ ایرسٹوفینیز کے ڈراما نائٹس (مردان راکب) میں بیان ہوا ہے کہ کلیون جو اسی سال کے سپہ سالاروں میں منتخب ہوا ہے کسطرح مجلس خاص (کونسل) کے اجلاس کی طرف ایک سنبوسہ فروش کی مخبری کرنے دوڑا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ

"میں ابھی مجلس میں جاتا ہوں کہ تمھاری سازشوں اور مفویانہ کارروائیوں کی اطلاع کروں اور تمھارے راتوں کے پوشیدہ جلسوں اور بادشاہ ایران سے خفیہ سازشوں اور بیوشیا سے خط و کتابت کا حال سناؤں اور پنیر بنانے کے بیچ میں جو چیزیں تم نے چھپا رکھی ہیں انکی بھی جاسوسی کروں۔ یہ نہ سمجھنا کہ یہ چیزیں اسیطرح مقفل اور سربستہ رہیں گی اور تم سب کی آنکھوں میں خاک ڈالکر معاملے کی تحت و پینگ ہو گے۔"

ایتھنز کے متعدد اہلکاران ملت میں سپہ سالاروں (جرنیلوں) کا عہدہ سب سے بڑا تھا۔ قدیم زمانے میں ایتھنز کے لشکر کا افسر اعلےٰ (کمانڈر ان چیف) تیسرا ارکن ہوا کرتا تھا جسکو پولیمارک بھی کہتے تھے۔ لیکن کلائیس تھینز کی سیاسی اصلاحات کے بعد سے دش اسٹراٹی یعنی جرنیل یا سپہ سالار منتخب کیئے جانے لگے۔ یعنی دس قبیلوں میں سے ہر قبیلے سے ایک ایک آدمی جرنیل کے عہدے پر منتخب ہونے لگا۔ اور پولیمارک کا تعلق اب ان جرنیلوں یا سپہ سالاروں سے ہو گیا۔ گویا اُسکے اختیارات برائے نام رہ گئے۔ کچھ زمانے تک لشکر میں دست راست کی فوجوں کا انتظام اُسکے سپرد رہا مگر فی الحقیقت اب وہ کوئی حاکم بااختیار

نہ رہا - ہر قبیلے کی فوج پر اُسی قبیلے کا آدمی جرنیل ہوتا تھا - لیکن اُسکا انتخاب اُسکے قبیلے والوں کے ہاتھ میں نہ ہوتا تھا بلکہ کل جمہور ایتھنز بمقام پنکس میں جمع ہوکر ارکنون کی نگرانی میں اُس کو منتخب کرتا تھا - اِسکے بعد دس برس کے عرصے میں ارکنون کی خدمات میں بہت ردو بدل ہوگیا - دس جرنیلوں میں سے ایک شخص جملہ اختیارات کے ساتھ کل لشکر کا افسر مقرر کردیا جاتا تھا - اور باقی جرنیل اُسکی ماتحتی میں کام کرتے تھے - اِس زمانے میں پولمارک کا ذکر بالکل ہی اُڑ جاتا ہے - اسی اعلےٰ افسری یعنی امیر سپہ سالاراں کی حیثیت سے جنگ سیلےمس میں تھمی مس ٹوکلیز نے اور جنگ پلاٹیا میں اریس ٹایڈیز نے اور مائی کیلے کی لڑائی میں زین تھی پس نے مجموعی لشکر کی سرداری کی تھی - اِس حالت میں یہ ممکن نہ رہتا تھا کہ جس قبیلے کی فوج ہو اُسی قبیلے سے اُس کا سردار بھی ہو - بلکہ بعض اوقات لشکر میں دو جرنیل ایک ہی قبیلے کے آدمی ہوئے ہیں - اِس کے بعد کے زمانے میں قبیلوں کی فوجوں پر ٹکسی آرک سردار ہونے لگے اور جرنیلوں سے یہ خدمت اس لیئے نکال لی گئی کہ دوسرے مشکل اور پیچیدہ قسم کے انتظام اُنکے سپرد کرنے پڑے تھے - بلکہ جملہ اُمور انتظامیہ میں اُن ہی کو افسر بنا دیا تھا - بری و بحری فوجوں کا انتظام بھی اُن کو دیا گیا تھا اور باقی معاملات حکومت میں بھی وہ ہی منتظم و مہتمم تھے - کونسل سے اُنکو ہر وقت کام پڑتا تھا - اور اُس کے سامنے ہر قسم کی اطلاع اور ضروری مواقع پر مناسب تدابیر پیش کرنی بھی اُنکا فرض تھا ؛

چونکہ جرنیل یا سپہ سالار کے عہدے کے لیئے خاص لیاقت و واقفیت درکار تھی اسلیئے اُسکا انتخاب قرعے کے ذریعے سے نہیں ہوتا تھا بلکہ رائے دینے میں ہاتھ اُٹھانے پڑتے تھے - اسی خاص لیاقت و واقفیت رکھنے کی وجہ سے ایک لائق جرنیل کا انتخاب دوبارہ بھی ہوسکتا تھا - مثلاً پیری کلیز ۴۴۵ھ ق - م کی صلح کے بعد پندرہ برس تک متواتر جرنیل کے عہدے پر منتخب ہوتا رہا - یہ متواتر انتخاب اس بات کا بڑا ثبوت تھا کہ ایسے جرنیل پر ایتھنزیوں کو پورا اعتماد ہے - جس جرنیل پر جمہور کو اس قدر اعتبار ہو وہ باقی جرنیلوں میں بہت سربرآوردہ ہوجاتا تھا - بلکہ شہر میں سب سے بڑا آدمی شمار ہوتا تھا - اِس مرتبے پر پہنچنے کے لیئے ضروری ہوتا تھا کہ وہ صرف فوجی لیاقت ہی نہ رکھتا ہو بلکہ اُسمیں انتظامی مادہ بھی بدرجۂ کمال موجود ہو اور

فصیح وخوش بیان بھی ہوتاکہ جو کچھ انتظامی تدابیر وہ سوچے اُنکو جمہور کے دل پر نقش کرسکے اور اُنکی خوبی وصلاحیت کو پورے طور پر ثابت بھی کردے خاصکر ایسے زمانے میں جبکہ ایتھنز کے نوجوانوں پر جو ہر وقت اکلیسیہ کا طواف کرتے رہتے تھے ریطوریقا کے فن یعنی خطابیات میں کمال پیدا کرنے کا جنون سوار ہوچکا تھا۔ اور اب وہ وقت آگیا تھا کہ ماہرین پیکار بلاغت کے فن سے اور بڑے بڑے خطیب پیکار کے فن سے ہمیشہ کیلئے مفارقت کریں۔ ایک گروہ محض اکلیسیہ کا اور دوسرا گروہ محض لڑائی کا مرد میدان رہ جاوے۔ اور جمہور ایتھنز کے لیئے اس سے بہتر کوئی شغل نہ رہے کہ اکلیسیہ کے خوش بیان خطیبوں اور ایتھنز کے سربکف جرنیلوں کو شہ دیکر ہمیشہ لڑاتے رہیں۔

دس جرنیلوں کے سررشتے میں جس طریقے سے کام ہوتا تھا اُسکی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں یہ ظاہر تھا کہ وہ متفق الرائے ہوکر ہمیشہ کام نہ کرتے تھے۔ ان کی ایک تعداد لڑائی پر جیسی لڑائی پیش آتی تھی اُس کے مطابق فوجوں کے ساتھ روانہ کیجاتی تھی۔ اور جس قدر جرنیل لڑائی پر بھیجے جاتے تھے اُن میں سے ایک کو باقی جرنیلوں پر افسر مقرر کردیا جاتا تھا۔ سال کے ختم ہونے پر دیگر اہلکاروں کی طرح اُنکو بھی اپنی خدمات کا حساب کتاب دینا پڑتا تھا۔ بلکہ جمہور کی جلد بازی کا یہ حال تھا کہ سال ختم ہونے سے پہلے ہی ذراسی عدول حکمی پر ان جرنیلوں کو جلاوطنی یا موت کی سزا دیدی جاتی تھی۔ جرنیل کے فرائض منصب ہرگز آسان نہ تھے۔ اُسکے کاموں کی جانچ اہل فن نہ کرتے تھے جو اُس کی لیاقت اور ایمانداری کا صحیح اندازہ کرنے کے فی الحقیقت اہل ہوسکتے تھے۔ بلکہ ناواقف لوگوں کا ایک غیر ذمہ دار انبوہ اُنکی قسمت کا فیصلہ کرنے بیٹھ جاتا تھا۔ اور اس انبوہ کی باگ اکلیسیہ کے کسی خوش بیان خطیب کے ہاتھ میں ہوتی تھی جسکو سوائے اُسکے کچھ کام نہ تھا کہ ہر بات میں اپنے ہی فریق کی سرخروی ہو اور جمہور کی غلطیوں کا الزام بھی اُن جرنیلوں کے سر تھوپ دیا جاوے جن سے جمہور کی منظور کردہ تحریکوں کی تعمیل میں کسی طرح کا قصور ہو۔

ایتھنز کے لوگوں نے جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے پیریکلیز کو اُسکے عہدۂ جرنیلی سے سنہ ۴۳۰ ق۔م میں معزول کردیا تھا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ۴۳۱ سنہ۔ ۴۲۹ سنہ ق۔م میں پیریکلیز پھر با اختیار ہوگیا۔ اور اس مرتبہ اُس کے اختیارات بالکل غیر معمولی

قسم کے تھے - تھیوسی ڈائیڈیز لکھتا ہے کہ جسوقت ایتھنز کے لوگ شہر پناہ میں لڑائی کی وجہ سے بند پڑے تھے تو پیرکلیز نے حکم دیدیا تھا کہ اُسکی تدابیر کے خلاف گفتگو کرنے کے لیئے ہرگز کوئی مجمع نہ ہونے پاوے کیونکہ "ابھی تک اُسکو جرنیل کا منصب حاصل ہے" اِس مورخ نے یہ بھی لکھا ہے کہ دوبارہ انتخاب کے بعد "ہرایک چیز پیرکلیز کے سپرد کردی گئی تھی" جسکے معنی یہ ہی ہوسکتے ہیں کہ اِس وقت پیرکلیز کے اختیارات ایک جرنیل کے معمولی اختیارات سے بھی زیادہ تھے ؎

ایتھنز کے مجسٹریٹوں میں حکام ارکن کو سب پر فضیلت تھی - ارکنوں کی تعداد نو ہوا کرتی تھی - اور ہرسال جرنیلوں کی طرح اُن کا انتخاب بھی ہوا کرتا تھا لیکن انتخاب ہاتھ اُٹھاکر نہیں بلکہ قرعے کے ذریعہ سے ہوتا تھا - ارکن کا عہدہ ایتھنز میں بہت پرانے وقتوں سے چلا آتا تھا - بلکہ پرانے زمانے کی بادشاہی جب اُڑ گئی تو شاہی اختیارات اِن ہی ارکنوں کو مل گئے تھے - لیکن جب سے دس جرنیلوں کا سررشتہ قائم ہوا اُسوقت سے ارکنوں کے انتظامی اختیارات میں کمی ہونے لگی - اور جب قانونی عدالتیں قائم ہوئیں تو اُن کے اختیارات صرف اسقدر رہ گئے کہ جو مقدمات اُن کے سامنے پیش ہوں اُنکی ابتدائی تحقیقات کردیں - ارکن اول کے نام پر سال کا نام مشہور ہوا - ارکن ایک طور پر اپنے ملک کا باپ بھی سمجھا جاتا تھا - تمام یتیم جنکی پرورش اور نگہداشت ضروری ہوتی تھی اُسی کے سپرد کیئے جاتے تھے - اسکے علاوہ خاندانی حقوق و فرائض کے متعلق جسقدر معاملات ہوتے تھے اُن کا انتظام بھی اسی ارکن کے سپرد ہوتا تھا - ارکن درجۂ دوم کو شاہ ارکن کہتے تھے - اسکی نگرانی میں تمام مذہبی امور رکھے گئے تھے - قتل عمد یا شبہ عمد کے تمام مقدمات پہلے اُسی کے سامنے پیش ہوتے تھے - ارکن درجۂ سوم پولیمارک ہوتا تھا جسکا ذکر پہلے آچکا ہے - باقی چھ ارکنوں کو تھسموتھیٹی یا "واضعان قوانین" کہتے تھے - فصل مقدمات کا کام اُنکے ذمے ہوتا تھا - اور پرانے زمانے میں جبکہ قانون کسی تحریری شکل میں نہ تھا تو یہی لوگ قانون کا مخزن و معدن سمجھے جاتے تھے اور تمام ایسے مقدمات کی جو ایریوپیگس میں پیش نہیں ہوتے تھے سماعت کرتے تھے - جب قانونی عدالتیں جاری ہوگئیں تو تھسموتھیٹی کا یہ کام رہ گیا کہ جیوریاں مقرر کریں اور جیوری کے اجلاس کے لیئے مقدمات تیار کریں -

یہ خدمت محض ضابطہ عدالت سے متعلق تھی - وہ جج یا مجوز نہ ہوتے تھے اور نہ کسی مقدمے کے متعلق رائے دینے کا حق رکھتے تھے - اُنکا جو کچھ کام تھا وہ یہ تھا کہ عدالتوں میں جس قدر کارروائی ہوتی ہے وہ قاعدے اور ضابطے کے مطابق رہے ؛؛

ارکنوں کے متعلق پیشتر اسکے کہ ان کو ارکن کی خدمت دی جاوے یہ دیکھ لیا جاتا تھا کہ وہ لائق اور اپنے فرائض کو انجام دینے کے اہل بھی ہیں یا نہیں - سال کے اختتام پر اُنکے کام کی بھی جانچ ہوتی تھی - اگر کام درست نکلا تو باقی عمر کے لیئے اُنکو محکمہ ایریوپیگس میں جگہ دیدی جاتی تھی - شہر کا کوئی آدمی ارکن کے عہدے پر دوبارہ مقرر نہ کیا جاتا تھا ؛؛

ان عہدہ داروں کے علاوہ اور سرکاری ملازم بھی کثرت سے ہوتے تھے - بعض کی خدمت عمارتوں کی حفاظت تھی - بعض منڈیوں اور بازاروں میں انتظام رکھنے اور غلہ کی برآمد کی نگہداشت پر مقرر تھے - بعض خزانچی - باجگیر - محرر و محاسب کی خدمت پر مامور ہوتے تھے - تمام لوگوں کو جو ملازمت میں داخل ہوتے تھے امتحان لینے اور پسند کرنے کے بعد جگہ دی جاتی تھی - اور اختتام ملازمت پر تاوقتیکہ اُنکے پچھلے کام کی اچھی طرح جانچ نہ کرلی جاوے اُن کو رخصت نہ کیا جاتا تھا - زمانۂ ملازمت میں اگر کسی ملازم سے کوئی قصور ہو جاتا تھا تو وہ اکلیسیہ کی منظوری سے معطل ہو کر فوراً سپرد عدالت کر دیا جاتا تھا - اکثر ایک ہی قسم کے کام کے لیئے دس عہدہ دار برابر کے درجے کے رکھے جاتے تھے اور اُنکا ایک سررشتہ یا بورڈ قائم کیا جاتا تھا - کسی کام پر ایک عہدہ دار کا اعتبار ہونا دشوار تھا - جسقدر بدگمانی اور سخت ذمہ داری کا خیال سرکاری ملازموں کی طرف سے ایتھنز کی سلطنت کو تھا کسی اور سلطنت میں اُس کی مثال موجود نہ تھی - دوسری سلطنتوں میں امیدوار کی شخصی عزت اور حیثیت کا خیال کیا جاتا تھا اور یہ سمجھ لیا جاتا تھا کہ مقرر ہونے کے بعد اپنے محکمے کی عزت اور وقعت کا خیال خود امیدوار کے دل میں پیدا ہو جائے گا - لیکن ایتھنز کی عملداری میں یہ کچھ نہ تھا - تاوقتیکہ امیدوار کا امتحان لیکر اُس کو پسند نہ کرلیا جاتا تھا جگہ نہ دی جاتی تھی - اور مدت ملازمت ختم ہونے پر بھی جبتک پچھلی کارگزاری کا بخوبی امتحان نہ کرلیا جاوے گلوخلاصی نہ ہوتی تھی - زمانۂ ملازمت میں سزا کا خوف ہر وقت قائم رکھا جاتا تھا -

اور یہ بات تو یقینی تھی کہ ملازموں کی نسبت رشوت ستانی کا جس درجہ یقین ایتھنز میں کیا جاتا تھا اور کہیں اسکا وجود نہ تھا ؛

اب ہم خاص حکومت ایتھنز سے ایتھنز کی حکومت خارجیہ کے حالات کی طرف توجہ کرتے ہیں ۔ اعلےٰ اختیارات داخلی و خارجی دونوں قسم کی حکومتوں کی نسبت یکساں تھے ۔ لیکن ہم کو یہاں اُس طریقہ پر غور کرنا ہے کہ جس سے یہ اعلےٰ اختیارات اتحادی ریاستوں اور ایتھنز کی وسیع قلمرو کی محکوم قوموں پر اپنا عمل کرتے تھے ؛

اس کتاب کے چوتھے باب میں ہم نے اُن اسباب سے بحث کی ہے جنہوں نے ڈیلوس کی لیگ کی علیحدہ ہستی مٹا کر اُسکو ایتھنز کی سلطنت میں شامل کر لیا ۔ جزیرۂ نیکسوس کا مغلوب ہو جانا پہلا واقعہ تھا جس نے اتحادیوں پر ایتھنز کی اصلی نیت کا راز افشا کر دیا ۔ اِسکے بعد یوری میدون کی فتوحات ہوئیں ۔ جن کے باعث سے دُور دُور کی ریاستیں ایتھنز کے اتحاد (لیگ) میں شامل ہو گئیں ۔ اور لیگ کو ترقی و وسعت حاصل ہونے لگی ۔ کامیابی سے جہانتک بحث تھی ایتھنز کا انتظام لیگ کے متعلق اچھا ثابت ہوا ۔ لیکن یوری میدون کی فتوحات کے چند سال بعد یعنی زیادہ سے زیادہ بارہ برس کے بعد اتحادیوں کا مشترکہ خزانہ ڈیلوس سے ایتھنز کو منتقل کر دیا گیا ۔ اس نقل مکان کے اسباب جو کچھ بھی ہوں لیکن اُسکا نتیجہ ظاہر تھا ۔ ڈیلوس سے اب لیگ کے نشان مٹ گئے ۔ بجائے اپولو کے اب ایتھینا دیبی انجمن کے خزانے کی سرپرست ہو گئی ۔ گو چندہ ایتھنز والے ہی ہمیشہ سے وصول کرتے تھے لیکن اب اسکا صرف کرنا بالکل ایتھنزیوں کے اختیار میں آ گیا ۔ خزانے پر ایتھنز کی اکلیسیہ کا پورا قبضہ ہو گیا اور اتحادیوں کے نمایندے اور وکیل صفحۂ تاریخ سے محو ہو گئے ؛

چندوں کی رقموں میں جو کمی و بیشی ہوتی رہی اُسکا حال ۴۵۴ء ق م سے اسطرف کے کتبوں سے معلوم ہوتا ہے بالخصوص ایسے کتبوں سے جنمیں ایتھنز کے مقبوضات خارجیہ اور اُسکی اتحادی ریاستوں کا ذکر ہے ۔ اِن رقموں میں بعض وقت بیشی کی جاتی تھی اور بعض وقت کمی ۔ رقموں کا تعین خاصکر کونسل کے چند ارکین کے

مشورے سے جن کو اسپسر یا تشخیص کنندہ کہتے تھے ہوا کرتا تھا۔ یہ اسپسران اگر ضرورت ہوتی تھی تو اتحادی ریاستوں میں دورہ بھی کرتے تھے۔ لیکن ہر ایک ریاست کو حق تھا کہ کونسل کے فیصلے سے اگر وہ ناراض ہو تو اُسکا مرافعہ دائر کردے۔ مرافعے کی سماعت عدالت سے ہوتی تھی۔ اور عدالت جو کچھ تجویز کردیتی تھی وہ قطعی سمجھی جاتی تھی۔ بعض ایسے شہروں کے نام کتبوں میں بیان ہوئے ہیں جو اپنے چندے کی رقم خود مقرر کرتے تھے۔ بعض شہر ایسے تھے جہاں کے رئیسوں نے اپنی قوم کی طرف سے ایک رقم مقرر کردی تھی۔ ایٹیکا میں جو سال مروج تھا اُسکے شروع میں پین ایتھینا کے میلے کے موقعے پر یہ چندے وصول کیئے جاتے تھے۔ لیکن جسقدر چندہ ہوتا تھا وہ ربیع میں ہیلونوٹامی کونسل کے سامنے قبول کرتے تھے۔ چھٹا حصہ دیبی کے حق کا نکالکر باقی رقم ایتھنز کے سرکاری خزانے میں جمع کردی جاتی تھی ؎

لس بوس۔ کی اوس اور سے موس کے جزیروں نے چندہ یا خراج کبھی کچھ نہیں دیا۔ کی اوس کبھی ایتھنز کا محکوم نہ ہوا۔ اور لس بوس ۴۲۷ ق۔م کی بغاوت سے پہلے اطاعت سے آزاد رہا۔ یہ جزیرے ایتھنز کے دوست رہے۔ جہاز اور ملاح اُسکی خدمت میں حاضر کرتے رہے۔ ۴۴۰ ق۔م میں یعنی سے موس کی بغاوت کے بعد ایتھنز نے اُسکے بیڑے پر قبضہ کرلیا۔ اور خرچۂ جنگ دینے پر بھی اُسکو مجبور کیا۔ اُس دن سے سے موس کا شمار ایتھنز کی محکوم اور باجگزار اتحادی ریاستوں میں ہونے لگا۔ لیکن اُس کا نام چندہ یا خراج دینے والی ریاستوں کی فہرست میں کبھی درج نہیں ہوا ؎

بجز اس بات کے کہ بعض اتحادی ریاستوں نے خود مختار رہکر صرف جنگی جہازوں سے ایتھنز کی مدد کی اور اکثر ریاستوں نے محکوم بنکر نقد چندہ ادا کیا کوئی کلیہ قاعدہ یا اُصول جسکے مطابق ایتھنز اور اُسکی اتحادی ریاستوں میں تعلقات قائم ہوئے ہوں بیان نہیں ہوسکتا۔ ہر ریاست سے تعلقات جدا قسم کے تھے۔ بعض محکوم ریاستوں کو ایتھنز نے ایک دستورالعمل بناکر دیدیا تھا کہ اُس کے مطابق ریاست کا انتظام کریں جیسے کہ ایری تھری اور کالسس کی شہری ریاستیں تھیں۔ باقی صوبوں میں اکثر شہر اور ریاستیں اپنے انتظام حکومت میں بالکل آزاد تھیں۔

ایتھنز گو سیاست داخلیہ میں اپنی عدالتوں سے کچھ چوں وچرا نہ کرتا تھا لیکن اتحادی ریاستوں کے عدالتی معاملات اور اہتمام میں اُسکی دست اندازیاں بہت بڑھی ہوئی تھیں۔ صرف یہ ہی نہ تھا کہ اتحادیوں کو اطاعت کے متعلق کسی الزام میں صفائی کے لیئے ایتھنز آنا پڑتا تھا بلکہ ایسے مقدمات بھی جن میں جان کے متعلق دعوے کیا گیا ہو ایتھنز میں سماعت ہونے کے لیئے لائے جاتے تھے۔ حتےٰ کہ دیوانی کے مقدمات بھی اگر مقدمہ کی مالیت ایک خاص حد سے متجاوز ہوئی تو ایتھنز کی عدالتوں سے فیصلہ پاتے تھے۔ اِس ضابطے کی وجہ سے اتحادیوں کو بہت تکلیف اور زیرباری اُٹھانی پڑتی تھی۔ اور ایتھنز کی جیوریوں کے سامنے حاضر ہونے سے اس بات کو بہتر سمجھا جاتا تھا کہ عدالت سے باہر ہی اپنے جھگڑے طے کرلیں۔ لیکن یہ ضابطہ جو ہم کو غیر معمولی طور پر سخت و بیجا معلوم ہوتا ہے ایتھنزیوں کی ایجاد سے نہ تھا بلکہ بہت قدیم زمانے میں بھی جبکہ ایجاینا کا جزیرہ ایپی ڈورس کا محکوم تھا تو ایجاینا والوں کو مجبور کیا جاتا تھا کہ اپنے مقدمات ایپی ڈورس میں فیصلے کے لیئے لے جایا کریں۔

اگر ہم ڈیلوسی اتحاد (لیگ) کے متعلق ایتھنز کی بُری اور بھلی دونوں قسم کی کارروائیوں کا اندازہ کریں تو یہ ہی کہنا پڑے گا کہ ایتھنزیوں نے بلاشبہ اتحادیوں کو ایران کی دست برد سے بچادیا اور بحرایجین کو بحری قزاقوں سے پاک رکھا۔ وہ رقمیں بھی جو اتحادی شہروں سے اُنھوں نے وصول کی تھیں زیادہ نہ تھیں اور اتحادیوں کی تجارت پر اگر کچھ قیدیں لگائی تھیں تو وہ بھی خفیف تھیں۔ یہاں اِس بات کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے کہ ایتھنز کو لیگ کا صدرانجمن خود اتحادیوں نے اپنی مرضی سے بنایا تھا۔ اور ہر انجمن کے لیئے اُسکے صدر انجمن کا فرض ہے کہ ممبروں کی کاہلی اور بے توجہی سے انجمن کے مقاصد کو فوت نہ ہونے دے۔ ایتھنز والوں کو یہ الزام دینا بھی صحیح نہیں معلوم ہوتا کہ اُنھوں نے عمداً اس لیگ کو توڑ دیا۔ یا یہ کہ اُنھوں نے اپنے فائدے کے لیئے اتحادیوں کی اِس درخواست کو منظور کرلیا کہ چندے کی بابت بجائے جہازوں کے نقد روپیہ دیا جاسکتا ہے۔ اِس میں شبہ نہیں کہ ان باتوں سے لیگ کی ریاستیں آپس میں مساوی الدرجہ نہ رہ سکیں لیکن اُن سے لیگ کے اصل کام میں کوئی فرق نہ آیا۔ مگر باوجود اسکے اتحادیوں کا یہ رنج و ملال بھی بیجا نہ تھا کہ اپنے

ہمچشموں کی ایک انجمن میں شریک ہوئے تھے کہ صدر انجمن کے مشورے و صلاح سے ایک مشترکہ غرض کے لیئے سب ملکر کام کریں گے مگر نتیجہ یہ ہوا کہ اپنوں ہی میں برابری کے درجے سے گرکر ایتھنز کی محکومی اور غلامی کرنی پڑی۔ یہ وہ خوب جانتے تھے کہ گو اُن کا چندہ فرداً فرداً زیادہ نہ تھا لیکن اُسکی مجموعی رقم اسقدر تھی جس سے ایتھنز نے ایک بیڑا جنگی جہازوں کا تیار کرلیا۔ اور یہ بیڑا ایسا زبردست تھا کہ اتحادی ہزار کوشش کرتے مگر اس بیڑے کو اُن پر غالب رہنا مطلق دشوار نہ تھا۔ یہ چندے اب خوشی سے نہ دیئے جاتے تھے بلکہ جبراً وصول کیئے جاتے تھے اور اُن کے صرف پر چندہ دینے والوں کو کسی قسم کا اختیار نہ تھا۔ اسیطرح جو جہاز اور فوجیں دی جاتی تھیں اُن سے بھی دینے والوں کو پھر کچھ سروکار نہ رہتا تھا۔ مقدمات کے لیئے ایتھنز میں حاضری کی مجبوری اس بات کا ثبوت تھی کہ اتحادیوں کی آزادی غارت ہوچکی ہے اور اس سے بھی بڑھکر ثبوت یہ تھا کہ بعض شہروں میں ایتھنزیوں نے اپنی فوجیں اور نگرانی کے لیئے افسر بٹھا دیئے تھے۔ ایسے روپئے سے جو دوسرے کاموں کے لیئے دیا گیا تھا اپنے شہر کو ترقی اور زینت دیکر یونان کا صدر بنا دیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بحر ایجین کی کُل تجارت کھچکر ایتھنز پہنچ گئی اور ایجین کے تمام ساحلی شہروں کو سخت نقصان پہنچا۔ اتحادی اب اس بات کو خوب سمجھ گئے تھے کہ ایتھنز کا فائدہ اور ہمارا فائدہ ہرگز ایک چیز نہیں ہے بلکہ ایتھنز کے نفع میں ہمارا سراسر نقصان ہے۔ اتحادیوں کی ان تمام شکایتوں پر بھی ایتھنز کو مطلق اُن کی پروا نہیں ہوئی۔ چونکہ ایتھنز اپنی ثروت و بزرگی کو نتیجہ اپنی سلطنت کا سمجھتا تھا اس لیئے سلطنت کو جسطرح بن پڑا قائم رکھنا چاہا اور اسکے لیئے سہولت اسی میں دیکھی کہ بجائے حکمت عملی کے فوجی طاقت سے کام لیتا رہے۔ یونان کی چھوٹی چھوٹی متعدد ریاستوں سے ایک متحدہ سلطنت پیدا کرنے کا طریقہ یہ ہی ہوسکتا تھا کہ مختلف افراد کے سیاسی فرق کو مٹانے کے لیئے کُل افراد کو ایک ہی بھٹی میں گلا کر یکجان و تن کر دیا جاتا اور پھر اس متحدہ قوم سے ایک سلطنت ایسی پیدا ہوتی جس کو دوام حاصل ہوتا لیکن یونان کے کسی مدبر کو اس قسم کی کوشش کا خیال تک پیدا نہیں ہوسکتا تھا۔ اگر پیرکلیز اس قسم کی کوئی تحریک پیش کرتا کہ لیگ میں جسقدر ریاستیں

شامل ہیں اُن کے لوگوں کو ایتھنز کا شہری بنا دیا جاوے تو ایتھنزیوں کو اُسکا گوارا ہونا تو چیز دیگر تھا خود اتحادی اپنی جان کھو دیتے اور کبھی اسپر رضامند نہ ہوتے ؛

علاوہ اتحادی ریاستوں کے ایتھنز کی سلطنت میں وہ نوآبادیاں بھی شامل تھیں جن میں ایتھنز کے لوگ آباد کر دیئے گئے تھے ۔ یہ آبادیاں سلطنت کا ایک جزو لاینفک تھیں اور ایتھنز کے نام اور نفع کے لیئے ہر وقت جان دینے کو تیار تھیں ۔ ان نوآبادیوں کو زیادہ تر پیرکلیز نے آباد کرایا تھا ۔ اور اُن سے توقع کی جاتی تھی کہ وہ جزیرۂ یوبیا اور بحر ایجین کے جزیروں میں اور خصوصاً اطراف شمال میں ایتھنز کی قوت اور اثر کو قائم رکھیں گے ۔ لمنوسی اور امبروسی فوجیں ایتھنز کا ساتھ دیکر لڑی تھیں ۔ ان نوآبادیوں کے لوگ ایتھنزی تھے اور ایتھنز کے پُرانے قبیلوں سے اُن کا سلسلۂ نسب چلتا تھا ۔ لیکن ان نوآبادیوں سے جہاں یہ فائدے تھے ایک بڑا نقصان بھی تھا اور وہ یہ تھا کہ ان نوآبادیوں کو دیکھکر تمام یونانیوں کے زخم دل ہرے ہو جاتے تھے اور وہ کہتے تھے کہ دوسروں کی زمین غصب کرنے کا ثبوت اس سے بڑھکر اور کیا ہوسکتا ہے ۔ یہ کینے اور بغض وہ تھے جو نہ کبھی دل سے نکل سکتے تھے اور نہ جن سے کبھی درگزر کیا جاسکتا تھا ؛

ریاستہائے لیگ کی حدود سے باہر بھی بعض ریاستوں سے ایتھنز کا اتحاد تھا ۔ اس اتحاد سے اُسکا اثر یونان کے دُور و دراز حصوں میں پیدا ہوگیا تھا ۔ مثلاً یونان کے شمال میں تھسلی سے دوستانہ مراسم ہو گئے تھے ۔ گو یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ تھسلی نے ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی بار اس بات کا ثبوت دیا تھا کہ اُسکی دوستی بھروسے کے قابل نہیں ہے ۔ میسی ڈونیا کے بادشاہ پرڈیکس سے بھی تعلقات تھے مگر یہ بادشاہ ایسا دغاباز تھا کہ اُسکو نہ دوست کہا جاسکتا تھا نہ دشمن ۔ کیونکہ جیسی چال پڑتی تھی وہ کبھی دشمن ہوجاتا تھا اور کبھی دوست ۔ اوڈریسی تھریسی قوم کے بادشاہ سی ٹالسیز سے البتہ دوستی کی زیادہ امید رہتی تھی ۔ کیونکہ وہ کرسونے سی میں ایتھنزی شہروں کو وہاں کے اصلی باشندوں کی لوٹ مار سے بچاتا رہتا تھا ۔ بحر اسود کے شمالی ساحل کے زبردست بادشاہوں سے مراسم کا پیدا ہونا ایتھنز کی تجارت کے حق میں مفید ہوا ۔ بہت پُرانے وقتوں سے اِن بادشاہوں کی وسیع عملداریوں سے ایتھنز میں غلہ آیا کرتا تھا ۔

چنانچہ ثابت ہوتا ہے کہ پانچویں صدی قبل مسیح کے شروع میں یونان میں ان عملداریوں سے غلہ آیا تھا۔ جب ایتھنز میں اناج کثرت سے آنے لگا تو ایتھنز غلہ کی تجارت کا صدر مقام ہو گیا ؎

بلاد مشرق سے جو یونان سے زیادہ فاصلے پر تھے ایتھنز کو بہت کم تعلق رہا۔ مصر بالکل ایران کے قبضے میں تھا۔ یہ اوپر آچکا ہے کہ پیرکلیز نے مصر کے ایک باغی حاکم کو کمک پہنچانے سے انکار کر دیا تھا مگر وہ غلہ جو اس حاکم نے امداد پانے کی امید سے بھیجا تھا اُس کے لینے سے انکار نہ کیا تھا۔ ۴۴۹ ق م کی فتح سائپرس (قبرس) کے بعد پھر سائپرس کا بہت کم ذکر پڑھنے میں آتا ہے۔ جزیرۂ کریٹ (اقریطش) سے تعلقات قائم رہے مگر کوئی نتیجہ مفید یا مضر پیدا نہ ہوا۔ جنگ پیلو پونےسس کے زمانے میں بھی ایک مرتبہ ایتھنز کا بیڑا اس جزیرے میں پہنچا تھا۔ کریٹ کے لوگ ایتھنز کی فوجوں میں تنخواہ دار سپاہی ہوا کرتے تھے لیکن کریٹ کو ایتھنز نے اپنے اتحاد میں کبھی شامل نہیں کیا ؎

اطراف مغرب میں ایتھنز کا اثر بہت دُور دُور تک تھا۔ ایتھنز کا ایک سپہ سالار ڈایوٹی مس کی نسبت پڑھنے میں آتا ہے کہ اُس نے نیپلز کے شہر میں ایک قسم کی دوڑ ایجاد کی تھی جسمیں لوگ مشعلیں ہاتھ میں لیکر دوڑتے تھے۔ کمپانیہ کی زمین سے ایتھنز کے گلی ظروف ابتک برآمد ہوتے ہیں تھوری آئی کی نوآبادی کا ذکر اور ری جی ام اور لیون ٹینی سے اتحاد کا حال اوپر آچکا ہے۔ پیرکلیز کی حکمت عملی کا یہ ایک بڑا جزو تھا کہ مغربی ملکوں سے تعلقات پیدا کیئے جاویں۔ اور ہر ممکن طریقے سے سسلی اور اٹلی کے آئی اونی شہروں کو ترقی دیکر ٹارنٹم اور سایراکیوز کے ڈوریانی شہروں کا حریف مقابل بنا دیا جاوے۔ مکار تھیج سے ایتھنز کے تعلقات کا کچھ پتا نہیں چلتا۔ لیکن ایٹروریا کے لوگوں سے ایتھنز والوں کا خود یا دوسروں کی وساطت سے تجارت کرنا ایتھنز کے گلی ظروف سے ثابت ہوتا ہے جو ایٹروریا کے علاقے سے برآمد ہوئے ہیں۔ روما کے عروج کا زمانہ ابھی دُور تھا ؎

وطن سے قریب ایتھنز کا اتحاد ایکرنانیا سے تھا جو قریب کے شہر امبراسیا کی زیادتیوں سے محفوظ رہنے کے لیئے ایتھنز کا ہمیشہ دست نگر رہتا تھا۔

کورسایرا سے ۴۳۴ق۔م میں اتحاد ہوگیا تھا۔ اور جزیرہ سی فالے نیا پر لڑائی کے پہلے ہی سال میں قبضہ ہوگیا تھا۔ پیلوپونےسس میں آرگوس اور اکائیا کی طرف سے ایتھنز کو اسوجہ سے اطمینان تھا کہ وہ لڑائی میں کسی کے طرفدار نہ تھے ؛

پس سب سے زیادہ قوت کے زمانے میں ایتھنز کا اثر کریمیا سے لیکر کریٹ تک اور ملی ٹس سے لیکر سسلی اور نیپلز تک تھا۔ اور سمندر پر اُس کا بیڑا تمام ریاستوں کے بیڑوں سے زیادہ طاقتور تھا۔ ایتھنز کی سلطنت بڑی تھی اور اسوجہ سے اور بھی بڑی مانی جاتی تھی کہ اُسمیں بہت سی ریاستیں ایسی شامل کرلی گئی تھیں جو دنیا کی مشہور اور شائستہ ترین حکومتیں مانی جاتی تھیں۔ لیکن ایتھنز کی سلطنت میں شروع ہی سے ایسی علامتیں پیدا تھیں جو اُسکے زوال کی خبر دے رہی تھیں۔ یونان کے لوگ اُن اُصولوں کو صحیح نہیں تسلیم کرسکتے تھے جنکی بنیاد پر یہ سلطنت قائم ہوئی تھی جس دن سے ڈیلوس کی لیگ کا وجود فنا ہوا تھا اُسی دن سے ایتھنز کی حکومت ایک جابرانہ اور مطلق العنان حکومت مانی جاتی تھی اور وہ زبردست خیال یعنی آزادی کا عشق جو ہر یونانی کی گھٹی میں پڑا تھا اس ایتھنزی سلطنت کے خلاف اپنا عمل کرنے لگا ؛

سترھواں باب

عہد پیرکلیز کا ایتھنز۔ فنون و ادبیات

سیاسی آزادی کے ابتدائی مرحلے اور عہد سلف کی شائستہ ترین قوموں میں ایک سلطنت پیدا کرنے کی کوششیں اور وہ طریقے جن سے ایک ڈیموکریسی (حکومت جمہوریہ) نے اپنے اوپر خود حکومت کرکے ریاستہائے غیر کو بھی زبردست تدبیروں سے اپنے قابو اور قبضہ میں رکھا ایسے واقعات ہیں کہ گو حدود ارضی کے لحاظ سے وہ کیسے ہی چھوٹے رقبے اور پیمانے پر پیش آئے ہوں تاہم انسان کے ذوق علم کے لئے ہمیشہ دلکش اور قابل توجہ رہیں گے۔ مگر جس چیز نے فی الحقیقت ایتھنز میں عہد پیرکلیز کی تاریخ کو ایک ورق زرنگار بنا دیا وہ پیرکلیز کے زمانے کے فنون اور ادبیات تھے۔ ایتھنز کے لوگوں پر اکثر اعتراض ہوا ہے کہ انھوں نے جو دولت مفید کاموں میں صرف کرنی چاہیئے تھی اُسکو لہو و لعب اور تفنن کے سامان فراہم کرنے میں صرف کردیا۔ چنانچہ لاکونیا کے ایک معترض کا یہی خیال مورخ پلوٹارک نے اپنی کتاب "اقبال ایتھنز" میں اس طرح نقل کیا ہے کہ "ایتھنز کے لوگوں نے مرجینانِ بیکس کے محمود نغموں اور قصص اصنام سے فی نی سائی۔ ایڈیپس اور اینٹی گونی کی حکایات اور میڈیا اور الیکٹرا کے مصائب اور آلام سے ڈراما تیار کرنے میں جسقدر دولت صرف کی وہ آزادی اور سلطنت حاصل کرنے کے لیئے وحشیوں سے لڑنے میں صرف نہیں کی۔" لیکن زمانے کا ارشاد یہی ہے کہ یہ صرفِ دولت بجا تھا بے جا نہ تھا۔ اسی صرف سے جو چیزیں حاصل ہوکر ایک لازوال سرمایہ ثابت ہوئیں وہ تفنن و تفریح کے ایسے سامان تھے جو آج تک دنیا کی شائستہ قوموں کے حق میں ذریعۂ تعلیم اور مایۂ مسرت چلے آتے ہیں۔

جسوقت ۴۷۹ ق۔م میں ایران کی فوجیں ایتھنز سے چلی گئیں تھیں تو شہر شہر نہ رہا تھا بلکہ ایک ویرانہ نظر آنے لگا تھا۔ فصیلیں و مکانات منہدم ہوگئے تھے۔ بت خانے یا تو جلکر خاک ہوگئے تھے یا کہیں کہیں اُنکے سیاہ در و دیوار آگ سے

جھلسے ہوئے باقی رہ گئے تھے۔ اِس سخت تباہی و ویرانی کے صرف پچاس برس بعد یعنی پیرکلیز کے انتقال کے بعد یہی ویرانہ تمام یونان میں سب سے زیادہ خوشنما اور سب سے زیادہ مستحکم شہر بن گیا۔ یہ سچ ہے کہ امیروں کے گھر بھی خوش قطع اور آسائش کے نہ تھے اور تعمیر شہر میں اسقدر عجلت اور بدنظمی رہی تھی کہ بازار اور کوچے تنگ رہ گئے تھے اور اُنکے خطوط بھی سیدھے نہ تھے۔ لیکن یہ عیب وہ تھے کہ جبتک شہر پھر توڑ کر دوبارہ تعمیر نہ کیا جاتا رفع نہ ہو سکتے تھے۔ بہرکیف مکانات اور کوچوں کا جو کچھ حال ہو مگر شہر پناہ نہایت مضبوط بنائی گئی تھی اور بندرگاہ کی فصیلیں اور بھی زیادہ مستحکم تھیں۔ ایک احاطہ شہر کی فصیل کا تھا اور ایک احاطہ بندرگاہ پائی ری اس اور اُس سے ملحقہ قطعہ مونیکیا کی فصیل کا تھا۔ ان دونوں احاطوں کو جن میں کئی میل کا فصل تھا ملانے کے لئے تین دیواریں کھینچی گئی تھیں۔ دو دیواریں ایسی تھیں جو خطوط متوازیہ کی صورت میں شہر سے شروع ہوکر بندرگاہ تک گئی تھیں۔ اِن کو دیوار ہائے پائی رکس یا لانگ والز " کہتے تھے۔ تیسری دیوار کا نام " دیوا فلارک " تھا۔ پائی ری اس کی آبادی اور بندرگاہ کے مقام پر ہپوڈیمس مہندس نے سڑکیں بہت سیدھی اور چوڑی رکھی تھیں۔ اور اس حصے کی زیب و زینت میں ایران کا مال غنیمت اور ریاستوں کے چندے کا روپیہ خوب دریا دلی سے صرف کیا گیا تھا۔

صفحہ ۲۶۸ پر ایک نقشہ تھی مس ٹوکلیز کے زمانے کی شہر پناہ کا دیا جاتا ہے۔ اس نقشہ سے فصیلوں کی وہ کیفیت جو تھی مس ٹوکلیز کے زمانے میں تھی معلوم ہوجاویگی۔ تھوسی ڈائیڈیز کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ پُرانے شہر کی فصیل کا محیط اگر فصیل کے اُس حصے کو چھوڑ دیا جاوے جو دیوار ہائے پائی رکس کی باہر والی ساق اور دیوار فلارک کے بیچ میں تھا پانچ میل سے کچھ زائد تھا۔ دیوار ہائے پائی رک کی باہر والی ساق ۴ میل کی تھی۔ پائی ری اس اور مونیکیا کی فصیل کا محیط ساڑھے سات میل کا تھا۔ اسطرح اگر دیوار ہائے پائی ری اس کی اندر والی ساق کو چھوڑ دیں اور فصیل شہر کے اُس حصے کو بھی حساب میں نہ لیں جو باہر والی ساق اور دیوار فاے رم کے درمیان تھا تو فصیلوں کا مجموعی طول ۲۱ میل کا نکلتا ہے۔ گویا شہر اور بندرگاہ ۲۱ میل کی قلعہ بندی سے مستحکم کر دیا گیا تھا۔ دیواروں کی بلندی کی نسبت دریافت ہوتا ہے کہ

ایتھنز کا اکیروپولس (قلعہ)
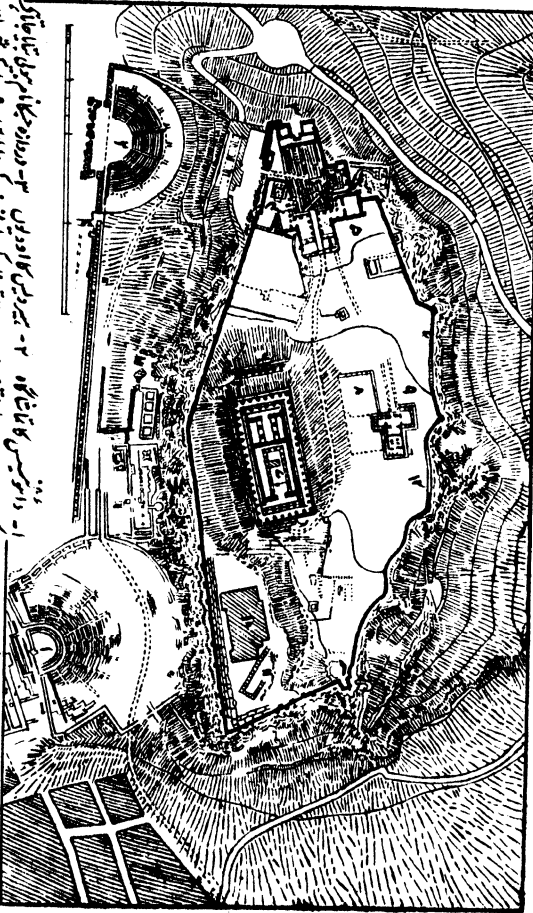
(کاپرٹ کے نقشہ سے ماخوذ (بوٹیکر)

۱۔ ڈائونیسس کا تماشا گاہ ۲۔ ہیروڈیس کا اوڈیوں ۳۔ دروازہ جسکا نام بیولی بتایا جاتا ہے
۴۔ نیکی اپٹروس کا مندر ۵۔ پروپائیلیا ۶۔ چبوتروں کی دیواریں ۷۔ پارتھینون ۸۔ ایتھینا کے پرانے مندر کی دیواریں ۹۔ ایرک تھیون
۱۰۔ ایکروپولس کا میوزیم (حال کا) ۱۱۔ ایک پرانی نامعلوم عمارت ۱۲۔ دیوار میں ستونوں کی قطار

جو بلندی پہلے رکھنی تجویز ہوئی تھی اُس سے نصف پر پہنچکر کام ختم کردیا گیا۔ دیواروں کا عرض اسقدر تھا کہ اگر ایک گاڑی ادھر سے جاتی ہو اور ایک سامنے سے آتی ہو تو دونوں بہ آسانی گزر سکتی تھیں۔ تمام دیواریں بڑے بڑے چوکور پتھروں سے چنی گئی تھیں اور رُوکار کے رَدّوں میں پتھروں کو لوہے کی ٹانکیاں لگا کر اور ریخوں میں سیسہ پلاکر جوڑا گیا تھا ؎

شہر کے حدود میں ایکروپلس کی پہاڑی اور وہ جنوبی زمین جو دریائے ایلی سس تک گئی تھی نہایت قدیم زمانے سے شامل تھی۔ اور بجز ایریوپگس یا چند اور مقامات کے تمام معابد اور عالیشان عمارتیں اخیر وقت تک اسی جنوبی ضلع کا حصہ سمجھی گئیں۔ ایکروپلس یعنی قلعہ میں دریائے ایلی سس کے کنارے کے قریب ڈایونی سس (رب الخمر) کا ہیکل تھا۔ اور اُس سے مشرق میں کچھ فاصلے پر ری اَس اور اپولو کے مندر تھے۔ اسی مقام کے قریب کیلرہوی کا چشمہ تھا۔ اسکا پانی بہت متبرک خیال کیا جاتا تھا اور اکثر تہواروں اور تقریبوں میں اُسکو استعمال کرتے تھے۔ ایکروپلس کی شمالی اور مغربی سمتوں میں شہر کی آبادی پانچویں صدی قبل مسیح سے بھی پہلے پھیلنی شروع ہوگئی تھی۔ جب تھی سس ٹوکلیز کا زمانہ آیا تو سرامیکس (کوزہ گر کے کھیت) کا ایک حصہ فصیل کے اندر لے لیا گیا۔ شہر کا یہ حصہ جو بڑے مغربی دروازہ اور سوق شہر کے بیچ میں تھا بہت آباد اور پر رونق تھا۔ اور جسوقت سائمون نے فتوحات کے مال غنیمت سے شہر کی آرایش شروع کی تو اس حصے میں بھی ردو بدل کیا۔ ایک سڑک شہر کے مغربی دروازہ ڈی پای لن سے شمالی مغربی سمت کو نکلکر ایکاڈمی کے باغوں کو جاتی تھی۔ یہاں سایہ دار مقامات پر دریائے سےفی سس نے باوجود ایٹیکا کی سخت دھوپ کے ایک فرش زمردیں بچھا رکھا تھا۔ اسی سبزہ زار میں ورزش گاہ کی عالیشان عمارت بنائی گئی تھی جہاں ایتھنز کے نوعمر بھاگنا دوڑنا۔ کشتی لڑنا سیکھا کرتے تھے۔ یا اُن سرو درختوں کی چھاؤں میں جن کو سائمون نے لگایا تھا آرام کرتے تھے۔ اسی مغربی دروازہ شہر سے ایک راستہ مغرب کی سمت کو نکلا تھا۔ اسکا نام "راہ پاک" تھا کیونکہ مسٹیریز (اسرارات) کی پرستش کے وقت اسی راستے سے جاتر اسع جلوس کے ایلی یوسس کے شہر کو جایا کرتا تھا۔ دروازے سے نکلکر جنوب کی سمت میں ایک چوڑی سڑک

گئی تھی جس سے شہر اور بندرگاہ میں دیوار ہائے پای ری اس سے باہر باہر آمدورفت رہا کرتی تھی۔ ان دونوں راستوں کے کنارے ان نامور لوگوں کی قبریں اور یادگاریں تھیں جنہوں نے ملک کی خدمت میں اپنی جانیں تصدق کی تھیں۔ یہ حصہ درحقیقت شہر کا گورستان تھا جہاں پاسے نیاس سیاح نے دوسری صدی عیسوی میں پیرکلیز اور فورمیو کے مقبروں کی زیارت کی تھی۔ اسی مغربی دروازے سے شہر کے اندر اندر ایک سڑک چوک کو جاتی تھی۔ اس سڑک کا نام ڈروموس یا کارسو تھا۔ چوک میں شہر کی سرکاری عمارات تھیں۔ یعنی ارکنون کے دفاتر۔ مجلس عام یا اکلیسیہ کی بڑی شاندار گنبد کی عمارت تھی جہاں حکام پرای ٹین زمانۂ خدمت میں سکونت رکھتے تھے۔ شمالی حصہ میں ایک عمارت بلند ستونوں کی تھی جسکو پای سی اینکس نے بنوایا تھا۔ یہ سائمون کا بڑا دوست تھا۔ اس عمارت پر پولگ نوٹس مُصوّر اور اور بڑے بڑے مرقع سازوں کے ہاتھ کی تصویریں بنی تھیں۔ چوک سے شمال کی طرف سڑک ڈروموس کے قریب ہرمی کے ستون تھے۔ یہ ستون بھی تھے اور قد آور بت بھی تھے۔ ان میں سے بعض کو سائمون نے تیار کرایا تھا۔ اور جو فتوحات تھریس میں اُسکو حاصل ہوئی تھیں اُن کے حالات اِن پر کندہ کرائے تھے۔ اس قسم کے ستون دو طرفہ کئی موقعوں پر تھے اور سائمون نے اُنکے بیچ میں سر درختی لگا کر اس مقام کو بہت سایہ دار کر دیا تھا۔ انکے قریب ہی تھی سی ام کی عمارت تھی جسمیں تھی سی اس کی قبر تھی۔ مغرب کی طرف ایک بلند چبوترے پر ایک خوبصورت مندر کی عمارت تھی جسکی نسبت صحیح دریافت نہیں ہوتا کہ وہ ہیرکلی اس کی یادگار میں بنایا گیا تھا یا تھی سی اس کی۔ یونان کے آثار قدیمہ میں یہ عمارت سب سے زیادہ مکمل صورت میں ابتک موجود ہے۔

شہر کا مشرقی حصہ مغربی حصے سے بہت فرق رکھتا تھا۔ یہ ضلع سب سے علیحدہ اور خاموش تھا۔ کیونکہ اس طرف آمدورفت کم تھی۔ یوبیا کا مال ڈی سیلا اور ایکارنی سے باہر باہر گزر کر شمالی دروازے سے شہر میں آتا تھا۔ شہر پناہ سے باہر دریائے ایلی سس کے قریب دو ورزشگاہ تھے۔ ایک لای سی ام کے مقام پر تھا جسکو پیرکلیز نے بنوایا تھا اور دوسرا سای نو سارجس تھا۔ شہر کے اندر ایک اونچے چبوترے پر قائم بُت خانہ اولمپیا کے نہایت بلند ستون نظر آتے تھے۔ یہ مندر

اولمپیا والے خدائے زی اس کے نام سے تیار ہوا تھا۔ پی سس ٹریٹس نے اس بُت خانے کو بہت بڑے پیمانے پر بنوانا چاہا تھا لیکن وہ ناتمام رہا چونکہ وہ ایک غیر آئینی حکمران تھا اس لئے اُس کے بعد لوگوں کو اُسکی شروع کی ہوئی چیز ختم کرنے کا خیال نہ ہوا۔

ایکروپولس کے جنوبی مغربی دامن پر ڈایونی سس کا بڑا تماشا گاہ تھا۔ یہاں سال میں دو مرتبہ یعنی سرما اور بہار کے موسم میں ڈراما کے تماشے ہوتے تھے۔ جاڑے کے موسم میں لی نیا کے تہوار پر جبکہ انگوروں کا رس نکالتے تھے اور بہار میں ڈایونی سیا کے میلے میں جبکہ اتحادی ریاستیں اپنا اپنا خراج لیکر ایتھنز میں حاضر ہوا کرتی تھیں یہ تماشے ہوا کرتے تھے۔ اِس تماشا گاہ کی تعمیر پیرکلیز نے شروع نہیں کی تھی لیکن شروع ہونے کے بعد بہت سی چیزیں عمارت کی زیب و زینت کے لئے اُسی نے بنوائی تھیں۔ پوری عمارت پیرکلیز کے مرنے کے بعد ختم کی گئی تھی۔ اس تماشا گاہ (تھی ایٹر) کے پاس ہی پیرکلیز نے ایک اوڈی ام (موسیقی گھر) بنوایا تھا۔ مشہور ہے کہ یہ عمارت بادشاہ ایران زرکسیز کے خیمہ کی وضع پر تیار کرائی گئی تھی۔ اور بعض مصنفوں نے لکھا ہے کہ عمارت میں جسقدر خاتم بندی کا کام تھا وہ اُن جہازوں کے مستولوں سے بنایا گیا تھا جنہوں نے سیلےمس کی لڑائی میں کام دیا تھا۔

ایکروپولس کی درستی اور زیبایش اہل ایتھنز کا سب سے بڑا مقصد تھا۔ ایکروپولس ایک ناہموار پہاڑی ہے۔ مغربی سمت کو چھوڑ کر اور سب طرف کے پہلو اسقدر اونچے ہیں کہ اُن پر چڑھنا ممکن نہیں۔ سطح سمندر سے اُسکی بلندی ۱۵۶ میٹر ہے۔ طول میں قریب ۳۰۰ میٹر کے ہے۔ عرض جہاں زیادہ سے زیادہ ہے وہاں ۱۴۰ میٹر ہے۔ ڈایونے سس کے تماشا گاہ میں وہ مقام جہاں باجا بجانے والے بیٹھتے تھے (اورکسٹرا) سطح بحر سے ۹۱ میٹر اونچا تھا۔ اور دریائے ایلی سس کا دھارا سمندر کی سطح سے ۴۰ میٹر بلند ہے۔ اگر میٹر کا حساب چھوڑ کر فٹوں میں حساب کیا جاوے تو تماشا گاہ کا سب سے نیچا حصہ یعنی اورکسٹرا دریائے ایلی سس سے تقریباً ۱۵۰ فیٹ اونچا تھا۔ اور اس مقام سے پہاڑی کی بالائی سطح ۲۰۰ فیٹ بلند تھی۔ پہاڑی کے اوپر کی زمین ہموار نہیں ہے۔ پہاڑی کا مشرقی سرا بہت بلند ہے اور وسط کی زمین

اِدھر اُدھر کی زمین سے اونچی اُٹھی ہوئی ہے۔ اسیوجہ سے نیچے حصوں کو اونچا اُٹھانے میں کہ کرسی دیکر مسطح چبوتروں پر عمارات قائم کی جاویں تعمیر کا بہت کچھ کام کرنا پڑا تھا چھٹی صدی قبل مسیح میں ایکروپولس ایتھنز کا قلعہ تھا۔ شہر پر قبضہ کرنے کے لئے غنیم کو پہلے اسی قلعہ کو فتح کرنے کی فکر ہوتی تھی۔ علمائے آثار نے تحقیق کیا ہے کہ کسی زمانے میں پہاڑی کے اوپر کنارے کنارے ایک فصیل بنی تھی۔ اور نیچے اُتر کر پہاڑی کی جڑ سے کچھ فاصلے پر ایک دوسری فصیل پہاڑی کے گرد بنی ہوی تھی۔ پہاڑی کی جڑ اور اِس دوسرے فصیل میں جو کشادہ جگہ تھی اُسکو پلاسجیوں کی گڈھی کہتے تھے۔ کیونکہ دوسری فصیل کا بانی خاندان پلاسجی کو سمجھا جاتا تھا۔ پی سس ٹریٹس اور اُسکے بعد اُسکے لڑکوں کا محل ایکروپولس کے اوپر تھا۔ جسوقت اسپارٹا والے آخر مرتبہ پی سس ٹریٹس کے خاندان کو ایتھنز سے نکالنے آئے ہیں تو یہی اس نے گڈھی یعنی پلاس جیکم میں قلعہ نشین ہونا پایا تھا۔ ایکروپولس میں داخل ہونے کا راستہ صرف اُسکے مغربی دروازے سے تھا جسکے گرد دیواریں اور مورچے بنے ہوے تھے۔ اِس زمانے میں ایکروپولس کے اوپر چند بڑے بڑے مندر تھے۔ ان میں سے ایک مندر ایرک تھی ام کے قلعہ کے شمالی سرے پر تھا اور بیچ میں ایک بڑا بُت خانہ تھا جسکو بظاہر ایتھنز کے شاہان مطلق العنان نے تعمیر کرایا تھا۔

ایرانیوں کی فوجکشی کے زمانے میں (یعنی ۴۸۰ اور ۴۷۹ ق۔م میں) قلعہ پر جسقدر عمارتیں تھیں اُنکا نام و نشان تک مٹ گیا تھا۔ پلاسجیوں کی فصیل بالکل مسمار اور مندر اور بُت خانے ڈھا کر زمین کے برابر کردیئے گئے تھے۔ کچھ زمانے تک یہ کھنڈر بجنسہ قائم رکھے گئے تاکہ زبان حال سے دشمن کے جور و ستم کی شکائتیں کرتے رہیں یا تھیمس ٹوکلیز نے عمداً اُنکی درستی کی طرف اس لئے توجہ نہ کی کہ اہل ایتھنز اسبات پر غور کریں کہ آئندہ حفاظت کے لئے قلعہ کی درستی سے کہیں زیادہ شہر کے گرد فصیل بنوانے کی ضرورت ہے۔ جب سائمون۔ یوری میدون کی فتوحات میں ایران کی دولت لوٹ کر گھر لایا تو اُس نے اس سرمایہ کے ایک حصے سے ایتھنز کی دیبی کا مندر جو شہر کی خاص سرپرست تھی تیار کرانا چاہا۔ چونکہ اس زمانے میں شہر کی فصیل بہت بڑے پیمانے پر تیار ہو چکی تھی اسلئے ایکروپولس کی حیثیت

ایک قلعے کی رکھنی ضروری نہ تھی۔ اسی وجہ سے قلعے کے نیچے پلاسجی والی فصیل کو دوبارہ بنوانے کی ضرورت نہیں ہوی۔ سائمون نے جس مندر کے بنوانے کا قصد کیا تھا اُس کے لئے ایک بڑے رقبے کی ضرورت ہوئی۔ چنانچہ اُس نے قلعے کے اوپر والی دیوار کے جنوبی حصے کو پہلے سے بھی زیادہ عریض بنوایا اور جہاں کہیں پہاڑی کی سطح میں نشیب پایا وہاں نیچے سے عمارت اُٹھا کر ایک اونچی کرسی حاصل کی تاکہ مندر کے بلند اور بڑے دَور والے ستون اور چوڑے آثار کی سنگین دیواریں اُسپر قائم ہوسکیں۔ لیکن سائمون نے جو نقشہ اِس ہیکل کا سوچا تھا اُس کے مطابق کام نہ ہوسکا۔ جب پیرکلیز جمہور ایتھنز کا سردار ہوا تو یہ معاملہ اُسکے سامنے آیا اور پھر اُسی کے اہتمام میں ایکٹی نس معمار (جسکی مدد پر کیلی کریٹیز بھی تھا) اور فیڈیاس بُت ساز کی صنعت و کاریگری سے ایکروپولس کا وہ بڑا ہیکل تیار ہوگیا جو ہمیشہ عجائبات عالم سے شمار ہوا ہے ؀

صفحہ ۲۷۵ پر ایکروپولس کا ایک نقشہ ڈاکٹر کارپرٹ کا تیار کیا ہوا دیا جاتا ہے جس سے ایکروپولس کے اِس بڑے ہیکل یعنی پارتھی نون کی وضع خوب معلوم ہوجاوگی ؀

پارتھی نون کی صورت یہ تھی کہ زمین سے تین سیڑھیاں چڑھکر عمارت کے بلند ستون شروع ہوتے تھے یہ ستون ڈوریانی وضع کے تھے۔ اگر چاروں گوشونکے ستونوں کو دو دو مرتبہ شمار کیا جاوے تو عمارت کے عرض میں دونوں سروں پر آٹھ آٹھ اور طول میں دونوں طرف سترہ سترہ ستون ہیں۔ عمارت کا طول ۶۹٫۵۱ میٹر ہے۔ اور عرض ۳۰٫۸۶ میٹر۔ یعنی طول و عرض میں ۹ اور ۴ کی نسبت ہے۔ ہر ایک ستون کی بلندی ۱۰٫۴۳ میٹر تھی۔ اور ستون کا قطر ۱٫۹۵ میٹر۔ ستون ڈوریانی طرز کے نالی دار تھے۔ اور ایک ایک ستون میں بیس بیس نالیاں ڈالی تھیں۔

عمارت کے خطوط بالکل سیدھے نہ تھے۔ دہلیز کے پتھر جن پر ستون قائم کیئے تھے ایک ہی سطح پر نہ تھے۔ بیچ کے پتھر گوشوں کے پتھروں سے کسی قدر اونچے اُٹھے ہوے تھے۔ ستونوں کا دَور جوں جوں وہ اونچے ہوتے گئے تھے کم ہوتا گیا تھا اور وہ کسی قدر اندر کو جھکے ہوے تھے یعنی سلامی دار تھے ؀

اِن چوطرفہ ستونوں کے بیچ میں وہ عمارت تھی جسکو فی الحقیقت بُت خانہ کہنا چاہئے

اِس عمارت کو عرض میں ایک دیوار کھینچکر جسمیں کوئی دروازہ نہ تھا دو غیر مساوی حصّوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ایک حصہ شرق رُویہ اور ایک حصہ غرب رُویہ۔ شرق رُویہ حصے کے برآمدے کا نام پروناس تھا۔ اِس برآمدے سے جس مکان میں داخل ہوتے تھے اُسکو سیلا کہتے تھے۔ اس سیلا یا حجرے کے طول میں دو صفیں ستونوں کی تھیں جو پشت کی دیوار سے اسی طرف ختم ہوگئی تھیں اور اختتام پر اِن دونوں صفوں کے عرض میں بھی ایک صف ستونوں کی تھی۔ غرض ستونوں کی اِن تین صفوں میں ایتھینیا دیبی کا بُت سونے اور ہاتھی دانت کا رکھا ہوا تھا۔ غرب رُویہ حصے کے برآمدے کو اوپس تھودوس کہتے تھے۔ اور برآمدے کے بعد جو کمرہ تھا اُسکا نام پارتھی نون[۱] تھا اِس کمرے میں بُت خانے کا خزانہ اور قیمتی سامان اور متبرک ظروف رہا کرتے تھے ؛

تمام عمارت پر اندر اور باہر بُت تراشی، گلکاری اور رنگ آمیزی کا کام تھا۔ بُت تراشی کا کام تین قسم کا تھا۔ ایک قسم کا کام وہ تھا جو عمارت کے دونوں پیشانیوں کے مثلثوں پر تھا۔ مثلث سے مراد وہ جگہ ہے جو دو پاکھی چھت والی عمارتوں میں دو طرف عمارت کی پیشانی پر پیدا ہوتی ہے۔ دوسری قسم کا کام بُت تراشی کا اُن چھوٹے پتھروں پر کیا گیا تھا جنکی جنای ستونوں کے پٹاؤ کے اوپر مگر چھت سے نیچے باہر کے رخ تھی۔ اِن میں ایک ایک پتھر چھوڑکر جن پر کھڑے خطوط تھے باقی پتھروں پر بُت بنائے تھے۔ تیسری قسم کا کام عمارت کے اس حاشیہ پر کیا گیا تھا جو اندر کے رخ چھت کے نیچے نیچے مگر ستونوں کے پٹاؤ سے اوپر چاروں طرف دوڑا ہوا تھا ؛

پیشانی کے مثلثوں میں بتوں کا قد و قامت۔ جسقدر گنجایش دیکھی تھی اُسی اعتبار سے رکھا تھا۔ بیچ کے بُت کھڑے قد کے بنائے تھے اور گوشوں کی طرف جوں جوں جگہ تنگ ہوتی گئی تھی پہلے نشستہ اور پھر خوابیدہ انداز سے بُت بنائے تھے۔ مشرقی مثلث پر بُت تراشی کا مضمون ایتھینیا دیبی کی ولادت تھا۔ مغربی مثلث پر جو

---

[۱] پیرکلیز کے مرنے کے بہت عرصے بعد کل عمارت کا نام پارتھی نون ہوا ورنہ شروع میں اِسی ایک کمرے کو پارتھی نون کہا جاتا تھا۔
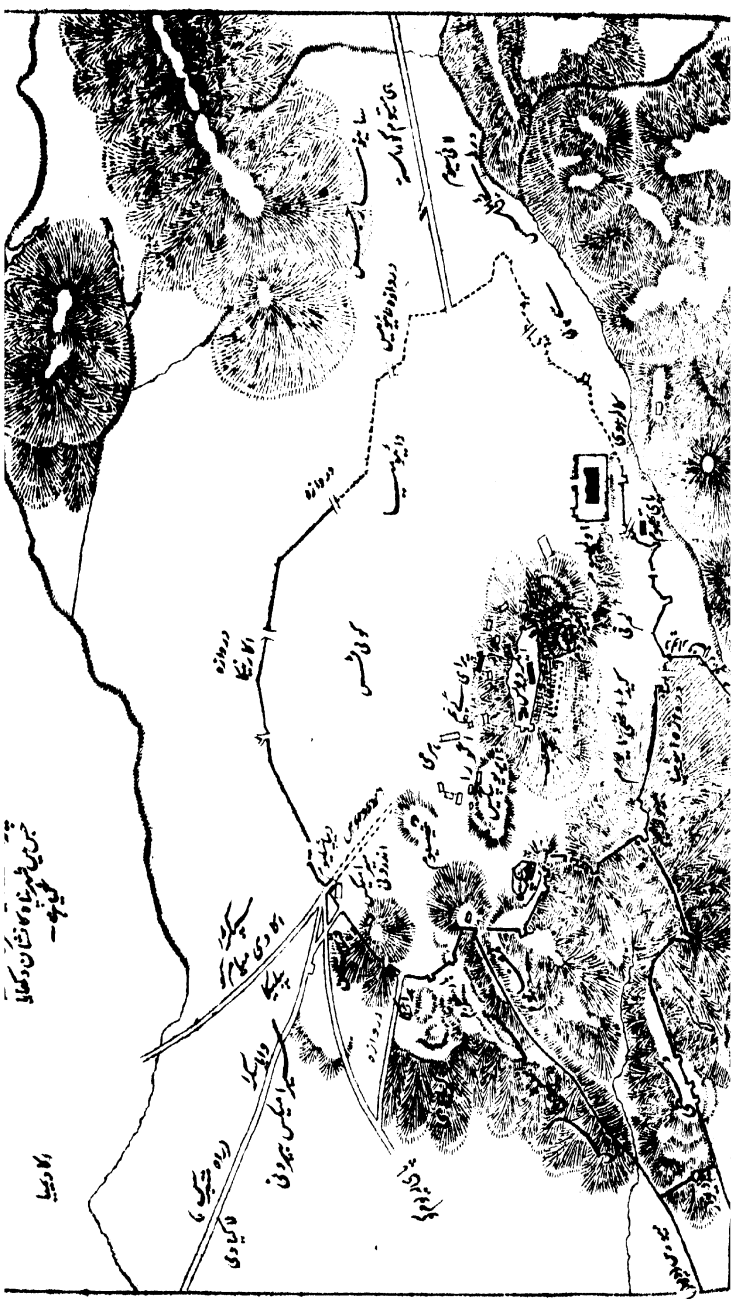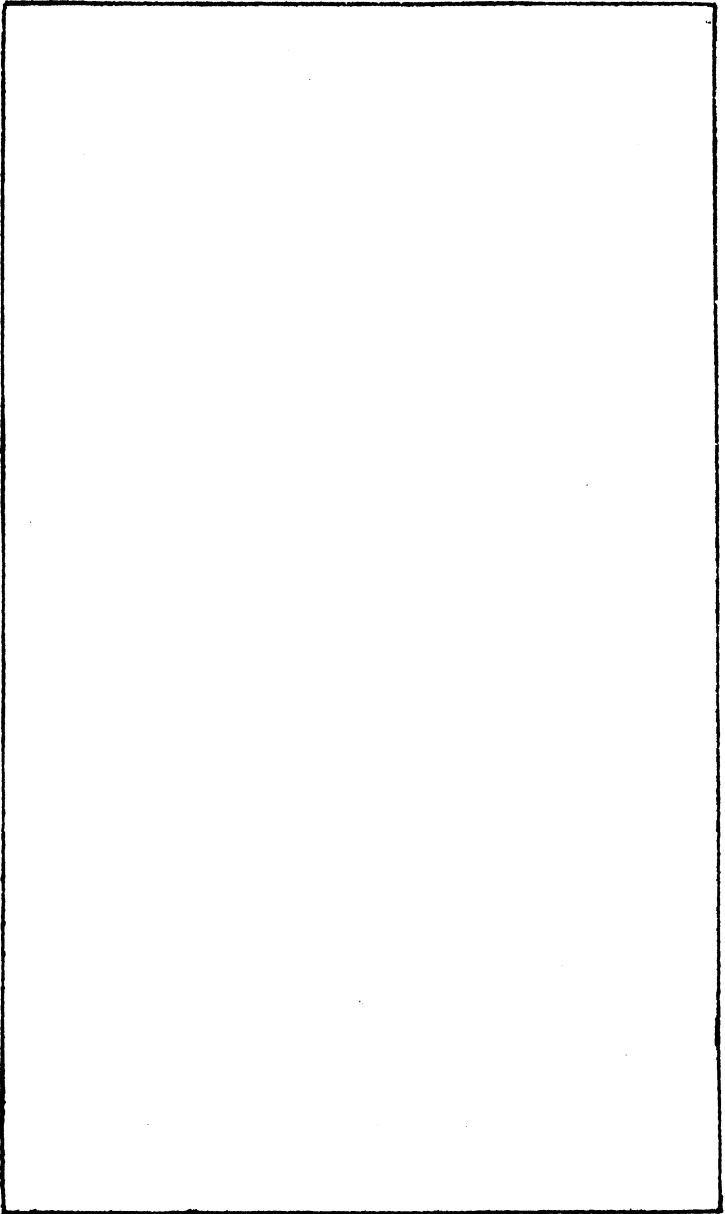
ایکروپولس کے دروازۂ خاص پروپائیلیا سے داخل ہوتے ہی سامنے نظر آتا تھا۔ ایتھنیا اور پوسیڈون کی لڑائیاں دکھائی تھیں جو اِن دونوں دیوتاؤں نے ایٹیکا پر قبضہ پانے کے لئے لڑی تھیں ؛

ان مورتوں اور بتوں میں سے اکثر بت عمارت سے علیحدہ کرکے لارڈ ایگن کے اہتمام سے انگلستان روانہ کردیئے گئے۔ لیکن علیحدگی سے پہلے عمارت کی تصویریں چاروں پہلوؤں سے لے لی گئی تھیں تاکہ عمارت میں جہاں بت نصب تھے اُن کا اصلی موقع فراموش نہ ہو جاوے۔ مگر افسوس ہے کہ باوجود ہرچند احتیاط کے مشرقی مثلث کے اکثر بتوں کو نقصان پہنچ گیا۔ اور بیچ کے بُت بالکل ہی ٹوٹ گئے۔ اِس مثلث کے بائیں یا جنوبی گوشے سے سورج دیوتا کے گھوڑے زمین سے نکلکر گویا روشنی میں آتے دکھائے تھے اور اسیلیطح واہنے یا شمالی گوشے میں انکو زمین کے اندر تاریکی میں اُترتا دکھایا تھا۔ مثلث کے بیچ میں زیوس۔ ایتھنیا اور ہیفس ٹس کے بُت تھے۔ اور اُن کے دونوں جانب قسمت کی دیبیاں بیٹھی تھیں اور اُن کے بعد سوال و جواب کے طور پر خوابیدہ انداز سے دونوں طرف ایک ایک بُت بنایا تھا یہ بت کبھی تھی سی اس اور کبھی اولیپس کا بتایا گیا ہے۔ بہرکیف یہ پتھر کی مورتیں فن بت تراشی میں انتہائے کمال پر دلالت کرتی ہیں۔ مغربی مثلث کے بت اسقدر شاندار نہ تھے اور یہ بتانا بھی مشکل ہے کہ وہ کن دیوتاؤں کے تھے ؛

اِن مثلثوں میں جو بُت بنائے تھے وہ بڑے قدو قامت کے تھے اور ہر ایک بُت میں تناسب اعضاء اور وضع کی صحت کا بدرجہ غایت خیال رکھا گیا تھا۔ اور بتوں کے وہ حصے بھی جو نیچے سے نظر نہ آسکتے تھے ہر بات میں پورے بنائے گئے تھے۔ گویا انسان نے یہاں قدرت کی پوری نقالی کی تھی کہ ہر ایک مخلوق اپنے تمام اجزاء میں مکمل ہو خواہ اِن اجزاء میں سے کسی پر نظر پڑے یا نہ پڑے ؛

مثلثوں سے نیچے کے پتھروں پر ایک ایک پتھر چھوڑکر ہر پتھر پر دو دو بُت لڑتے ہوئے تراشے تھے۔ اور یہ اہتمام رکھا تھا کہ عمارت کے چاروں رخوں کے ایسے پتھروں پر چار مختلف مذہبی قصوں کا مضمون بُت تراشی میں ادا کیا جاوے۔ یہ نقشین پتھر شروع میں کل ۹۲ تھے۔ چودہ چودہ مشرقی و مغربی رُو کار پر

اور بتیس بتیس پہلوؤں کے رُوکار پر۔ ان میں سے بہت ۱۶۸۷ء عیسوی کے حادثہ میں غارت ہو گئے۔ جو بچے تھے اُن میں سے ایک پیرس اور پندرہ لندن پہنچا دیئے گئے اور تین ایتھنز کے عجائب خانہ میں رکھدیئے گئے۔ باقی بحال شکستہ اصلی عمارت کے کھنڈر میں ابتک موجود ہیں۔ مشرقی رُوکار کے پتھروں پر ایتھنیا کی لڑائی جنات سے اور مغربی رُوکار کے پتھروں پر ایمزون سے تھی ہی اس اور ہیریک لی اس کی لڑائیاں دکھائی ہیں۔ شمالی رُخ کے پتھروں پر ایلیم کی فتح کی تصاویر کھودی ہیں اور جنوبی رخ کے پتھروں پر جنگلی مورتیں ابتک اچھی حالت میں ہیں لاسی تھی اور استی بار کی لڑائی کے واقعات کندہ کیئے ہیں ؃

عمارت کے اندر حاشیہ کا مجموعی طول ۱۵۹٫۴۲ میٹر ہے۔ اِس حاشیہ کی مورتیں نہایت عمدہ ہیں۔ اور بڑی دیدہ ریزی سے کام کیا ہے۔ مگر باوجود اِس کے کاریگر کو یہ خیال نہ آیا کہ حاشیہ پر براہ راست کہیں سے روشنی نہیں پڑتی ہے۔ جو کچھ روشنی آتی ہے وہ اُس دھوپ کا عکس ہوتی ہے جو باہر کے ستونوں سے چھن کر سنگ مرمر کے فرش پر پڑتی ہے۔ بُت تراش نے اُس حاشیہ پر پین ایتھنیا کے میلے کا پورا جلوس دکھایا ہے۔ یہ میلا ہر چوتھے برس جولائی کے مہینے میں ہوا کرتا تھا۔ مغربی ضلع کا حاشیہ جسمیں جلوس کی تیاری دکھائی ہے اپنی اصلی جگہ پر موجود ہے باقی حاشیہ کی ۵۳ سلیں برٹش میوزیم میں اور ایک سِل پیرس میں موجود ہے ؃

پارتھی نون کی کل عمارت اور جس قدر بُت اِس عمارت میں بنائے گئے تھے وہ سب کوہ پینٹی لیکس کے سنگ مرمر کے ہیں جو شمالی ایٹیکا میں واقع ہے۔ اِس پتھر کا رَوا بہت باریک ہے اور رنگ کسی قدر زردی مائل ہے۔ پُرانا ہونے سے یہ رنگ گہرا ہو کر نہایت خوشنما ہو جاتا ہے چنانچہ اسی گہرے رنگ کی خوشنائی نے اِس عالیشان عمارت کو ابتک ایک سحر کا نمونہ بنا رکھا ہے ؃

فیڈیاس بت سازی کی صنعت کا اعلےٰ ترین نمونہ ایتھنیا دیبی کا بُت تھا جو سونے اور ہاتھی دانت سے بنایا گیا تھا۔ یہ بُت ۴۳۸ء ۔ ۴۳۷ء ق ۔ م میں تیار ہو کر اس مندر میں رکھا گیا۔ ایتھنز کے پُرانے بُت جو بہت ہی مقدس مانے جاتے تھے

اکثر لکڑی کے بعدّی شکل کے گندے ہوتے تھے۔ لکڑی کے بعد پتھر اور پیتل کے بتوں کا رواج ہوا۔ اور آخر کار پانچویں صدی قبل مسیح کے کاریگروں نے بُت سازی کے لئے سونے اور ہاتھی دانت سے کام لینا شروع کیا۔ جہاں کہیں جسم کے وہ حصے جو کھلے رہتے ہیں دکھانے ہوتے تھے وہاں ہاتھی دانت لگاتے تھے۔ باقی تمام لباس معہ سامان کے سونے کا تیار کرتے تھے۔ (مصنف کتاب افسوس کرتا ہے کہ) ان قیمتی صنعتوں کا کوئی نمونہ ہم تک نہیں پہنچا۔ ایتھنیا کے اصل بُت کا جو کچھ اندازہ کیا جاتا ہے وہ اسکی پتھر کی نقلوں سے کیا جاتا ہے۔ سنہ ۱۸۷۹ء میں ایک سنگ مرمر کی مورت ایتھنز سے دستیاب ہوئی۔ اسکی نسبت خیال ہے کہ پارتھی نوس یعنی فیڈیاس والے اصل بُت کی نقل اس سے بہتر کہیں موجود نہیں۔ اس مورت میں دیبی نہایت بھاری لباس پہنے ہے۔ سر پر خود رکھا ہے اور سینہ پر چہار آئینہ ہے جسکے متن پر ماہی جال اور سنجاف پر سانپ لپٹے ہوے ہیں۔ داہنا ہاتھ ایک خوبصورت چھوٹے سے ستون پر رکھا ہے اور اُسی ہاتھ کی ہتھیلی پر آزادی کا فرشتہ پر کھولے کھڑا ہے۔ بائیں ہاتھ سے سپر کے کنارے کو پکڑے ہے اور سپر پر ایک سانپ گنڈلی مارے بیٹھا ہے۔ یہ سانپ ایرکتھی اونس کا نشان ہے۔ اس نقل سے کسی قدر قیاس اُس بُت کا ہوسکتا ہے جو فیڈیاس کے ہنرمند ہاتھوں نے سونے اور ہاتھی دانت کا تیار کیا تھا۔ مگر یہ نقل پتھر کی ہے۔ فیڈیاس کا بُت ہاتھی دانت کا تھا جو پتھر سے بہت نرم چیز ہے اور اس کے علاوہ وہ بُت رنگین تھا۔ کچھ شبہ نہیں کہ اُسکی صنعت لاجواب ہوگی۔ جس بُت خانے میں یہ بُت تھا اور جس شہر میں یہ بُت خانہ تھا دونوں کو اُس پر ناز تھا۔ صناع باکمال نے دیبی کو فتح کی پوری شان میں دکھایا تھا گویا دیبی تمام لڑائیاں سر کرکے آسودگی کے ساتھ مگر پورے جاہ وجلال سے اُس قوم کی نگہبانی کر رہی ہے جس نے ایسی عالیشان عمارت اُسکے لئے تیار کی ہے۔

پارتھی نون کے علاوہ ایک اور بُت خانہ ایکروپلس پر تھا۔ اس کا نام ایرکتھی ام تھا۔ یہ ایتھنیا اور پوسیڈون دونوں کی پرستش کا مقام تھا۔ پارتھی نون کے بُت خانے سے یہ بُت خانہ زیادہ پُرانا تھا۔ اور اس میں وہ لکڑی کا

ٹکڑا رکھا تھا جو اتھنزیوں کے نزدیک اُنکی دیبی کی سب سے زیادہ واجب التعظیم مورت تھی۔ اِس بُت خانے کا بیچ کا حصہ ایرانی لڑائیوں کے بعد پھر درست کر دیا گیا تھا بلکہ کسی قدر زیادہ کشادہ کر کے بنایا گیا تھا۔ پارتھی نون کی تعمیر سے پہلے اتھنز کا سرکاری خزانہ اِسی بُت خانے میں رہتا تھا۔ اِسکے شمالی اور جنوبی دالان جنکے در نہایت ہی خوبصورت تھے پیرکلیز کی زندگی میں تیار نہ ہو سکے تھے۔ پارتھی نون سے یہ بُت خانہ چھوٹا تھا اور اُسکا طرز تعمیر بھی آی اونی تھا۔ پارتھی نون کی طرح ڈوریانی وضع پر تعمیر نہیں ہوا تھا۔ اگرچہ زمانے کے ہاتھوں اُس کو بھی بہت کچھ مٹنا پڑا لیکن اُسکے شکستہ آثار سے ابتک اُسکے اصلی حسن کا اندازہ کرنا ممکن ہے۔ اُس کے نازک وبہی قد ستون ابھی تک اپنی جگہ پر قائم ہیں۔ چھت اور چھت سے نیچے کا مثلث باقی نہیں۔ کریاٹاڈینہ والا جنوب رُویہ دالان جو آگے کو نکلا ہوا ہے دیکھنے کے قابل چیز ہے۔ ستونوں کی جگہ نہایت حسین عورتوں کے بُت ہیں جو وضعدار لباس پہنے چھتوں کو سر پر لئے کھڑے ہیں۔ حقیقت میں بُت تراش نے اِن بتوں کے بنانے میں ایک طلسم دکھایا ہے ؎

اوپر آچکا ہے کہ ایکروپولس میں داخل ہونے کا راستہ صرف مغرب کی سمت سے تھا۔ یہاں دروازہ کی عالیشان عمارت تھی جسکو پروپایلیا کہتے تھے۔ پارتھی نون کے ختم ہونے پر یہ عمارت تیار ہوئی تھی۔ اِسکا معمار ملنک لیز تھا۔ ابتداء میں جو نقشہ اس عمارت کا تیار ہوا تھا اُسکے مطابق عمارت تیار نہیں ہوی کیونکہ اُس میں صرف زیادہ پڑتا تھا۔ پھر بھی جس حُسن وخوبی سے یہ دروازہ تیار کیا تھا وہ موقعے کے لحاظ سے نہایت ہی زیبا تھا ؎

دروازہ کی عمارت کے دو حصے تھے۔ ایک مغرب رُویہ اور دوسرا شرق رُویہ۔ اِن دونوں حصوں کے بیچ میں ایک دیوار تھی جسمیں پہلے حصے سے دوسرے حصے میں آنے کے لئے دروازے تھے۔ شہر سے جو شخص ایکروپولس میں آنا چاہے پہلے اُسکو غرب رُویہ عمارت ملتی تھی جسکے بیچ میں سے سڑک گئی تھی۔ اول کسیقدر بلندی پر سڑک کے چپ وراست تین تین نہایت اونچے اور عالیشان ستون دکھائی دیتے تھے جنکے اوپر بیچ میں دوپاکھی چھت کا مثلث نظر آتا تھا۔

نیچے سے ستونوں تک پہنچنے کے لئے سیڑھیاں بنی تھیں لیکن بیچ میں سڑک کو سپاٹ رکھا تھا تاکہ گھوڑے اور گاڑیاں آسانی سے اوپر چڑھ سکیں۔ چھت کے نیچے پہنچنے سے پہلے باہر کے رُخ دونوں ہاتھ کو بغلی والان ملتے تھے۔ ہر ایک والان میں تین تین دَر ڈوریانی وضع کے تھے۔ بائیں یعنی شمالی طرف کا والان زیادہ عریض تھا اور یہاں بڑے بڑے مصوروں کے ہاتھ کی بنائی ہوئی تصویریں رکھی تھیں۔ داہنی یعنی جنوبی طرف کا والان زیادہ چوڑا نہ تھا کیونکہ اُسکی پشت پر فتح کی بے پروائی دیبی کا مندر آگیا تھا جس نے بہت زمین گھیر رکھی تھی۔ اب جسوقت سڑک سے دروازے کے اُس حصے میں داخل ہوتے تھے جسپر چھت تھی تو دونوں ہاتھ کو تین تین آئی اونی قطع کے دَر ملتے تھے جن پر یہ چھت سنگ مرمر کے نقش و نگار سے آراستہ قائم تھی۔ اب چھت سے نکلکر سامنے ایک دیوار ملتی تھی جس میں پانچ دروازے تھے۔ بیچ کا دروازہ جسمیں سے سڑک گزری تھی زیادہ چوڑا تھا۔ پہلوؤں کے دروازے اتنے چوڑے نہ تھے۔ ان دروازوں سے گزرکر عمارت کے دوسرے حصے میں پہنچ جاتے تھے۔ اس حصے کی قطع بھی پہلے حصے کی سی تھی۔ فرق صرف اتنا تھا کہ اس حصے کا طول پہلے حصے سے کم تھا۔ اور بیچ کے راستے پر دو طرفہ آئی اونی قطع کے ستون بھی نہ تھے ؎

دروازے کی عمارت سے نکلتے ہی مبارک زمین شروع ہو جاتی تھی۔ کچھ دور سامنے ایرکتھی ام کا مندر اور دائیں ہاتھ کو پارتھی نون کا بُت خانہ تھا۔ اور قریب ہی بالکل سامنے ایتھنیا۔ پرومیکس کا وہ بلند قامت پیتل کا بُت ایک اونچی نشست پر نصب تھا جسکو فیڈیاس نے ڈھالا تھا اور اُس کے تیار کرنے میں وہ دولت صرف ہوئی تھی جو میرے تھون کی لڑائی میں ایرانیوں کا مال و اسباب لُوٹنے سے حاصل ہوئی تھی۔ یہاں جابجا وہ بُت اور مجسمے نصب تھے جو سلطنت کی طرف سے یا رئیسوں اور امیروں نے دیوتاؤں کی نیاز و نذر میں تیار کرائے تھے۔ ایک جگہ ایک پیتل کا بُت رکھا تھا جسکو محکمۂ ایریوپگس نے اپنے صرف سے بنوایا تھا۔ ایک طرف ایک رتھ اور چار گھوڑوں کا بُت تھا جو شہر کالسس کی فتح کی یادگار میں نصب کیا گیا تھا۔ ایک مقام پر ہائی رون کے پرسی اس کا اور دوسری جگہ

کلےمن کی ایفروڈایٹی کا بُت تھا۔ جگہ جگہ سنگین کتبے لگے تھے جنکے پڑھنے سے ایتھنز کی حکومت اور ثروت کا علم ہوتا تھا۔ اِن پر کہیں باجگزار ریاستوں کے نام اور اُن کے خراجوں کی تعداد کندہ تھی۔ بعض لوحوں پر مندروں اور معبدوں کے نام اور اُن کے مملوکہ و مقبوضہ ساز و سامان کی فہرستیں درج تھیں۔ بعض پتھروں پر ریاستہائے غیر سے جو عہدنامے ہوئے تھے وہ کندہ کردیئے گئے تھے۔ کہیں ایسے لوگوں پر لعنت کے جملے پتھر کی لکیر بنائے گئے تھے جنہوں نے قومی خیانت کی تھی۔ اِن میں سے ایک زیلیا کا رہنے والا ارتھمی اس تھا جو سب سے پہلے ایران سے رشوت لیکر اپنی دولت یونان میں لایا تھا۔ کہیں مُحبان قوم کی تعریف و توصیف میں عبارتیں لکھی تھیں۔ جابجا پتھر کے مجسمے مشہور و معروف لوگوں کے نصب تھے۔ اِن میں زینتھی پس۔ بحری سردار فورمیو اور خود پیرکلیز کے مجسمے تھے۔

ایتھنز کے شہر میں ایکروپولس سب سے زیادہ رونق اور چہل پہل کا مقام تھا۔ اگر ایرکتھی ام کا بُت خانہ ایتھنز کے دیوتاؤں کا گھر تھا جو شہر کی پاسبانی کرتے تھے اور ایسا متبرک مقام تھا جسکی مثل کوئی دوسرا مقام حکایات ماضی کا یاد دلانے والا نہ تھا تو پارتھی نون وہ عالیشان یادگار تھی جو عہد پیرکلیز کے ایتھنز اور عہد پیرکلیز کی ایتھنزی سلطنت کو ہر وقت یاد دلاتی تھی۔ یہ کسی کا منشا نہ تھا کہ پارتھی نون کا بُت خانہ ایرکتھی ام کا قائم مقام سمجھا جاوے۔ اور نہ پارتھی نون کی نسبت یہ خیال کیا جاتا تھا کہ وہ ایتھنیا دیبی کے رہنے کا گھر ہے بلکہ اُسکو دیبی کے خزانہ کا مکان سمجھتے تھے۔ اور نہ پارتھی نون کی ایتھنیا کے لیئے مثل پولیاس کی ایتھنیا کے پر کسی ارگیبڈی کی جماعت خدام موجود تھی۔ اور نہ کوئی خاص طریقہ اسکی پرستش کے لیئے بتایا گیا تھا۔ یہ سمجھنا چاہیئے کہ پارتھی نون گویا ایتھنیا دیبی کا محل تھا۔ جہاں وہ بڑے تہوار کے دن اپنے پرستش کرنے والوں کو حضوری بخشتی تھی[1]

[1] اِن حالات کو لکھنے کے بعد مس جین ہیرسن صاحبہ کی کتاب "ایتھنز کے اصنام و آثار قدیمہ" شائع ہوکر میری نظر سے گزری۔ چوک اور مندروں کے متعلق جو باتیں مصنفہ نے اپنی کتاب میں لکھی ہیں وہ میرے بیانات سے بہت مختلف ہیں۔ یہ امر کہ پانچویں صدی قبل مسیح میں ایکروپولس پر ایک تیسرا مندر بھی تھا

پیرکلیز کے مرض الموت میں مبتلا ہونے کے زمانے تک جو عمارتیں اور طرح طرح کی چیزیں ایتھنز کی آرایش و زیبایش کے لیئے تیار ہوئیں ان سب کو بیان کرنا خالی از طوالت نہ ہوگا۔ اگر اسکی کوشش بھی کیجاوے تو بھی شہر کی اصلی خوبصورتی اور رونق کا عشر عشیر بھی بیان میں نہیں آسکتا۔ ایتھنز والوں کے لیئے اُن کے شہر کی ہرجگہ دلکش تھی۔ خواہ فصیلوں کے گرد چکر لگاتے ہوں۔ خواہ پای ری اس کی چوڑی چکلی سڑکوں یا اُسکی طلائی دیواروں کی سیر کرتے ہوں خواہ ایکاڈمی کے سایہ دار درختوں کی چھاؤں میں آرام کرتے ہوں۔ خواہ سے ری مس میں قبروں ویادگاروں کی زیارت کرتے ہوں اور چاہے شہر کے خاص بازار میں صرافوں کی دکانوں پر لین دین میں صحبت ہوتی ہو۔ چاہے ینکس کے اجلاسوں میں شریک ہوں یا دو طرفہ اونچے اونچے ستونوں کے مسقف راستوں پر چہل قدمی کرتے ہوں یا شہر سے زائرین کے ہجوم میں ملکر اکروپولس کے دروازے میں داخل ہوتے ہوں۔ غرض ہر چیز پر اُنکے لیئے دلچسپی کا سامان موجود تھا۔ اور یہ تمام رونق و احتشام صدیوں کی محنت کا نتیجہ نہ تھا بلکہ صرف پچاس برس کی محنت و توجہ کا صلہ تھا۔ ۴۸۰ ق۔م میں ایتھنز ایک جھلسے ہوئے پتھروں کا ڈھیر تھا۔ اور ۴۲۹ ق۔م میں پیرکلیز کے زمانے کی تمام بڑی بڑی عمارتیں سوائے ایرک تھی ام کے بنکر تیار ہوگئی تھیں۔ اس زمانے میں ایتھنز حقیقت میں ایک بڑا کارخانہ معلوم ہوتا تھا جسمیں ہر قسم کے کاریگروں کو روزی میسر تھی۔ اور جہاں یہ لوگ بڑے بڑے لائق مہندسوں۔ بُت تراشوں اور معماروں یعنی فیڈیاس ایکٹی نس۔ کیلی کریٹیز۔ مینسکلیز اور اور اُستادوں کے نقشے سامنے رکھکر اپنی ہنرمندی کے جوہر دکھاتے تھے۔ تمام اہل یونان کو نہ صرف عمارتوں کی خوبی و خوشنمائی پر حیرت ہوتی تھی بلکہ جس عجلت سے یہ سب کام تیار ہوئے تھے اُسپر بھی سخت استعجاب ہوتا تھا ؎

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ میرے خیال میں مصنف کے قلم سے اچھی طرح ثابت نہیں ہوسکا ہے۔ البتہ سرکاری خزانے کے کمرے کے متعلق جو بحث کی ہے اُسکی خوبی کا میں ضرور معترف ہوں (صفحہ ۴۶۵ و ۵۰۵) ای تیا گروہ لونس کے نام کی نسبت میرا خیال نہیں ہے کہ تھیوسی ڈائیڈیز نے یہ نام ایریوپگیس کے قریب کسی چشمہ کا بتایا ہو ؎

جسوقت ہم ایتھنز کی اس حیرت خیز کامیابی پر غور کرتے ہیں تو قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک شخص واحد کی زندگی میں ایسی نادر و یادگار چیزیں کسطرح تیار ہوگئیں۔ اسمیں شبہ نہیں کہ ایٹیکا سے سنگ مرمر بکثرت مل سکتا تھا۔ خزانے کی فاضل رقموں سے سونا اور ہاتھی دانت بھی حسب ضرورت خریدا جاسکتا تھا۔ اور ان ہی رقموں سے کاریگروں کی اُجرت بھی دیجاسکتی تھی۔ لیکن ذہانت یا ہنرمندی یا کمال وہ چیزیں نہ تھیں جنکا دستیاب ہونا آسان بات ہوتی۔ اگر ایک سلطنت کی پوری دولت بھی پیش کیجاتی تو فیڈیاس کہیں مول کو نہ مل سکتا تھا۔ پس یہاں یہ ہی کہنا پڑے گا کہ پیریکلیز اس بارے میں خاص طور پر خوش قسمت تھا۔ اور وہ ایسے وقت میں پیدا ہوا جبکہ کاملین فن کی کثرت تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ غیب سے خزانۂ حسن و زیبائی کے دریچے بُت تراشوں اور مہندسوں کے قلب پر دفعتاً کُھل گئے ہیں۔ گویا ایک ابر کمال اُٹھا تھا جو تھوڑی دیر برس کر کُھل گیا۔ منعموں کی سخاوت اور سائمون و پیریکلیز کی دریا دلی نے اُنکی ہنرمندی اور کمال صناعت کا پایہ اور بلند کردیا۔ یہ سچ ہے کہ ان میں بعض صناع ایتھنز کے رہنے والے نہ تھے اور بعض بالکل ہی غیر ملکوں کے کاریگر تھے۔ لیکن حیرت ہے کہ اُن کے بہتر سے بہتر کام وہ ہی ثابت ہوے جو ایتھنز میں اُنھوں نے بنائے تھے اور ان ہی کی محنت و عرق ریزی سے ایتھنز ہر قسم کی ہنرمندی کا مرکز بن گیا؛

مصوروں میں وحید عصر پولگ نوٹس تھا۔ یہ بھی سوس کا رہنے والا تھا اور غالباً سائمون کے ساتھ جبکہ اِس سپہ سالار نے تھی سوس کو فتح کیا تھا ایتھنز چلا آیا تھا۔ کچھ کام بت خانہ ڈیلفای اور شہر پلاٹیا میں بھی اُس نے بنایا تھا لیکن ایتھنز میں آکر وہیں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ اور مصوری کا ایک مدرسہ کھولا۔ اپنے شاگردوں اور ہمعصر مصوروں کے ذریعے سے سوق شہر کی مشرقی سمت میں ایک عمارت پر جسکا نام "رنگ محل" سمجھنا چاہیئے رنگین تصویریں بنائیں۔ اسیطرح ایکروپولس کے دروازہ پروپایلیا کے شمالی دالان میں تصویر کا کام کیا۔ پولگ نوٹس کے بعد جو مصور ہوے اُنھوں نے شاید اُسکی مثل یا اُس سے بھی بڑھکر کام میں صفائی دکھائی ہو لیکن فن تصویر میں جو مُوقلم اُسکو ملا تھا وہ دوسرے کو نصیب نہ ہوا۔

پولگ نوٹس انسان کی صورت ہی کی نہیں بلکہ صورت میں اُس کی سیرت کی بھی تصویر کھینچ دیتا تھا ۔ یہانتک کہ انسان کو جیسا وہ ہے ویسا نہیں بلکہ جیسا اُسکو ہونا چاہیئے ویسا دکھاتا تھا ۔ نوجوانوں کے لیئے اُسکی تصویروں کا مطالعہ مفید تھا ۔ کیونکہ اساتذۂ اٹلی کی طرح اُس نے بھی فن تصویر میں انسانی فطرت کو دکھا دینے کا ایک اعلےٰ نمونہ قائم کیا تھا ۔ اور دیکھنے والوں کو دکھا دیا تھا کہ حسن و خوبی ۔ نفاست و نکوئی کو مصور اپنے مُوقلم سے انسان کی صورت میں کیونکر پیدا کرسکتا ہے ۔

پولگ نوٹس کے زمانے سے پہلے یونان میں مصوری کا کام مٹی کے روغنی برتنوں پر کیا جاتا تھا ۔ یہ ظروف گو بہت نازک اور خوبصورت ہوتے تھے لیکن گھروں میں رکھنے یا برتنے کی چیز سمجھے جاتے تھے ۔ اسطرح مصوری کو وہ میدان نہ ملا تھا جو بُت تراشی یا بُت سازی کو ملا تھا ۔ یہ فن ہمیشہ سے یا تو مذہب کی خدمت میں رہا یا مثاہیر روزگار کے بقاء نام یا بڑے بڑے واقعات کو نقش کالحجر کرنے کا فرض ادا کرتا رہا ۔ شروع ہی سے یعنی چھٹی صدی قبل مسیح سے جبکہ ایتھنز میں غیر آئینی شاہاں کا مطلق العنان تصرف تھا ایتھنز کے بُت تراش کسی قدر نام پیدا کرنے لگے تھے جیسا کہ بعض بتوں سے جو حال میں ایکروپولس کی زمین سے کھود کر نکالے گئے ہیں ظاہر ہوتا ہے ۔ یہ بُت سنگ مرمر کے ہیں اور جیسے کہ ابتداء میں ہر فن کا حال ہوتا ہے ان بتوں کی صورتوں میں ایک قسم کی سختی اور بھدا پن ہے اور جسم کے اُن حصوں میں جنکا بنانا مشکل ہے مثلاً بال ۔ آنکھیں ۔ دہن ۔ ان میں محض دستور کی پابندی کی ہے ۔ اصلیت سے بحث نہیں رکھی ۔ چھٹی صدی قبل مسیح کے اختتام کے قریب بُت سازی میں فلزات کا استعمال شروع ہوا ۔ اس نے بُت سازی کے کام میں ایک نئی روح پھونک دی ۔ کیونکہ پتھر سے فلزات کہیں زیادہ قابو کی چیز تھے ۔ برنجی بُت بنانے میں جو بڑے بڑے اُستاد گزرے وہ پیلوپونے سس یا اُسکے متعلق مقامات میں پیدا ہوئے تھے ۔ مثلاً کے نے کس شہر سسیون میں اوناٹس جزیرۂ ایجا ینا میں اگیلاداس ۔ آرگوس میں پیدا ہوا ۔ ان اُستادوں کو اپنے فن میں اسی بات پر شہرت نہیں ہوئی کہ اُنھوں نے انسان و حیوان کی صورت و ترکیب اعضاء کو بالکل قدرتی ہیئت میں دکھایا بلکہ اسوجہ سے بھی اُنکا بڑا نام ہوا کہ فلزات میں اپنا کمال دکھا کر

سنگ مرمر کی بُت تراشی پر بھی ایک زبردست اثر پہنچایا ۔ پتھر کے کاریگروں نے
ان اُستادوں کی تقلید کی بلکہ کوشش کی کہ فلزاتی کام سے بھی بڑھکر سنگ مرمر کے
بتوں میں چہرہ کا حُسن اور اعضاء میں خوش ادائی مثل زندہ صورتوں کے دکھائیں۔ غرض
ان ہی فلزاتی بُت سازوں کے سکھائے ہوئے شاگرد تھے جنھوں نے پتھر میں
بُت تراشی کے فن کو انتہائے ترقی پر پہنچادیا۔
آرگوس میں اگیلاداس کے شاگردوں میں مائی رون اور فیڈیاس ایتھنز
کے رہنے والے بھی تھے ۔ مای رون کے کام کے نمونے یونان میں جابجا موجود تھے۔
سمیون کے پولی کلائیٹس کی طرح یہ بھی پیتل کے بُت ڈھالنے میں کمال رکھتا تھا۔
چنانچہ اُسکا ایک برنجی مجسمہ لاڈاس نامی نہایت مشہور ہے ۔ لاڈاس بڑا مشہور
دوڑنے والا تھا۔ اخیر مرتبہ اولمپیا کے بازیگاہ میں بازی جیتنے ہی کو تھا کہ موت نے
آدبایا ۔ اُسکی حالت جان کندنی کو مای رون نے اس مجسمے میں بڑے کمال سے دکھایا
ہے ۔ ایک اور مجسمے میں ایک چکر پھینکنے والے کی بدنی ترکیب جبکہ چکر ہاتھ سے چھوڑنے
کو ہے دکھائی ہے ۔ اور یہاں حقیقت میں اعضائے جسمانی کے توڑ مروڑ اور پھرت دکھانے
میں غضب کیا ہے ۔ اور ایسی ہی اُستادی اُس گائے کے بُت میں دکھائی ہے
جسکو اٹلی کے مشہور عالم سسرو نے ایتھنز کے بازار میں دیکھا تھا لیکن اگیلاداس
کا دوسرا شاگرد فیڈیاس جبدن سے آرگوس میں اُستاد سے رخصت ہوا برابر
ایتھنز اور ایٹیکا میں کام کرتا رہا جب پارتھی نون کو ختم کرلیا تو اولمپیا میں چلا آیا۔
اُسکے شروع کے کاموں میں وہ بُت تھے جن سے اُس نے جنگ میں مرے ہوؤں
کی یادگاریں قائم کی تھیں ۔ سائمون کے مرنے سے پہلے ایتھینیا پروميکس کا
نہایت بلند قامت برنجی بُت ڈھال چکا تھا ۔ جسوقت انتظام سلطنت پیرکلیز کے
ہاتھ میں آیا تو ایکروپولس کی آراستگی اُسکی سیاسی تدابیر کا ایک لازمی حصہ ہوگیا۔
اُس نے اپنی طرف سے دیوتاؤں کی نذر و نیاز کے لئے کوئی بُت یا عمارت تیار
نہیں کرائی بلکہ حکومت کے روپے اور اہل فن کی مدد سے اپنے شہر کو وہ بزرگی دینی چاہی
جس کی تصویر اہل ایتھنز کے دل پر ہروقت نقش رہے اور سلطنت کے تمام ارکان
واجزا ایک ہی معبودہ کی نگرانی وسرپرستی میں متصور ہونے لگیں ۔ ایکروپولس اب کوئی

حصار یا قلعہ نہ رہا تھا بلکہ وہ ایک تبرک مقام ہوگیا تھا اور فیڈیاس موجود تھا کہ پیریکلیز کے نقشوں کے مطابق شہر کی زیبائش اور آرائش میں رات دن مصروف رہے۔

پس شہر کی زیب و زینت کا باعث فیڈیاس تھا۔ اور جو بڑے بڑے فنِ عمارت کے اُستاد اُس کے ساتھ تھے وہ ہروقت اُسکی مدد کو موجود تھے۔ بُت سازی اور گلکاری کے کام میں اُس نے اور مستند نقاشوں و کاریگروں سے بھی کام لیا۔ خاص پارتھی نون میں چار ہزار مربع فیٹ حاشیوں اور تھموں کے ٹکڑوں پر بُت تراشی و گلکاری کی گئی۔ اِسکے علاوہ پچاس بڑے بڑے بُت تیار کیئے گئے۔ یہ سب فیڈیاس کے ہاتھ کے نہ تھے۔ لیکن جو کمال ایک میں نظر آتا ہے وہ ہی سب میں موجود ہے۔ پس یہ ہی سمجھنا چاہیئے کہ فیڈیاس نے اپنے ساتھ کے کاریگروں میں بھی اپنے ہی کمال کی روح پھونک دی تھی جس کے بغیر ایسی حسین و خوشنما چیزیں تیار ہونی ممکن نہ تھیں۔ جب پارتھی نون کی تعمیر ختم ہوئی اور اہلِ یونان نے حیرت زدہ نظروں سے اُسکی عمارات و کاریگری اور ایتھینا دیبی کے ذی شان و پر تکلف بتوں کو دیکھا تو سب نے یکزبان ہوکر فیڈیاس کو مجسمہ گری و بُت سازی میں اُستادوں کا استاد مان لیا۔ اور اُسکے کمال پر گرویدہ ہوکر اُسکو اولمپیا میں مدعو کیا کہ شمالی یونان میں بھی ایتھنز کی طرح اپنی ہنرمندی کا کوئی نمونہ دکھائے۔ پس یہاں فیڈیاس نے اپنے فکرِ رسا سے وہ کام لیا جو شوکت و عظمت میں اُسکے پہلے کاموں سے بھی بڑھ گیا۔ اور ایک بہت بڑے پیمانے پر یونان کے معبودِ اعظم کا بُت تیار کرکے اُسکی صورت سے وہ مجد و جلال ظاہر کیا جو ہر ایک دیکھنے والے پر حیرت و خوف کا عالم طاری کردیتا تھا۔

اب عمارت و بُت سازی کے فنون کو چھوڑ کر ہم ادبیات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ علوم ادبیہ کی دو شاخوں میں یعنی ڈراما (ناٹک) اور تاریخ میں عہدِ پیریکلیز کے کارناموں پر کسی دوسرے عہد کو فضیلت حاصل نہیں ہوسکی۔ ادب کی ایک تیسری شاخ یعنی فلسفہ و حکمت کی بنیاد بھی پیریکلیز کے زمانے میں پڑی۔ اور میدانِ علم میں اِسکی فتوحات بھی ڈراما اور تاریخ سے کچھ کم درخشندہ نہ تھیں۔ مکالماتِ فلاطو جسکی مثل سلاست زبان اور حُسنِ ادا میں کوئی دوسری

تصنیف نہیں ہے گو پیریکلیز کے بعد ہی پہلی پشت میں لکھے گئے لیکن اُنکی تحریر کا باعث کیا بلحاظ طرز بیان کے اور کیا بلحاظ نفسِ مضمون کے حکیم سقراط کی ذات بابرکات تھی۔ یہ وہ عجیب صورت اور مورت سے بھی عجیب تر عادات کا مردِ نیک نفس تھا جس سے ایتھنز کا ہر کس و ناکس پیلوپونےسس کی لڑائی سے پہلے برسوں تک واقف رہ چکا تھا۔ ادبیات کی یہ ہی اصناف نہ تھیں جو اُس زمانے میں پیدا ہوئی ہوں یا جن پر تصانیف لکھی گئی ہوں بلکہ اور شاخیں بھی مدت سے ثمر آور ہو تی آئی تھیں۔ نظم ایپک (رزمیہ) پرانی ہو چلی تھی۔ نظم ایلیجیاک (مرثیہ) ابتک جاری تھی۔ اور اسی طرز میں ابتک مشاہیر کی یادگاروں پر اشعار کندہ کیے جاتے تھے نظم لیرک (سرودی یا مزاری)، خاصکر شاعرانِ پنڈار اور سائمونیڈیز کی اگرچہ اساتذہ ای اولیا کے کلام کی برابر ادائے خیال میں جوش و خروش نہ رکھتی تھی لیکن سادگی اور حلاوت میں اُن سے بڑھی ہوی تھی۔ اِسی طرز میں فاتحانِ اولمپیا کی تعریف میں پنڈار کا کلام اُس شان و عظمت کا پورا مرقع ہے جو بڑے بڑے ناموروں کو اب الفی سس کے کنارے حاصل ہوئی تھیں۔ اسی طرز میں شاعر سائمونیڈیز کے جنگ آوران تھرماپولی کی تعریف میں جو اشعار لکھے ہیں۔ اِن سے ظاہر ہے کہ اِن جانبازوں کی تعریف ایسے ہی شاعر باکمال کی محتاج تھی۔ اسی شاعر کی نظم "ڈانائی" میں جس نازک اور رولگداز طریقے پر حالات لکھے گئے ہیں وہ پڑھنے والے کے دل سے کبھی محو نہیں ہو سکتے ؛

لیکن پیریکلیز اور ایتھنز سے نہ پنڈار کو کوئی تعلق تھا اور نہ سائمونیڈیز کو۔ یہ دونوں شاعر ایتھنز کے رہنے والے نہ تھے۔ اُنکی شاعری تمام یونان کی شاعری تھی۔ ایتھنز کے ساتھ مخصوص نہ تھی اور نہ اُس میں وہ حمیت قومی تھی جس نے پیریکلیز کے زمانے میں ایتھنز کی حکومت جمہوریہ یا ایتھنز کی سلطنت کو پیدا کیا تھا۔ اگر پیلوپونےسس کی لڑائیاں نہ ہوئی ہوتیں یا ڈائیونی سس کا تماشاگاہ تیار نہ ہوا ہوتا جہاں شعرا کے کلام کا اندازہ کیا جاتا تھا تو بھی اِن شاعروں کی شہرت میں کوئی فرق نہ ہوتا ؛

یہاں اِس تفصیل کی ضرورت نہیں کہ ایتھنز میں ڈراما نے کسطرح ابتدا سے نشو و نما پایا۔ صرف اسقدر بتانا کافی ہوگا کہ پانچویں صدی قبل مسیح کے شروع میں ایسکی لس کی عمر ۲۵ سال کی تھی۔ ایسکی لس یونانی نظم ٹریجیڈی (درد یہ) کا ہومر تھا

یعنی اُس خاص صنف ڈراما کا اُستاد تھا جسمیں شدید جذبات نفس کی کیفیتیں بیان کیجاتی ہیں۔ اگرچہ ایتھنز کے لوگ ہمیشہ سے ڈراما کے شائق تھے لیکن ایتھنز میں اُسکا وجود خاصکر ایسکی لس کی ذات سے ہوا۔ اِس شاعر کے نوّے ناٹکوں میں سے صرف سات ناٹک ہم تک پہنچے ہیں۔ اِن سات میں سب سے پہلے "پرسی" کا ناٹک اُس نے لکھا تھا جسکا تماشہ ۴۷۲ق۔م میں جنگ سیلے مس کے آٹھ برس کے بعد کیا گیا۔ اِسی جنگ کے حالات اِس ناٹک میں بیان ہوئے ہیں۔ ایسکی لس کا سب سے اخیر ڈراما ادریسٹیا تھا۔ یہ تین ناٹکوں میں لکھا گیا تھا۔ ایک ناٹک کا مضمون دوسرے ناٹک سے متعلق تھا اور تینوں ناٹک یکے بادیگرے ایک ہی دن دکھائے جاتے تھے۔ ادریسٹیا کا تماشہ پہلی مرتبہ ۴۵۸ق۔م میں ہوا۔ اِن تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسکی لس درحقیقت عہد سائمون کا شاعر تھا نہ کہ عہد پیرکلیز کا۔ اُسکی اِن تصنیفات کے دیکھنے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جنگ ہائے پیلوپونےسس کی بہ نسبت ایرانی لڑائیوں کا ذکر اِن میں زیادہ ہے۔

ٹریجیڈی نویس شاعر کو بھی مثل اور ڈراما نویسوں کے اِس بات کی کوشش کرنی پڑتی تھی کہ اپنے ناظرین کو ظرافت اور مزاح کی باتوں سے خوش کرتا رہے۔ اِسکا لحاظ رکھنا اِس وجہ سے اور بھی ضروری ہوگیا تھا کہ پین ایتھنیا کے میلے میں جہاں دوڑنے اور ناچنے والوں کا مقابلہ ہوا کرتا تھا وہاں شاعروں کی شاعری کا بھی مقابلہ کیا جاتا تھا۔ اِس لیئے ڈراما کا اصل مضمون چاہے کچھ ہو مگر تماشائیوں کو ہنسانے اور خوش کرنے اور اُن سے داد لینے کا خیال بھی شاعر کو رکھنا پڑتا تھا۔ ایسکی لس کے درویہ ناٹک خدائے شراب یعنی ڈائیونی سس کے تہوار پر دکھائے جاتے تھے۔ شاعر اِس بات پر مجبور نہ تھا کہ اُسکے ناٹک کا مضمون بجز اِس دیوتا کی حکایات کے اور کچھ نہ ہو۔ لیکن اِسقدر اہتمام اُس کو ضرور کرنا پڑا کہ ادریسٹیا کے تینوں ناٹکوں کے اخیر میں ایک ظریفانہ مضمون (سیٹیرک پلے) یعنی خدائے شراب کے لواحقین کا ایک طائفہ بڑھا نا پڑا جسمیں نیم انسان و نیم گوسپند مخلوق کا ایک گروہ نغمہ سرائی کے علاوہ مزاحاً طرح طرح کی نکتہ چینیاں بھی لوگوں پر کرتا ہے۔ باقی امور میں

شاعر کو اختیار رہا کہ ٹریجیڈی (دردیہ) کے لئے جو تاریخی مضمون چاہے اختیار کرے جیسا کہ واقعی ایران و یونان کے معرکوں کو ایسکی لس نے اپنے ناٹک پرسی کا مضمون قرار دیا تھا۔ یا اگر چاہے تو تھیبس اور ٹروجن کے قصوں میں سے کسی قصے کو اپنے کلام کا موضوع قرار دے؛

یونان کے دردیہ ناٹکوں کی ابتدا گو ڈائیونی سس (خدائے خمر) کی پرستش سے ہوی تھی لیکن اُنکا مضمون رفتہ رفتہ اِس قدر متین و موقر ہوتا گیا کہ اُن میں ظرافت یا تمسخر کی مطلق گنجائش نہ رہی۔ جسقدر مضامین ہوتے تھے نہایت سنجیدہ اور عبرت خیز ہوتے تھے۔ اور انسان کی خواہشات و جذبات سے جسطرح مشیت نے اُن کو تقدیر میں اتار اتھا بحث رکھتے تھے۔ ان ناٹکوں کو مذہبی وقعت اسوجہ سے حاصل ہوگئی تھی کہ اِن کے مضامین انسان کے قلب کو وجود ظاہری کی مکروہات سے نکال کر ایک ایسے عالم خیال میں پہنچا دیتے تھے جہاں ہر منظر میں قدم قدم پر کسی کرشمہ الٰہی کے ظہور کا انتظار ہو جاتا ہے؛

ٹریجیڈی کی چلتی پھرتی صورتیں (کریکٹر) عادات و خصائل میں اعلےٰ درجہ کا نمونہ ہوتی تھیں۔ اُن کی زندگی عام لوگوں سے جداگانہ ہوتی تھی۔ جہاں واقعات بالکل معمولی ہوتے تھے وہاں بھی کوئی انوکھا پن رکھا جاتا تھا۔ چنانچہ "پرسی" کے ناٹک میں دنیا کے بالکل معمولی واقعات بیان ہوئے ہیں جن میں شاید تماشا دیکھنے والوں نے بھی کسی وقت میں حصہ لیا ہو۔ اِن میں کوئی ندرت جو ٹریجیڈی (دردیہ) کے واقعات میں ہونی چاہیئے نہیں ہے۔ مگر اسی عدم ندرت کو رفع کرنے کے لیئے شاعر نے قصے میں کہیں کوئی یونانی نام نہیں لکھا ہے اور واقعات کے موقعے و محل بھی تمام تر ایران کی سرزمین میں رکھے ہیں۔ اور اِس سے بھی بڑھکر یہ کیا ہے کہ دارائے عجم کی روح کو اسٹیج پر لایا ہے جس سے معلوم ہو کہ ایرانیوں پر یونانیوں کی فتح معمولی حوادث کے درجے سے بھی بڑھکر کوئی واقعہ تھی؛

یونان کے ڈراما لکھنے والوں میں ایسکی لس کے خیال کو جو بلندی اور رفعت حاصل ہوی وہ کسی دوسرے شاعر کو نہیں ہوی۔ جو منظر یا سین دکھایا ہے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے وہ شاعر کے دل میں اُتر گیا ہے اور اِس کیفیت میں جو کچھ

زبان سے نکلا ہے وہ ہی مقتضائے حال ہے چھٹی صدی قبل مسیح کے واقعات نے یونانیوں پر دنیوی ثروت کی بے اعتباری ثابت کر دی تھی کیونکہ یہ وہ زمانہ تھا کہ دنیا کی بڑی بڑی عظیم الشان سلطنتیں مٹ کر خاک میں مل چکی تھیں اور بڑے بڑے شاہان جبار قوت و سطوت کی بلندی سے قعر نکبت میں گر چکے تھے۔ یہ عقیدہ تو مدت سے چلا آتا تھا کہ انسان جب ظلم پر کمر باندھتا ہے تو دیوتاؤں کا غضب اُسپر بھڑک اٹھتا ہے۔ لیکن اب یہ خیال بھی پیدا ہونے لگا کہ انسان کی اقبالمندی جب ایک خاص حد سے تجاوز کر جاتی ہے تو دیوتاؤں کو اُسپر رشک پیدا ہوتا ہے اور وہ انسان کو ذلیل کرنے کے درپے ہو جاتے ہیں۔ شروع ہی سے یعنی ہومر کے زمانے سے یونانیوں میں یہ خیال بالعموم موجود تھا کہ دنیا میں انسان کی زندگی کوئی خوشی کی چیز نہیں ہے۔ جوں جوں زمانہ گزرتا گیا اس افسردہ خیالی کو ترقی ہوتی گئی۔ خوش رہنے کی خواہش کو کبھی سیری نہ ہوی۔ اور اگر کبھی قسمت کی گردشوں سے نکلکر کچھ زمانہ خوشحالی کا میسر بھی ہوا تو پھر ایک وقت ایسا آیا کہ دنیا میں کہیں ٹھکانا نہ رہا۔ قسمت کی یہ نیرنگی جسکو شاعر پنڈار اور مورخ ہیروڈوٹس نے اپنی تصنیفات میں جابجا دکھایا ہے زرکسیز کی بیڑے کی تباہی سے بھی یونانیوں کے دل پر نقش ہو گئی تھی۔ ایسے لشکر جرار کا یوں دیکھتے دیکھتے تہس نہس ہو جانا اس بات کی مثال تھی کہ دیکھو تکبر کرنے والے آخر کار کس خواری کو پہنچتے ہیں۔ جنگ سیلیمس کے بعد انسان کے جاہ و اقبال کی بے ثباتی اور انسان کو اُسکی بے ادبیوں اور گستاخیوں کی سزائیں ملتی شعرائے یونان کے ہر خیال سے ظاہر ہونے لگیں۔

اکثر شاعروں کی زبان پر شکایت تھی کہ دیوتا انسان سے حسد کرتے ہیں اور دنیا کی بڑی چیزوں کو محض اسوجہ سے کہ وہ بزرگی میں بڑھتی جاتی ہیں فنا کر دیتے ہیں۔ لیکن ایسکیلس کا خیال دوسرا تھا۔ اُسکو دعوے تھا کہ انسان کے ساتھ دیوتا کا برتاؤ انصاف کا ہے اور اُنکے کسی کام میں بے جا تلون یا ناجائز طرفداری نہیں ہے۔ انسان پر جو بلائیں آتی ہیں بے شک وہ دیوتاؤں کو ناراض کرنے سے آتی ہیں لیکن وہ نیک بندے جو دل میں انصاف رکھتے ہیں ہمیشہ پھولتے پھلتے ہیں۔ دنیا میں خوشحالی کو قیام ہے جو باپ سے بیٹے کو پہنچتی ہے۔

لیکن اگر کوئی باوجود خوشحال ہونے کے برائیوں میں پڑکر خدا کی برکتوں کا منکر ہوجاوے جیساکہ یونان میں اکثر پیش آتا رہا ہے تو پھر انسان میں اتنا بوتا نہیں رہتا کہ دیوتاؤں کے غضب سے جو خود انسان کی بدکرداری سے پیدا ہوا ہے اپنے تئیں بچا سکے۔ دیر یا سویر اسی دنیا میں یا اسکے بعد جو سزا معبودوں نے تجویز کردی ہے بھگتنی پڑیگی۔ اگر انسان اس بات پر راضی ہوجاوے کہ وہ خود بھی اپنے اعمال کو اسی نظر سے دیکھے گا۔ "جس نظر سے عادل دیوتا جوپیٹر جملہ مخلوق کے اعمال کو دیکھتا ہے۔" تو پھر اُسپر یہ راز کھل جائے گا کہ جو سزا اُس کے لیئے تجویز ہوی ہے وہ اعلےٰترین نمونۂ انصاف یعنی عدل الٰہی کے بالکل مطابق ہے ؎

اسی قسم کے چند خیالات تھے جن کی روشنی میں ایسکی لس نے اپنے درو یہ ناٹک لکھے اور ایسے ہی خیالات ذہن میں رکھکر اصنام پرستی کی حکایات اور قصص پر ایک نئے پہلو سے غور کیا۔ چنانچہ جن قصوں میں دیوتاؤں کی بے دردی اور عقوبت کے واقعات نہایت جگر خراش بیان ہوے ہیں جیسے کہ خدا سے زی اس کے حالات میں پڑھتے ہیں تو وہاں بھی شاعر نے ان واقعات اور انصاف الٰہی میں مطابقت ثابت کرنی چاہی ہے۔ پرومی تھی اس ڈنکٹس کے ناٹک میں جو اور ناٹکوں کی بہ نسبت زیادہ پڑھا جاتا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ پرومی تھی اس انسان کا کیسا بڑا دوست و محسن ہے۔ اُس نے انسان کو حیوان مطلق کے درجے سے بھی گری ہوی حالت سے اونچے درجے پر پہنچایا ہے مگر یہی انسان کا سچا دوست و خیرخواہ نوجوان خدا نے زی اس سے لڑ پڑتا ہے جس نے پرانے معبودوں کے خاندانوں کو مٹاکر زمین و آسمان کی حکومت حاصل کی ہے۔ اس عجیب معمے کو حل کرنا کہ خدا اور اُس کے بندے میں ایک بے جوڑ لڑائی ٹھنی ہوی ہے نہایت دشوار ہے۔ اگر اس کے کچھ معنی ہوسکتے ہیں تو یہ ہی ہیں کہ بعض وقت انسان اپنے ذہن میں ایک ایسی قوت سے اپنے زور آزمانے کو محسوس کرتا ہے جو اُس سے کہیں زیادہ قوی اور مضبوط ہے اور جسکے طریقے وہ نہیں ہیں جو انسان کے ہیں۔ غرض اس معمے یا تمثیل کے جو کچھ معنی ہوں مگر ایسکی لس نے اِس بات کو ثابت کردیا ہے کہ انسان کی خواہشوں

اور دیوتاؤں کے احکام میں جو اختلاف ہے اُسکا تصفیہ ایک ایسے ہی عدل سے ہوسکتا ہے جو انسان اور دیوتا دونوں پر قادر ہو۔ چنانچہ خدائے زی اس کی قوت کو انسان اور دیوتا پر اُسوقت تک غلبہ نہ ہوسکا جب تک وہ کائنات عالم میں سب سے بڑا عادل و دادگستر بنکر ظاہر نہ ہوا ؎

اسی اصول عدل کو ملحوظ رکھکر شاعر نے تھیبس اور ٹرائے کے قصوں کے متعلق بھی اپنے خیالات ظاہر کیئے ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ سوال کیا ہے کہ ایڈی پس کے لڑکوں اور ایٹری اس کے خاندان پر جو دعائے بد کا اثر یا دیوتاؤں کا غضب نازل تھا اُس کے کیا معنی تھے۔ کیا یہ غضب کوئی کور دیدہ قوت تھی کہ بے گناہوں کو بھی تباہی کی طرف ہانکے لیئے جاتی تھی۔ شاعر اس بات کو مانتا ہے کہ وہ ایک قوت ضرور تھی جو تباہی پر مجبور کرتی تھی۔ مگر وہ ایسی نہ تھی کہ کسیطرح ٹالے نہ ٹلتی۔ کیونکہ جب تک ان مبتلائے غضب لوگوں نے عمداً ارتکاب عصیان نہ کیا دیوتاؤں کا غضب یا دعائے بد کا اثر اِن کو ہلاکت تک نہ پہنچا سکا۔ جہاں شاعر نے خشونت و عداوت کی کیفیتیں اُن موقعوں کی بیان کی ہیں جبکہ ایٹیوکلیز مجبور ہوا کہ اپنے بھائی پولی نائی سیز تھیبس کے دروازے پر ملاقات کرکے اُسکو قتل کردے یا جبکہ اگامیمنن کو سوائے اِسکے کچھ چارہ نہ ہوا کہ اپنی بیٹی کو ذبح کرنے کو تیار ہو جاوے۔ تو وہاں حقیقت میں شاعر کا کلام مشکل خیالات کے تجزئیے اور توجیہ کا ایک کامل نمونہ نظر آتا ہے۔ دنیا طلبی کا جنون اور عداوت میں ہر وقت کی جانسوزی۔ اور پھر اسکے ساتھ یہ خیال کہ ایک غضب اُن کے خاندان پر نازل ہے ایسی باتیں تھیں جو اُن کو اُن کی مہلک تقدیر کی طرف کھینچے لیئے جاتی تھیں۔ گناہوں کی سزائیں اُٹھانی ضرور تھیں مگر ان سزاؤں کے اُٹھانے میں بھی گناہوں سے نہ چھوٹے یہاں تک کہ اُن کا افسانہ غم پشتہا پشت تک جاری رہا جسمیں بڑے بڑے بہادر اور بڑے بڑے شریف غصہ اور جاہ پرستی سے مغلوب ہوکر موت کا لقمہ ہو گئے ؎

غرض ایسکی لس کے ہاتھ میں ڈراما انسان کو اُن شرائط اور قیود سے خبردار کرنے لگا جنکی پابندی کا وعدہ لیکر انسان کو اُسکی زندگی بخشی گئی تھی۔ یہاں شاعر بھی ایک فلسفی یا معارف حقیقت کی طرح انسان کو اُن طریقوں کی تعلیم دے رہا ہے

جن پر اُس کو اپنے اعمال اور خیالات کی بنیاد قائم کرنی چاہیئے۔ ایک جانب اُسکے دل سے ایسے خطرے نکالتا ہے جو باطل پرستی سے پیدا ہوتے ہیں۔ دوسری جانب اُس کو ہدایت کرتا ہے کہ تکبر اور نقلی کے عیبوں سے اپنا دامن پاک رکھے۔ شاعری کا یہ مقصد نہایت شریفانہ تھا اور جیسا مقصد شریفانہ تھا ویسی ہی شرافت اور بزرگی سے شاعر نے اُسکی تکمیل بھی کی۔ ایسکی لس کے ڈراما میں جو لوگ اسٹیج پر آتے ہیں اُن میں جو شان و عظمت نکلتی ہے وہ کسی اور ڈراما کے لوگوں میں نہیں نکلتی۔ خدا سے بیر باندھکر پرومی تھی اس کا درد و عذاب سے بے پرواہ ہوجانا۔ بلکہ کلائی ٹم نسٹرا کی بے شرمی اور جرأت جس سے معلوم ہوتا تھا کہ عیب کرتے ہی خون کی پیاس بھی بڑھ گئی ہے اور ان سب سے بڑھکر نازک حسین کیسندرہ کی شوریدہ سری اور اس شوریدہ سری کے ساتھ غیب بینی میں کمال اور اس بات کا علم کہ موت قریب ہے اور بھی کلیجہ شق کرتا ہے۔ غرض یہ اور ایسے ہی اور پُر درد مضامین شاعر باکمال کے وہ ریزۂ جواہر ہیں جن پر زمانہ اپنی گرد نہیں ڈال سکتا۔ ایسکی لس کی زبان کسی قدیم یا جدید یونانی زبان کے نمونے سے نہیں ملتی جسوقت اِس یونانی شاعر کی قدرتِ بیان اور جامعیت پر نظر کی جاتی ہے تو مارلو کی نظم جسکو شاعری و عروض کا اُستاد مانا جاتا ہے گرد ہوجاتی ہے۔ ایسکی لس کے ڈراما میں بڑے بڑے نامور اور دیوتا اسٹیج پر آکر گفتگو کرتے ہیں۔ جس زبان میں گفتگو شاعر نے لکھی ہے وہ ہمارے کانوں کو شاعر کی زبان نہیں بلکہ لسان غیب کا لب و لہجہ معلوم ہوتی ہے ؎

دوسرا مشہور ٹریجڈی نویس سوفوکلیز تھا۔ اِسکی عمر اتنی بڑی ہوئی کہ گویا کل پانچویں صدی میں زندہ رہا۔ ولادت کا سال ۴۹۵ ق۔م ہے اور ۴۶۸ ق۔م میں پہلی مرتبہ اُسکو شاعری کے ایک معرکے میں ایسکی لس پر فتح ہوئی۔ اُسکا اخیر ڈراما اُسکی موت کے بعد جو ۴۰۱ ق۔م میں پیش آئی تماشا گاہ میں دکھایا گیا۔ اِس بڑی مدت میں ڈراما کی کیفیت بالکل بدل گئی۔ کیونکہ اگر ایسکی لس اور یوری پڈیز کا مقابلہ کیا جاوے تو بہت فرق نکلتا ہے۔ سوفوکلیز کے وقت میں بھی یہ فرق کسی قدر پیدا ہونے لگا تھا۔ اب اسٹیج کے سامان اور سینری (پردوں) وغیرہ

میں بھی بہت ترقی ہوگئی تھی۔ تماشے میں ایک تیسرا ایکٹر اضافہ کیا گیا تھا۔ اس سے پہلے ایک وقت میں صرف دو ایکٹر اسٹیج پر آتے تھے۔ اِن باتوں سے تماشوں میں نیرنگی و نوآئینی بڑھ گئی۔ اور ایکٹروں کی زیادتی سے اُن کے کام میں مقابلہ کرنے کا لطف اور زیادہ ہو گیا۔ ٹریجیڈی کو جیسا کہ اوپر آچکا ہے اس زمانے تک تین ناٹکوں میں لکھا جاتا تھا اور تینوں ناٹک یکے بعد دیگرے ایک ہی دن ختم کیے جاتے تھے۔ سوفوکلیز نے اِس تقسیم کو ترک کر دیا اور ہر ایک ڈراما کو مکمل کر دیا یعنی دوسرے ڈراما سے اسکا تعلق نہ رکھا۔ اس تبدیلی سے ہر ایک ڈراما کا بجائے خود لطف بڑھ گیا۔ اور ہر ناٹک میں واقعات زیادہ ربط و سرعت کے ساتھ نظر کے سامنے آنے لگے۔ پہلے یہ بات نہ تھی۔ ایسکی لس کے ڈراما اوریسٹیا کے پہلے ناٹک کو جو پڑھے گا وہ دیکھے گا کہ لطف سے زیادہ تماشا ایگامیمنن ہی کے حصے میں آگیا ہے۔ جو دو ناٹک اخیر کے ہیں اُن میں کچھ رنگ نہیں ہے اور خاتمے کے قریب مضمون بہت سست ہوگیا ہے۔ اس قسم کے نقصوں کو سوفوکلیز نے ٹریجیڈی سے رفع کرنا چاہا۔ وہ اِس نکتہ کو سمجھ گیا تھا کہ معمولی داستان میں مضامین کا اختلاف نوعیت جائز ہے لیکن ڈراما کے قصے میں ایک ہی مضمون ایسا ہونا چاہیئے جس پر ناظرین کی توجہ مرکوز رہے۔ اور یہ مقصد ایسی حالت میں فوت ہو جاتا ہے جب کہ ایک قصے کو تین ناٹکوں میں پھیلانا پڑے؎

سوفوکلیز کا مقابلہ جس وقت ایسکی لس سے کیا جاتا ہے تو ایک فرق یہ بھی نظر آتا ہے کہ گو سوفوکلیز نے بھی ڈراما کی بنیاد مذہبی غیرت اور دیوتاؤں کے قصد اور انسان کے ارادے کے فرق پر رکھی ہے لیکن ایسکی لس کی طرح سوفوکلیز کے کلام میں ایک ہادی مُلہم کی سی للکار نہیں نکلتی۔ سوفوکلیز کے خیالات عام خیالات سے نزدیک ہو جاتے ہیں۔ تقدیری امور کو صبر و شکر کے ساتھ گوارا کرلیتا ہے۔ اور انسان کی عجیب اور افسردہ کن سرنوشت پر اپنے افکار ظاہر کرتا ہے اینٹی گونی کے ڈراما میں ایک جگہ مطربوں کی زبانی کہتا ہے کہ دیکھو انسان کیسی عجیب مخلوق ہے۔ ہر فن اور ہر ایجاد میں کیسا کامل ہے۔ کونسا میدان ہے جس میں اُس کو فتوحات حاصل نہیں ہوئیں۔ چرند اور پرند پر اُسکی حکومت ہے۔ خشک و تر پر اُس کا

قبضہ ہے ۔ خود اپنی طبعیت پر بھی اُسکو کس درجہ قدرت ہے ۔ لیکن باوجود اسکے جب خودسری اور غرور اختیار کرتا ہے تو کیونکر خاک میں ملجاتا ہے اور جب کسی قوم پر تباہی آنے کو ہوتی ہے تو بُرائیاں ایک نسل سے دوسری نسل میں کیونکر منتقل ہوتی رہتی ہیں ۔ ایسکی لس سے اِس بات میں اُسکو اتفاق تھا کہ احکام الٰہی سے سرکشی بدترین جرائم سے ہے ۔ یہ ہی وہ بیخ ہے جس سے سلاطین جابر پیدا ہوتے ہیں ۔ یہ ہی وہ مادۂ فساد ہے جو اُن قوانین کو توڑ دیتا ہے جن سے آسمان پر دیوتاؤں میں انتظام قائم ہے ۔ انسان کے جذبات نفس ہی موجب اُسکی تباہی کا ہوجاتے ہیں ۔ مقدس اور موقر قوانین کے ساتھ جو دنیا میں جاری ہیں عشق بھی دنیا کی سلطنت میں برابر کا حصہ دار ہے ۔ یہ ہی عشق انسان کے اکثر اعمال کا سبب ہوجاتا ہے ۔ کسی معرکے میں وہ زیر ہونا نہیں جانتا ۔ کسی کی مجال نہیں کہ عشق کی دیبی ایفروڈائیٹی سے مقابلے میں آکر بازی لیجاوے ۔ عورتوں کے بارے میں اور بڑھاپے کے خوف کی نسبت جو خیالات شاعر نے ظاہر کیے ہیں وہ اُس دردمندی پر دلالت کرتے ہیں جو انسانی جذبات کے ساتھ شاعر کو ہے ۔ ایک ڈراما میں ایک نوجوان مرد و عورت کے عشق کا اور ایک ڈراما میں بیوی اور شوہر کی محبت کا انجام دکھایا ہے ۔ لیکن ایسکی لس نے اپنے کسی ڈراما میں جو ہم تک پہنچا ہو عشق کو اپنے قصہ کا موضوع نہیں قرار دیا ۔ اسیطرح اور باتوں میں بھی اِن دونوں شاعروں کے کلام میں فرق ہے ۔ مثلاً ایسکی لس نے ملکہ کلائی ٹم نسٹرا اور ایگس تھس کے ناجائز تعلق پر ہمیشہ پردہ ڈالے رکھا ۔ سوفوکلیز نے اِس مضمون کو طشت از بام کر دیا ۔ ایسکی لس نے پولی نای سیز اور اینٹی گونی میں بھائی بہن کی محبت پر زیادہ زور نہیں دیا حالانکہ سوفوکلیز نے اپنے ایک ڈراما کا خاص مضمون یہ ہی رکھا ہے ۔ لیکن اِن باتوں سے یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ سوفوکلیز قادر الکلام نہ تھا ۔ یا کسی قصۂ غم کے لیئے وہ ہمیشہ عشق کا محتاج تھا ۔ اُسکے ڈراما ایجیکس میں ٹکمیسا کا عشق ایجیکس جیسے پولاد و آہن کو بھی کبھی کبھی موم کر دیتا ہے ۔ یہ وہ مرد کارزار تھا جس نے اپنی عزت کی موت آتے ہی اپنی زندگی کو بھی موت کے حوالے کیا ۔ فیلوس ٹے ٹیز کے ڈراما میں ایک عورت بھی اسٹیج پر نہیں آتی ۔ سوفوکلیز کے ڈراما میں دردانگیز و وحشت خیز موقعوں کی بھی کمی نہیں ہے ۔ ڈراما کے فن میں اُن مدارج کو بھی

جو ناظرین کا باعث خوف اور عبرت ہوتے ہیں خوب نبا ہا ہے۔ ایجکس تماشائیوں کے سامنے اسٹیج پر اپنے تیئں ہلاک کرتا ہے۔ ایڈیپس کی آنکھوں سے خون جاری ہے افتاں و خیزاں فریاد کرتا ہوا آتا ہے کہ کوئی دستگیری کرے اور راستہ بتلائے۔ فیلوس ٹے ٹیز اس قدر مضطر و سراسیمہ ہے کہ اسٹیج پر غش کھا کر گرتا ہے۔ ملکہ کلائی ٹم نسٹرا کو جب اُسکا لڑکا اوریسٹیز قتل کرنے کو آتا ہے تو ملکہ آہ وزاری سے کہتی ہے کہ "اے فرزند اُس پہ رحم کر جس نے اپنی چھاتی سے تجھے دودھ پلایا ہے" اگر ایلکٹرا جو دروازے کی اوٹ سے یہ حالت دیکھ رہی ہے اوریسٹیز سے کہتی ہے کہ "رحم اسکے دل میں کبھی نہیں آیا۔ نہ تجھ پر آیا اور نہ تیرے باپ پر جس کو وہ قتل کر چکی ہے"

گو اس قسم کے منظر کلیجہ شق کرتے ہیں لیکن سوفوکلیز کا کوئی ڈراما ایسا نہیں ہے جسکو ختم کرنے کے بعد دل میں کوئی تکلیف دہ خیال یا بےچینی باقی رہ جاتی ہو۔ وہ اپنے فن کا اُستاد ہے اور جانتا ہے کہ ٹریجیڈی (دردیہ یا غم انجام ڈراما) میں کس حد تک ناظرین کو خوش کیا جا سکتا ہے اور یہ مسرت کس قسم کی ہونی چاہیئے۔ یہ مسرت اُس رفعت خیال کا نتیجہ ہونی چاہیئے جو عالم ظاہر کی حدود سے نکلکر ملکوتی کیفیتوں کا احساس کرتی ہے اور اسطرح صبر و استقلال حاصل کر کے زندگی کی اُس چیستاں کو حل کرنے کی طرف لوٹتی ہے جو ہمیشہ سے ایک بن بوجھی پہیلی چلی آتی ہے۔

سوفوکلیز کی زبان جہاں سادگی رکھتی ہے وہاں سادگی میں اور جہاں پرشوکت ہے وہاں شوکت میں ایسکی لس سے کم نہیں ہے۔ گو ایسکی لس کی طرح اُس کے الفاظ ہمارے کانوں پر اسطرح جھوم کر نہیں آتے جیسے سمندر کی ساکت و خاموش سطح پر یکلخت ایک طوفانی بادل جھواں دھار برس جاوے۔ مگر پھر بھی زور کلام سے انکار نہیں ہو سکتا۔ ایسکی لس نے استعارات کے تابندہ لباس میں جسطرح اپنے مطالب کو ادا کیا ہے بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ بعض وقت پوشیدہ رکھا ہے وہ بات سوفوکلیز میں نہیں۔ سوفوکلیز نے بجائے اِس تیز رنگ کے زبان کی ایسی باریکیوں اور نازک ترکیبوں سے اپنے خیالات ادا کیئے ہیں جنکا سمجھنا کم سے کم ہم لوگوں کے لیئے بعض وقت بہت دشوار ہوتا ہے۔ مگر باوجود اس کے

سوفوکلیز کے اشعار میں ایک حُسن اور تقریروں میں ایک درد ہے جو ایسکی لس کی تحریر سے کم نہیں ہے۔ بعض جگہ اُسکا کلام ایسا ہے کہ بس اس سے زیادہ انسان کی زبان گویا نہیں۔ یہ مقام وہ ہے جہاں ایلکٹرا اپنے عاشق اوریسٹیز کی خاکستر پر جو ایک خوبصورت ظرف میں بھری ہے اپنا نوحہ ختم کرتی ہے۔ اور ایسا ہی قادر کلام وہ ہے جہاں شاعر نے اپنے وطن کولونس کی خوبیاں بیان کی ہیں ؛

ایسکی لس نے جو منظر بیان کیے ہیں وہ سوفوکلیز کے منظروں سے زیادہ اثر انگیز ہیں۔ لیکن سوفوکلیز کے ڈراما جب پڑھیئے تو فن کے اعتبار سے وہ ایسکی لس کے ناٹکوں سے بہتر معلوم ہوتے ہیں۔ قصے کے اجزاء اور مناظر کی ترتیب میں نہایت خوش اسلوبی ہے۔ اسکی وجہ کچھ تو یہ بھی تھی کہ ایک ڈراما میں صرف ایک ہی مضمون رکھنے کا طریقہ جاری ہوگیا تھا مگر سب سے بڑی وجہ شاعر کا سلیقہ تھا کہ مضمون کے اجزاء کو نہایت حُسن وخوبی سے ڈراما میں منتظم کیا۔ اسی اعتبار سے اُس کے ڈراما ایڈیپس ریکس کو ڈرامائی تصنیفات میں سب سے بہتر سمجھا گیا ہے ؛

یونان کے ٹریجیڈی (دردیہ) ناٹک لکھنے والوں میں یوری پڈیز کو باتفاق رائے تیسرے درجے پر رکھا گیا ہے۔ یہ سوفوکلیز کے معاصرین سے تھا۔ سال وفات دونوں شاعروں کا ایک ہی ہے۔ لیکن یوری پڈیز کی عمر سوفوکلیز سے بہت کم ہوی۔ عمر کے اس فرق کے ساتھ طبیعت اور کلام میں بھی بہت فرق تھا۔ یہ کہنا تو شاید زیادتی سمجھا جاوے کہ یوری پڈیز اور شیکسپیر کے کلام میں جو فرق تھا وہی سوفوکلیز اور یوری پڈیز میں تھا۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ یوری پڈیز کے زمانے میں ٹریجیڈی کا رنگ بہت بدل گیا تھا۔ اب اُس میں انسان کی طبیعت کو ایک دوسرے ہی پہلو سے دیکھا جاتا تھا۔ اب نہ وہ پہلی سی رضاجوئی اور حلم جسکی تعلیم لوگوں کو دی جاتی تھی اور نہ وہ ادب وانکسار باقی تھا جسکے ساتھ دیوتاؤں کے سامنے حاضر ہونا سکھایا جاتا تھا۔ اور نہ یہ خیال کسی کے دل میں رہا تھا کہ دیوتاؤں کے احکام خواہ اُن کا سمجھنا کیسا ہی دشوار ہو انسانی معاشرت کی بیخ وبنیاد ہیں۔ اب ان باتوں کی جگہ نکتہ چینی وغیرہ وغیرہ گیری کا بازار گرم تھا اور کسی چیز کا خواہ وہ کیسی ہی متبرک

اور بوجہ تعظیم ہو اعتراض سے بچنا ممکن نہ تھا۔ دیوتاؤں کے پرانے قصے جو سادگی کے ساتھ ایک شان بھی رکھتے تھے اب اُن پر اسطرح غور کیا جاتا تھا جیسے عدالت کے کسی مقدمہ کے واقعات پر غور کیا جاوے۔ مذہبی افسانوں میں جو لوگ بڑے نامور و مشہور تھے اُنکی عزت کسی کے دل میں نہ رہی تھی۔ وہ اکثر احمق یا ظالم و قابل نفرین سمجھے جاتے تھے۔ اسٹیج پر بڑی بڑی دیبیوں کی گفتگو مچھلی بیچنے والیوں کی طرح مبتذل ہوگئی تھی۔ نظم ایپک (رزمیہ) کا طلسم ٹوٹتے ہی اب اُسکے مضامین یا وہ جذبات جن سے یہ مضامین پیدا ہوئے تھے ایک لغو و مہمل صورت میں پیش ہونے لگے۔ یہانتک کہ دیوتاؤں کی پرستش بھی جن لوگوں نے اُس کو جاری رکھا اُنکی تباہی کا موجب بتائی گئی۔ ڈائیونی سس (رب الخمر) کے دخل سے اگاوی نے اپنے لڑکے کو قتل کردیا۔ آرٹی مس اپنے سب سے بڑے نیاز کیش کو ایفروڈائیٹی کے غضب سے نہ بچا سکی۔ مشاہیر ترجن جن کو گزرے ہوئے صدہا برس ہوئے تھے اسٹیج پر آکر موجودہ مسائل سیاست پر گفتگو کرنے لگے۔ پُرانے وقتوں کے ایگامیمنن اور منی لاس جنکی اصل اسپارٹا سے تھی ایسے خصائل و عادات کے ساتھ ظاہر کیئے گئے جو اہل اسپارٹا جنگ پیلوپونے سس کے زمانے میں ایتھنزیوں کے نزدیک رکھتے تھے۔ ہیلن اور ہرمیونی کو ایسا ہی مغرور اور نفس پرور دکھایا گیا جیسے کہ ایک پشت بعد ارسطو نے اسپارٹا کی عورتوں کی نسبت خیال ظاہر کیا۔ اب دیوتاؤں سے قطع نظر کرکے انسان کو اپنے ہی نفس کی بُری خواہشوں سے دست بگریباں دکھایا جاتا تھا۔ دروغ گوئی۔ دغا بازی۔ کینہ۔ کدورت۔ رشک۔ غصہ۔ انتقام۔ حسد۔ یہ ہی وہ چیزیں ہیں جن سے یوری پڈیز اپنے ڈراما میں غمناک منظر پیدا کرتا ہے۔ نہ ایسے خیالات سے جو رفعت میں مثال مانے جاتے تھے اسکو بحث ہے۔ نہ کسی طلسم اور سحر سے اُسکو واسطہ ہے۔ نہ رحم اُسکے دل کو نرم کرتا ہے۔ اور نہ خیال کے کسی پہلو کو پوشیدہ رکھنے کی ضرورت دیکھتا ہے۔ انسان کے ارادے اور نیت کے اجزاء کو جدا جدا کر کے دکھانے میں نہایت بے دردی سے اُس پردے کی دھجیاں اُڑا دیتا ہے جو شکستہ دلی یا غیرت یا رحدلی یا امید نے انسان کی ضعیف فطرت پر ڈالدیا تھا۔ اور بعض وقت

بلا تکلف دیوتاؤں کا نام لیکر صواب پر ناصواب کے فروغ کا اعلان کر دیتا ہے ۔

یہ ناگوار اور نا ملائم پہلو یوری پڈیز کی تصنیفات ہیولائی ٹس ۔ میڈیا ۔ سے بخوبی ظاہر ہوتے ہیں ۔ لیکن الیسس ٹس کے ڈراما میں وہ یوری پڈیز نظر آتا ہے جو اپنی شیریں سخنی سے سب کو محو تماشا کیئے ہے ۔ اور ہر لفظ میں وہ جادو بھرا ہے کہ زندگی کی معمولی سے معمولی چیز بھی اُس کے اثر سے حُسنِ جاوید پا کر دل کے پردوں پر نقش ہوجاتی ہے ۔ یہاں شاعر کو یہ قدرت حاصل ہوگئی ہے کہ کہیں بے مثل سادگی و خوبی سے قصہ سناتا ہے اور کہیں کلام کو اِس درجہ پر تکلف و بلیغ کر دیتا ہے کہ ادب میں اُسکی مثال نہیں ملتی ۔ الیسس ٹس کا نہایت صبر و استقلال سے اپنی جان دینا ای اون ایک زندہ دل ۔ پر شوق اور معصوم جوان کا ذکر جسکو ڈیلفای کے معبد کے سوا دوسرا گھر یا اپولو کے سوا کوئی اور ماں باپ نہ ملے تھے ۔ ہیکیوبا اور ایلکٹرا کے نغمے ۔ بیکی کے حالات ۔ باپ سے ایفی جینیا کی فریاد یہ سب مضامین نہایت پر اثر ہیں اور اُن لوگوں کو بھی متاثر کر دیتے ہیں جو شاعر کے بعض تاریک و تکلیف دِہ منظروں سے بیزار ہو کر مُنہ پھیر لیتے ہیں ۔ مگر اِن تاریک و افسردہ کن مقامات میں بھی زبان و زباندانی درجۂ کمال کو پہنچی ہوی ہے ۔ ہیکیوبا کا غصہ اور رنج جبکہ وہ اگاممنن سے رو رو کر کہتی ہے کہ اُس کے مقتول فرزند کے خون کا بدلہ لے ۔ کیسندرہ کی تقریر کا سوز و گداز جبکہ وہ اگاممنن کو پہلے سے اُسکی موت کی خبر دیتی ہے نہایت درد انگیز اور بااثر مقامات ہیں ۔

ایسا شاعر جسکے کلام کا میدان اتنا وسیع ہو اور جسکو اتنی جرأت ہو کہ ایک قدیم مستند فن میں جسطرح چاہے جدت پیدا کرے دوست بھی پیدا کر سکتا ہے اور دشمن بھی ۔ بعض قدردان ایسے تھے کہ شاعر کی زندگی میں اُسکی پرستش کرتے تھے اور بعض ایسے مخالف تھے جو ہمیشہ نفرت کی نظر سے اُسکو دیکھتے تھے ۔ اُس کے بعد بھی یہی حال رہا یہانتک کہ آج کل کے سخن فہموں میں بھی اُسکے کلام کی نسبت اسی قسم کا اختلاف چلا آتا ہے ۔ ایرسٹوفینیز نے جو ڈراما میں کمیڈی (مسرور یہ) لکھتا تھا اُسکو ایک بد اخلاق و بدکردار شاعر سمجھا ہے ۔ اور اُس کے ڈراما فیڈراس اور ستھنی نوبیاس کی ہمیشہ ہنسی اُڑائی ۔ اور اُس کے سوفسطائی خیالات اور طرز استدلال کی ہمیشہ ہجو کی ہے

برخلاف اسکے حکیم سقراط۔ یوری پڈیز کی شاعری کی بہت قدر کرتا تھا اُسکے زمانے کے ایتھنزی اور ایسے لوگ بھی جو ایتھنز سے دُور چلے گئے تھے اُسکی قدر شناسی میں کمی نہ کرتے تھے۔ یہ قصہ بھی کا مشہور ہے کہ جب ایتھنز کے کچھ لوگ قید ہو کر سائراکیوز میں پتھر کی کانوں پر کام کرنے کے لیئے بھیجے گئے تو ان قیدیوں کو اجازت مل گئی کہ یوری پڈیز کے اشعار جس کسی کو یاد ہوں غم غلط کرنے کے لیئے پڑھ لیا کرے۔ یوری پڈیز کے کلام میں جو جادو بھرا ہے اُسمیں زمانے نے ابتک کوئی فرق پیدا نہیں کیا۔ ملٹن۔ گیوئٹے۔ کولرج۔ براؤننگ یونان کے اس مشہور ٹریجک (دردی) شاعر کی تعریف میں اپنا کلام چھوڑ گئے ہیں۔ البتہ اہل تنقید نے جنکا رنگ ہی دوسرا ہوتا ہے کسی بات میں کمی نہیں کی ہے بلکہ زیادتی ہی کی ہو تو عجب نہیں۔ جو لوگ یوری پڈیز کے بڑے مداح و قدرداں ہیں اُن کو بھی اس سے انکار نہیں کہ اس شاعر کا کلام مختلف درجوں کا ہے۔ ایسکی لس اور سوفوکلیز کے صرف سات ڈراما ہم تک پہنچے ہیں۔ اور یوری پڈیز کے انیس[19] ڈراما اسوقت تک محفوظ ہیں۔ اگر قسمت کا فیصلہ یہ ہوتا کہ ان انیس[19] کی جگہ یوری پڈیز کے بھی صرف سات ڈراما آئندہ نسلوں کو ملتے اور اُن میں صرف السیس ٹش۔ میڈیا۔ ہپولائٹس۔ بیکی۔ ای اون اور ایفی جینیا ہوتے تو شاعر کے کلام کی نسبت اس قدر اختلاف رائے پیدا نہ ہوتا۔

یوری پڈیز اور سوفوکلیز میں جو کچھ فرق تھا وہ محض ذاتی خصائل اور طبیعت کا نہ تھا۔ بلکہ ان دونوں شاعروں کے ظاہری حالات بھی ایسے تھے کہ اس فرق کا پیدا ہونا ضروری تھا۔ سوفوکلیز شاعر بھی تھا اور دنیا دار بھی۔ جس صحبت میں شریک ہوتا تھا ہمیشہ رونق بزم سمجھا جاتا تھا۔ سیاسی معاملات وقت میں بھی کئی بار حصہ لے چکا تھا۔ برعکس اس کے یوری پڈیز ایک گوشہ نشین اور کم آمیز شخص تھا۔ نہایت محنتی اور کتب بینی کا بڑا شائق تھا۔ گو اُس کے زمانے میں کتابیں بہت کمیاب ہوں گی اور جو ہوں گی وہ بھی خالی از اسرار نہ تصور کی جاتی ہوں گی۔ بہرکیف ان دونوں شاعروں کی حالت کا یہ تفاوت ایسا تھا کہ ہر ایک نے انسان کی زندگی کو ایک دوسرے ہی نقطۂ نظر سے دیکھا ہوگا جس زمانے میں یوری پڈیز جوانی کو پہنچنے کو ہوا یعنی زندگی کے اس حصے میں قدم رکھا کہ ابھی تک دنیا کی مکروہات نے تخیل و تصور کے شفاف چشموں کو مکدر

نہ کیا تھا۔ اور طبیعت آمادہ تھی کہ ہر خیال کو جسمیں جدت ہو جلد قبول کر لے اُسوقت
اہل استھنز کے خیالات میں ایک عجیب انقلاب و تلاطم پیدا ہو رہا تھا۔ یعنی زندگی کے
ہر شعبے میں "پرانے خیالات سے منکر" ہونے کا مادہ طبیعتوں میں پیدا ہو گیا تھا۔
اور ایسے سوالات لوگوں کی زبان پر رہنے لگے تھے جو پہلے کسی کے ذہن میں بھی
نہ آئے تھے۔ یہ سوالات ایسے عمیق تھے کہ سوسائٹی کی بیخ و بنیاد تک پہنچتے تھے۔
اور اب صرف ان ہی کا چرچا ہر طرف رہتا تھا۔

خیالات میں اس قسم کی تحریک سب سے پہلے ایشیا کے یونانی شہروں
میں ظاہر ہوی۔ مظاہر قدرت کی تحقیق و تفتیش کے شوق سے اُسکی ابتدا ہوی۔ مثلاً
سوال ہوا کہ وجود اور وجود کے بعد نشوونما کی علت کیا ہے؟ چاند۔ سورج۔ ستارے۔
زمین یہ سب کیونکر پیدا ہو گئے؟ انکی گردشوں میں کیا انتظام رکھا گیا ہے؟ ان سوالوں
کے جواب طرح طرح سے دیئے گئے۔ مرکبات سے مفردات کو جدا کر کے عناصر قائم کیے۔
اور پھر عناصر میں ایک دوسرے سے تمیز کی گئی۔ ان عناصر میں سے کسی نے ایک عنصر کو
اور کسی نے دوسرے عنصر کو موجودات کی علت بتایا۔ بہت سے اصول فرض کر لیے گئے
جنکی بناء پر کثیف مادے لطافت اور لطیف مادے کثافت اختیار کرتے ہیں۔
مادے میں قوت جاذبہ اور دافعہ کے بھی بہت سے طریقے تسلیم کر لیے گئے۔ ایک حکیم
آفرینش عالم کی علت اسطرح بیان کرگیا ہے کہ گویا موجودات کا ظہور عمل استقراء کا
نتیجہ ہے۔ جوں جوں خیال میں قوت بڑھتی گئی موجودات کی علت غیر مادی قوتوں
سے بیان کرتے گئے۔ ایک حکیم آیا اُس نے عدد کو علت العلل قرار دیکر دنیا کی
چیستاں کو حل کرنا چاہا۔ ایک دوسرا حکیم پیدا ہوا جس نے ایک تغیر مسلسل کو
موجودات کی ضروری شرط قرار دیا۔ ایک تیسرا حکیم آیا جس نے توحید اور ایک وجود
قائم بالذات کو تمام اشیاء کی علت بتایا۔ مگر کسی نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا کہ وہ
مظاہر جو تغیر کے عمل سے پیش آتے رہتے ہیں فی نفسہ کوئی حقیقت یا اصلیت رکھتے ہیں۔
رفتہ رفتہ اس قسم کی تنقید سیاست مدن و علم اخلاق میں بھی ہونے لگی۔ نظم حکومت
کے مختلف طریقوں اور ہر طریقے کے مقاصد و اغراض سے بحث کی گئی۔ اور اسی بحث سے
متعلق اس بات کا دریافت کرنا ضروری ہوا کہ کونسا امر مطابق قانون ہے اور کونسا

خلاف قانون - اِس سے ایک فرق "فطرت" اور "قانون" میں قائم کیا گیا - یعنی ایسے قوانین میں جن کا اطلاق کُل پر ہے اور ایسے قوانین میں جن کا اطلاق خاص پر ہے تمیز کی گئی - اس بحث سے اخلاقی حقائق پر پہنچکر یہ پوچھنا آسان ہوگیا کہ نیک و بد کے اندازہ کرنے کا کیا معیار رہے - رواج اور دستور کو کیا درجہ حاصل ہے - کیا حق بات سب کے لیئے ایک ہی تاثیر رکھتی ہے یا حالات اور مزاجوں کے اختلاف سے اُسکی تاثیر بدلتی رہتی ہے؟

اِس قسم کے سوالات کا چرچا کسی حال میں بھی خالی از خطر نہ تھا - بالخصوص یونان میں جو حالت معاشرت کی تھی اُس میں اُن کا پیدا ہونا اور بھی اندیشہ ناک تھا - جب تک اِن تنقیحات کی غرض یہ رہی کہ حقائق دریافت ہوں اور انسان کے کردار اور حکومت کے طریقے کو ایک مستحکم بنیاد پر قائم کیا جاوے اُسوقت تک اِن باتوں میں فائدہ زیادہ اور نقصان کم تھا - لیکن یونان کی کیفیت یہ ہوی کہ کچھ زمانے تک تو سوفسطائیوں اور فلسفیوں کا گروہ ایک ہی رہا اور دونوں حق کی تلاش میں مصروف رہے - حکمائے تھیلز - اناکسی ماندر - پیرک لای ٹس - فیثاغورث وہ نفوس ہیں جن کا نام بغیر ادب اور تعظیم کے نہیں لیا جا سکتا - لیکن جب علم اخلاق و حقائق اشیا اور علم سیاست دونوں تنقید و تقریظ کے میدان میں اُتر آئے اور خاصکر جبکہ آئی اونیا والوں کا جوش تحقیق سسلی والوں کی طلاقت و بلاغت سے شیر و شکر ہوگیا تو پھر طبیعتوں کا رُجحان دوسری طرف ہوا - اب سوفسطائیت اور فلسفہ نے آپس کا ساتھ چھوڑ دیا - فلسفی ذاتی اغراض سے بے نیاز ہوکر موجودات میں تغیر کے عمل پر متوجہ اور ذات باری کی معرفت میں مشغول ہوے اور سوفسطای معلم پیشہ بنکر کسب دولت کی فکر میں ملکوں کی خاک چھاننے لگے - اور روپے کے معاوضے میں منطق اور زباندانی کے زور سے [illegible] صحیح کو غلط ثابت کرنے کا فن" لوگوں کو سکھانے لگے - اُن کی ہرجائی زندگی کہ آج یہاں ہیں اور کل وہاں ایسی تھی کہ کسی خاص شہر یا ملک کے طور و طریقے کا پابند ہونا اُن کیلئے ضروری نہ رہا - گو اُن کے قابل اور ذی علم ہونے میں کلام نہ تھا لیکن اِسکے ساتھ یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ اُنھوں نے اپنی لیاقت اور اپنے علم دونوں کو بُرے کام میں لگایا - یہ سچ ہے کہ جن لوگوں نے اُن سے تعلیم پائی اُنھوں نے اپنی عقل کو قوت

ضرور بخشی لیکن یہ قوت صرف ایک ہی کام کے لیئے تھی اور وہ یہ تھا کہ دنیا حاصل کرنے کے شوق میں جو موانع پیش آئیں اُن سے اپنا راستہ کیونکر صاف کرلیں۔ بعض سوفسطای تقریر کرنے کا فن سکھاتے تھے۔ مگر جس قسم کی تقریر کرنی وہ سکھاتے تھے وہ ذرا سے غور کے بعد ناقص ثابت ہو جاتی تھی۔ گو جملوں کی نشست اور الفاظ کی شوکت ایسی ہوتی تھی کہ سننے والوں کے خیالات پر اُس کا اثر ضرور ہو جاتا تھا؛

یہ حالات تھے جن میں عہد پیرکلیز کے نوجوانوں کی عمر بسر ہوی تھی۔ اور اِن ہی میں یوری پڈیز شاعر بھی تھا۔ ہر چیز کی نسبت سوال پیدا کرنا سوفسطائیوں سے سیکھا اور دل کے گہرے خیالات کو بھی منطق کے قواعد سے جو ابھی تک ناتکمل تھے جانچنا چاہا۔ اور یہ بھی سوفسطائیوں کی تعلیم کا اثر تھا کہ قصص اصنام اور مذہب کی اُس شق کی طرف توجہ ہوی جسمیں طرح طرح کے نقائص موجود تھے؛

ہر طرف ایک انقلاب پیدا تھا۔ اور بہت لوگ اس حالت کو بُرا سمجھتے تھے۔ اوپر ذکر آچکا ہے کہ اِس زمانے میں ایتھنز کے لوگ مذہب کے بارے میں نہایت نازک مزاج ہو گئے تھے۔ اگر مذہب کے متعلق کسی کی جانب سے ذرا بھی بے ادبی کا خیال ہوتا تھا تو فوراً اُس کے مقابلے میں "توہین مذہب" کا دعوی عدالت میں دائر کردیتے تھے۔ چنانچہ پیرکلیز کے دوستوں میں سے کئی آدمیوں پر جنھوں نے مذہبی تحقیقات کی طرف توجہ کی تھی اسی جرم میں مقدمے قائم ہو چکے تھے۔ کمیڈی نویس شاعروں کو سوفسطائیوں اور اُن کے مقلدوں سے خاص طور پر دشمنی تھی۔ وہ سمجھتے تھے کہ یہ نوعمر لوگوں کے بگاڑنے والے ہیں اور اُن کے عقائد ایسے ہیں جو لوگوں کے دلوں سے اخلاق اور حب وطن کو بالکل مٹا دیں گے۔ کریٹینس نے جو ایتھنز کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا ظریف اور ہجوگو شاعر گزرا ہے اپنے ڈراما پے نوپٹی میں سوفسطائیوں کو "جاسوس بدکردار" کا لقب دیکر اُن کی خوب خوب خبر لی ہے۔ ایرسٹوفے نیز نے ایک ڈراما میں جو پیرکلیز کی موت کے بعد لکھا ہے ایک سوفسطائیوں سے تعلیم پائے ہوے نوجوان کا مقابلہ ایک پرانی وضع کے نوعمر آدمی سے کیا ہے۔ ۴۲۳ ق۔ م میں جب ایرسٹوفے نیز کا ڈراما "سحاب"

دکھایا گیا تو شاعر نے حکیم سقراط کو اپنے وقت کا سب سے بڑا سوفسطای سمجھ کر محل ظرافت بنایا۔ اِس مضمون میں شاعر نے ایک حد تک جو کچھ لکھا ہے وہ صحیح ہے لیکن اسکے ساتھ ایک سخت غلطی بھی کی ہے۔ جہانتک پرانے معتقدات اور رسوم کے ترک کرنے سے نوجوانوں میں خرابیاں دکھائی ہیں وہاں تک شاعر کا خیال درست ہے لیکن حکیم سقراط کو اُن لوگوں میں شمار کرنا جو غلط کو صحیح ثابت کرنا سکھاتے تھے اِس حکیم پر بالکل ایک بہتان تھا۔

حکیم سقراط سوفسطای نہ تھا۔ بلکہ سوفسطائیوں کی دلائل کو سوفسطائیت کے بطلان میں استعمال کیا کرتا تھا۔ صبح سے شام تک یہ عجیب صورت کا حکیم شہر کے چوک میں یا جہاں کہیں کوئی مجمع ہوتا نظر آیا کرتا۔ نہ اسکو مفلسی کی پرواتھی اور نہ اُس کے ہاتھ پاؤں تھکنا جانتے تھے۔ دن بھر کھڑا لوگوں سے سوال پوچھا کرتا تھا اور دھن یہ تھی کہ کسی طرح انسان کے طریقۂ عمل کے لیئے چند اصول جن کا اطلاق سب پر ہوسکے تحقیق ہوجاویں۔ اور سننے والوں کو بھی اِن سوالوں کے جواب تلاش کرنے کا شوق ہوجاوے جو اُن سے پوچھ رہا ہے۔ کبھی پوچھتا تھا کہ "نکوئی اور علم یا دانائی میں کیا تعلق ہے؟" کیا انسان اِس بات کا علم رکھتے ہوے کہ فلاں بات اچھی ہے پھر بھی بُری بات پر عمل کرنے کی جرأت کرسکتا ہے؟ کیا نکوئی سکھائی جاسکتی ہے؟ اگر ایسا ہے تو اُس کے سکھانے والے کون ہیں اور وہ کہاں ملتے ہیں؟ کیا سیاست کوئی فن مثل طب کے ہے؟ اگر ایسا ہے تو جسطرح طب کا مقصد صحت بدنی ہے فن سیاست کا مقصد کیا ہوسکتا ہے؟ اِس قسم کے سوالات کی خبر اکثر نفی میں نکلتی تھی۔ یعنی یہ کہ انسان کے اعمال و عادات جو اسوقت ظاہر ہورہے ہیں وہ عقل و دانائی کے مطابق نہیں ہیں۔ اِن سوالات میں تشبیہات قائم کرکے بحث کو بڑھانے سے نفس مضمون سہل ہوجاتا تھا۔ اکثر انسان اور جانور میں تشبیہ قائم کیجاتی تھی اور بحث کے وقت اِن دونوں میں اُس فرق کو جو کسی طرح مٹ نہیں سکتا نظر انداز کرکے غلط مبحث پیدا کردیا جاتا تھا۔ مگر باوجود اِن نقائص کے حکیم سقراط کے اِس مرتبے میں کہ وہ ایک نہایت نیک نفس اور صاحب ایمان شخص تھا مطلق فرق نہیں آتا۔ معلم پیشہ سوفسطای ملکوں ملکوں روپیہ کمانے کے لیئے تلاش روزگار میں

پڑے پھرتے تھے۔ مگر حکیم سقراط ایتھنز کی چار دیواری سے باہر نہیں نکلتا تھا اور اگر کبھی نکلتا بھی تھا تو ملک کی خدمت میں دشمن سے لڑنے کے لئے نکلتا تھا۔ اُس کے شاگرد بے شمار تھے اور اُن میں اکثر ایسے تھے جو اُسکی بات پر نہ چلتے تھے۔ بلکہ بعض تو ایسے نکلے جیسے ایلسی بائڈیز۔ کرائٹس اور کاریائڈیز تھے کہ اُنھوں نے اُستاد پر نوجوانوں کی تخریب اخلاق کے جرم میں مقدمہ ہی قائم کرادیا جسکی سزا ئے ناحق میں زہر کا پیالہ پینا پڑا۔ لیکن اِن شاگردوں میں ایک شاگرد آسمان شہرت کا آفتاب ایسا نکلا جسمیں اُستاد کی روح فی الحقیقت حلول کرگئی تھی۔ یہ حکیم باکمال افلاطون تھا۔ افلاطون نے جو مکالمات سقراط کے نام سے لکھے ہیں وہ حقیقت میں اُس پاک زندگی کا مرقع ہیں جو ترقی دانش اور تلاش حق میں بسر ہوئی تھی؛

ارسٹو فینیز شاعر نے حکیم سقراط کی زندگی کے اِس پہلو پر نظر نہیں کی اور اگر وہ نظر کرتا بھی تو کچھ نتیجہ نہ تھا کیونکہ ارسٹو فینیز ایک کمیڈی نویس تھا جسکا کام نہ تھا کہ جو بات سچی ہو وہ ہی کہے بلکہ اُسکا فرض یہ تھا کہ جو کچھ کہے وہ ایسی بات ہو کہ سننے والے اُسپر ہنسیں اور خوش ہوں۔ ایتھنز کی پرانی کمیڈی (سرور یہ) یعنی تخمیناً پانچویں صدی قبل مسیح کی "کمیڈی"، میں اہل ایتھنز کی روزانہ زندگی اور رسم و رواج کی تصویر اُتاری جاتی تھی۔ لیکن یہ تصویر نہ تو صحیح ہوتی تھی اور نہ اِس مراد سے تیار کیجاتی تھی کہ لوگ اُسکو صحیح باور کریں۔ اِس لئے کمیڈی گو شاعروں کے کلام سے ایتھنزیوں کی حکومت یا معاشرت یا اُن کے مدبّروں یا فلاسفروں یا عام مردوزن کا صحیح اندازہ نہیں ہوسکتا۔ اور اگر اسی سے اندازہ کیا جاوے گا تو نہ ایتھنز کے رہنے والوں کے حق میں اور نہ ایتھنز کے شاعروں کے حق میں انصاف کرنا ممکن ہوگا؛

ایٹیکا کی کمیڈی حقیقت میں پیری کلیز کے زمانے کی ایک چیز تھی۔ شروع زمانے کے کمیڈی نویس پانچویں صدی قبل مسیح کے وسط سے شہرت حاصل کرنے لگے۔ ابتدا اِس قسم کے ڈراما کی یہ تھی کہ ایٹیکا میں جب انگور کی فصل تیار ہوجاتی تھی تو دیہات اور قصبات میں شراب کے دیوتا کی نہایت فحش و بدمست طریقوں سے پوجا کیجاتی تھی۔ یونانیوں کو ہمیشہ ڈراما سے ایک عشق تھا۔ اور جسطرح اُنکی شاعری اور تاریخ نویسی نے بھی ڈراما کی شکل اختیار کی تھی اسی طرح مذہبی رسوم میں بھی ڈراما کو دخل ہوگیا۔ کسی دیوتا کی

پوجا بغیر جلوس نکالے یا کوئی تماشا یا لیلا کئے نہیں ہوتی تھی - گاؤں کے باذاق لوگ تہوار کے دنوں میں اپنا ایک طائفہ قائم کرتے تھے اور گاؤں والوں ہی کے کسی قصے یا قضیے کی نقلیں اُتار کر یا کسی ایسے شخص کے پہناوے یا بول چال کا خاکہ اوڑا کر جس سے گاؤں والوں کو کسی قدر چشمک ہو تماشائیوں کے دل خوش کیا کرتے تھے - جب حکومت جمہوریہ کو ترقی ہوئی اور اِن کھیل تماشوں اور نقلوں کی طرف جن سے خلقت خوش ہوتی تھی توجہ ہوئی تو یہ دیہاتی ڈراما بھی اور تماشوں کی طرح ایکروپولس کے نو تعمیر تماشاگاہِ ڈائیونی سس میں دکھائے جانے لگے - مگر اب اُن سے گاؤں والوں کے قصے اور کہانیاں نکال دی گئیں تاکہ اُن کی جگہ شہر کے بڑے بڑے لوگوں کی باتوں پر اعتراض کئے جاویں اور اُنکی ہنسی اُڑائی جاوے - لیکن وہ ہزلیات جن سے گنوار خوش ہوا کرتے تھے اور وہ فحش مضامین جن سے مراد قوائے توالد و تناسل کی پرستش تھی بدستور قائم رکھے گئے ؎

پیرکلیز کی زندگی میں جن کمیڈیوں کا تماشا دکھایا گیا اُن کے کچھ اجزا ہم تک پہنچے ہیں - اُن کو دیکھکر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ ایرسٹوفینز کی اُن کمیڈیوں سے زیادہ اختلاف رکھتے ہیں جن کا تماشا ۴۲۷ء ق - م سے اسٹیج پر شروع کیا گیا تھا - جو اجزاء اُن کمیڈیوں کے موجود ہیں اور جہانتک اُن کے سابقہ حالات تحقیق ہو چکے ہیں اُن سب سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانے سے ڈائیونی سس کے تہواریں کمیڈی کا رواج ہوا اُس وقت سے اُس میں تین خصوصیتیں ہمیشہ نظر آئیں - ایک یہ کہ ملک اور قوم کے خُدام پر ہمیشہ حملے کئے جاویں - دوسرے یہ کہ کورس یعنی ملکر گانے والوں کو عجیب و غریب لباس پہنایا جاوے - تیسرے یہ کہ بیہودہ باتوں میں غایت درجہ ننگاپن ہو ؎

پیرکلیز اور ایس پے سیا کی ہجو و مذمت ایتھنز کے ہزل گویوں نے جسطرح کی تھی اُسکا ذکر پہلے آ چکا ہے - ۴۴۰ء ق - م میں کرائیٹی نس نے اپنی کمیڈی "زنِ تھریسی" میں دکھایا ہے کہ پیرکلیز سر پر اوڈی ام کی عمارت رکھے چلا آتا ہے - اِسمیں لطیفہ محض اتنا تھا کہ پیرکلیز کا سر بیچ میں سے بہت اُٹھا ہوا تھا - اس عیب کے چھپانے کو وہ ہر وقت ایک اونچی ٹوپی پہنے رہتا تھا - اوڈی ام وہ عمارت تھی جو

پیرکلیز نے موسیقی کے جلسوں کے واسطے تعمیر کرائی تھی۔ شاعر نے ہنسی اُڑا نے کے لئے بجائے اونچی ٹوپی کے اوڈی ام کی پوری عمارت پیرکلیز کے سر پر رکھدی۔ اسی شاعر نے ایک اور کمیڈی میں پیرکلیز کو ایک نیا خدا ئے زی اس پسر کرونوس بتایا ہے مگر زی اس کی طرح وہ بی رہیا کے بطن سے نہیں بلکہ کرونوس کے تخم اور کسی شریر دیونی (" نااتفاقی ") کے پیٹ سے۔ اور جس طرح زی اس نے اپنے باپ کرونوس کو معزول کرکے حکومت حاصل کی تھی اسیطرح پیرکلیز بھی گویا پہلے لوگوں کا راج مٹا کر گدی پر بیٹھا ہے۔ ایک اور کمیڈی میں ایس پے سیا کو ہیرا ایس پے سیا کہکر بہت فحش عبارت میں بُری باتوں سے متہم کیا ہے۔ پیرکلیز کی موت کے بعد بھی ایرسٹو فے نیز کو اس بات کے کہنے میں تامل نہ ہوا کہ ایس پے سیا اور اُسکی وہ ہمجولیوں کا میگارا میں غائب ہو جانا اور فیڈیاس کی خیانت اصلی سبب پیلوپونےسس کی لڑائی کا تھا۔ اِس شاعر کے قلم سے کچھ پیرکلیز اور پیرکلیز کے دوست ہی اِس درجے کو نہیں پہنچے بلکہ کلیون جو پیرکلیز کا بڑا دشمن تھا اور عمومیت کے بڑے بڑے تندمزاج پیشرو اور ہادی بھی جو اسپارٹا سے لڑکر جان دینے کو تیار تھے اُسکے تیر ملامت سے نہ بچ سکے۔ البتہ ثانی سیاس اور نفرسے نیز جو اسپارٹا سے امن و دوستی رکھنی چاہتے تھے اور انتظام سیاست میں بھی سختی کے روا وار نہ تھے کمیڈی نویسوں کے اعتراضوں سے کسی قدر بچے رہے۔ جنگ پیلوپونےسس کا صرف ایک شخص ایتھنز کا رہنے والا یعنی ایلسی بایڈیز پسر کلاینیاس ایسا تھا جو ان ہجوگو شاعروں کے اعتراض سے محفوظ رہا۔ حالانکہ حکومت میں اُسکا درجہ اور اُس کے کام ایسے تھے کہ وہ ہجو و مذمت کے لئے عمدہ مضمون ہو سکتے تھے۔ لیکن ایرسٹو فے نیز نے اُس سے بالکل پرہیز کیا۔ کمیڈی گو شاعروں نے ایتھنز کے بڑے بڑے آدمیوں ہی کو نہیں بلکہ تمام جمہوری محکموں اور سررشتوں بلکہ خود عموم کو بھی جسکو اعلےٰ ترین اختیارات حاصل تھے تو وہ ملامت بنایا ایرسٹو فے نیز کے ڈراما " زنبور " میں ایتھنز کی عدالتوں اور اُس کے ڈراما " نائیٹس " (مردان رکاب) میں جمہور ایتھنز کا خوب خوب خاکہ اڑایا ہے۔ جب مردوں کی ہجو سے مہلت ہوتی تھی تو عورتوں کی نوبت آتی تھی۔ ایرسٹو فے نیز کے دو ناٹک ایسے ہیں جن میں عورتوں ہی کا ذکر ہے اور ایک

ناٹک میں بیاہی عورتوں کی وہ حالت دکھائی ہے کہ کسی مرد کا وہاں گزر نہیں ہے اور وہ ڈیمیٹر دیبی کا تہوار منارہی ہیں ۔ یہ دیبی خوبصورت بچوں کی ماں سمجھی جاتی تھی ؎
ہزل گوئی اور ہجو کے لحاظ سے ایٹیکا کی کمیڈی کو ہمارے اسٹیج کی کمیڈی سے کوئی نسبت نہیں ہے ۔ البتہ ڈاکٹر سوفٹ کے زمانے کی بعض تصنیفات یا لندن پنچ یا اخبار رولیدو سے جسمیں گلرے اور رولنڈسن کے قلم سے لوگوں کی ہجو شائع ہوا کرتی تھی اُن کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے ۔ لیکن یہ مقابلہ بھی ایک خاص حد تک ہو سکتا ہے کیونکہ ہمارے زمانے کو ناشایستہ مذاق میں وہ حصہ حاصل نہیں ہے جو ایتھنز کو کسی وقت میں حاصل تھا ۔ اسکی کچھ وجہ تو اسوقت کی سوسائٹی کی ایک خاص حالت تھی اور کچھ وجہ یہ تھی کہ یونان میں بعض مذہبی رسوم میں فحش باتوں اور بیہودہ مذاق کو خاص طور پر دخل تھا ۔ جن لوگوں کا مذاق اُڑایا جاتا تھا وہ اسکی پروا نہ کرتے تھے جسوقت تک اُنکی وقعت اور عزت قائم تھی وہ شاعروں کے مباینے اور تمسخر کو ایک کان سنتے تھے اور دوسرے کان اُڑا دیتے تھے ۔ اور حقیقت بھی یہ ہی ہے کہ جب ہجو یا مذمت ایک خاص حد سے تجاوز کر جاتی ہے تو پھر اس مرض کی وہ خود دوا ہوجاتی ہے ۔ چنانچہ انگلستان میں جسوقت فوکس نے نارتھ پر ہاؤس آف کامنز میں اعتراضوں کی کڑک بجلیاں گرانی شروع کیں تو نارتھ اکثر اپنی کرسی پر سوجایا کرتا تھا ۔ یہ ہی حال ایتھنز کا تھا ۔ جب تک اس شہر کو اطمینان رہا کہ اُس کی بزرگی اور فضیلت میں کسی قسم کا فرق نہیں آیا ہے اسوقت تک وہ راضی رہا کہ کمیڈی لکھنے والے جسطرح چاہیں اُسکی یا اُس کے باشندوں کی ہجو اڑائیں بلکہ ان شاعروں کی زبان سے وہ اپنی حماقتیں سنکر خوش ہوتا تھا جیسے کہ جسٹس شیلو کا قصہ مشہور ہے کہ وہ اپنی جوانی کی بے عنوانیوں و مست نوشیوں کو سنکر باغ باغ ہوجایا کرتا تھا اور جب کوئی جتاتا تھا کہ جوانی میں جو فقرہ اُسکے منہ سے نکلتا تھا اُسکا ہر تیسرا لفظ جھوٹ ہوتا تھا تو اس خبر کو سنکر بھی مطلق اُسکی مسرت میں کمی نہ ہوتی تھی ۔ لیکن شہر کے لئے جب پریشانیوں اور خطروں کا وقت آیا تو پھر ایتھنز کا مزاج پہلا سا نہ رہا ۔ اب وہ زود رنج اور بات بات پر بدگماں ہونے لگا چنانچہ پانچویں صدی میں دو موقعوں پر یعنی ایک ۴۴۰ سنہ ق م میں جبکہ سے موس نے بغاوت کر رکھی تھی اور دوسرے ۴۱۵ سنہ ق م میں جبکہ سسلی پر

حملے کے لئے بیڑا روانہ ہوتا تھا اور بُتانِ ہرمی کی توہین سے ایتھنز کے لوگوں کو بہت غیظ وغضب تھا تو یہ حکم مشتہر کر دیا گیا تھا کہ کسی تماشے میں کسی شخص کا نام لیکر اُس کی مذمت نہ کیجاوے۔ اس دوسرے حکم کا اثر ایرسٹوفےنیز کی کمیڈیوں سے ظاہر ہے۔ اس سے پہلے کی کمیڈیوں میں وہ سیاسی معاملات اور لوگوں کی ذات پر بالکل بےباکی سے مُنہ آتا تھا۔ لیکن جب ۴۱۴ ق۔م میں اُسکی کمیڈی ''طیور'' کا تماشا دکھایا گیا تو اُس نے اُن معاملات ملکی کا جنکی وجہ سے جمہور کو اسوقت تردد تھا اپنے ڈراما میں مطلق ذکر نہیں کیا۔ ۴۰۴ ق۔م میں جب ایتھنز مغلوب ہوگیا تو پھر کمیڈی کی صورت بالکل بدل گئی اور وہ محض ایسی شاعری رہ گئی جسمیں لوگوں کے طرز معاشرت و رسم و رواج کا ذکر ہوتا تھا۔ سیاسی امور سے یا تو اُسمیں بالکل ہی پرہیز کیا جاتا تھا یا اگر اُنکی طرف اشارہ بھی ہوتا تھا تو بہت دبیر وہ طریقے سے ہوتا تھا؀

ایرسٹوفےنیز نے اپنے ڈراماؤں کے نام بعض وقت اُس شکل وہیئت کی رعایت سے رکھے تھے جو کورس یعنی ملکر گانے والوں کے طائفے کی قائم کیجاتی تھی۔ اِن ناموں میں بعض نام عجیب ہیں۔ مثلاً ''زنبور''، ''سحاب''۔ ''طیور''، ''غوک''، یہ طرز تسمیہ ایرسٹوفےنیز کی ایجاد سے نہ تھا۔ چنانچہ وہ خود ایک جگہ لکھتا ہے کہ اُس سے پہلے میگنیز کمیڈی نویس نے بھی ایسے ہی عجیب نام لوگوں کو تماشے کی طرف متوجہ کرنے کے لئے اپنی کمیڈیوں کے رکھے تھے۔ پرانی کمیڈیوں کے جو اجزا و ہماری نظر سے گزرے ہیں اُن سے بھی اس قسم کے نام رکھنے کا دستور ثابت ہوتا ہے۔ لیکن یہ نام بےمعنی نہ تھے۔ کورس والوں کے لئے جس قسم کے چہرے اور لباس تجویز کئے جاتے تھے اُن ہی کے مطابق نام بھی تجویز ہوتے تھے حال میں ایک برتن زمین سے برآمد ہوا ہے جسپر ایک تصویر ہے اور تصویر میں آدمیوں کو ایسا لباس پہنایا ہے کہ وہ پرند معلوم ہوتے ہیں اس مثال سے ہماری مراد یہ نہیں ہے کہ ایرسٹوفےنیز کے ڈراما ''طیور'' سے اس تصویر کو کوئی تعلق ہے مگر اتنا خیال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ اس تصویر میں کسی کمیڈی کا کوئی سین دکھایا گیا ہے؀

لیکن یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شاعر کو آخر کیا مجبوری تھی کہ وہ کورس کے

آدمیوں کے لئے ایسا لباس تجویز کرے کہ اُنکی وضع اور شکل جانوروں کی معلوم ہو۔
اسکا جواب یہ ہی ہوسکتا ہے کہ کمیڈی میں خواہ کتنی ہی تبدیلیاں ہوئی ہوں لیکن اُسکو
اپنی اصل سے ہمیشہ تعلق رہا۔ گاؤں کے تہواروں میں ایسے تماشوں میں تماشا
کرنے والے عجیب عجیب طرح کے چہرے لگاتے تھے اور عجیب وغریب لباس
پہنا کرتے تھے تاکہ لوگوں کا شوق و تعجب بڑھے اور جن لوگوں نے اسطرح بھیس بدلے
ہیں اُنکو کوئی پہچان نہ سکے۔ یہ طریقہ شروع سے جاری تھا اور جب کمیڈی کے
تماشے ایتھنز کے تماشاگاہ میں حکومت کی طرف سے تہواروں کے موقعوں پر
ہونے لگے تو بھی یہ طریقہ متروک نہیں ہوا۔ اس طریقے کے اختیار کرنے کی
ایک وجہ غالبا یہ بھی تھی کہ "پرندوں" یا "بادلوں" کا کورس قائم کرنے سے
شاعر کو موقع ملتا تھا کہ وہ خود انسان کی فطرت اور سوسائٹی سے علیحدہ ہو کر گویا
ایک بلندی سے انسان کی ان ہی کیفیتوں کا مشاہدہ کرے۔ اور یہ مشاہدہ بھی
ایک ایسی مخلوق کی نظر سے ہو جسکو انسان کی طرح دھوکوں اور آفتوں میں مبتلا ہونا
نہیں پڑتا۔ شیکسپیر کے ڈراما "خواب شب بہار" میں پریاں انسان کی محنت
اور مشغلوں کو حیرت سے دیکھکر کہتی ہیں کہ "خدایا یہ آدم زاد بھی کیسا نادان اور ناسمجھ ہے"
اسی قسم کا خیال ہے جس سے قصہ نویسوں نے پند آمیز حکایتوں میں آدمیوں کے
ساتھ جانوروں کو بھی شریک کر دیا تاکہ سادہ دل مگر ذی ہوش مخلوق کی زبان سے
جسکی عقل حیوانی اپنے مقررہ طریقوں سے کبھی بے راہ نہیں ہوتی انسان کے کاموں
پر حرف گیری کیجاوے یا اُنکی زبان سے اُسکو پند و نصیحت سنوائی جاسکے۔ مگر
قصہ نویسوں سے کہیں زیادہ شعرائے ظریف (سرور یہ) نے اس اصول سے
نفع اُٹھایا۔ اور اس بارے میں وہ مخلوق ذی حیات کے دائرے ہی میں محدود نہیں رہے
مگر باوجود اس وارفتگی اور ژولیدہ خیالی کے ان شاعروں میں عقل کی باتیں کہنے
اور عیب و صواب میں تمیز اور شکایتوں کے پیش کرنے کا ملکہ نہایت خوبی کے ساتھ
موجود تھا۔ اور ان ہی باتوں کے لئے اُنھوں نے ایک کورس جسکو بالخصوص
پارابےسس کہتے تھے ملکر گانے اور اعتراض کرنے والوں کا ایجاد کیا جو تماشے کے
آخر میں عجیب وغریب لباس پہنے اور چہرے لگائے تماشائیوں سے خطاب کرتا تھا۔

ایٹیکا کی پرانی کمیڈی کی سب بے شرم باتوں اور ہزلیات کے ذکر سے پرہیز کرنا ضروری ہے لیکن چند الفاظ معذرت کے طریقے پر نہیں بلکہ محض سمجھانے کیلئے کہ یہ فحش مذاق کیوں پیدا ہوگیا تھا لکھنے ضروری معلوم ہوتے ہیں۔ گو ہم لوگوں کو یہ بات نہایت عجیب معلوم ہو مگر حقیقت یہ ہے کہ اس فحش ہزل کا اصلی باعث یونانیوں کا مذہب تھا۔ اس مذہب کی بنیاد اس پر تھی کہ کائنات عالم میں جو قوتیں اپنا عمل کر رہی ہیں اُن سب کی پرستش کیجاوے۔ خواہ وہ کسی درجے کی ہوں۔ علوی ہوں یا سفلی، اخلاقی ہوں یا بہیمی۔ اُن میں کسی قسم کی تمیز کی ضرورت نہ تھی۔ یونان کے بت خانوں کے اندر ہی ایسی رسوم کی جو بدرجہ غایت بے شرمی کی ہوں پابندی نہیں کیجاتی تھی بلکہ بعض تہواروں میں علی الاعلان پوجا کرنے والوں کو اجازت تھی کہ زبان سے اور علامات و اشارات سے قطعی برہنگی و بے پردگی اختیار کریں اور اس حالت پر مطلق شرم نہ کریں۔ زندگی کے معمولی طریقوں سے یہ تجاوز کچھ مردوں ہی کے ساتھ مخصوص نہ تھا بلکہ عورتوں کو بھی یہ ہی حالت پیش آتی تھی۔ مردوں کے لئے جیسے ڈائیونی سس کی پرستش بے شرمی کا باعث تھی اسیطرح عورتوں کے لئے ڈیمیٹر دیبی کی پوجا تھی۔ یونانی شائستگی کا یہ پہلو ہماری نظر میں نہایت مذموم ہے۔ مگر ایک زمانہ ایسا آیا کہ یونانیوں کو بھی اِن باتوں سے تنفر پیدا ہوا۔ ارسطو اور پلوٹارک نے اِس قسم کی رسوم اور حرکات کو بہت بُرا لکھا ہے۔ گو اِن لوگوں کے زمانے میں یہ بیہودہ باتیں اُس درجے پر نہ رہی تھیں جس درجے پر ایرسٹوفینیز کے زمانے میں تھیں۔ جو چیزیں پہلے علانیہ کی جاتی تھیں اب اُنکی طرف اشارے باقی رہ گئے تھے۔ ممکن ہے کہ ترقی تہذیب کے خیال سے اس قسم کی اصلاح کی گئی ہو لیکن یہ کہنا دشوار ہے کہ اخلاق کی درستی کیلئے اس قسم کی کوئی تبدیلی عمل میں آئی۔ بہرکیف ہمکو زیادہ سخت رائے قائم نکرنی چاہئیے کیونکہ پیرکلیز کا زمانہ بہت پرانا ہے اور یہ وہ باتیں ہیں جن کے متعلق ایک زمانے کا آدمی دوسرے زمانے کے آدمی کی حالت کا صحیح اندازہ نہیں کرسکتا۔ ڈائیونی سس کے تہوار میں شراب خواری بہت کثرت سے ہوتی تھی لیکن یونان کے لوگوں کو بالعموم شراب خوار کہنا درست نہیں۔ اگرچہ ایسی شہادتیں موجود نہیں ہیں کہ ہم یونانیوں کی خانگی زندگی کو اچھا کہہ سکیں لیکن اُن میں دو باتیں ایسی ضرور موجود تھیں جو اچھی زندگی کے لوازم ہیں۔ یعنی ایک اِس بات کا خیال کہ

اُن کے بچوں کو اعلیٰ درجے کی جسمانی اور اخلاقی تعلیم دی جاوے۔ دوسرے یہ کہ اُن کی عورتوں کی توہین نہ ہونے پاوے۔ ان دونوں باتوں میں کوئی اور قوم یونانیوں سے بڑھی ہوئی نہ تھی۔

ایشیا کے رہنے والے یونانیوں نے یونان کے ہم وطنوں کو صرف فلسفہ ہی کا علم پیش نہیں کیا بلکہ فن تاریخ کی تعلیم بھی اُن تک پہنچائی۔ جس طرح حوادث طبعی کی تحقیقات میں اُن کو ملکہ حاصل تھا اسی طرح پرانے یونانی شہروں اور قرب وجوار کی وحشی قوموں کے حالات دریافت کرنے کے بھی وہ شائق تھے۔ پانچویں صدی قبل مسیح کے شروع میں ملی ٹس کے شہر میں ایک شخص گزرا ہے جسکا نام ہیکے ٹی اَس تھا۔ اِس نے زمین کے حالات میں ایک کتاب لکھی۔ نقشے تیار کئے۔ اور بت خانوں کے خدام و ملازمین کی فہرستیں لکھیں۔ نسب نامے اِس طور پر مرتب کئے کہ اُن سے فن تاریخ کی بنیاد پڑ گئی۔ پرانے قصوں اور روایتوں کو پڑھکر اور اُن کا مقابلہ کرکے اور شہروں کی بنیاد پڑنے کے جو قصے عام طور پر مشہور تھے اُن کو جمع کرکے اپنی کتاب میں درج کیا۔ یونان کی ادبیات میں اِسوقت تک نظم ہی نظم تھی۔ مگر اب نثر کا ذخیرہ بھی بڑھنے لگا۔ علم کی طرف جب ایک دفعہ رغبت ہو جاوے تو پھر اُسکا جلد ترقی کرنا دشوار نہیں ہوتا۔ ادب میں طرز بیان کی طرف خاص توجہ ہونے لگی۔ سیاست کی ضرورت سے فن تقریر کو فروغ ہوا اور سوفسطائیوں کی خاص توجہ سے جن کو عبارت آرائی کا بے حد ذوق تھا ادب کو بہت ترقی ہو گئی۔ پانچویں صدی قبل مسیح کے وسط کے قریب ہیروڈوٹس نے اپنی لاجواب اور لازوال تصنیف فن تاریخ میں شروع کی۔ یہ ہی تصنیف تاریخ قدیمہ کے متعلق ساری معلومات کا اصلی ماخذ ہے۔ جنگ پیلوپونےسس کے شروع ہوتے ہی تھیوسی ڈائڈیز نے اِس لڑائی کے حالات لکھنے شروع کئے۔ اِس لڑائی کو یہ مصنف دنیا کے تمام محاربات عظیمہ سے بڑھکر سمجھتا تھا۔ لڑائی ختم ہونے سے پہلے مصنف کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا اور لڑائی ختم ہونے کے کچھ عرصے کے بعد اُسکی تصنیف منتشر ہو سکی۔

اِسکا ذکر آ چکا ہے کہ سوفوکلیز اور یوری پڈیز گو ہم زمانہ شاعر تھے لیکن اُن کے خیالات میں بہت فرق تھا۔ ایسا ہی فرق مورخانِ ہرڈوٹس اور تھیوسی ڈائڈیز کی

تاریخی تصنیفات میں دیکھا جاتا ہے۔ ہیروڈوٹس کل یونان کا مورخ ہے اور تھیوسی ڈائڈیز محض ایتھنز کا۔ ہیروڈوٹس کا بیان ایران کی لڑائیوں سے رنگا ہوا ہے۔ تھیوسی ڈائڈیز جنگ پیلوپونیسس کے دائرے سے باہر قدم نہیں نکالتا۔ دونوں مورخ پیرکلیز اور ایتھنز کے بڑے مداح ہیں۔ لیکن ایک ظاہر کا اور دوسرا باطن کا دیکھنے اور پرکھنے والا ہے۔ تھیوسی ڈائڈیز ہر جگہ تنقید و راۓ زنی سے کام لیتا ہے۔ ہیروڈوٹس کو اسکی بہت کم پروا ہے۔ جو کچھ دوسروں سے سنتا ہے وہی لکھدیتا ہے چاہے اُن باتوں کا خود اُسکو یقین نہ ہو۔ جس بات کو باور کرلیتا ہے اُسکو وثوق سے بیان کرتا ہے چاہے شہادت اُس کے خلاف ہی کیوں نہ موجود ہو۔ جہاں کسی بات کی تحقیق میں بہت کوشش کی ہے وہیں نتیجے میں غلطی کی ہے جیسے کہ دریاۓ نیل کے ذکر میں۔ اور جہاں محض قیاس سے کام لیا ہے وہاں صحیح نتیجے پر پہنچ گیا ہے جیسے کہ بحیرہ خذر کی نسبت اُسکا یہ کہنا کہ وہ بجاۓ خود ایک بحیرہ ہے یعنی شمالی سمت میں بھی ساحل رکھتا ہے بالکل صحیح ثابت ہوا۔ اُسکی پیمائشیں اکثر غلط ہوتی ہیں جیسے کہ بحر اسود کے طول کو اُس کے اصلی طول سے دوچند لکھدیا ہے۔ اُس کے اعداد بھی اکثر غیر صحیح ہوتے ہیں کیونکہ عمر کے شمار میں ہسال ۵ ۳۷۰ دن کا مانا ہے۔ مصر میں شہر ممفس کے اہرام کا حال لکھتا ہے لیکن اسفنکس (ابوالہول) کا کچھ ذکر نہیں کیا ہے۔ مصر میں تھیبس کے شہر تک سیاحی کرتا ہے۔ رامیسی خاندانِ فراعنہ کی عظیم الشان عمارات کے قریب سے گزرا ہوا ہے مگر اِن کے حالات میں بالکل خاموشی اختیار کی ہے۔ یہاں یہ کہنا پڑتا ہے کہ علم تاریخ میں اسکو وہ دلچسپی نہ تھی جو آج کل کے ایک مورخ کو ہوتی ہے جن دیار و امصار سے وہ اچھی طرح واقف تھا اُن کا بہت کم ذکر کیا ہے اور جس قدر ذکر کیا ہے اُسمیں کوئی تاریخی وقعت نہیں۔ اگر چاہتا تو ایشیا کے ایسے یونانی شہروں کا حال بخوبی لکھ سکتا تھا جنپر کبھی ایتھنز اور کبھی ایران اپنا قبضہ رکھنا چاہتا تھا اسیطرح اسپارٹا کے طرزِ حکومت پر بحث کرنا اُسکو آسان تھا۔ اُسکی تاریخ میں جابجا قصہ میں قصہ اسطرح چھڑتا چلا گیا ہے کہ اِن باتوں کو جہاں چاہتا آسانی سے کھپا دیتا۔ لیکن بجاۓ ایسے متعلق مضامین کے وہ نہایت دور اُفتادہ اور غیر معروف قوموں کے حالات

اور یونانیوں کی مذہبی روایات پر غیر قوموں کے اعتراضات یا شاہان اسپارٹا کے خانگی حالات کی نسبت جو عامیانہ قصے مشہور تھے اُن کا ذکر کرتا چلا گیا ہے۔ یا کرسیس کے جلنے اور ملک ستھیا پر فوجکشی کے حالات لکھنے میں مصروف ہوجاتا ہے۔ اور جب تک کہ دولت عجم کی لشکر کشی یونان پر شروع نہیں ہوجاتی وہ مستقل طور پر ترتیب وقت کے ساتھ تاریخ نویسی شروع نہیں کرتا۔ تھیوسی ڈائیڈیز کی تصنیف اسکے بالکل برعکس ہے۔ وہ اپنی کتاب کو ایک مقدمے سے شروع کرتا ہے۔ اور اِس دعوے کو ثابت کرتا ہے کہ پیلوپونےسس کی لڑائی سے بڑھکر کوئی لڑائی اس سے پہلے یونان میں پیش نہیں آئی۔ اور یہ کہ لڑائی کے لیئے کثیر دولت کا پاس ہونا ضروریات سے ہے۔ اور یہ کہ ایتھنز نے جسوقت یہ لڑائی شروع کی دولتمندی کے لحاظ سے وہ اپنے دشمن سے بہت بڑھا ہوا تھا۔ اِن بحثوں کے بعد وہ لڑائی کے اسباب بیان کرتا ہے۔ اور ایتھنز کی حکومت اور قوت کی ابتدا اور اُسکی ترقی کے حالات لکھکر وہ اپنے اصلی مضمون پر آتا ہے اور پھر اِس مضمون سے اپنی زندگی میں کبھی علیحدہ نہیں ہوتا۔ بیان میں واقعہ نگاری بقید وقت کی ہے۔ ہر سال کو دو موسموں یعنی گرمی اور جاڑے میں تقسیم کیا ہے۔ ہیروڈوٹس کی طرح اِس مورخ نے بھی کوشش کی ہے کہ لوگوں کی زبان سے جو باتیں نکلی ہیں اُنکا حرف حرف دریافت ہوجاوے۔ بلکہ یہ بھی تحقیق کرنا چاہا ہے کہ لوگوں کے بیانات کہانتک سچ ہیں اور کہاں تک غلط۔ شاعروں کی بات کو بہت کم مانتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ان لوگوں کا کام محض مبالغہ کرنا ہے۔ لطیفہ سنجی اور چیستاں گوئی میں وہ اِس قدر مصروف رہتے ہیں کہ جو بات کہتے ہیں وہ صرف ہنسنے ہنسانے یا واہ واہ سننے کے لیئے کہتے ہیں۔ اُن کو اس سے بحث نہیں ہوتی کہ جو کچھ لکھیں وہ اِس خیال سے لکھیں کہ آئندہ بھی اُسکی قدر ہوتی رہے۔ گو اس مورخ نے اِس کا بہت کچھ اہتمام کیا ہے کہ کوئی بات بلا تحقیق کیئے نہ لکھی جاوے لیکن تاریخ نویسی میں وہ اُس درجے کو نہیں پہنچا جو آج کل کے ایک مورخ کو حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً جب لڑائی شروع ہوئی تو اُسوقت ایتھنز کے اندرونی حالات سیاست کیسے تھے اِسکا بہت کم ذکر کیا ہے۔ بعض بڑے لوگوں کی نسبت جیسے کہ لاقی سکلیز یا

ہائی پربولس تھے جن کو جمہور میں بہت رسوخ تھا اور جنہوں نے شروع زمانۂ جنگ میں بہت کام کیئے تھے ایک لفظ بھی نہیں لکھا۔ اسیطرح کمیڈی نویسوں یا سوفسطائیوں کا ذکر یا سوفوکلیز اور سقراط کا نام تک کہیں نہیں لیا ہے۔ لڑائی کے سواء کسی چیز کی طرف مطلق توجہ نہیں کی۔ ایٹیکا کے علاقہ کو دشمن نے تباہ کیا لیکن اس تباہی سے لوگوں کی مال و جائداد میں جو تغیر و تبدل ہوا اُسکا کچھ حال نہیں لکھا۔ اسیطرح نوجوانوں کی تعلیم پر سوفسطائیوں اور فلاسفہ کا بڑا اثر ہوا تھا مگر مورخ نے اس طرف مطلق توجہ نہ کی کہ اس تعلیم سے جو کمزوری قوم کی عقل و ہمت میں پیدا ہوئی وہ بھی کسی حد تک جنگ پیلوپونیسس کا باعث ہوئی تھی یا نہیں ۔

ہیروڈوٹس کی تصنیف میں ترتیب مضامین شاعری کے طرز ایپک (رزمیہ) پر رکھی گئی ہے۔ اور مذہب کا دامن کہیں ہاتھ سے نہیں چھوٹا ہے۔ اصل مضمون سے اس قدر متعدد شاخیں مختلف مضامین کی نکل آئی ہیں کہ وہ اُسوقت کی دنیا کے کل حالات پر چھا گئی ہیں۔ جسطرح جنگ ٹروجن کی تاریخ اوڈیسی میں اصل مضمون سے علیحدہ ذکر میں ذکر چھڑتے چلے گئے ہیں اور لڑائی کا ہیرو۔ اوڈیسی اس۔ ٹرائے سے جزیرۂ کیلپسو اور اسکیریا میں پہنچ جاتا ہے اسیطرح ہیروڈوٹس بھی اصل مضمون سے بھٹک کر کہیں کا کہیں پہنچتا ہے۔ جنگ ٹروجن کی تاریخ کے اخیر حصوں میں جو تیزی اور روانی بیان میں ہے وہی ہیروڈوٹس کی تاریخ کے اخیر حصے میں نظر آتی ہے۔ ہر جگہ اس بات کو ثابت کیا ہے کہ جب انسان میں نخوت و غرور بڑھ جاتا ہے تو اُسپر تباہی آیا کرتی ہے۔ کری سس۔ پولی کریٹیز۔ زرکسیز اس بات کی مثالیں ہیں کہ نخوت و غرور کی راہیں تباہی و بربادی کی منزل کو پہنچاتی ہیں۔ انسان کو خطروں سے کتناہی خبردار کرو مگر کچھ نہیں ہوتا۔ کری سس کو سولن نے زرکسیز کو ارتابےنس نے۔ پولی کریٹیز کو امیسس نے ہر طرح سے ہوشیار کرنا چاہا مگر کچھ نہ ہوا۔ جو تکلیفیں انسان کے مقسوم میں لکھی ہوتی ہیں اُن کا علاج کہیں تلاش کیجیے مگر نہیں نکلتا ۔

ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ تھیوسی ڈائیڈیز کا انداز تحریر بقید وقت واقعہ نگاری کا ہے۔ اسی وجہ سے وہ سنوں اور تاریخوں کی اس قدر پابندی کرتا ہے کہ

ایک ہی سلسلۂ واقعات کے کل اجزا و ایک جگہ نظر نہیں آتے۔ بلکہ مختلف وقتوں میں پیش آنے کی وجہ سے مختلف مقامات پر مرقوم ملتے ہیں۔ مذہبی رنگ اُسکی تحریر میں نہیں ہے۔ وہ خرق عادات یا پیش از وقوعہ نشانیوں یا غیب دانوں کی خبروں کا ذکر تحقیر سے کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جب کوئی بڑا معرکہ پیش آتا ہے تو اِن چیزوں کی بھرمار ہو جایا کرتی ہے۔ دیوتاؤں کے رشک وحسد یا انسان کے غرور و پندار سے اُس کو مطلق بحث نہیں۔ وہ صرف واقعات کو جس صورت میں وہ پیش آئے ہیں بیان کرنا چاہتا ہے اور اِس بات کا یقین رکھتا ہے کہ اِس عالم اسباب میں حوادث و واقعات ایک قسم کی دَوری حالت رکھتے ہیں اور کچھ کچھ فصل سے بار بار ظہور میں آتے ہیں تاکہ انسان کو گزشتہ سے آئندہ کے لئے عبرت ہوتی رہے۔ مگر باوجود اِن حکیمانہ خیالات کے تھیوسی ڈائیڈیز اس خیال سے آزاد نہیں کہ ایتھنز میں جو وبا آئی تھی وہ اپولو کی طرف سے تھی جس نے اسپارٹا کے لوگوں سے لڑائی میں مدد پہنچانے کا خاص طور پر وعدہ کیا تھا۔

ہیروڈوٹس اور تھیوسی ڈائیڈیز باوجود اختلافات کے ایک بات میں مطلق فرق نہیں رکھتے اور وہ یہ کہ دونوں کی تحریر میں ڈراما کا انداز اسقدر نکلتا ہے کہ آج کل کے مورخ کو تاریخ کی تحریر میں ہرگز اتنی جرأت نہیں ہوسکتی۔ دونوں مورخ بلا تکلف ایسی تقریریں قلم بند کرتے ہیں جو حقیقت میں کسی کی تقریریں نہ تھیں۔ اور اُن کو اسطرح لکھتے ہیں کہ گویا اصل تقریروں کا حرف حرف نقل کر رہے ہیں حالانکہ اِن تقریروں کا اگر واقعی وہ کسی کی تقریریں تھیں اِس قدر عرصۂ دراز تک روایت میں بجنسہ چلا آنا کسی طرح قرین قیاس نہیں۔ ہیروڈوٹس کو اس معاملے میں خاص جسارت حاصل ہے یعنی شاہی خوابگاہ کی تنہائی میں ایٹوسا نے دارا سے جو گفتگو کی ہے وہ بھی مورخ کے کانوں تک پہنچ گئی اور بجنسہ کتاب میں نقل کر دی گئی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ تقریریں جیسا موقع ہوا مصنف اپنی طرف سے لکھ دیتے تھے۔ ان کی نسبت یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ جو الفاظ کسی کی زبان سے اُسوقت نکلے تھے اُن کی وہ صحیح نقل ہیں۔ یہ پُرانے طریقے وہ ہیں جن کی آج کل کے مصنفوں کو جرأت نہیں ہوسکتی۔ مورخان سلف نے اِسی مکالمہ نویسی پر بس نہیں کی تھی بلکہ وہ اپنے

ذاتی خیالات دوسروں کی زبان سے بیان کر دینے کی بھی عادت رکھتے تھے۔ چنانچہ ہیروڈوٹس میں ایسے مقامات بار بار آئے ہیں۔ مثلاً مصر کے بت خانوں میں وہاں کے خدام نے یونان کی ہیلن کی نسبت جو خیالات ظاہر کیئے ہیں اُنکی نسبت پہلی بات یہ ہی سمجھ میں نہیں آتی کہ ایک دور و دراز ملک کے لوگوں کو جو بالکل غیر تھے یونان کی ہیلن سے کیا دلچسپی ہوسکتی تھی۔ اسی طرح تھیوسی ڈائیڈیز پر بھی یہ اعتراض کچھ غلط نہیں ہے کہ کورسائیرا کی بغاوت کے متعلق اُس نے اپنی ذاتی رائے دوسروں کی زبان سے نہایت بلیغ و فصیح طریقے پر ادا کی ہے۔ ہماری یہ تنقید چاہے صحیح ہو یا غلط مگر اس سے انکار کرنا مشکل ہے کہ تاریخی شہادت کے کھرے کھوٹے کو پرکھنا اور اُس کو صحیح طور پر استعمال کرنا یونان کے مورخوں کو نہیں آتا تھا۔ لیکن با ایں ہمہ جو درجہ حکمت اور تاریخ کے فن میں اِن قدیم مصنفوں کو حاصل ہوچکا ہے اُس سے کوئی اُن کو نیچے نہیں گرا سکتا۔ کیونکہ قصہ سنانے کے فن میں ہیروڈوٹس اور انسانی افعال کی توجیہ میں تھیوسی ڈائیڈیز سے بڑھکر کوئی دوسرا نظر نہیں آتا ہے۔

پیرکلیز نے اسی بات کو کافی نہیں سمجھا کہ ایتھنز یونان کے فنون و ادبیات کا سب سے بڑا معدن و مخزن بن جاوے بلکہ اُس نے تا حدِ امکان اس بات کی بھی کوشش کی کہ شہر کا ہر خاص و عام اِن فنون اور علوم سے فائدہ بھی اُٹھا سکے۔ فیڈیاس اور اُس کے ساتھیوں کے کمالات تو ہر وقت سب کی آنکھوں کے سامنے موجود تھے۔ خوشنما پارتھی نون ہر وقت بقعۂ نور بنا کھڑا تھا کہ جسکا جی چاہے آئے اور اُسکی زیارت کرے۔ ہر چوتھے برس پین ایتھینیا کے تہوار پر ایتھنز کے تمام لوگ ایکروپولس کے دروازے سے جلوس کے ساتھ پارتھی نون میں آیا کرتے تھے۔ لیکن ڈائیونی سیا کے تماشا گاہ میں جو تماشے ہوتے تھے وہ غریبوں کو دیکھنے آسان نہ تھے۔ کیونکہ اس زمانے میں تھی ایٹر کا ٹھیکہ ایک مستاجر کو دیدیا جاتا تھا جو ضروری مصارف وصول کرنے کے لیئے ہر تماشائی سے ایک خفیف رقم لیا کرتا تھا۔ یہ رقم صرف تین پنس (۳ر) کے قریب ہوتی تھی لیکن ایتھنز میں ایسے لوگ کثرت سے تھے جنکے پاس اتنے دام نکلنے بھی مشکل تھے۔ اِس دقت کے رفع کرنے کے لیئے

پیرکلیز نے ایتھنز کی تمام جماعتوں کے مفلس لوگوں کو سرکاری خزانے سے اتنی رقم مفت ملنی منظور کرادی کہ وہ تماشا دیکھ سکیں۔ اس رقم کو تھیوری کون کہتے تھے یعنی ایسا روپیہ جو تفریح کے لیئے دیا جاوے۔ پیرکلیز کے زمانے میں یہ رقم صرف مفلس لوگوں کو ڈائیونی سس کے تماشاگاہ میں داخلے کے لیئے دی جاتی تھی لیکن بعد کو تھیوری کون سے مراد وہ روپیہ ہوگیا جو ایتھنز کے شہریوں کو سرکاری زر فاضلات سے تقسیم کیا جاتا تھا۔

اٹھارواں باب

پیریکلیز کا ایتھنز ۔ طرز معاشرت ۔ سوسائٹی ۔ خاتمہ کتاب

ایتھنز میں غلامی کا رواج ۔ ایتھنز کی عورتیں ۔ پیرکلیز کا حلیہ ۔ خصائل و عادات ۔

ایتھنز کی یادگار عمارتیں گو کھنڈر پڑی ہیں مگر اُن فنون کی شاہد ہیں جنھوں نے عہد پیرکلیز کے ایتھنز کو زیب و زینت بخشی تھی ۔ ادبی تصنیفات بھی جن کو پڑھکر ایتھنز کے لوگ محظوظ ہوا کرتے تھے اصلی صورت سے شاید کسی قدر فرق کے ساتھ ابتک موجود ہیں ۔ لیکن جب اِن باتوں کو تلاش کرتے ہیں جو وقتی چیزیں تھیں مگر اب اُن کا وجود نہیں یعنی اُس زمانے کے طرز معاشرت اور سوسائٹی کے حالات دریافت کرنے جاتے ہیں تو وسائل معلومات ضعیف اور مشکوک ہو جاتے ہیں ۔ کسی زمانے کی معاشرت کا اندازہ اُس زمانے کی تصنیفات سے کرنا دشوار ہے ۔ وجہ یہ ہے کہ قدیم مصنفوں نے یا تو کسی چیز میں ایسی خوبیاں دکھائی ہیں جو اُنکے ذہن کے سوا کہیں موجود نہ تھیں یا ہجو و مذمت میں اس درجہ مصروف ہوئے ہیں کہ اصلی صورت کو بالکل ہی بگاڑ دیا ہے ۔ غرض اُنکی تعریف یا مذمت کسی کا بھی اعتبار کیجئے تو غلطی میں پڑنے کا احتمال رہتا ہے ۔ دوسری غلطی اس بارے میں عموماً یہ ہوتی ہے کہ ہم مصنفین کے خیالات کو پڑھکر سمجھتے ہیں کہ اُسوقت کے تمام لوگوں کے خیالات بھی یہی تھے ۔ حالانکہ ایسے خیالات کا عام ہونا تو کجا اُنکے سمجھنے والے بھی صرف چندہی لوگ ہوتے تھے ۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے کہ ہم اس ناواقفیت کی وجہ سے کہ کس کس مقام کے لوگوں پر ادبی تصنیفات کا اثر تھا بجائے چند مقامات کے کل ملک کو اُن سے متاثر سمجھ لیتے ہیں ۔ مثلاً یہ معلوم ہے کہ بہار کے موسم میں جب میلے شروع ہوتے تھے تو ڈائیونی سس کے تماشا گاہ میں سنئے ڈراما جنکو شاعروں نے حال میں تصنیف کیا تھا دیکھنے کے لیے ایتھنز کے تمام لوگ جمع ہوا کرتے تھے ۔ لیکن یہ معلوم کرنا دشوار ہے کہ اُن میں کس قدر لوگ ایسے ہوتے تھے جو ایسکلی کس اور سوفوکلیز کے کلام کو واقعی سمجھ سکتے تھے ۔ افلاطون اور زینوفن کے مکالمات میں

ایسے نوجوانوں کا ذکر پڑھنے میں آتا ہے جن کا ذوقِ علم بہت ہی بڑھا ہوا تھا لیکن ایسے نوجوانوں کی تعداد غالباً بہت ہی کم ہوتی ہوگی۔ اگر ہم یہ سوال پیدا کریں کہ جس زمانے میں ایتھنز کو پورا عروج تھا اُسوقت وہاں کے لوگوں میں علم کا شوق کس سطح پر تھا تو اِسکا صحیح جواب دینا سخت دشوار ہو جاتا ہے ؛

موجودہ زمانے کے تمدن سے جب یونان کے تمدن کا مقابلہ کیا جاتا ہے تو جس چیز میں سب سے زیادہ فرق نظر آتا ہے وہ یونان میں غلامی کا رواج تھا۔ غلاموں کی ہر جگہ کثرت تھی۔ گھروں میں۔ کارخانوں میں۔ کھیتوں اور کھلیانوں میں پتھر اور چاندی کی کانوں میں ہر جگہ غلام ہی غلام بھرے ہوئے تھے۔ صیغہ پولیس کا کام بھی غلام ہی کرتے تھے۔ سرکاری دفتروں میں بھی محرر و محاسب غلام ہوتے تھے یہ رواج غلامی ایتھنز کی جمہوری حکومت اور آج کل کی جمہوری حکومتوں میں بڑا فرق پیدا کر دیتا ہے۔ موجودہ زمانے میں عطائے حقوق یا اضافۂ آبادی یا "محنت" و "سرمایہ" یعنی مزدوری لینے اور مزدوری دینے والوں کے تعلقات وغیرہ مشکل مسائل ملکی میں شمار ہوتے ہیں۔ ایتھنز میں گو یہ مسائل زیرِ بحث نہ تھے لیکن اُنکی جگہ دوسری قسم کے مضامین تھے جو سوسائٹی کی بہتری کے لیئے کچھ کم مفید نہ تھے۔ مثلاً غلام اگر آقاؤں سے سرکشی کریں تو اسکے انسداد کے لیئے آقاؤں کو کیا کرنا چاہیئے۔ یا وہ کونسی صورتیں ہیں کہ جن میں عدالتیں غلاموں کی شہادت لے سکتی ہیں یا غلاموں کو آزاد کرنے کے بارے میں کیا قواعد ہونے چاہئیں۔ لیکن افسوس ہے کہ اِن اُمور میں جو طریقے یونانیوں نے اختیار کر رکھے تھے وہ ایسے نہیں تھے جو یونان کے تمدن کو کسی تعریف کا مستحق ثابت کرتے ہوں۔ جنگ پیلوپونیسس کے زمانے میں جبکہ ایتھنز کے اکلیسیہ میں شہریوں کی تعداد پوری پانچ ہزار بھی نہ تھی بیس ہزار غلام ایتھنز سے بگڑ کر فریق مخالف سے جا ملے۔ اِس سے ظاہر ہے کہ ایتھنز کے لوگوں کو غلاموں کی طرف سے بغاوت کا ہر وقت اندیشہ رہتا ہوگا اور اُس کے تدارک میں سلوک تو چیز دیگر تھا ہمیشہ تشدد سے کام لیتے ہوں گے۔ یہ بھی پڑھنے میں آتا ہے کہ غلاموں کی شہادت ہمیشہ اُن کو ایذائیں پہنچا کر حاصل کیجاتی۔ مگر اسکے ساتھ ایسے حالات بھی ملتے ہیں جن میں آقاؤں نے غلاموں پر مہربانیاں کیں اور غلاموں نے آقاؤں کے ساتھ

وفاداری کا پورا حق ادا کیا ۔ غلاموں کے علاوہ باندیاں بھی کثرت سے ہوتی تھیں ۔ گو ہمارے زمانے میں باندیاں نہیں ہوتیں لیکن ایسی مصیبت زدہ عورتیں موجود ہیں جنکا حال باندیوں سے بھی بدتر ہے ۔ ماضی وحال میں اگر فرق ہے تو یہ ہے کہ ایتھنز میں لونڈیاں ہمیشہ ایک قیمتی چیز ہوتی تھیں کہ اگر کوئی اُن کو مار ڈالتا تھا تو قاتل کا پتا چلا کر کم سے کم اُس سے بدلہ تو نکال لیتے تھے ۔ مگر آج کل کی دُکھیا اور فاقہ زدہ عورتوں کا کوئی اتنا پوچھنے والا بھی نہیں ۔ غلامی کے یہ مسائل سخت پیچیدہ ہیں اور ان سے یہاں بحث کرنی فضول ہے ۔ بہرکیف اس مضمون کے متعلق یہاں اسقدر سوال ہو سکتا ہے کہ ایتھنز کی جمہوری حکومت پر غلامی نے کیا اثر پیدا کیا ؟

سب سے پہلا اور سب سے ظاہر نتیجہ تو غلامی کے رواج کا یہ تھا کہ ایتھنز کے شہریوں کو اپنے نج کے کاروبار سے بالکل فرصت رہتی تھی ۔ جو کام آقاؤں کو خود کرنے پڑتے وہ سب غلام کیا کرتے تھے ۔ اور آقا یا تو اکلیسیہ کے جلسوں میں یا عدالت کے اجلاسوں یا شہر کے چوک یا عالیشان عمارتوں میں بیٹھے وقت کاٹتے تھے ۔ اگر آقاؤں کو اتنی مہلت نہ ملتی تو پیرکلیز کے زمانے کا طرزِ حکومت بھی کسی طرح نہ چل سکتا ۔ کیونکہ اگر ایتھنز کے مفلس طبقے کو ہر وقت محنت و مزدوری میں مصروف رہنا پڑتا تو عنانِ حکومت دولتمندوں کے ہاتھ میں پہنچ جاتی ۔ یہ زیادہ تر غلامی کا رواج اور عدالتوں اور کونسل سے معاوضۂ خدمت پانے کا قاعدہ تھا جس نے وقت اور روپیہ دونوں سے طبقۂ ادنےٰ کی مدد کی اور یہ طبقہ بھی اُمورِ سیاست کی طرف پوری توجہ کر سکا ؟

اس رواج اور انتظام سے یہی نہیں ہوا کہ ایک شدید قسم کی جمہوری حکومت قائم ہو گئی بلکہ دولتمندوں اور مفلسوں کا باہمی نزاع جو ہمیشہ سے چلا آتا ہے اُس نے بھی ایک نئی صورت اختیار کی ۔ جن ملکوں میں سیاسی حقوق کا تقسیم کرنا دولتمندوں کے ہاتھ میں ہوتا ہے یا جہاں مالداروں کی وی ہوئی مزدوری پر مفلس جیا کرتے ہیں وہاں جمہوری حکومت بگڑ کر سوشل ازم (اشتراکیت) کی صورت اختیار کرنا چاہتی ہے یعنی جمہور اس کوشش میں پڑ جاتا ہے کہ جسقدر دولت افراد کے قبضے میں ہے وہ اُن سے نکلکر تمام اہلِ ملک کی دولت سمجھی جاوے ۔ ایتھنز میں یہ نوبت تو نہیں آئی لیکن وہاں کے متمول لوگوں سے ہمیشہ یہ توقع رکھی گئی کہ وہ سیاسی ضروریات کے وقت

ہمیشہ وریا دلی سے مدد کرتے رہیں گے۔ چنانچہ اخراجات جنگ کے لیئے اُنکو بڑے بڑے چندے دینے پڑتے تھے۔ جلسوں یا تماشوں میں کورس کے قیمتی لباس کے لیئے بھی اُن ہی کی جیب سے بڑی بڑی رقمیں نکلتی تھیں۔ شہر کے بڑے تہواروں میں بھی اُن ہی سے روپیہ لیا جاتا تھا۔ جب تک دولتمند لوگ اسطرح روپے دیئے جاتے تھے اور فی الحقیقت اس قسم کی فیاضیوں پر وہ بہت شوق سے ہر وقت آمادہ رہتے تھے۔ اُسوقت تک جمہور ایتھنز اُن کو اُنکی دولت وثروت سے متمتع ہونے دیتا تھا خواہ یہ دولت کتنی ہی کثیر ہو۔ یہ سچ ہے کہ مالداروں کو شکایت پسند لوگوں کے اعتراضوں سے مفر نہ تھا لیکن مالدار بھی ایسے ہی شکایت کرنے والوں سے اعتراضوں کے جواب دلوا دیا کرتے تھے۔ چنانچہ حکیم سقراط کے ایک دولتمند دوست کرایٹو پر جب اعتراضوں کی بھرمار ہوئی تو حکیم نے اپنے دوست کو مشورہ دیا کہ خود تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے کسی خوشامدی کو نوکر رکھ لیا جاوے وہ مخالفوں کو بخوبی جواب دیتا رہے گا۔ عدالتوں میں البتہ جمہوری کے لوگ دولتمندوں پر جب وہ کسی مقدمے میں ماخوذ ہوجاتے تھے سختی کرتے تھے تاکہ اُن سے روپیہ وصول کریں۔ یہ نقص وہ تھا جو عدالتوں سے کبھی رفع نہ ہو سکا۔ مگر باوجود اسکے ایتھنز کی حکومت جمہوریہ کبھی اس بات کے درپے نہیں ہوئی گو کبھی کبھی اسپر زور بھی دیا گیا کہ وہ دولتمند لوگوں کی جائداد ضبط کرتی۔ اس قسم کی زیادتیاں اُن حکام کے دورِ حکومت میں پہلی مرتبہ ظاہر ہوئیں جو "تیس ظالموں" کے نام سے تاریخ میں مشہور ہیں۔ جو غیر ملکوں کے لوگ جن کو میٹی سی کہتے تھے آباد تھے اور بہت مال وجائداد رکھتے تھے اُن کو ہمیشہ حفاظت حاصل رہی۔ یہ لوگ ملک کے محصول ادا کرتے تھے۔ اور اُن سے ہمیشہ توقع کیجاتی تھی کہ چندہ دینے کے وقت فیاضی دکھائیں گے۔ اُنکی کسی جائز آمدنی سے جو شہر کا باعثِ نقصان نہ ہوتی ہو کسی قسم کا واسطہ نہ رکھا جاتا تھا۔ میٹی سی لوگوں میں اکثر سوداگر ہوتے تھے بلکہ ایتھنز کی تجارت زیادہ تر اِن ہی باہر والوں کے ہاتھ میں تھی۔ اس حیثیت سے کہ وہ ایتھنز کے شہریوں سے زیادہ روپے والے ہیں اُنکی جان ومال ایک طرح پر اہلِ جمہوری کے قبضے میں تھی۔ لیکن کہیں دیکھنے میں نہیں آتا کہ اُنپر کبھی تشدد کیا گیا ہو۔

یہ امر کہ سیاسی نظر سے وہ ایک محکوم و ماتحت گروہ تھا شہریوں کے لیئے
کافی طور پر باعث اطمینان تھا۔ کیونکہ شہر والوں میں طمع و حرص سے کہیں زیادہ
خود بینی و پندار کا مادہ موجود تھا۔ کسی غلام یا باہر کے آدمی کو دیکھکر کہ وہ اچھا کھاتا اور
پہنتا ہے اُن کے دل میں کوئی رشک پیدا نہ ہوتا تھا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اُن کی
سلطنت میں شہری کے سواء کوئی دوسرا صاحب اختیار اور آزاد نہیں ہوسکتا۔
شہری جسطرح چاہتا تھا اُسطرح رہتا تھا۔ اپنے وقت اور کام کا مالک اور مختار تھا
بلکہ دوسروں کے وقت اور کام کا بھی مالک تھا۔ مفلس سے مفلس شہری بھی
دولتمند سے دولتمند شہری کا ہم پایہ تھا اور جب ایک مفلس شہری اکلیسیہ کے اجلاس
میں رائے دینے کے لیئے ہاتھ اُٹھاتا تھا یا جیوری کے صندوق میں رائے دینے
کے لیئے اپنا سنگ ریزہ ڈالتا تھا تو وہ سمجھتا تھا کہ بڑے بڑے صاحبان ثروت
و اعیان دولت جن کو حکومت کی طرف سے بڑی بڑی خدمتیں ملی ہوئی ہیں اُس کے
ملازم اور چاکر ہیں۔ غرض مال و دولت کے لحاظ سے جو فرق اور اس فرق سے جو رشک
پیدا ہوتا ہے وہ ایتھنز کی مختلف جماعتوں میں اسوجہ سے بہت کچھ رفع ہو گیا تھا کہ
تنگدست اِس بات کو محسوس کرتے تھے کہ ہمارا پایہ دولتمندوں سے بھی اونچا ہے۔
مفلسوں کو اِس بات کا علم تھا کہ تونگروں کو شہر کی بہترین چیزوں سے زیادہ
حصہ ملا ہوا ہے لیکن وہ یہ بھی جانتے تھے کہ ہماری زبان بند نہیں ہے۔ جس بڑے
آدمی کی نسبت جو کچھ رائے ظاہر کرنی چاہیں بلا تکلف ظاہر کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔
مفلسوں کو اِسکا علم بھی تھا کہ وہ کسی کے پابند و نوکر نہیں ہیں کہ ہر وقت آقا کا منہ
تکا کریں۔ اور نہ روپے کے لیئے کسی کے محتاج و دست نگر ہیں۔ اسی جوشِ
خود داری میں دی کیوپولس کاشتکار اور ایتھنز کے ایک بڑے سپہ سالار میں
جو باتیں ہوی ہیں وہ قابل غور ہیں ؛

لیمے کس۔ کیا تم جیسے بھک منگے اور فاقہ مست بھی مجھ جیسے فوجی سردار سے زبان ملانے کی جرأت کر سکتے ہیں؟

دی کیوپولس۔ کیا مجھ کو بھک منگا اور فاقہ مست جانتے ہو؟

لیمے کس۔ پھر یہ نہیں تو کیا ہو؟

دی کیوپولس۔ اب بتاؤں کہ میں کون ہوں۔ میں ایک ایماندار آدمی ہوں۔ ایک شہری ہوں جو فوج میں پیدل کی خدمت ادا کرچکا ہے۔ تمہاری طرح نہیں کہ باہر والوں کی ایک بھیڑ ساتھ کر لی اور تنخواہیں وصول کر کے سلطنت کی جیب کاٹنے لگے۔ میں نے اپنے شہر کی مفت خدمت کی ہے۔ (فرسے یر)

اِسکے علاوہ ایک اثر رواجِ غلامی سے اور بھی پیدا ہوا۔ حکومتِ ایتھنز کو بھی دیگر حکومتوں کی طرح ایسے لوگوں سے واسطہ تھا جن میں بعض بے حد ذہین اور قابل ہوتے تھے اور بعض اُسی درجے کے جاہل اور احمق۔ ایک طرف وہ شہری تھے جن کو پیرکلیز کے حلقے سے تعلق تھا جنکی تعلیم و تربیت ہی اعلےٰ درجے کی نہ ہوتی تھی بلکہ اُنکو اُن تعلقات کا علم بھی رہتا تھا جو حکومتِ ایتھنز کو دول خارجہ سے تھے۔ ہر قسم کے سیاسی حالات اور ملکی معاملات پر اُن کو عبور تھا۔ برعکس اُنکے وہ جاہل گنوار بھی بکثرت موجود تھے جن کو سوائے بیل بچھڑوں کے ذکر کے اور کوئی بات کرنی نہ آتی تھی۔ یہ تفاوت بے شک بہت زیادہ تھا لیکن پھر بھی غلامی کے رواج کی وجہ سے وہ اسقدر نمایاں نہ تھا جیسا کہ آج کل کی حکومتوں میں ہوتا ہے۔ ایتھنز میں ہر ایک شہری کو اختیار تھا کہ جب چاہے اکلیسیہ کے جلسوں میں شریک ہو جہاں وہ معاملاتِ ملکی پر بحثیں سنکر کم از کم واقعات کی ایک صورت اپنے ذہن میں پیدا کر سکے۔ عدالت میں جیوری کے ساتھ بیٹھکر جھوٹی باتیں اور جھوٹی باتوں کے جھوٹے جواب سنکر جیسا کہ اُس زمانے میں عدالتوں کا حال تھا وہ اپنی عقل کو تیز کرے۔ سال میں دو مرتبہ ایسے موقعے آتے تھے کہ کمیڈی کے پرلطف تماشے دیکھتا تھا اور کم از کم ایک مرتبہ ٹریجیڈی نویسوں کے مشہور ڈراما بھی اُسکی نظر سے گزرتے تھے۔ کتابیں اگرچہ کم یاب تھیں لیکن ہر ایک شخص کو لڑکپن میں کسی نہ کسی مدرسے یا مکتب میں بیٹھنا پڑتا تھا اور تھوڑا بہت لکھنا پڑھنا بھی جانتا تھا۔ اِس لیئے ایتھنز کے جو لوگ تماشاگاہ میں جمع ہوتے ہوں گے اُنکی عقل و دانائی کا اوسط آج کل کے ایسے ہی مجمعوں میں شریک ہونے والوں سے کچھ کم نہ ہوتا ہوگا۔ یہ سچ ہے کہ آج کل کی طرح اُس زمانے میں اخبار کے پرچے موجود نہ تھے کتابیں بھی کم تھیں۔

مذہبی اختلافات بھی نہ تھے کہ اُنکے متعلق کتابیں پڑھنے میں وقت صرف کرنا پڑتا۔ پس یہ ہی سمجھنا چاہیئے کہ ایتھنزیوں کو اپنے شہر اور شہریوں کے معاملات کی طرف ہم لوگوں کی بہ نسبت زیادہ توجہ کرنے کا موقع ملتا ہوگا۔ چونکہ دن اور رات میں ہاکر صرف چند گھنٹے اُن کو اپنے گھر کا کام کرنا پڑتا تھا اِس لیئے آج کل کے مزدوروں اور پیشہ وروں کے مقابلے میں اُن کو اپنے شہر یا ہمسایہ لوگوں کے معاملات پر غور کرنے کے لیئے زیادہ مہلت ملتی ہوگی ؛

ایتھنزیوں کی روزمرہ زندگی کا اندازہ ایرسٹوفینز کے ڈراماؤں سے خوب ہوتا ہے۔ گو اِس شاعر کا بیان مبالغے سے خالی نہیں لیکن پھر بھی اُسکی تحریر پڑھکر اُس زمانے کی ایک تصویر آنکھوں میں اُتر آتی ہے۔ اِس شاعر کو زراعت پیشہ لوگوں سے بہت ہمدردی تھی۔ اِن ہی لوگوں پر لڑائی کی وجہ سخت آفتیں آئی تھیں۔ ایکارنی کے ڈراما میں جو اِس شاعر کے قلم سے ہے ہم ڈی کیوپولس کاشتکار سے پہلے بھی بخوبی واقف ہو چکے ہیں۔ جس زمانے میں کہ حکام ایتھنز اِس فکر میں ہیں کہ دولتِ ایران اور حکومتِ تھریس سے اتحاد پیدا کریں تو تماشے میں ڈی کیوپولس بطورِ خود اسپارٹا سے مصالحت کر لیتا ہے اور کم سے کم اُسکے گھر میں امن و عافیت کا دَور شروع ہو جاتا ہے۔ اب وہ ایتھنز سے نکل کر اپنے پُرانے دیہاتی گھر میں چلا جاتا ہے اور ڈائیونی سس (شراب کے دیوتا) کا تہوار جسطرح گاؤں گاؤں منایا جاتا تھا اپنے گھر میں بڑی آزادی اور حوصلے سے پُرانے طریقے پر مناتا ہے۔ اور میاں بیوی میں اسطرح باتیں ہوتی ہیں ؛

ڈی کیوپولس۔ اے مے کشوں کے معبود ڈیکس۔ کیسا مبارک وقت ہے کہ آج میں اور میری بیوی اور میرے بچے اور میرا سارا کنبہ بے کھٹکے اپنے کھلیان پر خوشی سے تیرا تہوار مناتے ہیں۔ تیس برس کے امن و امان کا جو عہد و پیمان ہوا ہے اُسی کی یہ برکتیں ہیں۔

بیوی۔ بیٹی۔ بیٹی۔ پھولوں کی ٹوکری سنبھال کر لو۔ اتنا ہنستے اور اتراتے نہیں۔ تمیز سے رہتے ہیں ...... اچھا اب چلو۔ ذرا گہنے پاتے کا خیال رکھنا۔ نہیں تو کوئی نوچ لے گا۔

ڈی کیوپولس ۔ زنتھیاس ۔ سنتے ہو ۔ علَم لیکر میرے پیچھے پیچھے ہولو ۔ میں آگے ہوکر
بے کس کا گیت شروع کرتا ہوں ۔ اور گھر والی تم بھی سنو ۔ گھر میں جاکر
کوٹھے پر سب چڑھ جاؤ ۔ اور وہاں سے ہمارے جلوس کا تماشا دیکھو ۔

اِس کے بعد ڈی کیوپولس ایک بازار لگاتا ہے جسمیں میگارا اور بیوشیا کی چیزیں آراستہ ہیں ۔ حالانکہ لڑائی کے زمانے میں ان دونوں علاقوں سے مال آنے کی سخت ممانعت تھی ۔ جس زمانے میں کہ سپاہیوں کو سوکھی نمک لگی مچھلیاں اور پیاز کی گٹھیاں کھانے کو ملتی تھیں ڈی کیوپولس کے دستر خوان پر مچھلی اور پرندکا گوشت چنا جاتا ہے اس سیدھے سادے کسان کی جسقدر باتیں ہیں وہ سب کھانے پینے گانے بجانے کی ہیں لیکن اُن میں ایک راستی اور ایمانداری ایسی پائی جاتی ہے جو اہلِ سیاست کی خود غرضی اور جاسوسوں کی سفاہت کے مقابلے میں بہت بھلی معلوم ہوتی ہے ۔ اسیطرح کا ایک اور شخص ٹِرِی گی اَس ہے جو "صلح" کے تماشے میں آتا ہے ۔ یہ شخص دیوتاؤں سے ایٹیکا کے لیئے امن وامان مانگ کر لایا ہے ۔ اور اِس سے جو برکتیں ملی ہیں اُن پر پرانے طریقے سے اظہارِ مسرت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ

"دیکھو ۔ یہ نئی کھیتی کیسی بہار پر ہے ۔ اناج پھوٹ آیا ہے ۔ اور پودوں میں پتیاں بھی نکلنی شروع ہوگئی ہیں ۔ بس ۔ آسمان سے ایک چھینٹے کی کسر ہے ۔ لو ۔ وہ کسر بھی نکل گئی ۔ دیکھو کیسی برکت کی جھڑی لگی ہے ۔ اسوقت تو خوب خوش ہونا چاہئے ۔ یہ جی چاہتا ہے کہ کوئی ہمسایہ پکارتا ہوا آئے ۔ ٹِرِی گی اَس ۔ کدھر ہو ۔ دیکھو تو کیسی بہار ہے ۔ تم ہی بتاؤ کہ اسوقت کیا کریں ۔ تم تو یاروں میں یاروں کے بادشاہ ہو ۔ جب خدا کو منظور ہے کہ ہمکو ہماری محنت کا پھل ملے تو پھر یار عزیز ایک خوشی کا جلسہ کرو ۔ دوست جمع ہوں اور مزے اڑائیں ۔ شراب کا دور چلے ۔ دیکھو ۔ وہاں انگور کے باغ میں تمہارا غلام کام کر رہا ہے ۔ اس مینہ بوندی میں کیا کام ہوگا ۔ اس ماما کو بھیجو کہ اُسکو بلا لاوے ۔ اور بی گھر والی تم بھی دو پیالے مَیدا لیکر تھوڑا سا حلوا تیار کردو ۔ اور کچھ لوبیا اُبال کر حلوے میں ملا دینا ۔ اور تازے میٹھے انجیر بھی ضرور رکھدینا ۔ اور ذرا میرے گھر بھی ایک آدمی بھیج دو ۔ وہاں ایک جوڑا پرندوں کا ہے اور خرگوش کا گوشت چار رکابیوں میں تیار رکھا ہے ۔ اگر بلی نہ پہنچ گئی ہو ۔ رات بھر کھونٹے کے پاس کھٹر کھٹر ہی ہے ۔ اچھا لڑکے تم جانتے ہو تو گوشت کی چار رکابیوں

میں سے ایک تو میرے باپ کو ویدینلہ اور باقی یہاں لے آنا کچھ پھول پتے بھی ہاروں اور گنٹھوں کیلئے لیتے آنا۔ ٹہنیاں
جن میں کلیاں آ گئی ہوں بلکہ کلیاں کھِل چکی ہوں انکو کاٹ کر لانا۔ اور رستے میں
کارینیاڈیز کا گھر پڑے گا۔ ذرا اُس کو بھی آواز دیتے آنا تاکہ آج کے جلسے میں وہ بھی شریک
ہو آج تو خدا نے ہماری محنت کو پروان چڑھایا ہے۔'' (فرے یر)

"سحاب" کے تماشے میں اسی قسم کا ایک اور شخص اسٹرپ سیاڈیز ہے
جس نے ایک بڑے گھرانے کی عورت سے شادی کی ہے۔ شوہر بالکل گنوار ہے۔
پیسے پیسے پر جان دیتا ہے۔ بیوی کا حال بالکل برعکس ہے۔ بہت تکلف سے رہتی
ہے اور خوب روپیہ خرچ کرتی ہے۔ ان دونوں بے جوڑ میاں بیوی سے جو لڑکا ہے
وہ بالکل ماں پر ہے۔ گھوڑوں اور گاڑیوں کا بڑا شوقین ہے اور اسمیں دولت اڑا کر
باپ کو بہت قرضدار کر دیا ہے۔ قرض خواہوں کے پنجے سے نکلنے کے لئے باپ چاہتا
ہے کہ بیٹا وہ علم سیکھے جس سے ناحق کو حق اور ناواجب کو واجب ثابت کرنا آجاوے۔
بیٹا باپ کی بات نہیں مانتا اور حکیم سقراط اور کیروفون منکرِ خدا کی صحبت میں اُٹھتا بیٹھتا
ہے۔ ہر وقت چہرے کے رنگ کا خیال ہے کہ کہیں سرخی کی جگہ زردی نہ آجاوے۔
اگر ایسا ہوا تو دوست کیا کہیں گے۔ غرض جب باپ کی صلاح بیٹے نے نہ مانی تو خود باپ
کسی استاد کی شاگردی اختیار کرتا ہے۔ لیکن وہ ایسا بڈھا اور احمق ثابت ہوتا ہے کہ
استاد اسکو کچھ نہیں سکھا سکتا۔ آگر پھر اس خیال سے کہ گھر نہ بگڑ جاوے بیٹے کو کسیطرح
راضی کر لیتا ہے کہ سوفسطائیوں کا علم سیکھے۔ صاحبزادے نے تحصیلِ علم شروع کی اور اس درجہ
ریاضت کی کہ آخر کار ایک دن باپ کو مار کر گھر سے نکال دیا۔

ان تماشوں میں بعض مقامات پر مخبروں کا حال دکھایا ہے۔ ان لوگوں کا کام
یہ تھا کہ ایتھنز میں جو مال قانون کے خلاف داخل ہو اسکا پتا چلاتے رہیں۔ ان مخبروں کے
علاوہ ایسے مفت خوروں کا ذکر بھی آجاتا ہے جو گھر گھر جھانکتے پھرتے ہیں کہ کہیں قربانی تو
نہیں ہوئی کہ مفت میں دعوت کھانے کو ملے۔ ایتھنز میں قربانی کے ساتھ لوگوں کو
کھانا کھلانے کا بھی دستور تھا۔ شہر والوں کی زندگی کی ایک بڑی خصوصیت یہ بھی
دریافت ہوتی ہے کہ اُن کو فالوں پر بڑا اعتقاد تھا۔ کوئی بات ہو اور کیسا ہی موقع آئے
فوراً نجومی ورمّال پیدا ہو جاتے تھے کہ لوگوں کو آئندہ کی خبریں نکال کر بتائیں۔

ایرسٹوفینیز کے ڈراما نائیٹس میں ذیل کی عبارت سے اسکا حال معلوم ہوتا ہے ۔

ڈیموس ۔ آخر ۔ یہ سب کیا بلا ہیں ۔

کلیون ۔ فالیں ہیں جو سوالوں کے جواب میں ہاتفِ غیب سے ملی ہیں ۔

ڈیموس ۔ کیا سب فالیں ہی فالیں ہیں ۔

کلیون ۔ آپ تو اتنا ہی ڈھیر دیکھکر گھبرا گئے ۔ یہ تو کچھ بھی نہیں ہیں میرے پاس تو ان کا ایک پورا صندوق بھرا رکھا ہے ۔

سبنوسہ فروش ۔ اور میرے گھر میں ایک الماری اور شاگرد پیشے میں پوری کوٹھری ان ہی سے بھری پڑی ہے ۔

ڈیموس ۔ آؤ ۔ ذرا دیکھیں تو ان میں ہے کیا ۔ آخر ۔ یہ فالیں کس نے نکالی ہیں ۔

کلیون ۔ میری فالیں تو باکس کی نکالی ہوئی ہیں ۔

سبنوسہ فروش ۔ اور میری فالیں گلےنس نے نکالی ہیں جو باکس کے بڑے بھائی ہیں ۔

ڈیموس ۔ یہ تو بتاؤ کہ ان میں کن باتوں کی خبر ہے ۔

کلیون ۔ خبروں کی نہ پوچھیئے ۔ کچھ اتھنزیوں کی نسبت ہیں ۔ کچھ جزیرۂ پایلس کی کچھ میری نسبت ہیں کچھ آپکی نسبت وہ کونسی چیز باقی ہے جسکی خبر ان میں نہو ۔

ڈیموس ۔ اور آپکی فالوں میں کیا ہے ۔

سبنوسہ فروش ۔ میری فالوں میں دنیا بھر کی خبریں ہیں ۔ ایتھنزیوں کا جو حال ہونے والا ہے وہ موجود ہے ۔ بیلیٹھی مٹر اور دلیے کی خبریں ہیں ۔ اسپارٹا پر جو کچھ گزرنے والا ہے اور لڑائی کا جو انجام ہونے والا ہے اُسکا حال بھی موجود ہے ۔ جہاں جہاں مچھلیاں پکڑی جاتی ہیں وہاں کی بھی خبریں ہیں ۔ دکانداروں کے جھوٹے باٹوں اور پیمانوں سے لیکر تمام آدمیوں اور چیزوں کا حال موجود ہے ۔ اب تو آپ نے سب کچھ دریافت کر لیا ۔ اب جایئے اور سیٹیاں بجایئے ۔ (فرسے یر)

ایرسٹوفینیز اُن لوگوں پر بہت غصہ اُتارتا ہے جو سیاست میں بڑے صاحبِ تدبیر بنکر ظاہر ہوا کرتے تھے ۔ کلیون چمڑا رنگنے والا تھا ۔ لائی سکلیز مویشی بیچنے والا اور ہائی پربولس فتیلہ گر بتایا گیا ہے ۔ شہر کی بتذل حالت دکھانے کے لیئے ایک

سنبوسہ فروش کا ذکر ہے آیا ہے جس نے ڈینگ ہانکنے اور بیوقوفی کی باتوں میں سب کو مات کیا ہے۔ نہ پڑھنا جانتا ہے نہ لکھنا۔ مگر لڑکپن ہی سے قیافہ شناسوں نے اُسکی بزرگی کی خبر دے رکھی تھی کیونکہ جب سے ہوش سنبھالا تھا چوری کرنے اور جھوٹ بولنے میں بڑا کمال پیدا کر لیا تھا۔

کلیون۔ دیکھو۔ جو کچھ پوچھوں ٹھیک ٹھیک جواب دینا۔ اچھا بتاؤ لڑکپن میں کس مکتب میں پڑھنے بیٹھے تھے؟

سنبوسہ فروش۔ سُوَر دڑبے میں۔ جہاں اِن جانوروں کو جُھلسا اور جلایا جاتا ہے۔ یہ ہی مقام تھا جہاں اِنجانب کو ٹھونک پیٹ کر درست کیا گیا تھا۔

کلیون۔ کیا بکتے ہو۔ یہ سنکر تو سناٹا سا آنے لگا۔ اچھا یہ بتاؤ کہ پلیسٹرا کے ورزشگاہ میں تم نے کون کون سی ورزشیں سیکھی تھیں۔

سنبوسہ فروش۔ سنیئے۔ چوری کرنے اور فاقے کھینچنے کی عادت جھوٹی قسمیں کھانے اور گالیاں بکنے کی مہارت یہ سب چیزیں وہیں حاصل کی تھیں۔

کلیون۔ قسم ہے اپولو کی تمہاری باتیں تو مجھ کو اپنی بیتی کہانیاں یاد دلاتی ہیں۔ اچھا بتاؤ کہ اِسکے بعد تم نے کونسا پیشہ اختیار کیا۔

سنبوسہ فروش۔ سنبوسے بنا کر بیچنے شروع کیئے۔ کبھی کبھی قرم ساقی بھی کی۔ مدتوں لوگوں کے پیچھے اِدھر سے اُدھر دوڑاتا رہا۔

کلیون۔ ارے غضب۔ یہ تو گویا میرا ہی حال کہہ رہے ہو۔ اب تو میں کہیں کا نہ رہا۔

اِن بیانات میں بہت مبالغہ ہے۔ لیکن شہر اور دیہات کی حالت کا فرق اور تعلیم وسیاست میں جو جو خرابیاں پیدا ہوگئی تھیں اُن کا حال صحیح ہے۔ لڑائی شروع ہونے سے پہلے ایتھنز کا زمانہ بہت اچھا تھا۔ شہر نہایت خوبصورت تھا۔ اور اُس کے نواح نہایت شاداب وثمرخیز تھے۔ قصبات میں اونچے اونچے مکان اور بڑی بڑی حویلیاں اور کھلیان موجود تھے۔ اور اُنکے گرد ایک خوشحال رعایا آباد تھی۔ شہر میں بہت لوگ گو ادنٰے حالت سے رہتے تھے لیکن انتظام حکومت میں سب کو صاحبِ اختیار ہونے کا دعویٰ تھا۔ مگر کسی حال میں قانع رہنا نہ جانتے تھے اور حق

لوگوں کو سلطنت سے متعلق کوئی خدمت سپرد کیجاتی تھی اُن سے بہت جلد بدگمان ہوجاتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ حکومت سے جسقدر فائدہ پہنچ سکتا ہے وہ زیادہ سے زیادہ ہمارے ہی حصے میں رہے۔ جو لوگ اِن سے دولت میں بڑھے ہوے تھے وہ بھی اِن کے مقابلے میں کچھ نہ کرسکتے تھے۔ اور جب پیرکلیز مرگیا تو اِن ہی لوگوں نے جن کو اختیارات دینے چاہیے وہ صاحب اختیار ہوئے۔ لڑائی کے ساتھ ایٹیکا پر تباہی آئی اور اِس علاقے کی رعایا کو مدتوں شہر میں بند رہنا پڑا۔ اِس سے اُنکی حالت اور بھی خراب ہوگئی۔ بجز زراعت کے اور کوئی ذریعہ آمدنی کا رکھتے نہ تھے اور جب لڑائی سے زراعت غارت ہوگئی تو بالکل ہی تنگدست اور مفلس ہوگئے۔ لڑائی کا جو ڈھنگ پیرکلیز نے ڈالا تھا اُسکا یہ ہی نتیجہ پہلے سے ظاہر تھا۔ اِس لڑائی سے سلطنت کو حقیقت میں بہت نقصان پہنچا۔ ایتھنز کے زوال کے بعد گو پھر اُسکو عروج ہوا۔ ایٹیکا میں پھر زراعت کی کثرت اور دولت کی فراوانی ہوئی۔ لیکن لوگوں میں وہ پہلا سا جوش نہ رہا۔ چوتھی صدی قبل مسیح میں جن بڑے آدمیوں کے نام پڑھتے ہیں وہ پانچویں صدی کے لوگوں سے بہت سی باتوں میں فرق رکھتے ہیں۔ اور اِس فرق سے ظاہر ہوتا ہے کہ پُرانے گھرانے سب مٹ چکے ہیں اور جو خیالات عام طور پر لوگوں میں موجود ہیں وہ بھی پہلے خیالات سے مختلف ہیں ؀

ایتھنز میں سوفسطائیوں کے موجود ہونے کا حال پہلے آچکا ہے۔ ایسا شہر جو یونانی خیالات اور یونانی عقل و ذہانت کا مرکز ہو وہاں سوفسطائیوں کا موجود ہوجانا ایک ضروری امر تھا۔ سیاسی ضروریات نے بھی اُنکا درجہ بڑھا دیا۔ کیونکہ جو لوگ سیاست میں نام پیدا کرنا چاہتے تھے اُن کو فن تقریر کے سیکھنے کی ضرورت پیدا ہوئی اور اِس فن کے سکھانے والے صرف سوفسطائی تھے۔ مالدار جماعتوں کے نوجوان جن کو شہر میں عزت حاصل کرنے کا شوق ہوتا تھا اُن پر سوفسطائیوں کا بہت اثر ہوجاتا تھا۔ اُس زمانے کی عام تعلیم و تربیت میں بھی اسی فرقے کو بڑا دخل تھا۔ "سحاب" کے ڈراما میں اریسٹوفینز نے سوفسطائیوں کی تعلیم پر بدکرداری اور بے ادبی اور تقریر میں ایک ایسے منطق کی پابندی کا الزام لگایا ہے جسمیں مروت اور دردمندی مطلق نہ تھی۔ اور اِس نئی تعلیم کا مقابلہ پرانی تعلیم سے کیا ہے جو کسی زمانے میں ایٹیکا کے نوجوانوں کو ملا کرتی تھی جسمیں ادب۔ لحاظ۔ مروت

اخلاق سب ہی خوبیاں موجود تھیں۔ ایکارنیوں کے تماشے میں وہ اُن جوان لوگوں کا ذکر کرتا ہے جنہوں نے بڑے بڑے مردانِ پیکار و کاملینِ حرب کی صحبتیں اُٹھائی تھیں۔ نئی تعلیم گو عقل و ذہانت کو قوت بخشتی تھی لیکن اخلاقی حیثیت سے وہ گری ہوئی تھی۔ اُسمیں قوم کے فائدے سے کہیں زیادہ شخصی جلب منفعت کا خیال شامل تھا۔ اور ہر شخص کو بجز اپنی ذات کے اور کسی بات کا خیال نہ ہوتا تھا۔ ایریوپیگس کو توڑ کر پیرکلیز نے لوگوں کے دلوں سے ایتھنز کی پرانی چیزوں کا ادب جو اُن میں مدت سے چلا آتا تھا بالکل نکالدیا تھا۔ اور اب سوفسطائیوں نے زور پکڑ کر اخلاق کا بھی خاتمہ کر دیا۔ تمام لوگ قید و پابندی سے گھبرانے لگے۔ یہانتک کہ صاف صاف کہہ اُٹھے کہ ہمارا جو جی چاہے گا وہ کریں گے اور جن قواعد پر اسوقت نظم سلطنت چل رہا ہے اگر ضرورت سمجھیں گے تو اُسکی پروا بھی نہ کریں گے۔ یہ ہی کیفیت نوجوانوں کی تعلیم کی ہوئی کہ اُنہوں نے اُن تکلفات کو اُٹھا دیا جن پر پرانی تعلیم مجبور کرتی تھی۔ اِس قسم کی آزادہ روی خاصکر یونان میں اندیشہ ناک تھی۔ اخلاق و مذہب کے بہترین پند و مواعظ بھی اب بے وقعت سمجھے جاتے تھے۔ بلکہ اُن کا ذکر کرنا یا اُن پر بحث کرنی بھی ایک فضول بات خیال کیجاتی تھی۔ کیونکہ نوجوان تعلیم یافتہ فوراً بُت پرستی کی معیوب باتیں جواب میں پیش کر دیتے تھے۔ اور بعض تو اُن میں ایسے تھے جو دیوتاؤں کے قطعی منکر ہوگئے تھے۔

اس تعلیم کے ساتھ ایک نقص اور بھی پیدا ہوگیا۔ تھیوسی ڈائیڈیز نے ایک جگہ نہایت پُراثر عبارت میں لکھا ہے کہ لڑائی کی وجہ سے ایک بات طبیعتوں میں یہ پیدا ہوگئی کہ بجز سیاسی اغراض کے اب کسی کو دوسری بات کا خیال نہ رہا۔ قول و اقرار پر ثابت قدم رہنا اب کوئی مذہبی فرض نہ تھا۔ بلکہ جرائم پیشہ لوگوں کا سا قول و اقرار ہوگیا تھا کہ اگر فریقِ مخالف قوت حاصل کرنے کے بعد کوئی وعدہ بھی کرتا تھا تو دوسرے فریق کو اُس کا یقین نہ ہوتا تھا۔ بلکہ ہمیشہ دشمن کے کاموں پر نظر رکھتا تھا۔ حفظِ جان سے کہیں زیادہ انتقام کشی عزیز ہوگئی تھی۔ اگر فریقین نے بہ مجبوری کوئی عہد و پیمان بھی کیا تو اُسکی پابندی صرف اُسی وقت تک ہوتی تھی جب تک مجبوری قائم تھی۔ جہاں ایک فریق نے دوسرے فریق کو غافل پایا اور حملے کا موقع دیکھا فوراً وار کر دیا۔ ہر ایک فریق کو عہد شکنی میں وہ لطف آتا تھا جو دست بدست لڑائی اور انتقام لینے میں بھی نہ آتا تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ قول و اقرار

سے پھر کر دشمن کو زک دینے میں بہ نسبت لڑائی کے زیادہ سہولت ہے۔ اور ایسی باتوں میں کامیابی پر بڑا فخر کرتے تھے۔ نئی تعلیم اور جدید طرزِ معاشرت نے بھی اس قسم کے خیالات کو مدد پہنچائی۔ اور اِن دونوں چیزوں نے ملکر اُس پرانی وضع کی قومی اور وطنی محبت کو مٹا دیا جسکی وجہ سے لوگ سچے دل سے اپنے ملک کے خیرخواہ اور اپنے چال چلن میں اخلاق و مروت کے پابند رہتے تھے۔ بڑے طبقے کے لوگوں کے اخلاق اور چلن بھی خراب ہو گئے اور جو لوگ اونے درجے کے تھے اُنکی حرکتیں بھی ایسی نہ رہیں جو اُس زمانے کے لیئے مفید ثابت ہوتیں۔ اب اُن عالی نسب شجاعوں کی اولاد جو سائمون اور ایرسٹائڈیز کے ساتھ لڑائیوں میں شریک رہے تھے ایلیٹی فون اور تھرامینز کے ہواخواہوں میں شامل ہوگئی تھی جنکا شمار "تیس حکام جابر" میں ہوا ہے۔ امراء کا حریفِ مقابل جمہوری فریق تھا جسکی سرداری پہلے پیرکلیز کے پاس رہی۔ پھر کلیون اور کلیون کے بعد ہائی پربولس اور پھر اِن ہی کی مثل اور لوگ جمہور کے پیشوا ہوتے رہے حتےٰ کہ اسپارٹا کے ایک فوجی افسر کے پیچ میں آ گئے۔ پھر نہ حکومت پر قبضہ رہا اور نہ ملک کے مالیہ پر اور نہ جنگی جہازوں پر۔

ایتھنز کی سوسائٹی میں مرد ہی مرد ہوتے تھے۔ مرد گھروں میں بہت کم رہتے تھے۔ زیادہ تر اپنا وقت بازاروں یا شہر کی بڑی بڑی عمارتوں یا حجاموں کی دوکانوں پر یا جہاں اور کہیں آسائش دیکھی وہیں گزارتے تھے۔ مگر جیساکہ اور سب جگہ حال ہے ایتھنز میں بھی آبادی کا نصف حصہ عورتیں تھیں۔ گو وہ پردہ نشیں تھیں مگر آبادی کا بہترین حصہ تھیں۔ پلوٹارک نے لکھا ہے کہ تھمسٹوکلیز اپنے ایک کم سن لڑکے کی نسبت یہ کہا کرتا تھا کہ یونان میں اِس بچے کے برابر کوئی صاحبِ اختیار نہیں۔ یہ بچہ اپنی ماں پر حکومت کرتا ہے۔ اِسکی ماں مجھ پر حکومت کرتی ہے اور میں ایتھنزیوں پر حکومت کرتا ہوں اور ایتھنزی تمام یونان کے حاکم ہیں۔ پانچویں صدی قبل مسیح میں جو حالت عورتوں کی تھی اُسکی کیفیت بہت کم دریافت ہوتی ہے۔ ایرسٹوفینز نے ایسے مزاح آمیز طریقے پر عورتوں کا ذکر کیا ہے کہ اُس سے اُن کے اصلی طرزِ معاشرت کا حال نہیں معلوم ہوتا لیکن حکیم زینوفن نے اپنی کتاب ایکونومی کس (انتظام منزل کا ماہر) میں جو ایک متاہل ایتھنزی کے حالات لکھے ہیں اُن سے البتہ عورتوں کی حالت کا

بہتر سے بہتر اندازہ ہو سکتا ہے۔ گو عورتوں پر جو سختیاں گزرتی تھیں وہ پورے طور پر ظاہر نہیں ہو سکتی تھیں لیکن ایک زمانہ ضرور ایسا آچکا تھا کہ جسمیں اُنکی حالت نہایت غمناک تھی۔ پانچویں صدی قبل مسیح کے بعض پرآشوب زمانوں میں یعنی جس زمانے میں کہ ایتھنز کو مصر میں شکست ہوئی یا خاص ایتھنز میں وبا شدت سے پھیلی یا جسوقت سسلی کو مہم روانہ کی گئی اُسوقت ایتھنز میں مشکل سے کوئی گھر ایسا بچا ہوگا جسکا کوئی نہ کوئی آدمی ضائع نہ ہوا ہو۔ عزیزوں اور پیاروں کی موت کے جو صدمے ان عورتوں کو اُٹھانے پڑے ہوں گے خدا معلوم اُنہوں نے اِنکے دل کا کیا حال کیا ہوگا۔ بہتوں کی عمر شاید رونے وپیٹنے ہی میں کٹتی ہو اور بہت ایسی ہوں جو غم سے بُت بن گئی ہوں۔ یا کسی نے صبر بھی کیا ہو تو جنون کی نوبت پہنچی ہو ۔ یا ممکن ہے کہ زیادہ پروا ہی نہ کی ہو۔

بہرکیف اِس حالت کو ہم کچھ نہیں بتا سکتے ۔ عورتوں کا جہاں کہیں ذکر آیا ہے وہ میلے یا تہواروں یا ماتم کی رسموں کے بیان میں آیا ہے۔ بچپن ہی سے اچھی اچھی صورت کی لڑکیاں ڈیمٹر دیبی کی مذہبی رسوم میں شریک ہوتی تھیں اور جب کچھ بڑی ہوجاتی تھیں تو بین ایتھینا کے جلوس کے ساتھ چلتی تھیں۔ اور جب اور بڑی ہوجاتی تھیں تو زیادہ عمر والی بیویوں کے ساتھ تھسموفوریا کی پوجا میں شریک ہوتی تھیں۔ عورتوں کا ایک فرض یہ بھی تھا کہ جب اپنا کوئی عزیز مرے تو اُسکی آخری رسوم ادا کریں۔ اِن رسوم کے ادا کرنے سے وہ سمجھتی تھیں کہ اُن کو بھی شہری زندگی سے حصہ ملا ہوا ہے۔ چنانچہ اریسٹوفینز نے لای سسٹراٹا کے ڈراما میں کورس کی زبانی کہا ہے کہ "ہم عورتوں کو چاہیئے کہ شہر کے سیاسی معاملات میں رائے دیا کریں۔ کیونکہ یہ شہر ہمارا سب سے بڑا محسن اور مربی ہے۔ اُسی نے ہمکو ہر قسم کی آسائشیں اور نعمتیں دیکر محبت سے پرورش کیا ہے۔ جب میں سات برس کی تھی تو ایتھینا دیبی کا صندوقچہ لیکر جلوس میں چلتی تھی۔ دس برس کی ہوئی تو دیبی کی پسنہاری بنی۔ اور پھر زعفرانی جوڑا پہنکر براروینیا میں ریچھ بنی۔ اور پھر انجیروں کا ہار گلے میں ڈالکر سرپر ڈلیا رکھکر دیبی کے جلوس میں چلی"۔

بعض موقعے ایسے بھی آتے تھے جہاں عورتوں کو اپنے دکھلے بخارات

نکالنے کا موقع ملتا تھا۔ جنگ پیلوپونیسس کے زمانے میں ایڈونس کی پوجا زیادہ ہونے لگی تھی۔ یہ ایک نہایت حسین و نوعمر لڑکا تھا جسپر زہرہ عشق کی دیوی فریفتہ تھی۔ اتفاق سے عین عالم شباب میں شکار کھیلتے ہوئے مارا گیا۔ چونکہ یہ زمانہ وہ تھا کہ لڑائی میں عزیزوں کی موت سے سب کے دل زخمی ہوتے رہتے تھے اس لیئے جب اس مقتول نوجوان کی پوجا ہوتی تھی تو عورتیں بہت ہی روتی پیٹتی تھیں۔ ڈائیونی سس کے جلسے جن میں شراب پی جاتی تھی پہلے تھیبس کے شہر سے جاری ہوئے تھے۔ ان جلسوں میں بھی بعض موقعوں پر عورتیں اس درجہ گریہ وزاری کرتی تھیں کہ جسکا یقین آنا مشکل ہے ؎

اکثر کہا جاتا ہے کہ پیرکلیز کے زمانے میں ایتھنز کی سوسائٹی میں جہاں اعلے درجے کی ذہانت و لیاقت موجود تھی وہاں حد درجے کی بداخلاقی و بیہودگی بھی تھی۔ بڑے بڑے لائق لوگوں کے نام بھی لیئے جا سکتے ہیں اور سخت سے سخت معیوب باتوں کا بھی ذکر کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ایسے اقوال کی نسبت تھوڑے سے غور کے بعد یہی کہنا پڑتا ہے کہ ٹھیک بات کہنی مشکل ہے اور مبالغہ کرنا آسان ہے۔ اس بات کی پوری احتیاط نہیں کیجاتی کہ جزو کا اطلاق کُل پر نہ کیا جاوے یا کل میں جو بات نظر آتی ہو اُس کو محض ایک جزو سے مخصوص نہ کیا جاوے۔ فرانس کے ملکی انقلاب سے پہلے وہاں کے بڑے آدمیوں میں ایسے ذی لیاقت اور نیک بخت لوگ موجود تھے جنکی نسل پھر پیدا نہیں ہوئے مگر عام لوگ جہالت میں ایسے ڈوبے ہوئے تھے کہ آج کل کے جاہلوں سے بھی بدتر حال میں تھے۔ بادشاہ چارلس دوم کے دربار کی بیہودگیاں دنیا میں مشہور ہیں لیکن وہ اہل دربار کی برائیاں تھیں اُن سے عام لوگوں کی حالت کی نسبت کوئی نتیجہ نکالنا درست نہیں۔ بہرکیف ایتھنز کے لوگ اپنی اولاد اور مستورات کی غور و پرداخت تعلیم و تربیت کو بہت ضروری سمجھتے تھے۔ اکثر ایتھنزی متاہل اور صاحب اولاد ہوتے تھے اور اُنکی طبیعت میں وہ باتیں ہوتی تھیں جو ایک عیالدار آدمی میں ہوتی ہیں۔ ایتھنز میں جیسے کہ اور جگہ حال ہے ایسے لوگ بھی تھے جنکی زندگی میں اعتدال نہ تھا۔ رندی و بدکاری اُن کا شیوہ تھا۔ ممکن ہے کہ انکی حرکتیں ہمارے زمانے کے

ایسے ہی رند مشرب لوگوں سے کچھ بڑھی ہوئی ہوں۔ کیونکہ سڑکوں اور گلیوں میں کوئی انتظام ایسا نہ تھا کہ راہگیر کوئی بیہودہ حرکت نہ کرسکیں۔ لیکن اس خطرے سے سب واقف ہوں گے اور اسوجہ سے راستوں میں خبردار رہتے ہوں گے۔ مردوں کا زیادہ تر وقت گھر سے باہر گزرتا تھا۔ سڑکوں پر حفظ امن کے لئے انتظام کا نہ ہونا۔ اور گلیوں کا تنگ و پیچیدہ ہونا جن میں ٹوٹے ہوے غیر آباد مکان ایسے موجود تھے جہاں بدچلن لوگ جمع ہوسکیں۔ یہ سب ایسے سامان تھے جن سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ آج سے سو برس پہلے جو حالت لندن کی تھی اُس سے پیریکلیز کے زمانے کا ایتھنز کسی قدر بہتر ہی ہوگا۔ ایتھنزیوں کے عیوب بیان کرنے میں ایرسٹوفینیز نے ہجو کا کوئی پہلو چھوڑا نہیں ہے مگر باوجود اس کے ڈاکٹر سوِفٹ اور مانڈویل کی طنز آمیز عبارتوں سے جو مذمت لندن کی نکلتی ہے وہ ایرسٹوفینیز کی ہجو سے ایتھنز کی نہیں نکلتی؛

پیریکلیز کے زمانے میں ایتھنز کی یہ حالت تھی جو اوپر بیان ہوئی۔ اب ہم کو اُس کام کا اندازہ کرنا ہے جو اُس نے ایتھنز کے لئے بلکہ یہ کہنا چاہئیے کہ تمام دنیا کے لئے کیا؛

ایتھنز کی حکومت جمہوریہ کو پیریکلیز نے ترقی کے اعلےٰ ترین درجے تک پہنچا دیا۔ جسوقت اُس نے قدیم محکمہ ایریوپےگس کو توڑکر قانونی عدالتیں اُس کی جگہ قائم کیں اور جیوری کے لوگوں کے لئے معاوضہ مقرر کیا تو گویا پرانے طرز کی اُمرائی (اشرافی) حکومت کا نام و نشان مٹا دیا۔ اِس نئے انتظام سے ایتھنز کی آبادی کے ایک معقول حصے کو قانونی کاروبار میں مصروف کر دیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایتھنز سے بڑھکر قانون کا پابند اُسوقت دنیا میں کوئی دوسرا شہر نہ تھا۔ قانون جیسا کچھ بھی ہو مگر وہ سب پر حاوی تھا۔ یہانتک کہ جمہور ایتھنز جسکے اختیارات کی انتہا نہ تھی تاوقتیکہ حسب ضابطہ کوئی کارروائی نہ ہو قانون کے متعلق کچھ چون وچرا نہ کرسکتا تھا۔ اور نہ کوئی مجریہ قانون منسوخ ہوسکتا تھا تاوقتیکہ خاص خاص اوقات پر خاص خاص مشکل ضوابط اُسکی منسوخی کے لئے عمل میں نہ لائے گئے ہوں جمہور حکمران جسکو اعلےٰ ترین اختیارات حاصل تھے اُس کے ارشادات و فرامین کو بھی قانون سے

بالکل جدا چیز سمجھا گیا تھا تاکہ جمہور کے احکام پر بھی قانون کی فضیلت میں فرق نہ آوے۔ اگرچہ جمہور کے احکام و فرامین میں تمیز قائم کرنا پیرکلیز کی ایجاد سے نہ تھا لیکن قانون سے اختلاف ظاہر کرنے پر ماخوذ کیئے جانے کا قاعدہ جس نے اس تمیز کو قائم رکھا غالباً پیرکلیز نے جاری کیا تھا۔ پیرکلیز کا اصلی مقصود یہ تھا کہ ایک ایسی قوم پیدا کر دے جسکے قبضہ میں اعلےٰ ترین اختیارات رہیں لیکن یہ اختیارات چند مضبوط قوانین کے تابع ہوں۔ اس مقصد کو وہ اس طرح حاصل کرسکا کہ جیوری والوں کا ایک بڑا گروہ پیدا کر دیا یا ایسے لوگ بکثرت پیدا کر دیئے جو جیوری میں کام کرسکیں۔ یہ گروہ ایسا کثیر پیدا کیا کہ اگر قانون کے اختیارات کے متعلق کوئی سوال پیدا ہو کر رائے کے لیئے اُس کے سامنے آئے تو کثرت رائے کا موقع اسی گروہ کو حاصل رہے۔ لیکن یہ ہی خوبی آگے چلکر قصر حکومت کی تعمیر میں ایک خرابی کی صورت ہوگئی۔ عدالتوں کا انتظام ایسا غیر مکمل اور طوالت پذیر تھا کہ اُس سے قانون کو اپنی جگہ پر قائم رکھنے میں جس درجے سہولت تھی اُسی درجہ انصاف کرنے میں نقص رہ جاتا تھا۔ علاوہ بریں اس انتظام نے ایک جماعت ایسے خودسر لوگوں کی پیدا کر دی جو کسی بالادست کے سامنے اپنے افعال کی مطلق جواب دہ نہ تھی اور باوجود اس عدم ذمہ داری کے سب کی جان و مال کا فیصلہ اُسی کے ہاتھ میں تھا۔ اور اس کے ساتھ ایک مجبوری یہ تھی کہ جیوری کے لیئے ایسی جماعت سے لوگ بالعموم منتخب کیئے جاتے تھے جو مفلس و بے روزگار تھی۔ یہ جماعت ایسی نہ تھی جو انصاف کرتے وقت اپنی ذات و ضروریات کو بھول جاتی۔

ایتھنز سے باہر ایتھنز کی سلطنت پیدا کرنے اور اُس کو ترقی دینے کا کام بھی پیرکلیز ہی نے کیا۔ جسوقت یوبیا اور سیموس کی بغاوتیں فرو ہوگئیں تو پھر اُن متحدہ ریاستوں میں برابری کا درجہ نام کو رہ گیا جنھوں نے ڈیلوس کے لیگ میں اتحاد کیا تھا۔ اب ڈیلوس والا لیگ کوئی لیگ یا اتحاد نہ رہا تھا بلکہ جس قدر ریاستیں اُس میں شریک تھیں وہ ایتھنز کے اجزائے سلطنت میں شمار ہونے لگیں اور اس سلطنت کی مالک و منتظم سوائے ایتھنز کی حکومت کے کوئی دوسری ریاست نہ تھی۔ غرض ڈائرے کا مرکز اب ایتھنز تھا و ایتھنز ہی کی نگہبانی میں اتحادی ریاستوں کی

نگہبان تھی ۔ اتحادی ریاستوں کے حق میں پیرکلیز کی جانب سے یہ ایک قسم کی دست درازی ضرور تھی مگر اُسکا عذر یہ ہی پیش ہوسکتا ہے کہ یونان کی مختلف ریاستوں میں چونکہ نفاق رہتا تھا اِس لیئے پیرکلیز نے اُن میں اتفاق پیدا کرنا چاہا اور کوشش کی کہ یونان کی متعدد ریاستوں کو ایک ہی قومی حمیت و سطوت کے رشتے میں باندھکر تن واحد بنا دے ۔ اگر اسطرح کی کوشش نہ کیجاتی تو سوائے اسکے کہ یہ ریاستیں ہمیشہ آپس میں لڑتی رہتیں اور کچھ نتیجہ نہ تھا ۔ پیرکلیز اس بات کو خوب سمجھ چکا تھا کہ یونان کا سب سے بڑا نقص عدم اتفاق ہے ۔ اور اسی نقص کو رفع کرنے میں حتی الامکان اُس نے کوشش کرنی چاہی ۔ لیکن اِس کوشش میں اگر صرف اتنی ہی نیت ہوتی تو اس سے بہتر کیا بات تھی ۔ کسی مدبر سیاست کے لیئے اِس سے بڑھکر کوئی خدمت نہیں ہوسکتی کہ وہ منتشر قوموں میں اتحاد پیدا کرکے اُن کو ایک ہی نقطہ پر مرکوز کردے ۔ لیکن پیرکلیز نے جو طریقے اس مقصد کیلئے اختیار کیئے اُنہوں نے منزل مقصود کو نہ پہنچایا ۔ اسپارٹا سے پیرکلیز کو قلبی عداوت ہوگئی تھی ۔ اس عداوت نے اُسکے تمام منصوبوں پر پانی پھیر دیا ۔ اور یہ ہی بڑی وجہ ہوگئی کہ یونان کی مختلف ریاستیں تن واحد نہ بن سکیں ۔ اسکے علاوہ پیرکلیز ہمیشہ اِس کے درپے رہا کہ کسی طرح خلیج کورنتھ پر قبضہ ہوجاوے ۔ اِس نیت نے اُس کے اصلی کام میں اور خلل ڈالا ۔ کیونکہ کورنتھ کی ریاست پیلوپونیسس کی متحدہ ریاستوں میں بڑا درجہ رکھتی تھی ۔ اور جب اُسکو معلوم ہوا کہ پیرکلیز خلیج کورنتھ کی فکر میں ہے جو اُس کے مقبوضات سے تھی تو وہ بھی ایتھنز کی جانی دشمن ہوگئی ؎

حقیقت یہ ہے کہ پیرکلیز نے اِس معاملے میں صرف ایتھنز کے فایدہ کا خیال کیا اور یونانی ریاستوں کے اتحاد کو صرف اسی صورت میں قبول کرنا چاہا کہ حالت اتحاد میں ایتھنز سب کا سردار اور رہنما رہے ۔ اگر یہ صورت ممکن نہ ہو تو پھر یونان کی کل ریاستوں کو جبراً ایتھنز کا محکوم بنایا جاوے ۔ یہ امر کہ یونانیوں میں بھی کوئی خیال اِس قسم کا تھا کہ پیلوپونیسس کے ڈوریانی اور آئی اونی ریاستوں میں اتفاق پیدا کرکے اُن کو ایک متحدہ طاقت بنا دیا جاوے بہت مشتبہ ہے ۔ ہر ایک ریاست میں خود مختاری کا شوق اسقدر غالب تھا کہ وہ اپنے کسی حق سے

وست بردار ہونا نہیں چاہتی تھی۔ بہرکیف اپنی مقصد براری کے لیئے جو طریقے
پیرکلیز نے اختیار کیئے وہ ایسے نہ تھے جن سے دوسروں کو اتفاق ہوتا۔ بلکہ
ریاستوں کو سخت ناگوار تھا کہ ظلم و زبردستی سے ایتھنز نے اُن کو ایسی لڑائیوں
میں فوجیں بھیجنے پر مجبور کیا جنکے متعلق اُن سے رائے یا منظوری تک نہیں لی گئی۔
اُن کو یہ امر بھی نہایت شاق گزرتا تھا کہ اُن کو اپنے مقدمات ایتھنز لیجانے
پڑتے ہیں تاکہ وہاں کی جیوری کے سامنے وہ فیصلے ہوں۔ اور جیوری کے لوگ
اُن کو اپنا محکوم اور رعایا سمجھتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ ڈائیونی سس کے تہوار پر
ریاستیں چندہ دینے کو خود اپنے آدمی ایتھنز میں بھیجتی تھیں۔ یہ باہر کے لوگ
ایتھنز میں آکر شہر کی شان و شوکت دیکھکر حیرت زدہ ہو جاتے تھے اور اُس کی
سب چیزوں کی تعریف کرتے تھے۔ تماشا گاہوں میں جاکر طرح طرح کے
تماشے دیکھتے تھے۔ لیکن یہ باتیں اُس ذلت کو رفع نہ کرتی تھیں جو چندہ دینے
اور خراج پیش کرنے میں ہوتی تھی۔ جسوقت پیرکلیز نے ایک موقع پر کہا کہ ایتھنز
تمام یونان کی ریاستوں کے لیئے ایک تعلیم گاہ ہے تو اُس نے معمولی تعلیم اور
سیاسی تعلیم میں تمیز نہیں کی تھی۔ یونان کی ریاستیں سب باتیں ایتھنز سے سیکھنے
کے لیئے تیار تھیں لیکن سیاست میں وہ ایتھنز کی شاگردی قبول نہیں کرسکتی تھیں۔
بعض ریاستیں البتہ ایسی تھیں جو ایتھنز کے جاہ و حشم سے بالکل مرعوب ہوگئی تھیں
لیکن اگر اس جاہ و حشم کے دکھانے سے یہ مراد تھی کہ غیروں کے دلوں میں ایتھنز سے
موانست پیدا ہوجائے گی تو اس مراد کو پہنچنا ناممکن تھا۔

خاص ایتھنز کے لوگوں کی حالت کچھ اور تھی۔ اُن کو اپنے شہر پر ناز تھا اور
اس بات پر بھی ناز تھا کہ ریاست ہائے متحدہ کو شامل کرنے سے جو سلطنت پیدا
کی ہے اُس سلطنت کے منتظم و مالک بھی ہم ہی ہیں۔ ایتھنز کے نام میں ایک
جادو تھا جو سب پر چل جاتا تھا۔ لیکن ایتھنز کا پرانا فریق اس شہر کے شہنشاہی اختیارات
اور دعووں کو سنکر خوش نہ ہوتا تھا۔ وہ اسپارٹا سے صلح رکھنی چاہتا تھا مگر ۴۴۳ ق م
کے بعد اس فریق کی زبان بند کردی گئی تھی۔ بارہ یا چودہ برس تک پیرکلیز کے ہاتھ
انتظام حکومت رہا۔ اس دوران میں اُس نے ایتھنز کے لوگوں میں شہنشاہی کے

خیالات ایسے دل نشیں کر دیئے تھے کہ جب اسپارٹا سے لڑائی کی نوبت آئی تو سب جان و مال سے حاضر ہو گئے۔ اور بغیر اس کے کہ لڑائی کے متعلق ہر ایک نازک پہلو پر غور کر لیا جاتا جمہور ایتھنز اپنے سردار پیری کلیز کا ساتھ دینے کو تیار ہو گیا۔ مگر باوجود اس کے جو دُور کے منصوبے پیری کلیز کی نظر میں تھے اُن سے عام لوگوں کو اتفاق نہ تھا جن ایتھنیا کے میلے اور ڈائیونی سیا کے تماشا گاہ میں جو تماشے ہوا کرتے تھے یا مندروں اور بُت خانوں میں جو پرستش کے مجمعے ہوتے تھے وہ بہت تزک و احتشام سے ہوتے تھے۔ اور ان موقعوں پر شہر کے سب لوگ بہت خوش ہو کر شریک ہوتے تھے۔ لیکن اٹیکا کے لوگوں کو ان جلسوں اور پوجا پاٹ سے کہیں زیادہ وہ تہوار اور میلے عزیز تھے جو دیہات میں ہوا کرتے تھے۔ دوستوں اور ہمسایوں میں آپس کی تواضع۔ بہار کے موسم میں گھر گھر خوشیاں۔ اناج کاٹنے کے وقت ہر جگہ شادیاں۔ کنوئیں کے کنارے پھولوں کی کیاریوں میں نیندیں لینی۔ ان سیدھی سادی باتوں میں کچھ لطف ہی اور تھا۔ ایتھنز کی عام رعایا کو وہ ہی باتیں خوش کرتی تھیں جو ہر جگہ عوام کا باعث مسرت ہوتی ہیں۔ اعلےٰ فنون یا ادبیات سے جن کو پیری کلیز نے اپنی سیاسی تدابیر میں بڑا درجہ دے رکھا تھا اُن کو زیادہ لگاؤ نہ تھا۔ اِس معاملے میں یہ پیش رو اپنے تابعین کی طبیعت کا صحیح اندازہ نہ کر سکا۔ اُس کو خود عامیانہ باتوں سے ہمدردی نہ تھی اور وہ یہ نہ سمجھ سکا کہ صرف موٹی باتوں اور معمولی اغراض سے عام لوگوں کو دلچسپی ہوا کرتی ہے۔ کوشش تو یہ کی کہ عقل و دانش کے باغ دکھا کر پرانے اور بوسیدہ خیالات لوگوں کے دل سے دُور کر دیئے جاویں مگر نتیجہ یہ نکلا کہ ایتھنز کے لوگوں میں بعض عیوب بہت ترقی پکڑ گئے۔ جس چیز کی اسوقت حقیقت میں ضرورت تھی وہ یہ تھی کہ لوگوں میں اتنا وزن پیدا کر دیا جاوے کہ وہ اپنی جگہ پر مستقل رہیں۔ پرانے معتقدات اور طریقوں میں اتنا دم نہ تھا کہ وہ منطقی دلائل کے سامنے ٹھیر سکتے۔ مگر جو عقائد پرانے وقتوں سے لوگوں میں چلے آتے تھے اُن کو کمزور کر دینا حقیقت میں ایک غلطی تھی۔ کیونکہ اسکی توقع رکھنی فضول تھی کہ جو باتیں زیادہ تر عقل کے مطابق ہیں وہ پرانے عقیدوں سے زیادہ موثر و کارگر ہو جاویں گی۔ غرض مجموعی نتیجہ ان سب باتوں کا یہ ہوا کہ ایتھنز کے

لوگوں میں ایتھنز کی خوشحالی اور شہرت کی وجہ سے خودغرضی بڑھ گئی اور اخلاق میں کسی طرح کی اصلاح نہیں ہوئی ؎

پیرکلیز کا شخصی اقتدار ملک کی آئندہ حالت کے لیئے اور بھی مضر ثابت ہوا۔ اِس شوق میں کہ مجھ سے بڑھکر شہر میں دوسرا نہ نکلے اُس نے اور کسی بڑے آدمی کے لیئے مطلق جگہ نہ رکھی۔ اور ایسے لوگوں کا پیدا ہونا بند کر دیا جو اُسکی جانشینی کے قابل ہوتے۔ وہ ایک ایسے پھیلاؤ کا درخت تھا جسکے سایہ میں دوسرا درخت نہ جم سکتا تھا۔ جمہور کو ایک ہی رہنما کی بات ماننی تو سکھا دی لیکن اپنے بعد ایسا آدمی نہ چھوڑا جو جمہور کا رہنما بنتا۔ غرض پیرکلیز نے جمہور کی اُس قوت کو سلب کر لیا جو اُس میں خود کام کرنے یا دوسروں کی مخالفت کرنے کے لیئے تھی۔ اور جب پیرکلیز مر گیا تو کوئی اتنا نہ تھا کہ اُسکی جگہ کام کرنے کی لیاقت رکھتا ہو۔ جس جمہوری حکومت میں بڑے آدمی نہ ہوں وہ خطرناک طرز کی حکومت ہو جاتی ہے۔ اور تاوقتیکہ ایسی حکومت کو نہایت سخت قواعد کے شکنجے میں نہ کس دیا جاوے وہ ہمیشہ مخدوش رہتی ہے۔ اور کسی ایسے شخص کے پنجے میں آجاتی ہے جسکو زور شور کی تقریر تو کرنی آتی ہے مگر اُصول صحیح نہیں رکھتا۔ پھر جو موج خیال اُٹھتی ہے وہ جمہور کی کشتی کو ڈگمگا دیتی ہے اور جو بے اُصول تقریر کرنے والا پیدا ہو جاتا ہے جمہور اُسی کی تقلید میں پڑ جاتا ہے۔

جسوقت پیرکلیز نے سیاست میں نام پیدا کرنا شروع کیا تھا اُسوقت ممکن تھا کہ یونان کی تمام ریاستوں کو متفق کر کے ایک مستقل سلطنت بنا دیا جاتا جسکی منتظم اسپارٹا اور ایتھنز کی ریاستیں باقی ریاستوں کے صلاح و مشورے سے رہتیں۔ اور اسطرح بجائے ایک حکومت کے اِس متحدہ سلطنت کی منتظم دو ریاستیں ہو جاتیں اور یہ دُوئی وہ چیز ہوتی جس سے چھوٹی ریاستوں کے حقوق کی ہمیشہ حفاظت ہوسکتی۔ لیکن جسوقت پیرکلیز کا انتقال ہوا تو پھر ایتھنز والوں کے سامنے کوئی اور تدبیر اِس کے سوا نہ تھی کہ اسپارٹا سے جو لڑائی شروع ہو گئی ہے وہ جاری رکھیں۔ اور مغربی اطراف میں بھی لڑنے اور ملک فتح کرنے کا بندوبست کریں۔ مگر اِس کے ساتھ ہی یہ مشکل تھی کہ کوئی ایسا قابل آدمی موجود نہ تھا جو گھر یا گھر سے باہر کی لڑائیوں میں اپنی خوش تدبیری سے کامیابی حاصل کرتا۔ شہر والوں کا یہ حال تھا کہ

کبھی کلیون کی طرف ہو جاتے تھے اور کبھی ایلسبی ٹائیڈیز کا ساتھ دیتے تھے۔
اگر اس پرآشوب زمانے کے لوگ پیرکلیز کو بُرا کہتے تھے اور اُسی کو اپنی مصیبتوں کا
بانی بتاتے تھے تو اسپر کچھ تعجب نہ ہونا چاہئیے۔ مفید و بکارآمد قوانین و آئین اور بھی
بڑے بڑے لوگوں نے جاری کیئے تھے۔ مثلاً سولن اور کلائیس تھینز نے
یا ایسے مشہور و معروف لوگ گزرے تھے جو بڑے بڑے کام کر گئے تھے
جیسے کہ تھمس ٹوکلیز اور سائمون تھے۔ لیکن پیرکلیز نے جو سیاسی انقلاب
پیدا کیا اُس سے ملک کو انجام میں نقصان پہنچا اور وہ اپنے ملک کو سخت مشکلات
میں مبتلا کر کے دنیا سے چلتا ہوا۔

لیکن یونان کی ریاستوں کو خواہ پیرکلیز سے کیسی ہی شکایت ہو اور
ایتھنز کے لوگوں میں بھی خواہ کسی نے اُس کو اچھا کہا ہو یا بُرا اگر انصاف یہ ہے کہ
دنیا پر پیرکلیز کے بہت سے احسانات ہیں۔ بغیر اُسکی ذات اور انتظام حکومت
کے بغیر اُس فراخ دستی کے کہ جس سے اُس نے عالیشان عمارتوں اور بتوں کے
بنانے اور شہر والوں کے لیئے کھیل تماشوں کے سامان مہیا کرنے میں دولت
صرف کی اور بغیر سوفسطائیوں اور فلسفیوں کے جنکی اُس نے سرپرستی کی یہ تمام
عقل و ذہانت کی باتیں جو موجودہ دنیا کی شایستہ قوموں میں دیکھی جاتی ہیں آج
جسقدر ہیں اس سے آدھی بھی نظر نہ آتیں۔ اُسکی سیاسی تدابیر میں گو اُنکا نتیجہ کچھ ہی
نکلا ہو وہ روشنی موجود تھی جس نے دنیا کے بڑے بڑے مدبروں کو تاریکی میں
راستہ بتایا۔ اُسکی یہ خواہش کہ ہر ایک ایتھنز کا رہنے والا حکومت ایتھنز کے
ذریعے سے نہ صرف امن و ترقی کی دولت سے متمتع رہے بلکہ اس سے بھی بڑھکر
اُس کو یہ نعمت میسر ہو کہ شریفانہ اغراض کے لیئے بلا مزاحمت کوشش کر سکے۔
اُسکی یہ خواہش کہ ایتھنز کے ہر متنفس میں ایتھنز کی نظم حکومت کی خدمت کرنے کا
ایسا مادہ ہو جاوے جو اُس کو دنیا کے ہر مرحلے میں کامیاب رکھے۔ اُسکی یہ خواہش کہ
ایتھنز کے لوگوں کی ذہنی و اخلاقی تربیت نہ صرف مدرسے اور مکتب میں ختم ہو جاوے
بلکہ زندگی میں آگے بڑھکر بھی اُس کے تجربے اور مشاہدے کے لیئے ایسے سامان
فراہم رہیں جس سے اُسکی قابلیتوں میں ترقی ہوتی رہے۔ اُسکی یہ خواہش کہ ایتھنزیوں

کو اپنے فرائض زندگی کا ادا کرنا ایک ذریعہ مسرت اور ملک کی خدمت کرنی باعث عزت سبب ہے۔ اُسکی یہ آرزو کہ مفلسی سے اُسکا ٹونک جو ہر وقت کلیجے کے پار ہوتا رہتا ہے کسیطرح نکل جاوے اور اس کے ساتھ ہی دولت و ثروت کا تخت اور طلسم بھی ٹوٹ جاوے اور سب اس بات کو سمجھ لیں کہ صرف قوم کو فائدہ پہنچانے سے حکومت میں عزت حاصل ہوسکتی ہے۔ غرض اُسکی یہ سب خواہشیں اور آرزوئیں ایسی نہ تھیں کہ فوراً پوری ہو جاتیں بلکہ جیسا کہ اس زمانے میں بھی حال ہے وہ اس توقع سے پیدا ہوئی تھیں کہ اب سے بہت دور کسی آئندہ زمانے میں وہ پوری ہو جاویں گی۔ لیکن دور یا پاس ایسے ہی اعلےٰ مقاصد وہ برقی شرارے ہیں جو ہماری بڑی بڑی کوششوں اور سرگرمی کے شعلے کو ہمیشہ روشن رکھتے ہیں ؛

پیرکلیز کی صورت و شکل۔ عادات و خصائل کے متعلق بھی چند باتیں پرانی تصنیفات میں ملتی ہیں۔ اُس کی آنکھیں اور آواز پی سس ٹریٹس سے اسقدر مشابہ تھیں کہ مدت تک سیاسی زندگی میں قدم آگے بڑھانے سے خوف کھاتا رہا اور یہ خیال ہوا کہ کہیں پی سس ٹریٹس کی طرح جسکے نام سے لوگوں کو سخت نفرت تھی اُسکی نسبت بھی یہ شبہ نہ گزرے کہ وہ ایتھنز کا بادشاہ مطلق (ٹائیرنٹ) بننا چاہتا ہے۔ پیرکلیز کا سر بہت بڑا تھا اور تالو بہت اُٹھا ہوا تھا۔ کمیڈی نویسوں نے اس بات کو ایک تمسخر کا مضمون بنا رکھا تھا۔ وہ اُس کے سر کو ایک قسم کے کدو سے تشبیہ دیا کرتے تھے جسکو یونانی زبان میں ایسکی نس کہتے تھے۔ اس کے علاوہ اُسپر طرح طرح کی پھبتیاں رات دن ہوا کرتی تھیں۔ سر کے اس عیب کو چھپانے کے لیئے پیرکلیز جب گھر سے باہر نکلتا تھا تو ایک اونچی ٹوپی پہن لیتا تھا۔ اسی پر کراٹی نس نے یہ لطیفہ کہا تھا کہ پیرکلیز موسیقی خانۂ اوڈی ام کی پوری عمارت سر پر رکھے جارہا ہے اُسکی ظاہری صورت دیکھکر لوگوں کو کچھ ایسی بدظنی ہوتی تھی کہ اُسکی لیاقت اور عمدہ برتاؤ کے تجربے کے بعد بھی اس بدظنی میں کمی نہ ہوتی تھی۔ موسیقی میں اُسکا اُستاد ڈیمن تھا۔ یونان کے علم موسیقی میں بہت سے عقلی علوم شامل تھے۔ ڈیمن کی نسبت مشہور تھا کہ وہ ظالم بادشاہوں اور جابر حاکموں کا یار بنا رہتا ہے۔ اور بڑا پکا سوفسطائی ہے۔ اور سوفسطائیت کے پردے میں عموم کی حکومت کو مٹانے کی فکر میں رہتا ہے۔

یہ خیال خواہ صحیح ہو یا غلط مگر اس میں شبہ نہیں کہ ڈیمن۔ ایتھنز سے جلا وطن کر دیا گیا۔ پیرکلیز کا دوسرا اُستاد زینو تھا جس سے پیرکلیز نے فن مناظرہ حکمائے ایلیاتی کے طرز کا سیکھا تھا۔

اُستادوں میں سب سے زیادہ عقیدت اُسکو حکیم اناثی غورس (صفحہ ۱۷۷ و ۱۷۸) سے تھی۔ اِس عالم کی صحبت میں پیرکلیز نے علم وفضل اور رفعت خیال ہی حاصل نہیں کیا جس نے رائج الوقت اوہام پرستی سے اُسکو غیر متاثر رکھا بلکہ طرز گفتگو اور مزاج میں بھی اُستاد کی پوری تقلید کی۔ پیرکلیز کی تقریر کا انداز نہایت سنجیدہ و متین تھا۔ کوئی رکیک یا عامیانہ لفظ زبان سے نہ نکلتا تھا۔ تلفظ بہت صاف اور الفاظ اسطرح ادا ہوتے تھے کہ سب لوگ بخوبی سن سکیں۔ اِن ہی خوبیوں کی وجہ سے سامعین پر اُسکی تقریر کا بہت اثر ہوتا تھا۔ اِدھر اُدھر چلنے پھرنے یا لوگوں کے گھر جاکر ملاقات کرنے کی تکلیف بہت کم گوارا کرتا تھا۔ لباس ہمیشہ بہت پاکیزہ اور سلیقے سے پہنتا تھا۔ ہنستا بہت کم تھا۔ اِس کے ساتھ غصہ بھی کسی بات پر نہ آتا تھا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک بڑا دریدہ دہن خبیث آدمی گالیاں دیتا ہوا پیچھے ہو لیا۔ جب شام کو پیرکلیز اپنے گھر جانے لگا تو اُسوقت بھی اِس آدمی نے پیچھا نہ چھوڑا اور گھر کے دروازے تک برابر سخت وسست کہتا ہوا گیا۔ پیرکلیز نے دہلیز پر قدم رکھتے ہی نوکروں کو آواز دیکر کہا کہ ذرا اِن صاحب کو اُنکے گھر تک پہنچا آؤ کیونکہ اب اندھیرا ہو چلا ہے۔ کسی محفل یا تقریب میں شریک نہ ہوتا تھا۔ اور اُس راستے کے سوا جو سرکاری دفتروں سے اُس کے گھر کو آتا تھا اور کسی راستے پر اُسکو چلتے پھرتے کم دیکھا گیا تھا۔ اُس نے اپنے وقت کے دو حصے کر رکھے تھے۔ ایک وہ جو دوستوں اور عزیزوں کی صحبت میں گزرتا تھا اور دوسرا وہ جسمیں سلطنت کے کاروبار پر غور وخوض کرنا پڑتا تھا۔ اُس زمانے میں اِس قسم کی تقسیم اوقات ایک یونانی مدبر کے لیئے عجیب سمجھی جاتی تھی۔ اور بعض بدخواہ اِس سے کچھ اور ہی مطلب نکالتے تھے۔ کوئی اُسکو خود بینی اور غرور پر محمول کرتا تھا اور کہتا تھا کہ وہ اولمپیا کا دیو ہے جو لوہے کا عصاء ہاتھ میں لیئے ایتھنز پر حکومت کرتا ہے۔ کوئی کہتا تھا کہ کچھ بھی نہیں ہے صرف اپنی بدکاریوں کو پوشیدہ رکھنے کے لیئے یہ وقت کی پابندیاں پیدا کی ہیں پیرکلیز کے

گھر کے حالات بھی بُری طرح مشہور کر رکھے تھے۔ پیرکلیز کا خیال تھا کہ ملنے جلنے اور زیادہ ربط بڑھانے سے عزت کم ہوجاتی ہے جس شخص کے پاس سلطنت کا کاروبار ہو اُس کے لئے کم آمیزی ضروری ہے۔ اور ایسے شخص کو مثل ایک شاہی جہاز کے ایسے ہی وقت سامنے آنا چاہیئے جبکہ اُسکی ضرورت ہو۔

پیرکلیز کے زمانے میں کوئی دوسرا شخص اُس کے مثل صاحب اختیار نہ تھا لیکن اُس نے اپنے سیاسی اختیارات کو کبھی ذاتی عداوت کو یا بخشش کی پیروی میں استعمال نہیں کیئے۔ مرنے کے قریب جو باتیں کہی تھیں اُن میں ایک قول یہ بھی تھا کہ میرے کسی فعل سے کسی ایتھنزی کو ماتمی لباس پہننا نہیں پڑا۔ مورخ پلوٹارک نے جو یونانی اور رومانی خصائل کے پرکھنے میں کچھ کم درجے کا مبصر نہ تھا پیرکلیز کے اس قول کو پیش نظر رکھکر اُسکی نسبت اپنی رائے قائم کی اور اپنی کتاب مشاہیر یونان اور رومان میں جس رومانی سے پیرکلیز کا مقابلہ کیا وہ فبی اس میک سی مس تھا جو ھنا بعل (ہنی بال) قرطاجنی کا حریف مقابل تھا۔ اور اس رومانی نامور کی نسبت مورخ نے ایک مصرع لکھا تھا جسکا مطلب تھا۔

"کہ جسوقت ہم سب پس وپیش میں پڑے تھے وہ آیا اور معاملات سیاست کی صورت بہتر کردی۔"

پیرکلیز جاہل اور نالائق دشمنوں کے ساتھ ہمیشہ نرمی اور فیاضی سے پیش آیا اس لحاظ سے فبی اس اور پیرکلیز میں بہت سی باتیں مشابہ تھیں لیکن "اس نرمی اور فیاضی سے بھی بڑھکر یہ حوصلہ اُسی کا تھا کہ مرتے وقت اپنے بڑے بڑے کاموں میں سے اگر کسی بات کا ذکر زبان پر آیا تو وہ اُس بُردباری وتحمل کا تھا جو باوجود ذی اختیار ہونے کے ہمیشہ اُس کی طبیعت پر غالب رہا۔ اولمپین کا لقب ایک یاوہ گو اور نافہم انبوہ نے طنزاً اُس کو دیا تھا۔ لیکن اگر اُس کے آخری قول پر غور کیا جاوے تو حقیقت میں وہ اِس لقب کا مستحق تھا۔ کوہ اولمپس دیوتاؤں کا رمنا ایک نورانی سکوت کا مقام تھا جہاں نہ ژالہ باری ہوتی تھی۔ نہ برف کے طوفان اُٹھتے تھے بلکہ جہاں ہوا کی بھی مجال نہ تھی کہ تیز چل سکے تو پھر ایسے مقام ساکت وصامت سے

ایک ایسی زندگی کو تشبیہ دینی بالکل درست تھی جو انتظامِ حکومت کے شور و شغب میں کبھی سراسیمہ نہ ہوئی اور جس نے بے انتہا اختیارات رکھنے کی حالت میں بھی اپنے دامن کو نفسانیت کے داغ سے پاک رکھا۔ (پلوٹارک کا آخری جملہ ہے کہ) حقیقت میں پیریکلیز کی زندگی دیوتاؤں کی سی ہستی تھی۔'' [1]

تمت

[1] پلوٹارک کی حیات پیریکلیز کے آخری فقرے ہیں۔

ابجدی فہرست اعلام

معہ ناموں کے انگریزی املا کے

ناموں کا املا جس طرح ترجمہ میں لکھا گیا۔	ناموں کا املا یونانی تلفظ کے مطابق یا مندرجہ ترجمہ سے بہتر تلفظ	نام جسطرح اصل انگریزی کتاب میں آئے۔
الف		
آرکیڈیا	آرکیڈیا	Arcadia
آرکیڈیمس	آرکی دامس	Archidamus
آرگوس	آرگوس	Argos
آرگوس ایمفی لوکی کم	ایمفی لوکی آرگوس	Argos Amphilochicum
آئی اونیا	ای اونیا	Ionia
آئی ساگوراس	ایساگوراس	Isagoras
ارتازرکسیز (اردشیر)	اردشیر	Artaxerxes
ارکن یا ارخن	آرخن	Archon
اسپارٹا	اسپارٹا	Sparta
اسپارٹولس	اسپارتولس	Spartolus
استھینی لائیڈاس	استھینی لائیڈاس	Sthenelaidas
اسٹراٹیگی	استراتےگی	Strategi
اسٹریٹس	استراتس	Stratus
اسٹریپسی ایڈیز	استریپسیادیس	Strepsiades
اسکائیرس	اسکی رس	Scyrus
اسکیونی	اسکیونے	Scione
اکٹی نس	اکتینس	Ictinus
اکلیسیہ	اکلیسیہ	Ecclesia

Alexander	سکندر	الکزانڈر
Alcmæon	الکمیون	الکمیون
Alcmæonidæ	الکمیونی	الکمیونایڈی یا الکمیونی
Anchimolius	انکی مولیئس	انکی مولی اَس
Odeum	اوڈی اُم	اوڈی اُم
Orthagoridæ	اورتھاگورسی	اورتھاگوراس (خاندان)
Oropus	اوروپس	اوروپس
Orestes	اوریستیس	اوریسٹیز
Ostracism	اوستراکزم	اوسٹراکزم
Oligarchs	اولیگارک	اولیگارک
Onatas	اوناتاس	اوناٹاس
Athens	ایتھنز	ایتھنز
Ithome	ایتھومی	ایتھومی
Athena	ایتھینا	ایتھینا
Epidaurus	ایپی ڈورس	ایپی ڈورس
Epidamnus	ایپی ڈیمنس	ایپی ڈیمنس
Atalante	آتالانتے	ایٹالینٹی
Attica	ایٹیکا	ایٹیکا
Ægina	ائی گینا	ایجاینا
Œdipus Rex	شاہ ایڈیپس	ایڈی پس ریکس
Admetus	ادمیتس	ایڈمی ٹس
Aristides	ارستدیس (ارسطیدس)	ایرس ٹائڈیز
Aristeus	ایرس تی اُس	ایرس ٹی اُس
Ariapeithes	ایریا پتھیز	ایریاپائی تھیز
Erechtheum	ایرک تھی اُم	ایرک تھی ام

Erythræ	اری تھری	ایری تھری
Areopagus	اریوپاگس	ایریوپیگس
Aspasia	اسپازیا	ایس پے سیا
Æ Schylus	اس کیلس	ایسکی لس
Ephialtes	ایفیالتیس	ایفی ایلٹیز
Academy	ایکادمی	ایکاڈمی
Acarnania	اکارنی	ایکارلی
Acharuiau	اکارنانیا	ایکرنانیا
Acropolis	اکروپولس	ایکروپولس
Agariste	اگارستے	ایگارسٹی
Ageladas	اگےلاداس	ایگیلاڈاس
Elepinice	ایلپی نیکی	ایلپی نیسی
Elis	ایلس	ایلس
Elegiac	ایلیجیاک	ایلیجیاک
Amyrtæus	امرتیئس	ایمرٹی اس
Amphipolis	ایمفی پولس	ایمفی پولس
Iuaros	ایناروس	ایناروس
Anthemocritus	انتھی موکرتیس	اینتھی موکرائٹس
Anaxagoras	انکساگوراس (انکساغورث)	اناکسیغورث یا اناکسیغورس
Œnophyta	اوئی نوفیتہ	اینوفایٹا
Œnoe	اوئی نوئے	ای نوئی
Evarchus	ایوارکس	ایوارکس
		ب
Byzantium	بائی زنطہ	بائی زین تی ام
Brasidas	براسی ڈاس	براسی ڈاس

Brea	بریا	بریا
Bœotia	بیوتیہ	بیوشیا
		پ
Parthenon	پارتھی نون	پارتھی نون
Pausanias	پوسانیاس	پاسے نیاس
Piræus	پرئی اس (پری اس)	پائی ری اس
Prytany	پریتانی	پرای ٹینی
Prediccas	پرودیکاس	پرڈیکاس
Propylæa	پروپی لیا	پروپائلیا
Prosopitus	پروسوپی ٹس	پروسوپی ٹس
Plataea	پلاتیہ	پلاٹیا
Plistoanax	پلستوآناکس	پلسٹانیکس
Plutarch	پلوتارک	پلوٹارک
Pindar	پندار	پنڈار
Potidaea	پوٹیڈیا	پوٹیڈیا
Polygnotus	پولگ نوٹس	پولگ نوٹس
Polemarch	پولیمارخ	پولیمارک
Pegae	پے گئے	پےجی یا پےگی
Parabasis	پاراباسس	پیرابےسس
Paralus	پارالس	پیرالس
Pericles	فارقلیس	پیرک لیز۔ پیرکلیز
Paros	پاروس	پیروس
Pissâthnes	پی ساتھینز	پی ساتھینز
Pisistratus	پی سس ترائش	پائی سس ٹریٹس
Peloponnesian	پیلوپونیسی	پیلوپونےسی

Pallene	پالے نے (پالینے)	پے لینی
Panticapaeum	پانتی کاپیم	پینٹی کیپی ام
		ت
Thrace	تھریس	تھریس
Thessaly	تھسلی	تھسلی
Thurii	تھوری اِی	تھوری آی
Thebes	تھیبس	تھیبس
Thasos	تھے سوس	تھے سوس
Theseum	تھی سی اُم	تھی سی ام
Thesmothatae	تھس موتھیٹی	تھس موتھیٹی
Themistocles	تمس طاکلیس	تھی مس ٹوکلیز
Theoricon	تھیوری کون	تھیوری کون
Thucydi-des	تھوسی دیس (طوسی دیدش)	تھیوسی ڈائڈیز
		ٹ
Tyrant	تائی رنت	ٹای رنٹ
Timesilaus	تیمیسی لاس	ٹائمی سی لاس
Trygaeus	ترے گائے اس	ٹرای گی اس
Tragedy	ترجیڈی (دردیہ)	ٹریجیڈی
Tanagra	تناگرا	ٹناگرا۔ تناگرا
Tolmides	تولمدیس	ٹولمایڈیز
Titormus	تی ٹورمس	ٹی ٹورمس
Tegea	تیگیا	ٹی جیا
Teres	تیریز	ٹیریز
Tisias	تی سیاس	ٹی سیاس
Taxiarch	تاکسی آرخ	ٹیکسی آرک

Taenarus	تنارس	ٹینارس۔ٹنارس
		ج
Gytheum	گیتھیم	جای تھی ام
General	جنیرل	جینیرل (جرنیل)
Jury	جیوری	جیوری
		ڈ
Diopeithes	دیوپائی تھیس	ڈائیو پے تھیز
Diotimus	دیوتیمس	ڈائیوٹی مس
Dicaeopolis	دی کایوپولس	ڈائی سیوپولس
Dipaea	ڈپیلے	ڈیپیا
Drabescus	درابسکس	ڈرابسکس
Drama	ناٹک	ڈراما
Dracontides	دراکونتدیس	ڈریکن ٹائڈیز
Dorian	ڈوریانی	ڈوری لوگ یا ڈوریانی
Dipylon	دیپی لون	ڈی پائیلن
Delphi	دیلفی	ڈیلفائی
Delos	دیلوس	ڈیلوس
Delan, League	دلوسی لیگ	ڈیلین لیگ یا ڈیلوسی لیگ
Demarch	دیمارخ	ڈیمارک
Damon	داموں	ڈیمن
Democracy	دیموکریسی (عمومیت)	ڈیموکریسی
Deme	دیمی	ڈیمی
Dinomache	دینوکے (دینوماخ)	ڈینومیکی
		ر
Rhegium	ریگیم	ری جی ام

ز		
زرکسیز	زرکسیز	Xerxes
زی اس	زی اس	Zeus
زین تھی پس	زین تھی پس	Xanthippus
س		
سائبیرس	سی بارس	Sybaris
سائمون	کیمون	Cimon
سائی مونے ڈیز	سیمونڈیس	Simonides
سائی نوسارجس	کینوسارگیس	Cynosarges
سرامیکس	کیرامیکس	Ceramicus
سسلی	سیکلی	Sicily
سیسیون	سکیون	Sicyon
سوفسٹ لوگ (سوفسطائی)	سوفسطائی	Sophists
سوفوکلیز	سوفوکلیز	Sophocles
سوکریٹیز (سقراط)	سقراط	Socrates
سولن	سولن	Solon
سولی ام	سولی ام	Sollium
سی ٹالسیز	سی تالکیس	Sitalces
سیٹی ام	کیتیئم	Citium
سے ڈوکس	سادوکس	Sadocus
سیس ٹوس	سیس توس	Sestos
سیری فالیا	کیکری فالیا	Secryphaleia
سیموس (سے موس)	ساموس	Samos
سینوپی ۔ سائی نوپی	اسنوف	Sinope
ف		

Phaselis	فاسے لس	فاسے لس
Phrynichus	فرینی کس	فرائی نِکس
Philip	فیلفوس	فلپ
Phocis	فوکس	فوسِس
Phormio	فورمیو	فورمیو
Pheia	فیا	فی آ ۔ فیا
Phigalea	فیگا لیا	فی جالیا
Pheidon	فئی دون	فی ڈون یا فیڈون
Pheidas	فیڈیاس	فی ڈیاس
		ک
Carthage	قرطاجنہ	کارتھیج (قرطاجنہ)
Caria	کاریا	کاریا
Caryatides	کاریاتدیس	کاریاٹا یڈیز
Carystus	کارس توس	کارس ٹی اس
Chalsis	کالسس	کالِسِس
Cheimerium	کائی می ری اُم	کائی می رِی اَم
Chrysopolis	کریسوپولس	کرائی سوپولس
Chersonese	کرسونیز	کرسونے سی
Crete	اقریتیش	کریٹ
Croesus	کریسس	کریسس
Cratinus	کراتے نس	کرائی نس
Clisthenes	کلس تھینس	کلائیس تھینز
Callirrhoe	کلرہوی	کلرہوی
Cleandridas	کلیاندیداس	کلی این ڈرایڈیز
Cleruchi	کلیروکی	کلیروکی

Cleomenes	کلومینز	کلیومنینز
Cleon	کلیون	کلیون
Colophone	کولوفون	کولوفون
Corcyra	کورکائرا (کورکیرا)	کورسائرا
Corinth	کورنتھ	کورنتھ
Coronea	کورونیا	کورونیا
Comedy	کومیدی (انبساطیہ)	کومیڈی۔کمیڈی
Council	کونسل (مجلس)	کونسل
Chios	خیوس	کی اوس (کیوس)
Charondas	کیرونداس	کیرونڈاس
Calamis	کیلےمس	کیلےمس
Chanachus	کانکس	کےنکس
		ل
Laurium	لاری اُم	لاری ام
Lysistrata	لیستراتا	لای سسٹراٹا
Lysioles	لی سکلیس	لای سکلینز
Lysias	لیسیاس	لای سیاس
Lyceum	لیکی اُم	لائی سی ام
Lipsydrium	لیپسی دری ام	لیپسی ڈری اَم
Lesbos	لس بوس	لس بوس
Locris	لوکرس	لوکرس
Lacedaemonians	لاکےدمونی (لاکے دمون اسپارٹا کا نام تھا)	لیسی ڈیمون
Lacedamonius	لاکے دمونیس	لیسی ڈیمونی اس
Lampon	لامپون	لیمپون

Lamachus	لماکس	لے مے کس
Leobotes	لیوبوتیس	لیوبوٹیز
Leotychidas	لیوتی کی داس	لیوٹی کائیڈاس
Leotini	لیوتینی	لیوٹی نی
		م
Mardonius	ماردونی اس	مارڈونی اس
Myron	می رون	مائی رون
Myronides	می رونڈیس	مائی رونائیڈیز
Mycale	می کالے	مائی کیلی
Messapians	میساپیہ	میساپیا
Militus	ملی تس (ملطہ)	ملی ٹس
Miltiades	ملتیادیس	ملٹی ایڈیز
Methone	می تھونی	می تھونی
Metope	می توپے	می ٹوپی
Metoeci	می توئی	می ٹی سی
Medontidae	میدونتدی	میڈون ٹائی ڈی
Marathon	ماراتھون	مے رے تھون
Macedonia	میکی دونیا	میسی ڈونیا (مقدونیہ)
Messenia	میسینیہ	میسی نیا
Megabyzus	میگابزس	میگا بیزس
Megabazus	میگابازس	میگا بازوس
Megera	میگارا	میگارا
Megacles	میگاکلیز	میگاکلیز
Magnesia	میگ نے شیا	میگ نی شیا
Menecles	مینکلیس	مے نکلیز

		ن
Nisaea	نسیا	نای سیا
Nymphodorus	نمفوڈورس	نم فوڈورس
Nymphaeum	نمفی اُم	نمفی ام
Naupactus	نوپاکٹس	نوپیکٹس
Nomothete	نوموتھیٹی	نوموتھیٹی
Nomophylake	نوموفای لیک	نوموفای لیگ
Naples	نے پلز	نے پلز
Naxos	ناکسوس	نیکسوس
Nicodromus	نیکودروس	نیکوڈروس
Nicomedes	نیکومیدس	نیکومی ڈیز
Cnemus	نی مس	نی مس
		ھ
Hyperbolus	ہیپربولس	ہای پربولس
Hipparchns	ہپارکس	ہپارکس
Hippodamus	ہپوداس	ہپوڈیمس
Hippias	ہپیاس	ہپی اس
Hermippus	ہرمی پس	ہرمی پس
Herodotus	ہیرودوتس	ہیروڈوٹس
Histiaea	ہستی یا	ہسٹی یا
Hoplite	ہوپلیت	ہوپ لایٹ
Hagnon	ہاگنون	ہیگنون
Helot	ہیلوت	ہیلٹ
Halieis	ہیلی اس	ہیلی اس
		ی

Euboea	یوبیا	یوبیا
Euripides	یوری پدیس	یوری پڈیز
Euribiadas	یوری بیاداس	یوری بیاڈاس
Eurymedon	یوری میدون	یوری میڈون

تمت

غلط نامہ

طلبہ سے درخواست ہے کہ کتاب شروع کرنے سے پہلے غلطیوں کی صحت کریں۔ اعلام کی درستی سب سے زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ بعض جگہ غلطی سے ایک ہی علم دو دو اور تین تین مختلف صورتوں میں لکھا گیا ہے۔ اگر صحت نہ کیجائے گی تو طلبہ کو کتاب کے مضامین یاد کرنے میں مغالطہ پڑنے کا اندیشہ رہے گا۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
دیباچہ-۱	۱۷	اور انکی	وہ اوکی	۷۵	۲۱	ایتھصنیا	ایتھینا
ترجمہ-۳	۱۶	بہ	بَر	۱۸۶	۲۴	"	"
۴	۱۲	ریس	رئیس	۱۹۸	۷	"	"
۷	۷	پیلوپوٹیس	پیلوپونےسس	۲۷۷	۲۳	"	"
۸	۳	(۵۸۶-۵۹۵ ق م)	(۵۹۵-۵۸۶ ق م)	۲۸۱	۱۸	"	"
۱۱	۸	بیس	تیس	۲۸۶	۱۹	"	"
۱۱	۸	(۵۰۹-۵۳۱ ق م)	(۵۳۱-۵۰۹ ق م)	۲۸۶	۱۲	"	"
۲۰	۷	زمانے	زمانہ	۲۸۸	۱۶	"	"
۲۸	۲۲	سی ام	سنی ام	۳۲۲	۵	"	"
۳۵	۱۸	ایکیا	اکایا	۶۱	۳	گروہ	وہ
۴۱	۱۱	کر	گر	۶۲	۲۲	قیاضی	فیاضی
۴۲	۱۱	بوسفرس	بوسفورس	۶۳	۱۲	کردی گئی	کردی گئی تھی
۴۵	۲	پوٹاسس	یوٹاس	۶۹	۸	ہوتا تو	ہوتا تھا تو
۵۵	۹	کوکسی	گوکسی	۷۲	۵	(۴۶۵ ق م	(۴۶۵ ق م)
۵۶	۲۴	منظور ہے	منظور تھی	۷۵	۲۰	اپنی میں	اپنی ماں
۶۰	۵	ایتھنیا	ایتھینا	۷۷	۱۵	اختیارات ری	اختیارات بھی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۴	۹	طرف	طرف ہم
۸۸	۶	لوکرادزولس	لوکرس اوزولس
۸۸	۱۸	جواس	جوائس
۸۸	۱۸	جن	جس
۸۹	۱۶	تیز کرالی	تیز کرلی
۹۴	۵	ساتھ رکھتا	ساتھ رکھنا
۹۴	۱۲	نیکوڈیز	نیکومیڈیز
۹۵	۲	خاندوں	خاندانوں
۹۵	۲۱	لیسی ڈیمونیا	لیسی ڈیمون یالاکے ڈیمون
۹۸	۲۳	"	"
۱۰۲	۱۵	"	"
۱۸۵	۷	"	"
۱۸۶	۸	"	"
۱۸۷	۱۲و۱۳	"	"
۱۹۶	۱۴و۱۶	"	"
۲۰۳	۲	"	"
۲۰۵	۲۴	"	"
۲۲۴	۲۰	"	"
۲۲۶	۱۹	"	"
۲۲۷	۲	"	"
۲۲۹	۱۸	"	"
۲۳۱	۷	"	"
۲۳۲	۲۴	"	"

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۹	۱۹	سرخدوی	سرخ رُدئی
۹۹	۲۳	روپے	روپیہ
۱۰۱	۸	سوس	سوسہ
۱۰۳	۱	سیرزنک	خلیج سیرزنک
۱۰۵	۵	(ڈیلوسی لیگ)	ڈیلوسی لیگ
۱۰۶	۱۲	امیوتیئس	امرٹی اس
۱۰۷	۱۲	(ڈیلوسی لیگ)	ڈیلوسی لیگ
۱۰۸	۲۰	یادگا	یادگار
۱۰۹	۱۳	حصیبوں	نصیبوں
۱۱۵	۱۴	ہریا	بریا
۱۱۵	۲۴	پوٹیس	پوٹیڈس
۱۱۶	۱۰	پوسٹس	پوٹنس
۱۱۹	۱۲	پہلے	کر پہلے
۱۲۰	۸	شمالی یونانی	شمالی یونان
۱۲۱	۱۲	بھاگ کر	بھاگا اور
۱۲۲	۲۵	سنبھالیتی	سنبھالتی
۱۲۳	۱۳	(۱۹۰ یا ۳۰۰)	۱۹۰ یا ۲۰۰
۱۲۸	۱۸-۲۰	اور ایسلری فرق	اور اسی طرح امراء کی دیسی حکومت
		....	ہیں ....
		.... فرق رکھتی ہیں۔	فرق نظر آیا کرتا ہے
۱۳۲	۲۱	کلاس تھینیز	کلائیس تھینیز
۱۳۳	۱۶	اکیبا	اکایا
۱۳۴	۳	خیرہ نکل چکی	خیمہ نکل چکی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۷	۴	کای بیرسی	سای بیرسی
۱۳۸	۱۰	ڈیوودرس	ڈیوڈوریس
۱۳۹	۱۷	نامردی	نامردی
۱۴۶	۱۸	ایلیاتی	ایلیائی
۱۴۶	۲۵	پیدا ہوتی ہیں	پیدا ہوتی رہیں
۱۵۵	۷	سپہ سالاروں	سپہ سالاران
۱۶۴	۱۴	سفارت کو	سفیروں کو
۱۶۴	۱۹	حسکم	حَسکَم
۱۶۶	۸	حملہ کرنے والوں	حملہ ریزی کرنے والوں
۱۶۸	۷	کہ ایتھنز	کہ وہ ایتھنز
۱۷۱	۱۷	شکوہ شکایت	شکوہ و شکایت
۱۷۲	۱۰	اُسی گی	اوسی کی
۱۷۲	۱۱	اِسوقت	اُسوقت
۱۷۴	۱۵	دست بازو	دست و بازو
۱۷۷	۱۹	فریں	فریق
۱۷۷	۲۲	بجاے وہ کے	بجائے وہ کے
۱۷۹	۲	کلیون	کلیون نے
۱۷۹	۱۲	جو ہر جگہ	یہ عورتیں ہر جگہ
۱۸۱	۲	وطن	وطن تھا
۱۸۳	۱۷	ڈارکوایڈیز	ڈراکونٹائیڈیز
۱۸۶	۳	جابرادرستم پیشہ	جابر اور ستم پیشہ
۱۸۸	۱۴	کراتے	کرتے
۲۰۱	۲۵	ایلی یوسس	ایلی یوسس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۲	۱۵	کنڈے	کُندے
۲۰۵	۱۶	لے گئے	لے لئے
۲۱۲	۱۸	مدتی	مُدّتی
۲۱۳	۹	رنج	رِنج
۲۱۷	۱۶	دعا	دُعا
۲۱۹	۱۸	کوجہازوں	کہ جہازوں
۲۲۵	۵	پارلس	پرالس
۲۲۶	۱۱	ہیلس پونٹ	ہیلس پونٹ
۲۲۷	۱۷	ہمتنہ پڑتی ہو	ہمت نہ پڑی ہو
۲۲۷	۲۴	ارکیڈیوٹس	ارکیڈیس
۲۲۸	۱۳	لٹوایا	لُٹوایا
۲۲۸	۲۰	کیا تھا	کی تھی
۲۲۸	۲۱	لاشئے محض	لاشۂ محض
۲۲۸	۲۴	بتی ہوی	بنی ہوی
۲۳۳	۱۷	ذمے دار	ذمہ دار
۲۳۸	۴	انقلاب خیالی	انقلاب خیال
۲۳۸	۱۵	ہلوا رہا	ہزار ہا
۲۴۳	۱۳	(قریب ۴)	(قریب ۴ر)
۲۴۳	۱۲	ایک حصہ میں	ہر حصہ میں
۲۴۵	۸	دی کیوپلس یا ٹی کیوپوس	ڈائی سیوپولس پڑھا جاے یا ڈیکیوپولس
۲۲۲	۲۰ و ۲۴		
۲۲۴	۱		
۲۲۵	۱۳،۱۹		
۲۲۶	۱ و ۴		

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۴۶	۱۴	یلمفی تھی پولس	ایلمفی تھی اس
۲۴۸	۲۴	پرائی میں	پرائی ٹین
۲۵۰	۱۲	(درہم تقریباً ۳۵ پونڈ)	درہم تقریباً ۳۵ پونڈ
۲۵۱	۱	ذمہ داری	ذمہ دار ہے
۲۵۱	۱۶	بڑھاکر	بھڑکاکر
۲۵۲	۷	ایک (درہم یعنی ۸ پنس)	ایک درہم یعنی ۸ پنس
۲۵۲	۸	(نصف درہم یعنی ۴ پنس)	نصف درہم یعنی ۴ پنس
۲۵۳	۱۹	ایک جماعت	ایک ایک جماعت
۲۵۳	۲۳	صدر مجلس	صدور مجلس
۲۶۷	۱۲	دیوفلارک	دیوارفلارک
۲۶۷	۲۲	دیوارہاسے پای ہری اس	دیوار ہاسے پارک یا پای رٹی اس
۲۶۷	۲۳	دیوارفاسے رم	دیوارفلارک یا فاسے رم
۲۷۰	۲۳	سای توساجس	سای نوساجس
۲۷۹	۱۶	سعارلنک لیز	سعارینک لیز
۲۸۰	۷	بے پردائی	بے پروالی
۲۸۳	۳	عشر عشیر بھی	عشر عشیر
۲۸۳	۱۳و۱۴	غیر آئینی شاہان کا مطلق العنان	غیر آئینی شاہان مطلق العنان کا
۲۸۴	۲۲	مسثلا	مسثلاً
۲۸۷	۱۳	سالموندیز کے	سالمونڈیز نے
۲۸۸	۱۹	ہنفاتے	ہنفانے
۲۸۸	۲۰	درویہ	وردیہ
۲۹۹	۱۹	پیداکرے	پیداکردے
۳۰۴	۱۰	دہن	دُھن
۳۰۵	۶	ان شاگردوں	اُسکے شاگردوں
۳۰۷	۸	ہیرالیس پے سیا	ہیرالیس پے سیا
۳۰۷	۱۰	وہ ہجولیوں	وہ ہمجولیوں
۳۱۰	۲۴	پارا ے سس	پارا بے سس
۳۱۳	۱۱	بحیرہ خذد	بحیرہ خزر
۳۲۴	۱	سونیں	سُننے میں
۳۲۴	۱۰-۱۱	ہر ہر قسم	ہر قسم
۳۲۵	۱۰	وجہ سخت	وجہ سے سخت
۳۳۲	۱۱	ہای پر یولس	ہای پر بولس
۳۳۸	۶	وہ فیصلے ہوں	وہ فیصل ہوں
۳۴۱	۱	ایلسی ٹایڈیز	ایلسی بایڈیز
۳۴۲	۲۵	پیردے	پردے
۳۴۴	۷	اختیارات کو	اختیارات
"	"	عداوت کو	عداوت

تمّت